دینی مسائل کا انسائیکلوپیڈیا
ہزاروں مستند فتاویٰ جات کا پہلا مجموعہ

جامع الفتاویٰ

تقاریظ

فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ
فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم لاجپوری رحمہ اللہ
فقیہ الاسلام حضرت مولانا مفتی مظفر حسین مظاہری رحمہ اللہ
مورخ اسلام حضرت مولانا قاضی اطہر مبارک پوری رحمہ اللہ
و دیگر مشاہیر امت

تدوین و ترتیب
اشرفیہ مجلس علم و تحقیق

مرتب اول
حضرت مولانا مفتی مہربان علی صاحب رحمہ اللہ

مقدمہ
حضرت مولانا مفتی محمد انور صاحب مدظلہ
(مرتب ''خیر الفتاویٰ'' جامعہ خیر المدارس ملتان)

اِدارۂ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
(061-4540513-4519240

دینی مسائل کا انسائیکلوپیڈیا
ہزاروں مستند فتاویٰ جات کا پہلا مجموعہ

۲

پسند فرمودہ
فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ
فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم لاجپوری رحمہ اللہ
فقیہ الاسلام حضرت مولانا مفتی مظفر حسین مظاہری رحمہ اللہ
مورخ اسلام حضرت مولانا قاضی اطہر مبارک پوری رحمہ اللہ
ودیگر مشاہیر امت

مقدمہ
حضرت مولانا مفتی محمد انور صاحب مدظلہ
(مرتب ''خیر الفتاویٰ'' جامعہ خیر المدارس ملتان)

مرتبین: اشرفیہ مجلس علم وتحقیق

اِدارہ تالیفاتِ اَشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
(061-4540513-4519240

جامع الفتاویٰ

تاریخ اشاعت.................. ربیع الاوّل ۱۴۲۹ھ

ناشر.................ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

طباعت...............سلامت اقبال پریس ملتان

قارئین سے گذارش

ادارہ کی حتی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس کام کیلئے ادارہ میں علماء کی ایک جماعت موجود رہتی ہے۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاکم اللہ

ادارہ تالیفات اشرفیہ...چوک فوارہ...ملتان　مکتبہ رشیدیہ.......راجہ بازار.......راولپنڈی

ادارہ اسلامیات.......انار کلی.......لاہور　یونیورسٹی بک ایجنسی.......خیبر بازار.......پشاور

مکتبہ سید احمد شہید.......اردو بازار.....لاہور　ادارۃ الانور.......نیوٹاؤن.......کراچی نمبر 5

مکتبہ رحمانیہ.......اُردو بازار.......لاہور　مکتبہ المنظور الاسلامیہ...جامعہ حسینیہ...علی پور

مکتبہ المنظور الاسلامیہ.........بلاک زیڈ.......مدینہ ٹاؤن.......بنک موڑ.......فیصل آباد

ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K　119-121- HALLIWELL ROAD
(ISLAMIC BOOKS CENTERE　BOLTON BLI 3NE. (U.K.)

فہرست عنوانات

☆......☆......☆......☆......☆

کتاب الحدیث

علم الحدیث

کتب حدیث کی تاریخ تالیف

سوال...... صحاح ستہ، مسند امام احمدؒ، سنن دارمی، اور سنن امام شافعی یہ کتابیں کس کی لکھی ہوئی ہیں؟ اور کس سن ہجری میں لکھی گئی ہیں؟

جواب...... (۱) مؤطا مالک بن انس متوفی ۱۷۹ھ (۲) مؤطا امام محمد متوفی ۱۸۹ھ

(۳) مسند الامام الشافعی م ۲۰۴ھ یہ تین کتابیں دوسری صدی ہجری کی ہیں۔

(۴) صحیح بخاری محمد بن اسماعیل متوفی ۲۵۶ھ (۵) صحیح مسلم "امام مسلم" متوفی ۲۶۱ھ

(۶) سنن ابی داؤد متوفی ۲۷۵ھ (۷) سنن الترمذی متوفی ۲۷۹ھ (۷) سنن نسائی متوفی ۳۰۳ھ

(۹) سنن ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ (۱۰) مسند امام احمد متوفی ۲۴۱ھ (۱۱) مسند دارمی متوفی ۲۵۵ھ یہ کتابیں تیسری صدی کی ہیں۔ ارشاد القاری ص ۲۵ (احسن الفتاوی ص ۵۱۱ ج ۱)

قرن اول میں حدیث کی تدوین کیوں نہیں ہوئی؟

سوال...... حدیث شریف فرائض دین میں سے ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو صحابہ کرامؓ نے بطریق قرآن مجید حدیث شریف لکھوا کر اس کی حفاظت کیوں نہیں فرمائی؟ خلفاء اربعہ نے اپنے عہد خلافت میں بکثرت حدیث بیان کرنے سے کیوں منع فرمایا؟

جواب...... حدیث کی تعلیم اور تعلیم بھی بقدر ضرورت فرض کفایہ ہے اس کی تدوین کا اہتمام خلط بالقرآن کے خوف سے ابتداء میں نہیں کیا گیا۔

بکثرت بیان کرنے سے ممانعت اس احتیاط کے لئے تھی کہ لوگوں کو غیر مستند احادیث بیان کرنے سے روکا جائے اور جرأت مضرہ سے ڈرایا جائے۔ (کفایت المفتی ص ۱۱۰ ج ۲)

کتابت اور تدوین حدیث

سوال...... کتابت اور تدوین حدیث کا کام کب سے شروع ہوا ہے؟

جواب...... جزوی طور پر تو صحابہ کرامؓ کے دور میں بھی کتابت حدیث کا خیال رکھا جاتا تھا لیکن باضابطہ طور پر تدوین حدیث کے لئے دو چیزیں رکاوٹ بنتی تھیں۔ ایک تو قرآن حکیم کے ساتھ التباس کے خوف کی وجہ سے انہیں منع کیا گیا تھا اور دوسری وجہ یہ تھی کہ صحابہ کرامؓ کو اللہ تعالیٰ نے قوت حافظہ کا وافر حصہ عطا فرمایا تھا جس کی وجہ سے انہیں تدوین حدیث کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوئی تھی لیکن جب تابعینؒ کا دور آیا اور مختلف فرقے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر نمودار ہونے لگے جو دین میں اپنی طرف سے کچھ داخل کرنا اور مرضی کے خلاف کو دین سے نکالنا کوئی گناہ نہیں سمجھتے تھے اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ احادیث نبوی کی باضابطہ طور پر تدوین کی جائے تاکہ صحیح اور سقیم کا امتیاز ہو۔ چنانچہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ان حالات اور ضروریات کے پیش نظر ایک فرمان جاری کیا جس میں اہل علم کو یہ پیغام تھا کہ وہ احادیث نبوی کو جمع کریں پھر اس فرمان کی روشنی میں علماء کرام نے احادیث کو جمع کرنے کا کام شروع کیا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ چونکہ ۱۰۱ھ میں وفات پا گئے تھے اس لئے معلوم ہوا کہ کتابت وتدوین حدیث کا کام باقاعدگی سے پہلی صدی کے اواخر اور دوسری صدی کی ابتداء میں شروع ہوا ہے۔

لما قال ابن حجرؒ اعلم علمنی و ایاک ان آثار النبیؐ لم تکن فی عصر اصحابه وکبار تبعهم مدونة فی الجوامع ولامرتبةً لامرین احدهما انهم کانوا فی ابتداء الامر قد نهوا عن ذٰلک کما ثبت فی صحیح مسلم خشیة ان یتخلط بعض ذٰلک بالقرآن العظیم وثانیهما لسعة حفظهم وسیلان اذهانهم ولان اکثرهم کانوا لایعرفون الکتابة

ثم حدث فی اواخر عصر التابعین تدوین الآثار وتبویب الاخبار لما انتشر العلماء فی الامصار و کثر الابتداع من الخوارج والروافض و منکری الاقدار الخ (حدی الساری مقدمه فتح الباری ص ۴ ج ۱ (الفصل الاول) (فتاویٰ حقانیه جلد ۲ ص ۱۸۹)

محدث کی تعریف کیا ہے

سوال..... محدّث اور محدث میں کیا فرق ہے؟ اور اس وقت بھی ہندوستان میں کوئی محدث ہیں یا نہیں؟

جواب..... محدث بے وضو شخص کو کہتے ہیں اور جو شخص حدیث دانی کا مدعی ہو اور فقہ و حدیث کا ماہر نہ ہو تو بطور استہزاء اس کو محدث نہیں بلکہ محدث کہتے ہیں۔ محدّث اس شخص کو کہتے ہیں کہ جس نے علم حدیث کے متون و اسانید و علل اور تواریخ کو اصولاً و فروعاً سنا، پڑھا، لکھا ہو اور اس کے لئے شہروں اور گاؤں کا سفر بھی کیا ہو۔ بعض حضرات علم حدیث کا مشغلہ رکھنے والے اب بھی موجود ہیں، جن کا اور کوئی مشغلہ ہی نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۷ ج ۱)

اقسام حدیث

سوال..... حدیث کی کل کتنی قسمیں ہیں؟

جواب..... رواۃ کی تعداد کے اعتبار سے حدیث کی چار قسمیں ہیں۔ متواتر، مشہور، عزیز، غریب۔

متواتر:۔ وہ حدیث ہے جسے ہر دور میں اتنے راویوں نے نقل کیا ہو کہ جن کا جھوٹ پر اتفاق کرنا از روئے عقل محال ہو۔

مشہور:۔ وہ حدیث ہے جس کے راوی محدود ہوں جو تواتر کی حد تک نہ پہنچے ہوں اور ہر دور میں کم از کم تین راوی ہوں۔

عزیز: وہ حدیث ہے جس کے راوی ہر دور میں دو سے کم نہ ہوں۔

غریب:۔ وہ حدیث ہے جس کی سند میں کسی بھی دور میں ایک راوی آیا ہو۔

لماقال العلامه ابن حجر العسقلانیؒ الخبر ای الحدیث اما ان یکون له طرق بلاحصر عدد معین اومع حصر بما فوق الاثنین اوبهما اوبواحد فالاول المتواتر وهو المفید للعلم الیقینی بشروطه والثانی المشهور والثالث العزیز والرابع الغریب. الخ (نخبة الفکر ص ۱۰ فی البحث

اقسام باعتبار عددرواۃ)(وقال العلامۃ شبیراحمد العثمانیؒ الخبر اماان یرویہ جماعۃ یبلغون فی الکثرۃ مبلغاً تحیل العادۃ تواطئھم علی الکذب فیہ اولا فالاول المتواتر والثانی خبرالاحاد...... و خبرالاحاد ان کانت رواتہ فی کل طبقۃ ثلاثۃ فاکثریسمیٰ مشھوراً و ان کانت رواتہ فی بعض الطبقات اثنین ولم تنقص فی سائرھا عن ذٰلک یسمیٰ عزیزاً وان انفرد فی بعض الطبقات او کلھا راوواحد یسمیٰ غریباً. الخ (مقدمۃ فتح الملھم ج ۱ ص ۶ فی بیان اقسام الحدیث باعتبار عددرواۃ)

حدیث کی اقسام باعتبار صفات

سوال......حدیث مقبول کی باعتبار صفات کل کتنی قسمیں ہیں؟

جواب......حدیث مقبول کی باعتبار صفات چار قسمیں ہیں۔ صحیح لذاتہ، صحیح لغیرہ، حسن لذاتہ، حسن لغیرہ۔

(۱) صحیح لذاتہ

اس حدیث کو کہا جاتا ہے جس کے تمام ناقلین تام الضبط ہوں، سند متصل ہو اور اس میں کسی قسم کی علت یا شذوذ نہ پایا جاتا ہو۔

(۲) صحیح لغیرہ

وہ حدیث ہے جس میں مذکورہ شرائط اعلیٰ درجے کی نہ ہوں، تاہم اس نقصان کا جبیرہ کثرت سند یا کسی اور صفت سے کر دیا گیا ہو۔

(۳) حسن لذاتہ

وہ حدیث ہے جس میں مذکورہ بالا شرائط کا کوئی جبیرہ نہ کیا گیا ہو۔

(۴) حسن لغیرہ

وہ حدیث ہے جس میں قبولیت اور مردودیت برابر ہوں لیکن کسی قرینہ کی وجہ سے جانب قبولیت کو ترجیح دی گئی ہو۔

لماقال الحافظ ابن حجرالعسقلانیؒ: وخبرالاحاد بنقل عدل تام

الضبط متصل السند غير معلل ولاشاذهوالصحيح لذاته لانه اما ان يشمل من صفات القبول علیٰ اعلاها اولا الاول الصحيح لذاته والثانی ان وجد مايجبرذلک القصور ككثرة الطرق فهو الصحيح ايضاً لكن لالذاته و حيث لاجبيرة فهوالحسن لذاته وان قامت قرينة ترجح جانب قبول مايتوقف فيه فهوالحسن ايضا لكن لالذاته الخ (شرح نخبة الفكر ص ۲۶) (وقال العلامة شبير احمد العثمانی:. والمقبول ينقسم الیٰ اربعة اقسام: صحيح لذاته' صحيح لغيره' حسن لذاته' حسن لغيره. وذٰلک لان الحديث ان اشتمل من صفات القبول علی اعلیٰ مراتبها فهو الصحيح لذاته وان لم يشمل علیٰ اعلیٰ مراتبها فان وجد فيه مايجبرذٰلک القصور الواقع فيه فهو الحسن لذاته و ان كان فی الحديث ما يقتضی اليتوقف فيه لكن وجد مايرجح جانب قبوله فهوالحسن لالذاته بل لغيره الخ (مقدمة فتح الملهم ج ۱ ص ۹ فی بحث ان خبرالاحاد ينقسم الیٰ قسمين المقبول والمردود) و مثله فی قواعد التحديث للقاسمیؒ ص ۸۲-۱۰۲ فی الباب الرابع فی معرفة انواع الحديث فی بيان اقسام الصحيح و بيان الحديث الحسن.

شاذ کی تعریف

سوال......شاذ کس قسم کی روایت کو کہا جاتا ہے؟

جواب......شاذ کے بارے میں محدثین کی مختلف عبارات منقول ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ شاذ کی تعریف اہل فن کے مابین مختلف فیہ ہے۔ چنانچہ علماء حجاز کی ایک جماعت کے نزدیک شاذ اس حدیث کو کہا جاتا ہے جس میں ثقہ راوی دوسرے ثقات کی مخالفت کرے۔

اور حافظ ابویعلیٰ خلیلی کے نزدیک شاذ اس روایت کو کہا جاتا ہے جس کی صرف ایک سند ہو اور ایک ہی راوی سے نقل کیا ہو چاہے وہ ثقہ ہو یا نہ ہو لہٰذا اس تقدیر پر شذوذ صرف تفرد سے عبارت ہے۔

اور حاکم کے نزدیک شاذ وہ روایت ہے جسے کوئی ثقہ راوی انفرادی طور پر نقل کرے اور اس کا کوئی متابع نہ ہو۔

تاہم محققین کے نزدیک شاذ وہ روایت ہے جس کو ثقہ راوی راجح روایت سے مخالف نقل کرے۔

لما قال العلامة شبیر احمد عثمانیؒ : بعد مافصل الاقوال المذکورة والمعتمد فی حدالشاذ بحسب الاصطلاح انہ مایرویه الثقة مخالفاً لمن هوارجح منه الخ (مقدمة فتح الملهم ج ۱ ص ۱۱۷ فی بیان الشاذ والمحفوظ والمنکر والمعروف)(وقال الحافظ ابن حجر العسقلانی رحمه الله: و عرف من هٰذا التقریران الشاذ مارواه المقبول مخالفاً لمن هواولیٰ منه و هٰذا هوالمعتمد فی تعریف الشاذ بحسب الاصطلاح الخ (نزهة النظر شرح نخبة الفکر ص ۴۲ فی بحث الشاذ والمنکر) ومثله فی قواعد التحدیث من فن مصطلح الحدیث ج ۱۱ ص ۱۳۰ فی ذکر انواع تختص بالضعیف.(فتاویٰ حقانیه جلد ۲ ص ۱۹۰)

علم حدیث کی تعریف

سوال...... علم حدیث کی کیا تعریف ہے؟

جواب...... علم حدیث کی تعریف حسب ذیل ہے۔

"علم یعرف به احوال مانسب الی النبی صلی الله علیه وسلم قولاً او فعلاً او تقریرا او صفة" علم حدیث وہ علم ہے جس سے ان چیزوں کے احوال معلوم ہوتے ہیں جو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کئے گئے ہوں بطور قول کے یا فعل کے یا تقریر کے یا صفت کے یہی تعریف راجح اور قوی ہے، بعض حضرات نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی داخل کیا ہے اور ان کے اقوال وافعال کو حدیث میں شمار کیا ہے۔ (مکتوبات ۱/۹۹)

وحی کیا ہے؟

سوال...... وحی کا اطلاق کس پر ہوتا ہے کیا احادیث طیبہ کو بھی وحی کہہ سکتے ہیں؟

جواب...... جبکہ قرآن شریف میں وارد ہے **"وماینطق عن الهویٰ ان هوالاوحی**

یوحی (سورہ نجم پ ۲۷) ان علینا جمعه و قرانه ثم ان علینا بیانه (سورہ قیامہ پ ۲۹) تو پھر اس میں دارمی وغیرہ کی روایت کی کیا حاجت ہے کہ حدیث کے وحی ہونے میں اس کو تلاش کیا جائے اور اس کی صحت وسقم سے بحث ہو جو کچھ بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم از قسم تفسیر کلام اللہ اور از قسم دینیات ارشاد فرمائیں گے وہ سب وحی ہے۔ ہاں بعض وحی اس قسم کی ہیں کہ جس کے الفاظ بھی القاء فرمائے گئے ہیں اور بعض وہ ہیں جس کے معنی القاء کئے گئے اور الفاظ میں اختیار دیا گیا ان معنی کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے الفاظ میں ادا فرماتے ہیں پھر وہ الفاظ دو قسم کے ہیں بعض وہ ہیں جن کی نسبت جناب باری عز اسمہ کی طرف ہے اور اکثر وہ ہیں جن کی نسبت جناب باری عز وجل کی طرف نہیں ہے اول الذکر قرآن کریم ہے۔ ثانی حدیث قدسی ہے ثالث عام احادیث قولیہ ہیں' سب واجب التسلیم ہیں۔ مگر فرق ثبوت کے درجات میں ہے۔ قرآن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتراً منقول ہے یعنی اس کے نقل کرنے والے ہر زمانے میں اس قدر نفوس کثیرہ رہے ہیں جن میں جھوٹ بولنے یا غلطی کرنے کا احتمال باقی نہیں رہتا۔ اس لئے اس کا منکر کافر ہے اور اس کو ماننا عقلاً ونقلاً ضروری ہے اور احادیث خواہ قدسیہ ہوں یا غیر قدسیہ ہوں ان کے نقل کرنے والے اتنے کثیر نفوس نہیں ہیں اس لئے ان میں احتمال جھوٹ یا غلطی کا آتا ہے اس لئے قطعی الثبوت نہ ہوں گی اور ان کا منکر کافر نہ ہوگا یہ تو فرق ہمارے لئے ہے صحابہ کے لئے نہیں۔ ان کے لئے قرآن کریم اور ارشادات نبویہ سب قطعی الثبوت ہیں وہ اگر ایک حدیث کے بھی سننے کے بعد منکر ہوں تو کفر لازم ہو جائے گا۔ پھر اگر ایسے لوگ ناقل اور راوی ہیں جن کے احوال ایسے پاکیزہ اور عمدہ ہیں جن سے جھوٹ کا احتمال بالکل چھوٹ جاتا ہے تو غلبہ ظن سچائی اور واقعیت ثبوت کے پیدا ہو جانے کی بناء پر اس حدیث کو مقبول اور صحیح یا حسن کہا جاتا ہے اور اگر ان کے اقوال ایسے نہیں ہیں تو حدیث ضعیف یا مردود قرار دی جاتی ہے' پھر اگر صحیح حدیث ہم معنی متواتر طریقے پر ہوں اگر چہ الفاظ میں تواتر نہ پایا جاتا ہو تو اس حدیث کو متواتر بالمعنی کہا جاتا ہے' عذاب قبر وغیرہ کی روایت ایسی ہی ہے انہیں میں اعداد رکعات وغیرہ کی روایات ہیں ان پر ایمان لانا واجب ہوگا اور انکار کفر ہوگا اگر چہ الفاظ کا انکار ایسا درجہ نہ رکھے گا۔

جو ارشادات نبویہ حسب عادت بشری ہوں ان کا تعلق دینیات اور تفسیر کلام اور تبلیغ عن اللہ سے نہ ہو جیسے روز مرہ کے بشری کاروبار دنیاویہ وغیرہ میں کلمات ہوتے رہتے ہیں ان کا تعلق وحی سے نہ ہوگا وہ حسب طبیعت بشریہ مثل دیگر بشر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صادر ہوں گے انہیں کو کھجور

کے متعلق والی حدیث میں ارشاد فرمایا گیا ''انتم اعلم بأمور دنیاکم الخ'' ہر حدیث کی وحی کے لئے نزول جبریل علیہ السلام ضروری نہیں، وحی کے اقسام آٹھ یا نو ہیں، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء علیہم السلام کے خواب بھی وحی ہیں الہام اور کشف بھی وحی ہے'۔ (مکتوبات ۱/ ۹۹-۱۰۱)

تدوین حدیث

سوال...... کیا یہ بات صحیح ہے کہ احادیث مبارکہ کی تدوین تین صدی بعد ہوئی ہے؟

جواب...... یہ بات بالکل غلط ہے کہ علم حدیث کی تدوین تین صدی کے بعد ہوئی، علم حدیث کی تدوین تو آنحضرت علیہ السلام ہی کے زمانہ سے شروع ہوئی تھی، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کو آپ نے احادیث کے لکھنے کی اجازت دے دی تھی وہ لکھا کرتے تھے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ''مجھ سے زیادہ احادیث نبویہ کا حافظ کوئی دوسرا بجز عبداللہ بن عمرو بن العاص نہیں ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ لکھا کرتے تھے اور میں لکھتا نہ تھا'۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۲۲)

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حجۃ الوداع میں منی میں اپنا نہایت جامع اور فصیح خطبہ پڑھا جس میں اجمالاً تمام شرائع اسلامیہ کو ذکر کیا گیا تھا تو ابوشاہ نے اس کے لکھوا دینے کی استدعا کی آپ نے ارشاد فرمایا اس کو لکھ دو (بخاری شریف ج ۱ ص ۱۰۱۶) زکوٰۃ حیوانات اور نقود وغیرہ کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تفصیلات اپنے عاملوں کو لکھوا کر دیں، جو کہ کتاب ابن حزم وغیرہ کے نام سے مشہور ہے، دیت کے اقسام اور ان میں اونٹوں کی عمریں وغیرہ درج ہیں جس کو حضرت علیؓ نے اس سوال کے جواب میں کہ کیا آپ کے پاس کتاب اللہ کے علاوہ کوئی چیز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے موجود ہے؟ فرمایا کہ نہیں مگر جو کاغذ ہماری تلوار کے میان میں موجود ہے پوچھا گیا اس میں کیا ہے؟ کہا: دیت کے اونٹوں کی عمریں اور احکام اہل ذمہ وغیرہ (بخاری ج ۲ ص ۱۰۲۰)

غرضیکہ تسوید احادیث زمانہ نبوی علیہ السلام میں شروع ہوگئی تھی جو کہ صحابہ کرام کی توجہ سے ترقی پذیر ہوتی رہی (اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مصاحف کو منضبط کر دینے کی بنا پر پورے اطمینان اور وثوق کے ساتھ اس پر توجہ ہوگئی) مگر یہ تحریریں محض یادداشت اور مسودہ کے طور پر تھیں کوئی ترتیب نہ تھی۔

اسلام کی نشر و اشاعت کی مصروفیت' اشتغال بالجہاد کی شدید اہمیت کی بنا پر صحابہ کرام نے اپنے اپنے حافظہ پر اعتماد کر رکھا تھا۔ مگر اسی زمانہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں تابعین میں اہل قلم اور اہل حفظ ایسے ایسے نشو و نما پا جاتے ہیں جنہوں نے ان متفرق مسودوں کو محفوظ فی الصدور

احادیث کو ابواب پر ترتیب دینا اور بڑے بڑے دفاتر تیار کرنا شروع کر دیا تھا ابن شہاب زہری اور محمد ابن ابی بکر بن حزم اور ان کے ہم عصر بڑے بڑے ائمہ تابعین ہر ہر مرکز میں بکثرت موجود ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کا زمانہ خلافت سو ہجری ہے یعنی بعد وفات نبوی علیہ الصلوۃ والسلام نوے برس پر انہوں نے بہت سے صحابہ کرام سے علم حاصل کیا تھا بہت بڑے علامہ جلیل القدر خلیفہ راشد ہیں انہوں نے اپنے عہد خلافت میں نشر و اشاعت حدیث کا نہایت عظیم الشان اور غیر معمولی انتظام کیا۔ ان کے زمانہ خلافت میں علم حدیث کی بے بہا ترقی ہوئی اور اس وقت سے علم حدیث کی تدوین کتابوں کی صورت میں شروع ہوگئی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی جو کہ ۹۳ھ میں پیدا ہوئے محمد بن اسحاق اور واقدی وغیرہ کی کتاب المغازی ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق کی ضخیم ضخیم تصنیفات نہایت کثرت سے فقہ اور حدیث میں کی گئیں امام محمد اور امام ابو یوسفؒ کی تصانیف بھی اسی زمانہ کی ہیں جن میں فقہ کے ساتھ احادیث بکثرت مذکور ہیں امام محمدؒ کی موطا اور کتاب الآثار اور سیر کبیر اور سیر صغیر مبسوط وغیرہ کتب ظاہر الروایت ملاحظہ فرمایئے اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف نیز سفیان ثوری اعمش طبری وغیرہؒ نے نہایت بڑی بڑی کتابیں لکھیں۔ ہاں ان کتابوں میں یہ بات ضرور تھی کہ احادیث نبویہ (علی صاحبہا الصلوۃ والسلام) کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال اور فتاویٰ بھی بکثرت ہوتے تھے۔ فقہی استخراجات اور استدلالات بھی ہوتے تھے۔ امام شافعیؒ کی ''کتاب الام'' اور امام ابو یوسفؒ کی امالی وغیرہ ایسے مضامین سے بھری ہوئی ہیں ان حضرات نے سنہ ۱۰۰ھ کے بعد عموماً ابتدائی صدی میں یہ ذخائر جمع کر دیئے ہیں پھر اسی دوسری صدی کا آخری زمانہ آتا ہے جس میں ایسے بڑے بڑے اولوالعزم حضرات پیدا ہو جاتے ہیں جو کہ ان سابقہ مولفات کو چھانٹتے ہیں اور فقط صحیح اور مرفوع احادیث کو جمع کرتے ہیں۔

امام بخاریؒ سنہ ۱۹۴ھ میں پیدا ہوئے امام احمد ابن حنبلؒ ان سے بہت پہلے پیدا ہوئے امام بخاریؒ نے ''الجامع الصحیح'' مشہور کتاب تصنیف کی امام احمدؒ ان کے استاذ ہیں انہوں نے اپنے مسند کو خاص طور پر ترتیب دیا اور اسی دوسری صدی کے آخری زمانہ میں امام طحاویؒ علی ابن المدینیؒ اور ابن معینؒ یحییٰ ابن سعید القطانؒ دارمی وغیرہ ہیں جن کی تصانیف کثرت سے ہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ تدوین حدیث کا ابتدائی دور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے ہی حسب الحکم شروع ہو جاتا ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مصاحف کی ترتیب کے بعد اس میں ترقی ہو جاتی ہے عمر بن عبدالعزیزؒ کے زمانہ میں عام طور پر تسوید اور ترتیب ابواب جاری ہوگئی اور

روز افزوں ترقی کے ساتھ آخری صدی تک میں بڑی بڑی کتابیں مرتب اور مہذب ہوکر وجود میں آ گئیں ہر حدیث کے معلم کے یہاں املاء کا طریقہ جاری تھا ان محدثین کی جو کہ پہلی ہی صدی اور زمانہ صحابہ کرامؓ میں مشہور بالروایت اور تدریس حدیث ہیں تاریخ میں ملاحظہ فرمایئے صرف یہی طریقہ نہیں تھا کہ احادیث مجمع تحدیث میں سنادی جائیں اور ان کی تفسیر کر دی جائے بلکہ عموماً قلم دوات اور کاغذ کے ذریعہ ہر طالب علم کے پاس استاذ کی مرویات کا ایک ضخیم خزانہ جمع ہو جاتا تھا جس کی یادگار معجمات ہیں۔ معجم صغیر و کبیر و اوسط طبرانی اسی کی یادگار ہیں ہاں ان معجمات میں استاذ کی جملہ روایات رطب و یابس لکھی جاتی تھیں امام مالکؒ نے اولاً یہ قدم اٹھایا کہ ان روایات کی چھان پھوڑ اور کانٹ چھانٹ کی اور اسی وجہ سے ان کی کتاب موطا وظیفہ محدثین میں بہت زیادہ مقبول ہوئی اور عام شہرہ ہو گیا کہ (اصح الکتب تحت ادیم السماء بعد کتاب اللہ الموطا) مگر امام بخاریؒ نے اس بنا پر کہ اس میں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اقوال اور فتاویٰ اور تابعین کے اقوال بکثرت درج ہیں اور اس وجہ سے کہ اس میں عموماً روایات حفاظ مدینہ منورہ کی ہی پائی جاتی ہیں دوسری تصنیف کی ضرورت سمجھی اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم وغیرہ ظہور پذیر ہوئیں جو کہ تیسری صدی کی ابتدائی یادگار رہیں بہرحال یہ خیال بالکل بے بنیاد ہے کہ تدوین حدیث تیسری صدی کے بعد ہوئی۔ (مکتوبات ۱-۹۶-۹۹) (فتاویٰ شیخ الاسلام ص ۲۱۱)

امام ابوحنیفہ اور علم حدیث

سوال......امام ابوحنیفہؒ کے متعلق بعض مطاعن نظر سے گزرے اس لئے بعض امور قابل استفسار ہیں۔

(۱) امام صاحب کو سفر کا اتفاق نہ ہوا اور ان کے وقت میں کتب حدیث کی جمع و ترتیب کا اتفاق نہ ہوا بس جو کچھ کوفہ میں بیٹھے بیٹھے معلوم ہوا ہو گیا اور جو کچھ رہ گیا سو رہ گیا۔

(۲) فقہ اور اجتہاد ان کا شہرۂ آفاق ہے اور حدیث کے دفتر میں ان کا نام نہیں۔

(۳) صحاح ستہ میں کہیں ان کی روایت کا نام نہیں، بغیر ایک جگہ کے' کتاب العلل للترمذی میں' سو وہ بھی ایک جگہ جابر جعفی کے کاذب ہونے کی ان سے نقل ہے۔

جواب......مذکورہ فقرے بے ادبی سے خالی نہیں' امام صاحب کے بارے میں یہ کہنا کہ ان کا حدیث سے کوئی واسطہ نہیں' بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔ صحاح ستہ کے علاوہ دوسری بہت سی کتابوں میں ان کی روایات کثیرہ موجود ہیں اور بہت سے محدثین و مورخین نے ان کا شمار محدثین میں کیا ہے' ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں ان کو حافظین حدیث میں شمار کیا ہے اور نووی نے تہذیب الاسماء واللغات

میں۔ابن عبدالبر‘ ابن حجر‘ اور سیوطی وغیرہم نے امام اعظم کے مدائح اور اوصاف جمیلہ نہایت بسط کے ساتھ بیان کئے ہیں اور رہا صحاح ستہ میں کسی روایت کا نہ ہونا تو ہمارے نزدیک کسی طرح باعث نقص نہیں‘ صدہا صحابہؓ ایسے ہیں کہ ان کتابوں میں ان کی کوئی روایت نہیں‘ اور اتحاف النبلا وغیرہ میں جو امام اعظم کے معائب منقول ہیں وہ سب بے اصل اور لغو ہیں۔ (مجموعہ فتاویٰ ص ۱۳۶ تا ۱۳۷)

کتب حدیث‘ رزین‘ شعب الایمان‘ بیہقی وغیرہ کا درجہ

سوال...... بیہقی‘ ابن عساکر وغیرہ کتابوں کا شمار حدیث کے تیسرے اور چوتھے طبقہ میں ہے اور ان کا پایہ زیادہ بلند نہیں پھر کیا وجہ ہے کہ بڑے بڑے محدثین ان کی احادیث کو اپنی تصانیف میں لاتے ہیں۔ حتی کہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے مدارج النبوۃ میں مواہب لدنیہ کی بہت سی روایات ذکر کی ہیں جنہیں صاحب سیرت النبیؐ نے غیر مستند قرار دیا ہے۔

جواب...... ان کتابوں میں چونکہ ضعیف روایتیں بھی ہیں‘ اس لئے ان کا درجہ گھٹا دیا گیا ہے لیکن یہ مطلب نہیں کہ ان کی کوئی روایت قابل اعتماد نہیں‘ مشکوۃ میں بھی ان کی روایتیں لی گئی ہیں اور دوسری کتابوں میں بھی لی جاتی ہیں۔ اخبار و سیر کی کتابوں میں زیادہ چھان بین نہیں ہوئی‘ اس لئے شیخ عبدالحق صاحبؒ اور سیرت کے دوسرے مصنفین نے ان کتابوں کی حدیثوں سے استناد کیا ہے۔ جن مولفین نے سیرت میں بھی تنقید کا راستہ اختیار کیا ہے‘ انہوں نے ضعیف روایات کو علاحدہ کر دیا۔ (کفایت المفتی ص ۱۱۴ ج ۲)

جرح وتعدیل

راوی کی عدالت ثابت کرنے کا طریقہ

سوال...... راوی کی تعدیل کے لئے اصول فقہ کی کتابوں میں چار شرائط ذکر کی جاتی ہیں۔ عقل‘ اسلام‘ ضبط‘ عدالت۔ اگر کتب رجال میں کسی راوی کے بارے میں ان لفظوں کے بجائے ثبت‘ ثقہ‘ صدوق میں سے کوئی لفظ بولا جائے اور اس پر صدوق سیئ الحفظ یا صدوق یہم کے ساتھ جرح نہ کی گئی ہو تو اس صورت میں تعدیل متحقق ہو جائے گی‘ یا اس کے عادل ہونے میں تردد رہے گا؟

جواب...... یہ الفاظ تعدیل کے اعلیٰ مراتب میں سے ہیں‘ ان الفاظ کے بیان کرنے کے بعد‘ کسی راوی کے بارے میں شک وشبہ کرنا کسی عاقل کا کام نہیں۔ (فتاویٰ عبدالحئی ص ۱۱۳)

حدیث کا ضعف و نکارت سند کی بناء پر ہے

سوال...... زید اللہ اور اس کے رسول میں فرق نہیں کرتا ہے، پھر جو کوئی حدیث کو ضعیف، موضوع، منکر وغیرہ کہتا ہے وہ آنحضرت کی حدیث شریف کی توہین کرتا ہے اور جو کوئی قول صحابیؓ و تابعیؒ و تبع تابعیؒ کو حدیث موقوف یا مرسل یا منقطع کہتا ہے وہ غیر نبی کے قول کو برابر قول نبیؐ کے کرتا ہے۔

۲۔ آنحضرتؐ کے تمام ارشادات صحیح ہیں کوئی ضعیف یا موضوع وغیرہ نہیں۔

۳۔ اور اگر امام اسماعیل بخاری نے غلطی کی ہو تو خدا کے نزدیک سب کی خطا برابر ہے وہ بھی سزا کے قابل ہوئے۔

جواب...... یہ قائل فن حدیث کی اصطلاح سے ناواقف ہے، حدیث کو ضعیف یا موضوع یا منکر معلل، مدلس، مدرج باعتبار سند کے کہا جاتا ہے، قول رسول ہونے کی جہت سے حدیث شریف کے یہ اوصاف نہیں۔

صحابیؓ کے قول کو حدیث موقوف کہنا صحیح ہے اس میں حدیث کے معنی قول رسولؐ کے نہیں، بلکہ مطلب یہ ہے کہ یہ قول صحابیؓ کا ہے۔

۲۔ حضورؐ کا قول تو بے شک موضوع اور ضعیف یا منکر نہیں ہو سکتا مگر سندیں تو ضعیف اور منکر ہوتی ہیں اور لفظ حدیث ان مثالوں میں مطلق قول یا خبر کے معنی میں ہوتا ہے۔

۳۔ ہاں اختیاری اور قصدی غلطی میں مؤخذاہ ہے، خواہ کسی سے ہو اور بے مقصد غلطی ہو جائے تو اس میں کوئی مواخذہ نہیں۔ خواہ کسی سے ہو (کفایت المفتی ص۱۱۳ ج ۲)

تقریب کی جرح و تعدیل سب کے نزدیک معتبر ہے

سوال...... اگر کوئی شخص یہ کہے کہ تقریب میں جو جرح و تعدیل مذکور ہے مجھ کو اس کا اعتبار نہیں، صاحب تقریب کے علاوہ کوئی دوسرا بھی تصدیق کرے تو قابل اعتبار ہوگا۔ یہ قول کیسا ہے؟

جواب...... یہ کہنا حماقت اور گمراہی ہے، پہلی وجہ تو یہ ہے کہ صاحب تقریب حافظ ابن حجرؒ کی شخصیت اور جلالت قدر جو کتب تواریخ و طبقات سے معلوم ہوتی ہے اس بات کو مقتضی ہے کہ ان کا قول جرح تعدیل کے بارے میں بلاشک معتبر ہوگا دوسری وجہ یہ ہے کہ جرح و تعدیل کے سلسلہ میں سب سے پہلے اسماء الرجال کے ماہر کامل ابوالحجاج دمشقیؒ نے صحاح ستہ کے رجال کے واسطے تہذیب الکمال تالیف کی، جس میں محدثین متقدمین کے اقوال سے جرح و تعدیل نقل کی، اس کا حافظ ابن حجرؒ نے خلاصہ کر کے مع کچھ زیادت کے تہذیب التہذیب تصنیف کی۔ اور پھر اسی کا خلاصہ تقریب میں

پیش کیا' پس جو جرح وتعدیل تہذیب الکمال اور تہذیب التہذیب میں باقوال محدثین مذکور ہے' بعینہ وہی جرح وتعدیل تقریب میں ہے اور اس میں کوئی ایسی بات نہیں جس کی تصدیق محدثین سابقین کے اقوال سے نہ ہوئی ہو جیسا کہ ماہرین فن پر ظاہر ہے۔ (فتاویٰ عبدالحیٰ ص ۱۱۴)

حدیث ناقصات عقل ودین سے صحابیاتؓ کی روایات مجروح نہیں ہوتیں

سوال...... زید کہتا ہے کہ مطابق حدیث تمام عورتیں ناقصات العقل والدین ہیں' اور یہ حدیث اس موقعہ پر بیان فرمائی گئی' جس میں ازواج مطہرات اور حضرت فاطمہ زہراؓ بھی موجود تھیں۔ لہٰذا ان کو بھی ناقص العقل والدین سمجھنا ضروری ہے تو پھر وہ حدیثیں جو حضرت عائشہؓ سے روایت کی گئی ہیں بہر صورت غیر معتبر ہوں گی یہ صحیح ہے یا نہیں؟

جواب...... یہ حکم جو حدیث میں مذکور ہے عام حالات اور عام افراد نسوانی کے اعتبار پر آیا ہے بعض افراد کا اس سے مستثنیٰ ہونا اس کے خلاف نہیں خود قرآن کریم میں ازواج مطہراتؓ کو عام عورتوں سے ممتاز کرنے کے لئے ارشاد فرمایا ہے۔ ینسآء النبی لستن کاحد من النسآء اس سے معلوم ہوا کہ امہات المومنین عام عورتوں کی طرح نہیں اس کے علاوہ یہ نقصان عقل ودین بہ نسبت مردوں کے ہے اور ہر زمانے کی عورتوں کا قیاس اسی زمانے کے مردوں کے ساتھ کیا جائے گا تو ازواج مطہراتؓ بنسبت نبی کریمؐ کے اور صحابہ کرامؓ کی عورتیں بنسبت صحابہؓ کے ظاہر ہے کہ اس درجہ کی عقل اور دین نہ رکھتی تھیں جس درجہ ان کے مرد رکھتے تھے۔ (امداد المفتیین ص ۲۳۱)

ابوبکرہ شیخ طحاوی

سوال......ابوبکرہ شیخ طحاوی کون شخص ہیں؟ طحاوی ثقہ ہیں یا ضعیف؟ نیز یہ کہ سنن ابوداؤد میں حسین بن عبدالرحمٰن غیر معرف باللام ہے اور خلاصہ تہذیب الکمال میں معرف باللام ہے یہ کیسا ہے؟

جواب...... علامہ سیوطیؒ ابن خزیمہ حاکم اور علامہ ذہبی نے ان کی توثیق کی ہے لفظ حسن اور حسین پر لام تعریف داخل کرنا نہ کرنا دونوں جائز ہے' جاء الحسین بن علی وجاء حسین بن علی دونوں طرح کہہ سکتے ہیں ترکیب بہرحال توصیفی ہے حسین موصوف ابن صفت ہے۔ (امداد الاحکام ص ۲۰' ۲۱ ج ۱)

آیات اور احادیث میں تعارض اور انکے جوابات

ایک آیت اور حدیث کے تعارض کا جواب

سوال...... **واذکر فی الکتاب ابراھیم انه کان صدیقا نبیاً** آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام "صدیقاً نبیاً" تھے اور حدیث مرفوع میں آیا ہے کہ **قال فلیاتون ابراھیم فیقول انی لست ھناکم و یذکر ثلث کذبات کذبھن** اس سے آپ کے تین جھوٹ معلوم ہوتے ہیں دونوں میں تطبیق کی کیا صورت ہے؟

جواب......صدق حقیقی اور کذب صوری میں منافات نہیں، جن واقعات کو کذب سے تعبیر کیا گیا ہے وہ بھی بالکل صدق ہی ہیں، چنانچہ اہل علم جانتے ہیں۔ (امداد الفتاویٰ ص ۱۳۶ ج ۵)

روز شرعی کے متعلق آیت و روایت کے تعارض کا جواب

سوال......شریعت میں دن کب سے کب تک ہے اگر صبح صادق سے غروب آفتاب تک شمار کیا جائے تو **اتموا الصیام الی اللیل** اور **صلاۃ النھار عجماء الحدیث** میں تطبیق کی کیا صورت ہے؟ جب آیت کے مطابق مغرب رات میں داخل ہے اور حدیث کے مطابق فجر دن میں داخل ہے تو فجر کی نماز بالجہر نہ ہونی چاہئے؟

جواب......شرعی نہار صبح صادق سے غروب آفتاب پر ختم ہو جاتا ہے، عرفی دن طلوع شمس سے لے کر غروب پر ختم ہوتا ہے، بعض مواقع پر شریعت نے اس کا بھی اعتبار کیا ہے۔ مسئلہ قرأت بالجہر میں بھی ایسا ہی ہے اور روزہ میں پہلے قول کا اعتبار کیا ہے۔ (صلوۃ النہار عجماء) حدیث کی کس کتاب میں ہے ہو سکے تو اس متن کو بھی مع سند نقل فرمادیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۱ ج ۵)

صاحب ہدایہؒ نے باب صفۃ الصلوۃ میں اس کو نقل فرمایا ہے، محدثین میں سے امام نوویؒ نے اس کے متعلق باطل لا اصل لہ کہا ہے دار قطنی نے اس کو بعض فقہاء کا اور بعض محدثین نے اس کو حسن بصری کا قول کہا ہے، ابو عبید نے "فضائل قرآن" میں ابو عبیدہ ابن عبداللہ ابن مسعودؓ کا قول قرار دیا ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ اگرچہ باطل ہے لیکن معناً صحیح ہے۔

(صلاۃ النھار عجماء) قال النووی انه باطل لااصل له، وقال الدارقطنی لم یرو عن النبی صلی اللہ علیه وسلم و انما ھو من قول بعض الفقھاء، و

ذکر غیرہ انہ من کلام الحسن البصری، ذکرہ ابو عبید فی فضائل القرآن من قول ابی عبیدة بن عبداللہ بن مسعود، وقال القاری وھو ان کان باطلاً لکنہ صحیح المعنی ۱ ھ (کشف الخفاء ص ۲۸ ج ۲)

آپ کی رفتار، اور ایک آیت وروایت کے تعارض کا جواب

سوال...... سیرت النبیؐ از مولانا شبلیؒ باب شمائل میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار بہت تیز تھی، چلتے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ ڈھلوان زمین میں اتر رہے ہیں اور قرآن شریف کی آیت ہے **واقصد فی مشیک** یعنی اپنی رفتار میں میانہ روی اختیار کرو، تو اس آیت کریمہ اور حضورؐ کی رفتار میں جو تعارض معلوم ہوتا ہے اس کی تطبیق کیا ہے؟

جواب...... آنحضرتؐ کی رفتار مبارک کا بیان جس حدیث میں آیا ہے" اور سیرت النبیؐ میں غالباً اسی حدیث کا مطلب ادا کیا گیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔ **اذامشی تکفأ تکفوأ کأنما ینحط من صبب** یعنی جب حضورؐ چلتے تھے تو ذرا آگے کو مائل ہوتے تھے گویا کہ نشیب کے سبب اتر رہے ہیں، یعنی آپؐ کی چال متکبروں کی طرح اکڑ کر چلنے کی نہ تھی اور سست رفتار نہ تھے بلکہ قوت وسرعت کے ساتھ چلتے تھے، مگر یہ سرعت قوت کے وجہ سے تھی حد اعتدال سے متجاوز نہ تھی تو آیت کریمہ کی حضورؐ پوری تعمیل فرماتے تھے نہ کہ مخالفت۔ (کفایۃ المفتی ص ۱۲۲ ج ۲)

ایک آیت وحدیث میں تعارض

سوال...... رب کریم کا ارشاد ہے۔ **فمن یعمل مثقال ذرة** اور حدیث میں ہے کہ جو شخص باوجود طاقت مالی وبدنی کے حج نہ کرے تو اس کا خاتمہ یہودیت یا نصرانیت پر ہوگا حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کے حج نہ ادا کرنے سے اعمال باطل ہو جائیں گے اور آیت کریمہ کا مضمون اس کے برعکس ہے؟

جواب...... آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو برائی معاف نہ ہوئی اس کی سزا ضرور ملے گی، اور جو نیکی ضائع نہ ہوئی، اس کی جزا ضرور ملے گی۔ اور حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ باوجود استطاعت حج نہ کرنا یہ ناشکری ارتداد، یہودیت یا نصرانیت اختیار کرنے کا سبب بن سکتی ہے اور ارتداد سے حبط اعمال ہو جاتا ہے گویا کہ اس کی نیکیاں ضائع ہو چکی ہیں اور آیت میں ایسی نیکیوں پر جزاء کا ذکر ہے جو ضائع نہ ہوئی ہوں، پس آیت وحدیث میں کوئی تعارض نہیں (خیر الفتاوی ص ۲۶۹ ج ۱)

ان اللہ تجاوز عن امتی اورآیت ومن قتل مؤمنا خطا میں تعارض کا جواب

سوال...... قرآن میں ہے کہ جس نے کسی مسلمان کو خطاء قتل کر دیا تو اس پر ایک مسلمان غلام آزاد کرنا ہے اور حدیث میں ہے کہ میری امت کی خطا و نسیان پر پکڑ نہیں۔ تو بظاہر آیت و حدیث میں تعارض معلوم ہوتا ہے؟

جواب...... حدیث کی مراد یہ ہے کہ خطا ونسیان سے صادر ہونے والے فعل پر گناہ نہیں" نہ یہ کہ اس فعل پر کوئی حکم بھی مرتب نہ ہو' والا فما معنی قوله عليه السلام من نام عن صلوة او نسيها فليصليها اذا ذكرها.

تتمۃ السوال: خطا اور نسیان دائرۂ اختیار سے خارج ہے؟

جواب...... لیکن تدارک اور تلافی تو دائرہ اختیار سے خارج نہیں اور امر متعلق ہے تدارک کے ساتھ نہ کہ نسیان کے ساتھ۔

تتمۃ السوال...... امر ونہی کا تعلق امور اختیاریہ سے ہے اور مواخذہ ان امور سے متعلق ہے جن پر امر ونہی وارد ہوئی ہے پس جب خطا امور اضطراریہ (جو امور انسانی طاقت سے خارج ہیں) میں سے ہے تو پھر قتل خطا پر غلام آزاد کرنا یا دیت کیوں واجب ہوئی؟

جواب...... اس کا جواب پہلے جواب میں آ چکا۔ (امداد الفتاوی ص ۴۸۸ ج ۴)

آیت ولیست التوبۃ اور در مختار کی ایک عبارت میں تعارض کا جواب

سوال...... آیت ولیست التوبة للذين سے معلوم ہوتا ہے کہ زندگی سے مایوسی کی حالت میں توبہ مقبول نہیں اس کے برخلاف صاحب درمختار لکھتے ہیں کہ مایوسی کی حالت میں توبہ مقبول ہے ایمان مقبول نہیں، تطبیق کی کیا صورت ہوگی؟

جواب...... آیت میں حضور موت سے فرشتوں کا حاضر ہونا اور محتضر کا ان کا معائنہ کر لینا مراد ہے صرف زندگی سے مایوس ہو جانا مراد نہیں۔ فلا اشکال. (امداد الفتاویٰ جلد ۴ ص ۴۸۹)

احادیث میں تعارض اوران کا جواب

لاطاعة لمخلوق اورحدیث عم الرجل صنوابیه میں تعارض کا جواب

سوال...... زید وعمرو میں مشترک تجارت ہے اور زید ناجائز معاملات کا ارتکاب کرتا ہے اور زید چونکہ چچا حقیقی ہے اس لئے عمرو اس کی اطاعت کو واجب جانتا ہے بموجب عم الرجل صنوابیہ' مگر چونکہ دوسری حدیث اس کے معارض ہے اس لئے سخت تردد ہے' **لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق.**

جواب...... نامشروع میں اطاعت نہ کرے اور حدیثوں میں تعارض کب ہے؟ کیونکہ صنو الاب ''باپ کا حقیقی بھائی'' ہونے سے علی الاطلاق وجوب اطاعت لازم نہیں چنانچہ خود باپ ہی کی اطاعت ناجائز معاملات میں واجب نہیں۔ (امدادالفتاوی ص ۹۶ ج ۵)

نمازعشاء کے بارے میں دومتعارض حدیثوں کا حل

سوال...... ابوداؤد'' باب وقت العشاء'' میں ایک حدیث ہے۔ جس کے آخری الفاظ یہ ہیں۔ **فانکم قد فضلتم بها علی سائر الامم لم تصل امة قبلکم** اور باب المواقیت میں ایک دوسری روایت میں ہے کہ **هذا وقت الانبیاء من قبلک والوقت مابین هذین الوقتین** ان دونوں حدیثوں کا تعارض رفع فرمائیں۔

جواب...... ملاعلی قاریؒ نے تبعاً للبیضاوی اس کا یہ جواب دیا ہے کہ وقت عشاء میں انبیاء سابقین خود نماز پڑھتے تھے ان کی امتوں پر یہ نماز فرض نہ تھی جیسے صلوۃ تہجد کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پرواجب تھی اور آپ کی امت پر نہیں جب حدیثوں کے الفاظ دیکھے جاتے ہیں تو اس کی پوری تائید ہو جاتی ہے۔ کیونکہ حدیث اول میں نفی امم سابقہ سے کی گئی ہے انبیاء سابقین سے نہیں اور حدیث دوم میں اس کا اثبات انبیاء سابقین کے لئے ہے امم سابقہ کے لئے نہیں۔ (امدادالمفتیین ص ۲۲۷)

تشہد میں رفع سبابہ کے بارے میں ایک تطبیق

سوال...... مشکوۃ شریف میں وائل بن حجرؓ کی روایت میں **یحرکها** اور عبداللہ بن زبیرؓ کی روایت میں **لایحرکها** کا لفظ ہے تطبیق کی کیا صورت ہے؟ اور اسی روایت میں **یشیر باصبعه اذا دعاولایحرکها**'' اشارہ بلاحرکت کیسے ہوسکتا ہے؟

جواب...... یا تو اختلاف وقت پر محمول کیا جائے' یا حرکت کی دو قسمیں کہی جائیں' ایک حرکت مستقیمہ اسفل سے اعلیٰ کی طرف دوسری حرکت دوریہ اول کا اثبات ہے ثانی کی نفی وھذا الاخیر راجح عندی اس تقریر سے اشارہ اور حرکت کا جمع بھی محل اشکال نہ رہا۔ (امداد الفتاویٰ جلد۵ ص ۸۵)

کھانا کھانے کے بعد ہاتھ صاف کرنے کی دو مختلف روایات

سوال...... سیرت انورؐ (ص ۱۰۸) پر آپؐ کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ہم بہت سی سنتیں ان کے عمل کو دیکھ کر معلوم کر لیا کرتے تھے کھانا کھانے کے بعد تولیہ رومال سے ہاتھ پونچھنے کے بجائے ہمیشہ حسب معمول نبویؐ پاؤں کے تلوؤں سے ہاتھ پونچھ لیتے تھے اور شمائل نبویؐ مصنفہ سعد حسن خاں ٹونکی میں مسئلہ ۲۴ کے تحت درج ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھانے کے بعد ہاتھ دھوتے اور ہاتھوں پر جو تری ہوئی اس کو ہاتھوں اور چہرے اور سر پر مل کر خشک کر لیا کرتے تھے۔ اور دونوں میں کون سی روایت صحیح یا راجح ہے؟

جواب...... ترجیح کی حاجت نہیں' ہوسکتا ہے دونوں طرح معمول نبویؐ ہو۔ (خیر الفتاویٰ ص ۱۷۱ ج ۱)

حرم میں کافر کے دخول کے متعلق دو حدیثوں میں تعارض

سوال...... حدیث میں ہے کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں کفر قیامت تک داخل نہ ہوگا' نہ دجال داخل ہوسکتا ہے کیونکہ فرشتے دروازوں پر متعین ہوں گے اور دوسری حدیث میں ہے کہ جب تک حبش والے تم سے نہ لڑیں تم ان سے نہ لڑو' کیونکہ خانہ کعبہ کا خزانہ دو چھوٹی چھوٹی پنڈلیوں والا حبشی نکالے گا' اور دوسری حدیث میں ہے کہ ویران کرے گا مسلمان چاہے کتنا ہی بدبخت ہو وہ کعبہ کو منہدم نہیں کرسکتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی کافر ہی ڈھائے گا تو دونوں حدیثوں میں تعارض لازم آتا ہے دوسری حدیث بخاری و مسلم میں ہے۔

جواب...... پہلی حدیث کا بھی حوالہ دے دیجئے' جس میں کافر و مشرک کے حرمین شریفین میں داخل نہ ہوسکنے کا ذکر ہے اگر اس کے الفاظ نقل کر دیں تو اچھا ہے تاکہ رفع تعارض کی کوشش کی جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۶۳ ج ۱۵)

(نوٹ) شاید سائل کی مراد یہ حدیث ہے۔ **لیس من بلد الا سیطاه الدجال الا مکة والمدینة لیس نقب من انقابها الا علیه الملئکة صافین یحرسونها فینزل السبخة فترجف المدینة باهلها ثلث رجفات فیخرج الیه کل کافر و منافق**

متفق علیه (مشکوٰۃ ء ۲۴۰)

بے ساختہ جو جواب ذہن میں آیا وہ یہ ہے کہ حرمین میں صرف دجال کے عدم دخول کی خبر دی گئی ہے مطلق کافر کے عدم دخول کی نہیں چنانچہ آخری جملہ فیخوج الیه کل کافر و منافق بھی اس کے لئے مؤید ہے۔ واللہ اعلم۔

نور محمدیؐ سب سے اول پیدا ہوا

سوال...... ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پہلے جو چیز اللہ تعالیٰ نے پیدا کی وہ میرا نور تھا' پھر آپؐ نے فرمایا کہ سب سے پہلے چیز جو اللہ نے پیدا کی وہ میری روح تھی' پھر آپؐ نے فرمایا کہ جو شئی سب سے پہلے پیدا ہوئی وہ میری عقل تھی' پھر آپؐ نے فرمایا کہ جو چیز سب سے پہلے پیدا ہوئی وہ قلم تھا تو اب ان چاروں حدیثوں سے بندے کو خلجان پیدا ہو گیا ہے لہذا بندہ کے شک کو رفع فرمائیں۔

جواب...... روح اور نور کے ایک ہی معنی ہیں اور بقیہ اشیاء میں اولیت سے مراد اولیت اضافیہ ہے لہذا کوئی تعارض نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ص ۵۰۹۔۵۱۰ ج ۱)

دو حدیثوں کے درمیان دفع تعارض

سوال...... ربیع بنت معوذ بن عفراء سے روایت ہے کہ انها اختلعت علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم فامر النبی صلی الله علیه وسلم ان تعتدی بحیضة

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عدت ایک حیض ہے اور صاحب ہدایہ کی تخریج کے مطابق معلوم ہوتا ہے کہ عدت تین حیض ہے۔ ان میں تطبیق کس طرح ہے؟

جواب...... حیضة کی تنوین افراد کے لئے نہیں' جس پر ایک حیض عدت کا ہونا لازم آئے' معنی حدیث کے یہ ہیں کہ حیض سے عدت پوری کر لے' نہ کہ مہینوں اور وضع حمل سے' کیونکہ وہ حائضہ تھیں اور دوسرا مسلک یہ ہو سکتا ہے کہ ثلثۃ قروء کی مطلقہ عدت منصوص ہے پس تعارض کے وقت خبر واحد پر عمل متروک ہوگا۔ (امداد الفتاویٰ ص ۸۳ ج ۵)

حضرت جبرئیلؑ کو دیکھنے سے ابن عباسؓ کے نابینا ہونے پر حدیثوں کے تعارض کا جواب

سوال...... ابن عباسؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی مرد کے ساتھ کلام کرتے ہوئے

دیکھا تو پوچھا کہ یارسول اللہ وہ کون تھا؟ تو آپ نے فرمایا کہ کیا تو نے اس کو دیکھا؟ کہا ہاں؟ تو فرمایا کہ وہ جبرئیلؑ تھے۔ تم نابینا ہو جاؤ گے' جبکہ حضرت جبرئیلؑ کو تو اکثر صحابہؓ نے دیکھا' جیسا کہ حدیث احسان میں مذکور ہے' تو ابن عباسؓ کی تخصیص کی کیا وجہ؟

جواب......اس کی توجیہ میں اختلاف ہے بعض نے یہ توجیہ کی کہ حضرت جبرئیلؑ کو نزول وحی کے وقت میں دیکھنا اس امر کے لئے موجب ہوا' کہ وحی کی روشنی کی چمک کی وجہ سے بصارت زائل ہو جائے' مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت کی وجہ سے فی الفور اثر ظاہر نہ ہوا' بلکہ آخر عمر میں یہ اتفاق ہوا اور دوسرے صحابہؓ نے جو حضرت جبرئیلؑ کو دیکھا وہ وحی لانے کے وقت میں نہ دیکھا بلکہ کبھی سائل اعرابی کی شکل میں دیکھا' کبھی دحیہ کلبیؓ کی شکل میں دیکھا اور بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا کہ ابن عباسؓ اخیر عمر میں ظاہر محسوسات سے اپنی آنکھ بند کر لیں' اور صور خیالیہ اور اعیان مثالیہ علمیہ کے دیکھنے میں مشغول ہوں' تا کہ برزخ میں اس کی رویت زیادہ غالب ہو اور بعض نے کہا کہ یہ تاثیر خاص ابن عباسؓ کے حق میں ہوئی۔ (فتاوی عزیزی ص ۱۶۱ ج ۲)

جمع بین الصلوٰتین کے متعلق احادیث

سوال......جمع درمیان مغربین وظہرین میں کوئی حدیث صحیح آئی ہے یا نہیں؟

جواب......جمع بین الصلوٰتین میں احادیث بہت مختلف ہیں۔ بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر ہی میں جمع فرمائی ہے۔ بعض سے حضر و سفر' عذر و غیر عذر میں ہر طرح جائز معلوم ہوتا ہے پھر سفر میں بعض حدیث سے جمع تقدیم معلوم ہوتی ہے اور بعض سے جمع تاخیر لیکن یہ کل احادیث دال ہیں جمع حقیقی ووقتی پر اور بعض صوری و فعلی پر مگر یہ سب اختلاف عرفہ و مزدلفہ کے علاوہ میں ہے اور وہ دونوں جمع اتفاقی ہیں پس اضطراب احادیث کا تو یہ حال ہے اور دوسری جانب نصوص قطعیہ احادیث و اخبار کثیرہ فرضیت و تعیین اوقات محافظت صلوۃ و ادائے نماز بر اوقات کثرت سے وارد ہیں لہذا حنفیہ نے احادیث مضطربہ سے نصوص قطعیہ پر عمل ترک نہیں کیا بلکہ حتی الوسع سب کو جمع کیا اور تاویل میں کہا کہ جمع سے مراد جمع صوری ہے سفر میں بھی حضر میں بھی اور حدیث جمع تقدیم کو ترمذی نے غریب اور حاکم نے موضوع کہا ہے اور حدیث تاخیر قرب خروج وقت پر محمول ہے البتہ ضرورت شدیدہ کے وقت جمع کر لینا تقلید اً للشافعی مع شرائط مقررہ جائز ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص ۸۲ ج ۵)

شہادت کے بیان میں دو روایتوں میں تطبیق

سوال: کسی سواری سے گر کر مر جانے، سانپ کے کاٹنے' آگ میں جل جانے' پانی میں

ڈوب جانے اور درندے سے پناہ مانگی ہے اور بعض کتابوں میں انہیں باتوں میں درجہ شہادت پانا لکھا ہے تو اگر پناہ کی دعا مقبول ہوگئی تو درجہ شہادت سے محرومی لازم آئے گی؟

جواب......ان اسباب موت میں دو حیثیتیں ہیں بعض حالتوں میں بلا' بعض میں نعمت' پناہ مانگنا پہلی حیثیت سے ہے اگر یہ دعا قبول ہو جائے تو یہ حوادث پہلی حیثیت سے واقع نہ ہوں گے گو دوسری حیثیت سے آ جائیں۔ (امداد الفتاویٰ ص ۵۰۲ ج ۴)

صبر سے متعلق دو حدیثوں میں تطبیق

سوال......کسی صحابیؓ نے صبر کی دعا کی تھی' اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا تو نے بلا کی درخواست کی' اور دوسری جگہ منقول ہے **اللھم اجعلنی صبورا** اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صبر کی دعا مانگنا جائز ہے' تطبیق کی کیا صورت ہے؟

جواب......تطبیق ان میں یہ ہے کہ صبر کے دو درجے ہیں ایک ''خلق و ملکہ'' دوسرا ''صدور و فعل'' اول کا حاصل یہ ہے کہ انسان کے اندر ایسی قوت پیدا ہو جائے کہ اگر کوئی بلا آ جائے تو اس کا تحمل کر سکے اور یہ بلا آنے پر موقوف نہیں بدون اس کے بھی متحقق ہو سکتی ہے' اور یہ مطلوب ہے دوسری حدیث میں یہی مراد ہے جیسا کہ صفت کا صیغہ اس کا قرینہ ہے دوسرے درجہ کا حاصل ہے کہ فی الحال اس کا وقوع ہو اور یہ بلا آنے پر موقوف ہے اور حدیث اول میں یہ درجہ مراد ہے جیسا کہ صیغہ مصدر اس کا قرینہ ہے پس دونوں حدیثوں میں تطبیق ہوگئی۔ (امداد الفتاوی ص ۴۹۷ ج ۴)

پانی پینے کے متعلق روایتوں کا رفع تعارض

سوال......ایک حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا (مشکوٰۃ ص ۳۵) دوسری روایت میں عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم عہد نبوتؐ میں چلتے ہوئے کھاتے تھے اور کھڑے ہو کر پانی پی لیتے تھے عمرو ابن شعیبؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے اور بیٹھے پانی پیتے ہوئے دیکھا ہے اس تعارض کو رفع فرمائیں۔

جواب......رفع تعارض کے شراح حدیث نے متعدد طریقے اختیار کئے ہیں ایک یہ نہی تحریمی نہیں ہے بلکہ اس سے مقصد ادب ہے۔ دوم یہ کہ اس میں نسخ ہے' پھر بعض نے نہی کو ناسخ مانا ہے' بعض نے اس کا عکس مانا ہے' سوم یہ کہ محرم اور مبیح میں تعارض ہو تو ترجیح محرم کو ہوتی ہے۔ چہارم یہ کہ حدیث قولی اور فعلی میں تعارض ہو تو ترجیح قولی کو ہوتی ہے پنجم یہ کہ ماء زمزم اور فضل وضو دونوں مستثنیٰ ہیں۔

اگر مختصر لفظوں میں یوں کہہ دیا جائے کہ اصل اباحت ہے اور نہی تعبدی نہیں، زمزم شفا ہے، اس میں مضرت نہیں ہے، فضل وضو قلیل ہے اس پر مضرت مرتب نہیں ہوگی جس کو کھڑے ہو کر پینے کی عادت ہو اس کو مضر نہیں، تو میرے خیال میں قصر مسافت کے ساتھ منزل طے ہو جائے گی۔

یہ تو شرب کے متعلق گفتگو تھی، چلتے ہوئے کھانے کے ثبوت کا اثر تو جناب نے نقل کیا، مگر نہی نقل نہیں کی، تا کہ تعارض کو رفع کیا جائے، تاہم اگر نہی موجود ہو تو چلتے ہوئے کھانے کا مطلب یہ نہیں کہ پلیٹ میں پلاؤ لے کر بازار میں کھاتے ہوئے جائیں یا ایک ہاتھ میں پیالہ اور دوسرے ہاتھ میں روٹی لے کر کھاتے ہوئے جائیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ منہ میں کھجور رکھی اور کھاتے رہے اور میدان جہاد میں تلوار چلاتے رہے، جیسے آج کل آپ حضرات پان کھاتے ہوئے چلتے رہتے ہیں، یا چنے کے دانے منہ میں ڈال لئے اور کھاتے چلے گئے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۵۵-۵۷ ج ۱۸)

بعض احادیث پر شبہات کے جوابات

ملک الموت کی آنکھ پھوٹنے پر ایک شبہ کا جواب

سوال...... حدیث میں جو آیا ہے کہ ملک الموت حضرت موسیٰؑ کی روح قبض کرنے گئے تو حضرت موسیٰؑ نے تھپڑ مارا جس سے ملک الموت کی آنکھ پھوٹ گئی، سوال یہ ہے کہ ملک الموت اگر معین وقت پر روح قبض کرنے آئے تھے تو نہ وہ وقت ٹل سکتا ہے اور نہ ملک الموت تاخیر کر سکتے ہیں اور اگر وقت معین سے پہلے آئے تھے تو انہوں نے حضرت موسیٰؑ سے جو کچھ کہا وہ پیام خداوندی تھا اور یہ ناممکن ہے کہ وہ پیام کو اور پیامبر کو نہ پہچانتے ہوں تو پھر پیام الٰہی کو قبول کرنے سے انکار، اور پیامبر کا یہ اکرام کہ تھپڑ ماردیں نبی کی شان سے کوسوں دور ہے اور **الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب** ''موت پل ہے جو دوست کو دوست سے ملاتا ہے'' پر نظر کر کے موت سے انکار کرنا بھی ان کی شان سے بسا بعید ہے۔

جواب...... اس کی کوئی دلیل نہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت کو پہچانا تھا ممکن ہے کہ بشر کی شکل میں آئے ہوں جس کو یہ سمجھا ہو کہ کوئی آدمی ہے، جو موت کی دھمکی دیتا ہے، آپ نے مدافعت کے طور پر تھپڑ مارا جس میں آنکھ پھوٹنے کا قصد نہ تھا مگر اتفاق سے ایسا ہو گیا ہے اور آنکھ کے پھوٹ جانے پر بھی اشکال نہیں ہو سکتا کیونکہ جس شکل میں تمثیل ہوتا ہے اس کے کل یا بعض خواص اس میں پیدا ہو جاتے ہیں اس وقت ان کی آنکھ میں اتنی ہی قوت تھی جتنی انسان کی آنکھ میں

ہوتی ہے اور بعض حالات میں انبیاء کا فرشتوں کو نہ پہچاننا کچھ بعید نہیں' حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ملائکہ کو نہ پہچاننا قرآن مجید میں مذکور ہے' باقی وقت معین سے تقدیم یا تاخیر کچھ لازم نہیں آتی' چنانچہ وقت موت کا وہی مقرر تھا جس میں وفات ہوگئی اگر اول ہی بار میں حضرت موسیٰ آمادہ ہو جاتے تب بھی اتنی ہی دیر لگتی جتنی اب دوبارہ آنے میں لگی' رہا لمبی زندگی کا وعدہ وہ تقدیر معلق کے طور پر ہے جس کی ایک شق حق تعالیٰ کے علم میں مبرم ہوتی ہے اور تقدیر معلق قضیہ شرطیہ ہے جس کے صدق کے لئے وقوع مقدم اور تالی کا ضروری نہیں صرف دونوں میں علاقہ ملازمت کا کافی ہے جیسے حدیث میں ہے۔ لو کان بعدی نبی لکان عمر مگر معلوم الٰہی تھا کہ نہ مقدم واقع ہوگا نہ تالی۔

اب سب اشکال ختم ہو گئے' اور الموت جسر کا اشکال بھی رفع ہو گیا' چنانچہ جب ان کو معلوم ہو گیا کہ یہ پیام حق ہے تو اس کو جسر سمجھ کر راضی ہو گئے۔ (امداد الفتاویٰ ص ۱۲۳-۱۲۴ ج ۵)

حدیث نهی ان یجعل الرجل اسفل پر شبہ اور اسکا جواب

سوال...... حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ مرد کپڑوں کے نیچے ریشمی کپڑا پہنے' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ریشمی کپڑا اگر بدن سے متصل نہ ہو تو مکروہ نہیں' جبکہ درمختار میں حرام لکھا ہے۔ کون صحیح ہے؟

جواب...... اصول کا مسئلہ ہے کہ جب کسی امر کے بارے میں کوئی حکم ہو اور وہ حکم مقید ہو کسی وصف کے ساتھ تو جب وہ وصف منتفی ہو جائے گا تو حکم بھی منتفی ہو جائے گا بشرطیکہ وہ وصف صرف عادت کے طور پر مذکور نہ ہو اور نہ اس وصف کے خلاف کوئی دوسرا وصف پایا جائے اور اس مقام میں دونوں شرطیں منتفی ہیں پہلی شرط اس وجہ سے کہ عجم کے لوگوں کی عادت تھی کہ کپڑوں کے نیچے ریشمی کپڑے پہنتے تھے تا کہ بدن میں نرمی معلوم ہو تو اس سے ممانعت کی گئی اور دوسری شرط اس وجہ سے کہ کپڑوں کے اوپر ریشمی کپڑا پہننا منع ہونا زیادہ مناسب ہے' اس واسطے کہ اس سے مقصود ہوتا ہے کہ شہرت اور چمک ظاہر ہو تو دلالۃ النص سے ثابت ہوا کہ جب کپڑوں کے نیچے ریشمی کپڑا پہننا منع ہے تو کپڑوں کے اوپر بھی پہننا منع ہو' جیسے کہ والدین کو اف کہنا منع ہے' تو مارنا بطریق اولیٰ منع ہے۔ (فتاویٰ عزیزی ص ۱۵۵-۱۵۶ ج ۲)

حدیث ان یک فی امتی احد محدثا فانه عمر رضؓ

سوال...... ایک حدیث ہے لقد کان فیما قبلکم من الامم محدثون فان یک فی امتی احد فانه عمر حدیث میں بالکل ایسے الفاظ ہیں' حضرت عمرؓ کی نبوت کی بھی نفی کی گئی

لو کان بعدی اور اسی طرح حضرت ابوبکرؓ کی خلت کے بارے میں بھی وارد ہے کہ اگر میرا کوئی خلیل ہوتا تو وہ ابوبکر ہوتے' لیکن میرا خلیل رحمٰن ہے۔ حدیث میں حضرت عمرؓ کے محدث ہونے کی نفی ہوئی ہے کہ تمہارے ماقبل محدث ہوتے تھے اور اگر تم میں کوئی ہوتا تو وہ عمرؓ ہوتے' اس میں شک نہیں کہ حضرت عمرؓ کے بلند مرتبہ کا اظہار ہے' مگر اس میں محدث ہونا نہیں نکلتا؟

جواب...... یہ تمام اشتباہ لفظ ان اور لفظ لو میں فرق نہ کرنے سے ہوا لفظ لو امتناع کے لئے موضوع ہے اور لفظ ان جو اکثر احتمال وقوع کے لئے اور کبھی اثبات کے لئے آتا ہے جیسے ہمارے محاورہ میں کہا جاتا ہے کہ دنیا میں میرا کوئی دوست ہے تو تم ہو اس کا مدلول ظاہر ہے اور لفظ ''لو'' کا ترجمہ ''ہوتا'' سے کیا جاتا ہے البتہ موقع اثبات میں ایک خارجی مقدمہ ملانا پڑتا ہے' مثلاً اردو کی مثال مذکور میں یہ مقدمہ ملایا جاتا ہے کہ یہ ظاہر ہے کہ کوئی نہ کوئی تو میرا دوست ہے اور قرائن مقامیہ سے مخاطب کا اس مقدمہ کا مسلم رکھنا معلوم ہوتا ہے خواہ وہ تسلیم کسی بناء پر ہو' پس اس مقدمے کے ملانے کے بعد اس کی دلالت وقوع اور تاکید پر یقینی ہوتی ہے اس حدیث میں ایک مقدمہ یہ تسلیم کیا جائے گا کہ میری امت کو اللہ تعالیٰ نے پہلی امتوں میں ثابت کسی فضیلت سے محروم نہیں کیا اس مقدمہ کو ملانے کے بعد تقریر یہ ہوگی کہ پہلی امتوں میں محدث ہوئے ہیں اور میری امت کو اللہ تعالیٰ نے پہلی امتوں کے تمام فضائل عطا فرمائے ہیں تو یہ فضیلت بھی ضرور عطا فرمائی ہے' کہ اس امت میں بھی ضرور محدث ہوں گے۔

نیز واقعات سے حضرت عمرؓ کا محدث ہونا محقق ہے چنانچہ صحیح سندوں سے متعدد واقعات میں وحی کا نزول آپ کی رائے کے موافق منقول ہے' آگے فرماتے ہیں کہ اگر اس امت میں کچھ محدث ہوں گے اور یہ ثابت ہے کہ ضرور ہوں گے چنانچہ اوپر دلیل کلی و جزئی سے ثابت ہونا گزر چکا ہے تو حضرت عمرؓ ضرور ہیں۔ (امداد الفتاویٰ ص ۱۰۷-۱۰۹ ج ۵)

دوزخ کے سانس لینے پر اعتراض کا جواب

سوال...... حدیث میں آیا ہے کہ جہنم نے پروردگار سے شکایت کی کہ اے پروردگار عالم! میرا بعض بعض کے اندر گھسا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے دوزخ کو دو سانس لینے کی اجازت دے دی ایک سانس سردی میں ایک سانس گرمی میں اکثر علماء نے اس کو حقیقت کے اوپر محمول کیا ہے بنابریں شبہ واقع ہوتا ہے کہ بعض زمینی حصوں میں ''جہاں ہمیشہ سردی پڑتی ہے'' نفس فی

الصیف کا اثر کیوں نہیں پڑتا؟

جواب...... حدیث میں امکنہ کہاں مذکور ہے جو اشکال لازم آئے' اصل یہ ہے کہ نفس فی الصیف کا اثر آفتاب کے واسطے سے خاص طریقے سے پہنچتا ہے پس جہاں سورج کے خواص نہ ہوں گے وہاں "نفس نار کا" اثر بھی نہ پہنچے گا۔ (امداد الفتاوی ص ۴۴۵ ج ۴)

سعد بن عبادہؓ کا حضورؐ کے سلام کا جواب نہ دینے پر اشکال کا جواب

سوال...... حدیث میں وارد حضرت سعد بن عبادہؓ کا سلام سن کر جواب نہ دینا زیادتی برکت و خیر حاصل کرنے کی نیت سے تھا' مگر بظاہر فاستجیبوا کے خلاف' اور موجب ایذاء رسولؐ اور خلاف ادب شیخ معلوم ہوتا ہے؟

جواب...... مگر ساتھ ہی جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عذر پر مطلع ہو کر اس کو قبول فرمایا اور ان محذورات پر تنبیہ نہیں فرمایا' تو حضورؐ کی تقریر سے یہ محذورات محذورات ہی نہ رہے' بلکہ اس مثل کے مصداق ہو گئے کہ "جس عیب کو بادشاہ پسند کرے ہنر ہے۔ (امداد الفتاوی ص ۱۲۷' ۱۲۸ ج ۵)

حدیث ماء الرجل غلیظ ابیض پر ایک شبہ کا جواب

سوال...... حدیث میں واقع ہے کہ مرد کا مادہ تولید غلیظ سفید ہوتا ہے اور عورت کا رقیق پیلا ہوتا ہے' اس میں خلجان واقع ہوتا ہے کہ مزاج مردوں کا حار ہوتا ہے اور حرارت رقت وصفرت کا متقاضی ہے اور عورتوں کا مزاج بارد ہوتا ہے اور برودت بیاض اور غلظت کا متقاضی ہے' اگرچہ فی الواقع حدیث کا بیان ہی صحیح ہو' مگر خلاف قیاس ہے۔

جواب...... جب فی الواقع ایسا ہے تو حدیث پر تو کچھ شبہ نہیں ہو سکتا' کیونکہ مخبر صادق کے قول کا مطابق واقعہ ہونا ضروری ہے' مخبر صادق کے ذمہ یہ نہیں کہ اس کا انطباق قواعد فلسفیہ پر بیان کرے یہ کام فلسفی کا ہے پس سوال شارع پر نہیں ہو سکتا۔ بلکہ طبیب فلسفی سے پوچھنا چاہئے کہ اس واقعہ کی لم کیا ہے؟ اور یہ جواب اس تقدیر پر ہے جب واقع یہی ہو اور اگر واقع اس کے خلاف ہو تو اس کو ثابت کر کے اشکال پیش کرے اس وقت دوسرا جواب دیا جائے گا۔ (امداد الفتاویٰ ص ۸۵ ج ۵)

شب معراج میں آپؐ کا بلا اجازت پانی پینا

سوال...... نشر الطیب میں قافلہ کا پانی پینا جو مروی ہے' چونکہ وہ پانی برتن میں محفوظ رکھا تھا تو

اس کو بلا اجازت استعمال میں لانا ناجائز سا معلوم ہوتا ہے پھر آپؐ کے استعمال کرنے کی کیا وجہ؟ تصدیق واقعہ اور صورتوں سے بھی کی تھی جیسا کہ ظاہر ہے۔

جواب...... یہ بھی درست ہے کہ پانی مملوک تھا اور اس کا تصرف میں لانا بھی بلا اجازت جائز نہیں، مگر اشکال موقوف ہے اس بات پر کہ یہ ثابت کر دیا جائے کہ وہاں اذن نہ تھا، اصل یہ ہے کہ اذن عام ہے صراحتاً اور دلالتاً یہاں دلالتاً اذن تھا۔ جس کے قرائن یہ ہیں عرب کا کریم ہونا، نیز حضورؐ کے ان سے نسبی و وطنی، تعارف کے تعلقات تھے اور ممکن ہے کہ خاص جس کے ظرف سے پانی پیا ہو اس سے کوئی خاص تعلق بھی ہو جس سے اذن متیقن ہو بلکہ اگر اذن کے دلائل ہمارے پاس یقینی بھی نہ ہوں تب بھی جواب میں ان کا احتمال بھی کافی ہے اور یہ کیا ضروری ہے کہ تصدیق واقعہ کے لئے آپؐ نے پیا ہو، آپ کو پیاس لگی ہو اس میں تبعاً یہ حکمت بھی حاصل ہوگئی۔ (امداد الفتاویٰ ۹۶ ج ۵)

پانی انگشت سے جاری ہوا یا انگشت کی برکت سے؟

سوال...... شکر النعمۃ میں آپ نے فرمایا ہے کہ انگشت مبارک سے پانی جاری ہوا اور اس برتن میں کچھ نہ تھا انگشت کی برکت سے پانی جاری ہوا۔ اور قبلہ نما میں مولانا نانوتویؒ نے فرمایا ہے کہ حضرتؐ کی انگشت سے پانی نکلا۔ کون سی تاویل صحیح ہے؟

جواب...... احتمال تو دونوں ہیں حضرت نانوتویؒ نے ایک احتمال لیا اور میں نے ایک احتمال لیا، دلیل قطعی معین احتمال کی نہیں۔ اس لئے کوئی اشکال نہیں ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص ۴۸۶ ج ۴)

حضرت عمرؓ کی خشیت حال الحدیث

سوال...... احادیث میں حضرت عمرؓ کی خشیت کا حال اس طرح منقول ہے کہ آپؓ ہر جمعہ کو یہ خیال فرماتے تھے کہ شاید یہی جمعہ قیامت کا جمعہ ہو، نیز جب آپؓ کو ایک عرصہ تک ٹڈی دکھائی نہ دی تو دور دور سے تلاش کر کے اپنی تسلی فرمائی، ایسا کیوں تھا؟ جب کہ خروج مہدی، نزول عیسیٰؑ وغیرہ اہم شرائط کا وقوع نہ ہوا تھا۔

جواب...... ان دونوں روایتوں کے الفاظ اس وقت نہ نظر میں ہیں نہ ذہن میں محض سائل کی نقل اجمالی پر اعتماد کر کے لکھتا ہوں کہ ٹڈی کے نہ آنے سے ڈرنا تو استحضار دیگر شرائط کے ساتھ اس طرح جمع ہو سکتا ہے کہ آپؓ اس سے مطلق قرب ساعت سے ڈرتے تھے، نہ کہ اس قرب سے جو دیگر شرائط کے بعد ہوگا، حاصل اس ڈرنے کا یہ ہوتا تھا کہ اب وقت قریب آ گیا ہو امتوں کے پے

در پے ہلاک ہونے کا' اور اسی دوران دیگر شرائط کا وقوع بھی ہونے لگے' پھر قیامت آ جائے' اور جمعہ کے آنے پر جو ڈر ہوتا تھا اس وقت یا غلبہ خشیت میں دیگر شرائط سے ذہول ہو جاتا ہو' یا دیگر شرطوں کے وقوع کی نسبت یہ احتمال ہوتا ہو کہ شاید اسی جمعہ کو طویل کر کے سب شرائط اس میں واقع کر دیں' جیسے بعض روایات میں ہے کہ اگر عمر دنیا میں سے ایک ہی دن باقی رہ جائے' اللہ تعالیٰ اسی کو طویل کر کے مہدی کو ظاہر فرما دیں گے۔ (امداد الفتاویٰ ص ۱۰۶-۱۰۷ ج ۵)

حدیث لو جعل القرآن فی اھاب پر شبہ

سوال...... لو جعل القرآن فی اھاب ثم القی فی النار ما احترق یہ حدیث اگر صحیح ہے تو عمدہ نکتہ تحریر فرمائیے' جس سے شبہ رفع ہو اور مورد اس حدیث کا کیا ہے؟

جواب...... مقصود عظمت قرآن مجید کا بیان کرنا ہے' کہ اگر اس کی برکت سے ایسا امر وقاع ہو تو فی نفسہ عجیب و بعید نہیں جیسے قرآن میں ہے لو ان قرآنا سیرت به الجبال اور جیسے ایک حدیث میں ہے لو کان شیء سابق القدر لسبقه العین (امداد الفتاوی ص ۸۵ ج ۵)

مردہ بچہ کا ناف کاٹنا حدیث سے ثابت نہیں

سوال...... حدیث میں ہے والذین نفسی بیده ان السقط لیجر امه بسرره الی الجنة حدیث میں سقط کا لفظ عام ہے' جو مردہ کو بھی شامل ہے اور نہایہ کی عبارت سے سرر سقط کا قطع ثابت ہے پس اس سے ظاہر اً ولد مردہ کا ناف کاٹنا ثابت ہوتا ہے'' کون سی بات درست ہے؟

جواب...... کیا نہایہ کی عبارت نص ہے کہ اس سے احکام پر استدلال کیا جائے؟ دیکھنے کی بات ہے کہ حکمت قطع میں کیا ہے؟ ظاہر ہے کہ وہ حکمت حی کے ساتھ مخصوص ہے جیسے ناخن کاٹنا' ختنہ کرانا وغیرہ پس جس طرح تقلیم وختان موت کے بعد نہیں اسی طرح قطع سرر بھی نہیں۔ (امداد الفتاویٰ ص ۱۳۸ ج ۵)

صلوۃ التسبیح پر ایک شبہ کا جواب

سوال...... خلاصہ سوال یہ ہے کہ صلاۃ التسبیح کی حدیث میں مخاطب حضرت عباسؓ ہیں تو وہ ثواب انہیں کے لئے خاص ہے یا عام ہے؟

جواب...... اصول کا مسئلہ ہے کہ جو حکم ایک کے لئے ہو وہ حکم سب کے لئے ہوتا ہے' بشرطیکہ کوئی دلیل تخصیص کی نہ ہو۔ چنانچہ ابوالیسر کی حدیث میں ہے کہ کلام پاک میں ارشاد ہے کہ نیکیاں برائیوں کو دفع کر دیتی ہیں' تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت سے جو اس پر عمل

کرے سب کے حق میں اس آیت کی فضیلت عام طور پر ثابت ہے۔ (فتاوی عزیزی ص ۱۰۱ ج ۲)

تخییر بین الموت والحیات پر ایک اشکال کا جواب

سوال...... سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس کے تیار ہونے تک کی مہلت طلب کی' مگر قبول نہ ہوئی' ظاہراً یہ حدیث ما من نبی یمرض الاخیر بین الدنیا و الآخرۃ کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔

جواب...... یہ کہا جا سکتا ہے کہ اختیار دنیا میں غیر معین مدت تک ٹھہرنے اور سفر آخرت کے درمیان دیا گیا اور معلوم مدت تک ٹھہرنے کا اختیار نہیں دیا جاتا' انہوں نے ایک مدت معلومہ تک مہلت چاہی اور منظور نہیں ہوئی اور پھر کہا گیا ہو کہ یا تو غیر متعین مدت تک ٹھہرنے کو اختیار کرو ورنہ سفر آخرت ہو گا' انہوں نے ٹھہرنے کو پسند نہ کیا ہو اور سفر آخرت کو قبول کیا ہو اور اس قبول واختیار کے بعد موت آئی ہو' حدیث میں کوئی تفصیل مذکور نہیں' مگر اس کے کوئی منافی بھی نہیں۔ (امداد الفتاویٰ ص ۴۴۴ ج ۴)

حدیث حبب الی من دنیا کم پر شبہ اور اس کا جواب

سوال:...... حدیث شریف حبب الی من دنیا کم میں تیسری محبوب چیز نماز بیان کی گئی ہے تو وہ دنیا میں کس طرح شامل ہے؟ اور اگر وجود فی الدنیا کے اعتبار سے ہے تو اور عبادات بھی دنیا میں داخل ہیں ان کا ذکر کیوں نہ ہوا؟

جواب...... اول تو اس حدیث میں لفظ ثلث ثابت نہیں دوسری یہ من دنیا کم میں لفظ دنیا آخرت کا مقابل ہے دین کا نہیں " کہ اس پر اشکال وارد ہو" اور نماز کی تخصیص باعتبار نفس محبوبیت کے نہیں' بلکہ باعتبار احبیت کے ہے' اور احبیت بھی بعض وجوہ سے' دلیل اس کی دوسری احادیث کثیرہ ہیں جن میں دوسری اشیاء اور افعال واعیان کی محبوبیت وارد ہے ورنہ محذور تعارض لازم آئے گا۔ (امداد الفتاویٰ ۹۵ ج ۵)

پورے عالم میں جمعہ کے دن قیامت کیسے قائم ہوگی؟

سوال...... حدیث میں ہے کہ قیامت کبریٰ یوم جمعہ میں قائم ہوگی' مگر طلوع وغروب میں تو حد درجہ اختلاف ہے لہٰذا یوم جمعہ بھی ہر جگہ مختلف ہوگا پھر یوم جمعہ میں قیام قیامت کیسے ہوگا؟

جواب...... حقیقت تو اللہ ہی کو معلوم ہے لیکن اشکال کا جواب بقاعدہ مناظرہ احتمال سے بھی ہو سکتا ہے سو یہاں دو احتمال ہیں۔ ایک یہ کہ اس حدیث کا مخاطب اولاً اہل معظم معمورہ کو ہے تو انہی کا جمعہ مراد ہو' خواہ دوسرے آفاق میں وہاں جمعہ نہ ہو۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ قیامت کے آثار ہر جگہ

مختلف اوقات میں شروع ہوں گے یعنی جس وقت وہاں کا جمعہ ہو وہاں وہ آثار اسی وقت شروع ہوں گے جیسے احکام شرعیہ نماز وغیرہ میں وہاں ہی کا وقت معتبر ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص ۱۰۹ ج ۵)

شب معراج کے متعلق ایک حدیث پر شبہ کا جواب

سوال...... اللہ تعالیٰ بندوں کو بعد حساب کے جنت و دوزخ میں داخل کریں گے تو پھر رسول مقبولؐ نے شب معراج میں جو لوگوں کو بہشت و دوزخ میں دیکھا' وہ کیسے ہے؟

جواب...... جنت و دوزخ ایک حقیقی ہے' قیامت کے روز بعد حساب و کتاب داخل ہوں گے اور ایک برزخی ہے جو دنیا کے بعد اور آخرت سے پہلے ہے اس میں بعد مرنے کے داخل ہو جاتے ہیں۔ (امداد الفتاویٰ ص ۱۰۹ ج ۵)

لاتشدالرحال پر ایک اشکال کا جواب

سوال...... آپ نے ایک جگہ لکھا ہے کہ حدیث **لاتشدوالرحال** کو زیارت قبور سے کوئی تعلق نہیں۔ مگر میں نے حجۃ اللہ البالغہ کی بحث شرک میں زیارت قبور کے لئے سفر کرنے سے منع دیکھا ہے' نیز بعض صحابیؓ کا کوہ طور جانے کو بھی ممانعت کی تائید میں پیش کیا ہے۔

جواب...... میرے اس لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ "رسالہ منتہی المقال" میں مسند احمد سے بروایت ابوسعید خدریؓ یہ حدیث ان الفاظ سے نقل کی ہے۔ **لاینبغی للمطی ان یشد رحاله الی مسجد ینبغی فیه الصلوة غیر المسجد الحرام والمسجد الاقصی و مسجدی هذا** اھ سواول روایت حدیث مشہور کی تفسیر ہو سکتی ہے اور اگر تفسیر بھی نہ ہو تو کم از کم اس معنی کو محتمل تو ہے اور قبور سے متعلق کوئی نص نہیں اور شراح کی شرح جس میں حجۃ اللہ البالغہ بھی داخل ہے کوئی نص نہیں' البتہ اگر سفر الی المقابر میں کوئی مفسدہ ہو تو اس کو اس مفسدہ کی بناء پر منع کیا جائے گا۔ گو اس حدیث کا مدلول نہ ہو' رہی طور پر جانے کی ممانعت اس کا محل یہ ہے کہ بہ نیت تقرب کے سفر کرے' سو چونکہ اس میں دعویٰ ہے ایک غیر ثابت کا اس لئے غیر مشروع ہے اور وہ اس حدیث نہی میں اس لئے داخل ہے کہ حدیث کی علت یہی ہے کہ جس طرح ان مساجد کی طرف سفر کیا جاتا ہے یعنی بہ نیت تقرب کے اس پر دوسرے مشاہد کو قیاس کرنا جائز نہیں للفارق' اور وہ فارق یہ ہے کہ ان مساجد میں تو ثواب کے دوچند ہونے کا وعدہ ہے اگر اس دوچند ثواب کی تحصیل بدون سفر ممکن نہ ہو سفر کی بھی اجازت ہوگی' بخلاف دوسرے مشاہد کے کہ وہاں کوئی دلیل ثواب کی نہیں اس لئے اس

نیت سے سفر کرنا امر غیر ثابت کا اعتقاد ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص۸۱ ج۵)

حضرت علیؓ کو نکاح سے منع فرمانا

سوال...... روایت میں ہے کہ حضورؐ نے حضرت علیؓ کو ابو جہل کی مسلمان لڑکی سے عقد کرنے سے منع فرمایا' اور حضرت فاطمہؓ کی تکلیف کو اس منع کا سبب فرمایا' سوال یہ ہے کہ تمام عورتوں کو اس سے بہرحال تکلیف ہوتی ہے کہ ان پر سوت لائی جائے' تو آخر حضرت فاطمہؓ کی تخصیص کیوں؟

جواب...... معلوم نہیں تخصیص کا شبہ کس بات سے ہوا؟ اسی روایت میں ہے کہ ''لا احرم حلالا'' میں حلال کو حرام نہیں کرتا' پھر منع کہاں ہوا؟ جس سے تخصیص کا شبہ ہو سکے اور یہ جو فرمایا کہ اس کی تکلیف سے مجھے تکلیف ہوگی یہ کہنے کا حق سب عورتوں کے اولیاء کو ہے' تو اس میں بھی تخصیص نہیں رہی' پھر وہ کون سی چیز ہے جس میں تخصیص کا شبہ ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص۱۲۹ ج۵)

غسل ید کی حدیث پر شبہ کا جواب

سوال...... حدیث اذا استیقظ احد کم میں ہاتھ دھونے کا جو سبب بیان کیا گیا ہے وہ ہاتھ کی بہ نسبت محل استنجا جسم اور کپڑے میں زیادہ محتمل ہے' پھر ہاتھ دھونے ہی کی خصوصیت کیوں ہے؟

جواب...... حدیث مفصل یہ ہے **اذا استیقظ احد کم من نومه فلا یغمس یده فی الاناء حتی یغسلها ثلاثا فانه لا یدری این باتت یده** اس میں لا یدری کو غسل ید کی علت نہیں فرمائی بلکہ لا یغمس فی الاناء کی علت فرمائی ہے اور غمس ید میں محتمل تھا نہ کہ محل استنجا وغیرہ میں' پس سوال ساقط ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص۱۲۷ ج۵)

سنت فجر کے متعلق ایک سوال کا جواب

سوال...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا بعد نماز فجر کے نماز پڑھتا تھا تو آپؐ نے فرمایا نماز صبح کی دو رکعتیں ہیں اس شخص نے کہا میں نے سنتوں کو پہلے نہیں پڑھا تھا اب بعد میں ادا کیا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔ یہ روایت ابوداؤد ص۱۷۹' ابن ماجہ ص۱۹۵' ترمذی ص۹۷ پر ہے۔ نیز مسلم شریف ص۲۴۰ پر ہے کہ ابن فہدؒ کہتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریمؐ کے ساتھ نماز صبح پڑھی اور نہ پڑھی تھی انہوں نے دو رکعت سنت فجر کی' پس جب سلام پھیرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو وہ کھڑا ہوا اور دو رکعتیں سنت فجر ادا کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دیکھتے تھے۔ پس انکار نہیں کیا۔

ہم نہیں کہتے کہ آفتاب نکلنے کے بعد فجر کی سنتیں جائز نہیں بلکہ مراد ہماری یہ ہے کہ جو چاہے طلوع سے پہلے پڑھ لے اور جو چاہے طلوع کے بعد پڑھ لے ان دونوں وقتوں میں سے کسی ایک میں منع کرنے کا حق کسی کو نہیں پہنچتا؟ جواب وضاحت کے ساتھ مطلوب ہے؟

جواب...... مسئلہ پر غور کرنے کے لئے متعدد مضامین کی احادیث کو سامنے رکھنے کی ضرورت ہے پھر معلوم ہوگا کہ حنفیہ کا مذہب کس قدر جامع اور کس قدر حدیث کے مطابق ہے۔

۱۔ حدیث شریف میں ہے کہ فجر سے پہلے کی دو رکعت مت چھوڑو اگرچہ تم کو گھوڑے روند ڈالیں اس لئے حنفیہ ان دو سنتوں کی زیادہ تاکید کرتے ہیں۔

۲۔ حدیث میں نماز جماعت سے پڑھنے کی تاکید ہے اس لئے حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر جماعت میں شرکت سے یہ سنتیں مانع ہوں تو جماعت میں شریک ہو جائے۔

۳۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب جماعت کھڑی ہو جائے تو فرض نماز کے علاوہ دوسری نماز نہیں اس لئے حنفیہ کہتے ہیں کہ ایسے وقت میں یہ سنتیں حجرہ وغیرہ میں پڑھے۔

۴۔ حدیث شریف میں ہے کہ بعد نماز صبح کوئی نماز نہیں طلوع شمس سے پہلے اس لئے حنفیہ کہتے ہیں کہ نماز صبح کے بعد طلوع شمس سے پہلے ان کو نہ پڑھے۔

۵۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس کی صبح کی سنتیں چھوٹ گئی ہوں وہ طلوع شمس کے بعد پڑھے جو لوگ ان سنتوں کو شرکت جماعت کی وجہ سے چھوڑ دیتے ہیں وہ حدیث نمبر ۱ کے خلاف کرتے ہیں۔

جو لوگ ان سنتوں میں مشغول ہو کر جماعت میں شرکت نہیں کرتے وہ حدیث نمبر دو کے خلاف کرتے ہیں۔

جو لوگ جماعت کھڑی ہو جانے کے بعد بھی اسی جگہ سنتیں پڑھتے ہیں وہ حدیث نمبر ۳ کے خلاف کرتے ہیں۔

جو لوگ جماعت کے بعد طلوع شمس سے پہلے ان سنتوں کو پڑھ لیتے ہیں وہ حدیث نمبر ۴، ۵ کے خلاف کرتے ہیں۔

جس صحابیؓ کو آپؐ نے نماز پڑھتے دیکھا ان کو صریح الفاظ میں اجازت نہیں دی ورنہ دوسرے صحابہ بھی اسی اجازت پر عمل کرلیا کرتے پس ممانعت اپنے حال پر ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۶۴-۶۸)

کندھوں سے کندھا چمٹانے اور ٹخنوں سے ٹخنا چمٹانے کے متعلق ایک حدیث کا جواب

سوال...... ایک غیر مقلد ہے جو ایک حدیث لوگوں کے سامنے پڑھتا ہے اور کہتا ہے یا تو

اس حدیث پر عمل کرو ورنہ جواب اپنے علماء سے مانگو وہ حدیث یہ ہے کہ نعمان ابن بشیر صحابیؓ کہتے ہیں کہ میں دیکھتا ہوں یعنی وہ وقت مجھے خوب یاد ہے کہ ہم میں سے ہر شخص صف نماز میں پاس والے سے ٹخنے سے ٹخنے چپکاتا ہے' ابوداؤد میں گھٹنے سے گھٹنہ چپکانے کا بھی ذکر ہے۔

جواب...... ہمارے نزدیک الزاق "چمٹانے" سے مراد محاذات "برابر کرنا" ہے' امام شوکانی نے نیل الاوطار میں حدیث تسویۃ الصف کا مطلب یہی بیان کیا ہے' یعنی گردن' قدم' کندھا' ہر نمازی کا دوسرے کے مقابل رہے' ٹخنوں کا چپکانا اس کے لئے ضروری نہیں۔ علاوہ بریں اگر مان لیا جائے کہ قدم سے قدم چمٹانا ہی مراد ہے تو سوال یہ ہے کہ یہ نماز کی ابتداء سے انتہا تک ہر رکن میں مطلوب ہے یا بعض ارکان میں صورت اولیٰ میں یہ بتلا دیا جائے کہ قعود کی حالت میں الزاق کی کیا صورت ہوگی اور صورت ثانیہ میں بعض ارکان کی تخصیص کس دلیل سے ہے؟ اگر یہ کہا جائے کہ بحالت قعود الزاق متعذر ہے اس لئے یہ حالت مستثنیٰ ہے تو ہم کہیں گے کہ بحالت قیام بھی الزاق آسان نہیں ہے اس سے نمازیوں کو قیام میں بہت دشواری ہوتی ہے۔ (امداد الاحکام ص ۱۹۷ ج ۱۵)

حدیث اور خلافت حسینؓ و یزید کے متعلق ایک سوال

سوال...... خلافت کے بارے میں یہ حدیث صحیح ہے کہ خلافت میرے بعد تیس سال تک رہے گی اسی حدیث کی بنا پر حضرت حسنؓ نے خلافت کو ترک فرمایا تو حضرت حسینؓ کو کیا دعویٰ تھا کہ آپ مکہ معظمہ سے باہر تشریف لے گئے اور کربلا میں شہادت کی فضیلت سے مشرف ہوئے۔

نیز مشکوٰۃ میں ہے کہ اکثر بادشاہ ظالم ہوں گے' اور بہت ظلم کریں گے' صحابہؓ نے عرض کیا کیا مسلمان ان بادشاہوں سے تعرض نہ کریں گے' فرمایا کہ مسلمانوں کو مناسب نہیں کہ ایسے بادشاہ سے تعرض کریں' جس کو تسلط کے ذریعہ سلطنت ملی ہو' ورنہ خود وہ مسلمان ظالم اور باغی ہوں گے' تو حضرت حسینؓ نے کیوں مقابلہ کیا؟ اور یہ ظاہر ہے کہ تسلط کے ذریعہ یزید کی سلطنت ہوگئی تھی۔

جواب...... حضرت حسینؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت راشدہ کا دعویٰ نہ تھا بلکہ یہ غرض تھی کہ ظالم کے ہاتھ سے رعایا کی رہائی ہو جائے اور مظلوم کی مدد کرنا واجب ہے اور حدیث مشکوٰۃ میں جو بادشاہ وقت کی بغاوت اور اس کے مقابلہ کرنے سے منع فرمایا اگرچہ وہ بادشاہ ظالم ہو تو یہ حکم اس وقت ہے جب کہ بادشاہ ظالم کا کامل تسلط ہو گیا ہو' اس کے تسلط میں کسی کو نزاع نہ ہو' کوئی اس کا مزاحم نہ ہو' اور ابھی مدینہ منورہ' مکہ معظمہ اور کوفہ کے لوگ یزید کے تسلط پر راضی نہ تھے اور حضرت حسینؓ ابن

عباسؓ ابن عمرؓ عبداللہ بن زبیرؓ وغیرہ صحابہؓ نے یزید کی بیعت قبول نہ کی تھی' حاصل کلام یہ کہ حضرت حسینؓ اس غرض سے نکلے تھے کہ یزید کا تسلط دفع کیا جائے' یعنی اس کا تسلط نہ ہونے پائے' یہ غرض نہ تھی کہ اس کا تسلط رفع کریں یعنی یہ امر نہ تھا کہ یزید کا کامل تسلط ہوگیا تھا اور آپ کا یہ مقصود تھا کہ اس کا تسلط اٹھادیں اور مسائل فقہیہ میں دفع رفع میں فرق مشہور ہے۔ (فتاویٰ عزیزی ص ۴۲۔۴۳ ج ۱)

مسجد محلّہ اور جامع میں نماز پڑھنے کے متعلق ایک تطبیق

سوال...... حدیث میں ہے کہ نماز مرد کی اپنے گھر میں پڑھنے سے ثواب ایک نماز کا رکھتی ہے' اور مسجد محلّہ میں پچیس نماز کا اور جمعہ مسجد میں پانچ سو نماز کا' اور مسجد نبوی میں پچاس ہزار نماز کا اور نماز مرد کی خانہ کعبہ میں ایک لاکھ نماز کا ثواب رکھتی ہے پانچوں وقتوں کی فرض نماز کون سی ہے' فرض یا واجب یا سنت یا نفل یا خاص نماز جمعہ؟

اگر فرض نماز پنجوقتہ کی ہے تو یہ جو مسئلہ ہے کہ فرض نماز اپنے محلّہ کی مسجد میں پڑھنا بہتر ہے اور ثواب زیادہ رکھتی ہے بخلاف دوسرے محلّہ کی مسجد میں پڑھنے سے اگر اپنے محلّہ کی مسجد کو چھوڑ کر دوسرے محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھے گا تو گناہگار ہوگا' اس کا کیا مطلب ہے؟ جامع مسجد میں پانچ سو نماز کا ثواب ملتا ہے اور محلّہ کی مسجد میں پچیس نماز کا تو بتائیں کہ وہ کم ثواب والی مسجد محلّہ میں نماز پڑھے یا دوسرے محلّہ کی جمعہ مسجد میں نماز پڑھے؟

جواب...... وجہ تطبیق منصوص نہ ہونے کے سبب قواعد کی طرف منسوب ہوسکتی ہے' میرے نزدیک اقرب وجوہ یہ ہے کہ یہ تفاضل مخصوص ہے فرائض کے ساتھ' اور مشروط ہے کسی مسجد کے حق واجب فوت نہ ہونے کے ساتھ' اب کوئی اشکال نہ رہا۔ (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۱۲۸)

بعض احادیث کے مطالب و معانی

سورہ اخلاص اور سورۂ یٰسین کے ثواب کا مطلب

سوال...... حدیث شریف میں آیا ہے کہ تین بار سورہ اخلاص پڑھنے سے ایک قرآن کا اور سورۂ یٰسین ایک بار پڑھنے سے دس قرآن کا ثواب ملتا ہے یہ ثواب مطابق ان لوگوں کے ملتا ہے جو کہ سورۂ بقرہ سے سورۂ ناس تک پڑھیں یا حدیث شریف کا کچھ اور مطلب ہے اور اس سے کس قدر ثواب مراد ہے؟

جواب...... جو تمام قرآن پڑھے گا اس کا ثواب بے نہایت ہے' مگر ثواب ایک اصل ثواب

ہے ایک انعام ہے، معنی یہ ہیں کہ قل ھو اللہ تین بار پڑھنے کا انعام اصل ثواب قرآن تمام پڑھنے کے برابر ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۷۵)

قل ھو اللہ کا ثواب اتنا کیوں؟

سوال..... سورۂ اخلاص تین بار پڑھنے کا ثواب قرآن شریف کے ختم برابر ''کیوں'' ہے؟

جواب..... اس سورت میں حق تعالیٰ کی خاص توحید اور تنزیہ کا بیان ہے اور اس میں احکام و قصص اور ترغیب و ترہیب کا ذکر نہیں تو یہ سورت بمنزلہ ذکر محض کے ہے اور دوسری آیات کہ اس میں احکام و قصص وعدہ وعید کا ذکر ہے وہ گویا حکم میں کتب فقہ و حدیث کے ہے تو یہ سورت پڑھنے میں نفس عمل کو بذاتہ ترجیح دوسرے آیات پر ہے اگرچہ قرآن ہونے میں سب آیات برابر ہیں اور جب چند چیزوں کی ذات میں تغایر ہو تو ان کی مقادر برابر ہونے کا ان کی فضیلت میں اعتبار نہیں، مثلاً یاقوت کہ اگرچہ چند رتی سے زیادہ نہ ہو، مگر چند من لوہے اور دوسری متعدد دھات سے قیمت میں زیادہ ہے ایسے ہی یہ سورت بھی ہے۔ (فتاویٰ عزیزی ص ۱۵ ج ۲)

حدیث ''اللہ تعالیٰ حضورؐ کی رضا طلب کرتے ہیں'' اس کا مفہوم

سوال..... ایک روایت بطور ''حدیث قدسی'' کے مشہور ہے ''تمام مخلوق میری رضامندی طلب کرتے ہیں اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور میں تیری رضا طلب کرتا ہوں اور عرش سے لے کر فرش کے نیچے رہنے والے تک میری رضا طلب کرتے ہیں اور میں تیری رضا طلب کرتا ہوں اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ روایت بعض خطیب سے سنی گئی ہے یہ روایت معتبر ہے یا نہیں؟

جواب..... اس کی سند و صحت بندہ کو معلوم نہیں اور جو اس کے معنی آیت ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ کے لئے جاویں تو معنی صحیح ہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۷۹)

عمارت میں خرچ کرنے کا مطلب

سوال..... ترمذی شریف کی حدیث میں ہے کہ تمام خرچ اللہ کی راہ میں ہے سوائے عمارت کے اس میں کوئی بھلائی نہیں اس سے کیا مراد ہے؟

جواب..... جو عمارت ضرورت سے زائد ہو یہ حدیث اس کے سلسلہ میں وارد ہے جیسا کہ بعض آدمیوں کی زائد از ضرورت بنانے کی عادت ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۸۶ ج ۱)

حدیث میں عمارت کو بلند نہ بنانے کا مطلب

سوال...... ایک کتاب میں لکھا ہے کہ چھ گز سے زیادہ بلند کرنا حدیث میں بالصراحت منع ہے' چنانچہ دوسری حدیث میں ہے کہ ایک صحابیؓ نے ایک گول گھر بلند بنایا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے سلام ترک کر دیا۔ کیا یہ درست ہے؟

جواب...... ضرورت سے زیاد تعمیر باز پرس کا سبب ہے اور باعث خسارہ آخرت بھی ہے' صحابہؓ سے ایسا فعل اور بھی زیادہ بعید ہے' اس لئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے' چھ گز کی کوئی قید نہیں ہے بلکہ مدار جواز حاجت ہے۔ (فتاوی رشیدیہ ص ۱۹۰)

ابوالقاسم نام رکھنے کی حدیث میں ممانعت کا مطلب

سوال...... کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ابوالقاسم کے ساتھ اپنا نام رکھے تو کیا اس شخص کو دارمی شریف میں "ممانعت کے متعلق" وارد ہونے والی حدیث کے مطابق اپنا نام بدلنا چاہئے یا نہیں؟

جواب...... اس مسئلے میں علماء امت کا اختلاف کثیر ہے' اور ہر شخص کے پاس حدیث مؤید موجود ہے چنانچہ امام طحاویؒ نے معانی الآثار میں مذاہب مختلفہ مع دلائل بیان کئے ہیں۔

۱۔ ایک مذہب یہ ہے کہ ابوالقاسم کے ساتھ کنیت متعین کرنا جائز نہیں' خواہ نام محمد ہو یا دوسرا نام۔

۲۔ دوسرا مذہب یہ ہے کہ نہ محض کنیت ممنوع ہے نہ نام' بلکہ دونوں کو جمع کرنا ممنوع ہے۔

۳۔ قاسم کے ساتھ نام رکھنا بھی ممنوع ہے کیونکہ یہ نبی کی صفات مخصوصہ میں سے ہے۔

۴۔ چوتھا مذہب یہ ہے کہ ابوالقاسم کے ساتھ کنیت متعین کرنا یا دونوں کو جمع کرنا ہر کس و ناکس کے لئے ممنوع ہے۔

۵۔ ابوالقاسم کے ساتھ کنیت متعین کرنا یا کنیت اور نام دونوں جمع کرنا دونوں صورتیں جائز ہیں اور اسی مذہب کو امام طحاویؒ نے مختار کہا ہے۔ (فتاوی عبدالحئی ۱۲۳۔۱۳۴)

حدیث میں لفظ غرامت کا مطلب

سوال...... غرامت مال کا حدیثوں میں جہاں مذکور ہے' محشی اسے منسوخ لکھتے ہیں مگر معلوم نہیں کہ اس کا ناسخ کیا ہے؟ اور ناسخ میں اتنی قوت ہے کہ ان احادیث ثلثہ ثابتہ کو اس کے مقابلہ کی کہہ سکیں۔

جواب...... غرامت کا حکم ابتدائے اسلام میں تھا پھر حکم ہو گیا کہ کسی کا مال اس کی اجازت کے بغیر حلال نہیں ہے' اور یہ اس کا ناسخ ہے اور اس مسئلہ کو طحاوی نے لکھا ہے تم خود دیکھنا اور اس پر

اجماع بھی ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ۱۹۱)

نماز پڑھنے کے بعد جماعت میں شریک ہونا

سوال...... مشہور یوں ہے کہ اگر کوئی شخص اکیلا گھر میں نماز پڑھ لے پھر مسجد میں جماعت سے نماز مل جائے تو ظہر و عشاء میں شریک جماعت ہو جائے اور صبح و عصر و مغرب میں شریک نہ ہو۔ حالانکہ ابوداؤد شریف میں جو واقعہ مذکور ہے اس میں آپ کی خفگی کی وجہ صبح کی جماعت میں شریک نہ ہونا ہے اس کا کیا جواب ہے؟

جواب...... ابوداؤد شریف میں جو حدیث ہے وہ صبح کے وقت میں ہوئی کہ صبح کے وقت کی ادا کرنے کو آپؐ نے منع فرمایا اگرچہ عتاب کا لفظ عام اور بعد صلوۃ صبح کے نوافل کی ممانعت عموماً ہے وہ اس کی ناسخ بھی ہو سکتی ہے مگر یہاں نسخ کی حاجت نہیں کہ عتاب بوجہ عدم شرکت کے تھا اور بعد معلوم ہونے کے کہ لوگ نماز پڑھ چکے ہیں آپؐ نے اس وقت کی نماز میں کچھ نہیں فرمایا بل کہ کلیۃً ارشاد فرمایا کہ جو شخص نماز پڑھ کے آیا کرے نماز میں شریک ہو جائے' چونکہ اس وقت کے نفلوں کی ممانعت پہلے ہو چکی تھی لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصریح نہیں فرمائی اور نہ یہ فرمایا کہ اگرچہ تم پڑھ کے آئے تھے تم کو شریک ہونا تھا بلکہ کلیۃً ایک مسئلہ بیان فرمایا کہ جو شخص نماز پڑھ کے آئے شریک جماعت ہو جائے'' ''نفل کی نیت سے'' اسی واسطے عبداللہ ابن عمرؓ عصر کی نماز میں شریک نہیں ہوئے تھے کہ صحابیؓ اس استثناء سے آگاہ تھے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۹۱)

لیس منی و لست کا مطلب

سوال...... حدیث لیس منی ولست منه'' کے متعلق یہ کہنے والے'' کہ یہ ترہیباً ہے معنیٰ کچھ نہیں'' کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب...... لیس منی و لیس منا کے استعمال کو صرف ترہیب کے لئے قرار دینا صحیح نہیں۔ (فتاوی محمودیہ ص ۱۷۶ ج ۱۵)

حدیث لا عدوی کا مطلب

سوال...... تعدیہ مرض شرعی نقطہ نظر سے درست ہے یا نہیں؟ حدیث شریف میں لا عدوی فرمانے کا مفہوم و مقصود کیا ہے؟

جواب...... تعدیہ مرض درست ہے لیکن خود مرض موثر بالذات نہیں ہوتا ہے' بلکہ جب اللہ تعالیٰ کی مشیت و حکم ہوتا ہے تو اثر پذیر ہوتا ہے زمانہ جاہلیت کے لوگ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ بیماری

خود بخود اثر کر جاتی ہے اس کی تردید میں لاعدویٰ فرمایا کہ تمہارا گمان صحیح نہیں' بلکہ بیماری اللہ کی قضا وقدر سے ہوتی ہے' لیکن کبھی نزدیک ہونا بیماری پیدا ہونے کا سبب تقدیری ہو جاتا ہے' اسی وجہ سے حدیث میں بیمار اونٹوں کو اچھے اونٹوں کے ساتھ ملانے سے منع فرمادیا' اور مجذوم سے دور رہنے کا حکم فرمایا ہے۔ (احیاء العلوم ص ۲۲۴ ج ا)

کنت کنزاً مخفیاً کا مطلب

سوال..... حضرت شیخ الہندؒ نے اپنے ترجمہ قرآن سورۂ طلاق کی آخری آیت "ان اللہ قد احاط بکل شیٔ علماً" کے بارے میں حاشیہ پر تحریر فرمایا ہے کہ گویا حدیث محدثین کے نزدیک صحیح نہیں' غالباً یہ حدیث اس آیت سے مستفاد ہے لیکن یہ مستفاد ہونا سمجھ میں نہیں آتا۔

جواب..... مطلب یہ ہے کہ کنت کنزاً مخفیا یا اس قسم کی جو چیزیں زبانوں پر پائی جاتی ہیں ان کا منشا اور ماخذ یہ آیت بن سکتی ہے جو عموم علم' عموم قدرت پر نص ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۶۹ ج ۱۲)

یہ حدیث کشف الخفاء میں ہے' مگر اس میں "مخفیا" کا لفظ نہیں ہے' نیز ملا علی قاریؒ نے اس حدیث کو آیت (وماخلقت الجن والانس الا لیعبدون) سے مستفاد قرار دیا ہے۔ (کنت کنزالااعرف فاحببت ان اعرف فخلقت خلقاً فعرفتم بی فعرفونی) و فی لفظ فتعرفت الیهم فبی عرفونی قال ابن تیمیة لیس من کلام صلی اللہ علیه وسلم ولایعرف له سند صحیح ولاضعیف و تبعه الزرکشی والحافظ ابن حجر فی اللآلی والسیوطی وغیرهم وقال القاری لکن معناه صحیح مستفاد من قوله (وما خلقت الجن والانس الالیعبدون) ای لیعرفونی کما فسره ابن عباسؓ والمشهور علی الالسنة کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت خلقاً فی عرفونی ' وهو واقع کثیراً فی کلام الصوفیة واعتدوه و بنواعلیه اصولاً لهم انتهی (کشف الخفاء ص ۱۳۲ ج ۲) محمد ناصر

امت محمدیہ پر عذاب آخرت نہ ہونے کا مطلب

سوال..... مشکوٰۃ شریف (ص ۴۶۰) میں ایک حدیث ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ "میری امت امت مرحومہ ہے' اس کے لئے عذاب آخرت نہیں' اس کا عذاب دنیا میں فتنوں کا آنا' زلزلوں کا آنا اور قتل ہونا ہے' اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب......یعنی دائمی عذاب جو کفار کے لئے ہوتا ہے وہ نہیں ہوگا اگر ایمان کسی شخص کے دل میں پایا جاتا ہے تو ہزار گناہ بھی اس ایمان کے مقابلہ میں ہیچ اور مچھر کے بال کے برابر نہیں (خیر الفتاویٰ ص ۲۷۴ ج ۱) "قید دائمی کے ساتھ اتنا اضافہ اور ضروری معلوم ہوتا ہے کہ عذاب آخرت دائمی اور لازمی نہیں مثل پہلے فساق اور سب کفار کے" م،ع

خدائے تعالیٰ نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا' کیا مطلب ہے؟

سوال......اس کا کیا مطلب ہے؟ جواب......مطلب یہ ہے کہ انسان کو اپنی پسندیدہ صورت پر پیدا فرمایا' یعنی ایسی صورت عطا فرمائی جو اللہ تعالیٰ کو پسند تھی "اس کا یہ مطلب نہیں کہ دیگر حیوانات ناپسندیدہ صورت پر ہیں۔ (خیر الفتاویٰ ص ۲۸۳ ج ۱)

عدالت صحابہؓ سے کیا مراد ہے؟

سوال...... الصحابة کلهم عدول " میں عدالت صحابہؓ سے کون سی عدالت مراد ہے؟

جواب......اس عقیدے کے بارے میں حضرت ولی نعمت مرحوم قدس سرہ کے حضور میں بار بار بحث واقع ہوئی' آخر میں یہی منقح ہوا کہ اس جگہ عدالت کا متعارف معنی مراد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ یہ امر ثابت ہے کہ حدیث کی روایت میں صحابہؓ سب عادل ہیں' اور کسی دوسرے امر میں قطعی طور پر عادل ہونا مراد نہیں اور حدیث کی روایت میں جس عدالت کا اعتبار ہے اس سے مراد ہے روایت میں قصداً دروغ کہنے سے پرہیز کرنا اور ایسی چیز سے پرہیز کرنا کہ اس سے روایت میں انحراف ہونے کا خوف ہو اور ہم نے سب صحابہؓ کی تحقیق کی تو ان سب کو اس عقیدہ پر پایا کہ جو بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کہی ہو اس کو آپ کی جانب منسوب کرنا نہایت سخت گناہ ہے۔ چنانچہ اہل سیر پر یہ بات خوب ظاہر ہے۔ (فتاویٰ عزیزی ص ۱۶۳ ج ۲)

حدیث نهینا عن خشاش الارض میں خشاش سے کیا مراد ہے؟

سوال......حدیث میں ہے کہ ہم کو خشاش ارض سے منع کیا گیا ہے' خشاش ارض سے کیا مراد ہے؟ نیز خشاش ارض کی مراد محشی نے عصافیر اور اس کے مثل کیڑوں سے کی ہے' اور امام ابوحنیفہؒ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ وغیرہ کی طرف نسبت کی ہے کہ ان کے نزدیک اس کی بیع واکل جائز نہیں' کیا

یہ قول درست ہے؟ جب کہ ہم عصافیر "چڑیا" کی حلت کے بارے میں یقین رکھتے ہیں؟

جواب......لفظ خشاش مشترک ہے حشرات الارض اور عصافیر کے معنی کے درمیان، پس اس کی تفسیر عصافیر سے کرنا عقل اور نقل کے خلاف ہے کیونکہ عصافیر حشرات الارض میں سے نہیں اور اس کی حلت میں بھی کوئی شبہ نہیں اور غلطی کاتب ہونے کا بھی احتمال ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص ۸۶ ج ۵)

حدیث شریف میں شہد اور کلونجی کے شفاء ہونے کا معنیٰ

سوال......شہد اور کلونجی کے بارے میں جو روایت ہے کہ ہر مرض کی دوا ہے اور شفاء ہے، اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب......شہد میں شفاء کا ہونا تو ثابت ہے اور کلونجی میں ہر مرض میں نافع ہونا آیا ہے معنی یہ ہیں کہ اگر حق تعالیٰ چاہے تو شفاء ہوتی ہے کہ ایسی خاصیت رکھی ہے موافقت کا ہونا شرط ہے بعض نے پختہ عقیدہ سے اپنے مرض میں کلونجی استعمال کی اور شفا پائی۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۷۹)

حدیث الرکب یرکب بنفقة والدر یحلب بنفقة کے معنیٰ

سوال......زید انتفاع بالرہن کو اس حدیث **الرکب یرکب بنفقة والدر یحلب بنفقة** کی بنا پر جائز کہتا ہے خواہ رکب و در ہو یا زمین و مکان اور بکر مفہوم حدیث کو صرف رکب "سواری" اور در "دودھ" میں جائز رکھتا ہے اور باقی میں ناجائز۔ پس کس کا قول راجح ہے؟

جواب......قرض دینے والے کو اپنے مقروض سے کسی قسم کا نفع اٹھانا بسبب قرض کے حرام اور سود کے حکم میں ہے اور حدیث کی تاویل یہ ہے کہ یہ اس وقت ہے جب کہ مشروط اور معروف نہ ہو۔ محض تبرعاً سہولت کے لئے کہ کہاں حساب کتاب رکھا جائے گا راہن نے مرتہن کو اجازت دے دی ہو جمہور کا تو یہی مذہب ہے اور امام محمدؒ نے اس دلیل کو دلیل تخصیص ٹھہرایا ہے۔ یعنی اس قاعدہ کلیہ "**کل قرض جر نفعا فھو ربوا**" سے صرف ظہر اور در کو مستثنیٰ قرار دیا ہے اس نص کی وجہ سے اور کسی نے بھی اس حدیث پر دوسرے مرہون کو قیاس نہیں کیا، کیونکہ خلاف قیاس صرف مورد نص پر منحصر رہتا ہے۔ پس بکر کا قول جمہور کے نزدیک غلط ہے اور زید کا قول امام احمد کے نزدیک بھی "یعنی اجماعاً" غلط ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص ۸۹ ج ۵)

باب معجزات کی ایک حدیث کے معنیٰ

سوال...... صحیحین کی ایک حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء میں سے کوئی نبی نہیں گزرا۔ مگر یہ کہ اس کو آیات میں سے وہ کچھ دیا گیا' کہ اس کے مثل پر بشر ایمان لایا اور یہ جو مجھے دیا گیا یہ تو خالص وحی ہے' جو اللہ تعالیٰ نے مجھے القا فرمائی' پس میں امیدوار ہوں کہ قیامت کے روز میں ہی سب پیغمبروں سے زیادہ تابعین والا ہوں گا'' اس کے مثل پر بشر ایمان لایا'' کا کیا مطلب ہے؟

جواب...... یہاں لفظ مثل زائد ہے' جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے قول **وشھد شاھد من بنی اسرائیل علی مثلہ** اور فارسی میں ہے پیشوائے چوں مصطفے داریم پس معنی یہ ہیں کہ آمن علیہ البشر' یعنی اور انبیاء کو بھی ایسے ایسے معجزے ملے کہ ان پر لوگ ایمان لائے مگر وہ میرے معجزے کے مثل نہ تھے کہ وہ وحی باقی بعد وفات النبی ہے' بخلاف دوسرے معجزات کے کہ وفات نبی سے وہ بھی باقی نہ رہتے تھے اس لئے اس پر فارجوا کو مرتب فرمایا اور اگر مثل کو زائد نہ مانا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ اور انبیاء کو ایسے معجزے ملے جو آپس میں متماثل تھے۔ مگر میرا معجزہ نئی شان کا ہے۔ **وھو الوحی** (امداد الفتاویٰ ص ۱۰-۹۱ ج ۵)

حدیث میں لفظ ''وثن'' کے معنیٰ

سوال...... حدیث میں آیا ہے **اللھم لاتجعل قبری و ثنا یعبد** تو قبر کا بت ہونا زائرین کے کس کس فعل سے ہوسکتا ہے؟

جواب...... وثن سے مراد یہ ہے کہ قبر کو سجدہ کیا جائے اور شرک کے دوسرے مراسم ادا کئے جائیں۔ (فتاوی عزیزی ص ۳۵۰ ج ۲)

تشریح حدیث للمسلم علی المسلم ستة حقوق

سوال...... **للمسلم علی المسلم ستة حقوق** حدیث کی کیا تفسیر ہے کیا ہر شہری کے ذمہ لازم ہے کہ دن میں کم از کم ایک مرتبہ ہسپتال میں جا کر بیماریوں کی تیمارداری کیا کرے؟

جواب...... اگر دنیا کے ہر مسلم کی عیادت ہر مسلم پر واجب ہو تو نہ عیادت کرنے والوں کو کسی دوسرے کے کام کی فرصت مل سکتی ہے اور نہ ہی مریض کو چین و آرام کی مہلت میسر آسکتی ہے' لہذا حدیث مخصوص ہے اہل تعلق کے ساتھ اور پہچان والوں کے ساتھ۔ (احسن الفتاویٰ ص ۵۱۲ ج ۱)

تشریح حدیث من ھذالرجل

سوال......قبر میں میت سے منکر نکیر دریافت کرتے ہیں "من ھذا الرجل الذی بعث فیکم" اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں حاضر ہوتے ہیں یا روضہ اقدس تک حجابات اٹھا دیئے جاتے ہیں یا آپ کی تصویر دکھائی جاتی ہے؟

جواب......اگر چہ احتمال یہ بھی ہے کہ قبر میں حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مثالیہ پیش کی جاتی ہو یا قبر اطہر کے درمیان سے حجاب اٹھا دیا جاتا ہو مگر احادیث کے ظاہر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اور صفات عالیہ بیان کرنے کے بعد دریافت کیا جاتا ہے (احسن الفتاویٰ ص ۱۵ ج ۱) "جو بھی شکل ہوتی ہو مسئول اتنا ضرور پہچان لیتا ہے کہ یہ سوال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہے۔ م،ع

حدیث جویریہؓ کی تشریح

سوال......اس حدیث کی مراد کیا ہے کہ آنحضورؐ حضرت جویریہؓ کے پاس سے باہر تشریف لے گئے، فجر کی نماز کے بعد اور وہ اپنی نماز کی جگہ میں تھیں پھر آنحضرتؐ بوقت چاشت تشریف لائے اور وہ ابھی بیٹھی تھیں، آپؐ نے فرمایا کہ کیا تم اسی پہلی حالت میں اب تک ہو، تو حضرت جویریہؓ نے فرمایا جی ہاں! آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں نے تمہارے پاس سے جانے کے بعد چار کلمے کہے کہ اگر وزن کیا جائے اس کے مقابلے میں جو تم نے کیا ہے تو وہ ثواب اور فضیلت میں برابر ہوں گے اور وہ کلمات یہ ہیں۔

سبحان اللہ و بحمدہ عدد خلقہ و زنۃ عرشہ و مداد کلماتہ

جواب......صبح سے "چاشت کے وقت تک" جو تسبیح کی وہ تسبیح یقیناً خلق اللہ کی تعداد سے بہت کم تھی، مگر خلق اللہ کی تعداد کا لحاظ اس میں اجمالی تھا، اور عورت کی تسبیح کی تعداد تفصیلی طور پر تھی، اس اعتبار سے وہ تفصیل اس اجمال پر غالب ہوتی ہے، مگر جب اس اجمال کے قابل میں استعداد زیادہ ہو اور اس کا ذہن وسیع ہو تو اس کا یہ اجمال ہزار درجہ تفصیل سے بہتر ہے۔ اور اسی اعتبار سے آنحضرتؐ نے اس عورت کے حق میں یہ حدیث فرمائی۔ (فتاویٰ عزیزی ص ۱۵ ج ۲)

ایک مرتبہ درود پڑھنے کا ثواب

سوال...... کسی نے ہزار مرتبہ کوئی درود شریف اور دوسرے نے ایک مرتبہ یہ درود شریف پڑھا۔ **اللھم صل علی سیدنا محمد الف مرۃ** کیا وجہ ہے کہ بہ نسبت زیادہ عمل کے کم عمل کا

ثواب اس صورت میں زیادہ ہے؟

جواب......اس میں بھی اجمال اور تفصیل کا اعتبار ہے اور پڑھنے والے کی استعداد کی بنا پر اس مقام میں بھی فضیلت کا اعتبار ہے اور بہرحال اللھم صل علی سیدنا محمد ایک مرتبہ پڑھنے کا ثواب اور اللھم صل علی سیدنا محمد الف مرۃ ایک مرتبہ پڑھنا دونوں برابر نہیں ہوسکتے۔ (فتاویٰ عزیزی ص ۱۵۔۱۶ ج ۱۲)

امامت اور امام کی حقیقت اور اس کے شرائط

سوال......امامت کی حقیقت کیا ہے اور امام کے لئے کیا شرائط ہیں؟ اور حدیث "من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ جاھلیۃ" سے کیا مراد ہے؟ اور جو حدیث میں آتا ہے کہ ہر سو سال میں ایک مجدد ہوتا ہے اس زمانہ میں اس کا مصداق کون ہے؟

جواب......امامت درحقیقت نام ہے رسولؐ کے خلیفہ ہونے کا' احکام کی پابندی کرانے اور انتظام دنیا چلانے میں جس کا اتباع مخلوق پر واجب ہے' پس کسی آبادی اور شہر کا رئیس امام" اس معنی میں" نہیں ہوسکتا' نیز ضروری ہے کہ امام سب پر ظاہر ہو' تا کہ اس کے مقرر کرنے کا مقصد حاصل ہو سکے اور امام کے لئے مسلمان آزاد مذکر' عاقل' بالغ ہونے کے ساتھ ساتھ خاندان قریش سے ہونا بھی شرط ہے' معصوم ہونا یا اہل زمانہ سے افضل ہونا ضروری نہیں اور ایسے امام کا مقرر کرنا تمام مسلمانوں پر واجب ہے۔ ضرر عام' اور فتنہ عظیمہ کے وقت ایسا شخص بھی امام بن سکتا ہے جس میں یہ شرطیں نہ ہوں اور حدیث میں امام سے مراد نبی ہے' خیالی میں یہی مذکور ہے' یا مراد کتاب ہو' جیسا کہ زمانۂ یہود میں توریت اور زمانہ نصاریٰ میں انجیل اور زمانہ محمدیہ میں قرآن اور متکلمین نے حدیث کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ جو شخص امام کے زیر سایہ رہتے ہوئے اس کو نہ پہچانے تو اس کی موت وحیات جاہلیت کی موت کے مانند ہے بعضوں نے لکھا ہے کہ تمام مسلمان ارباب حل وعقد جس کے ہاتھ پر بیعت کرلیں اگر کوئی اس کی بیعت سے انکار کرے تو یہ اس سزا کا مستحق ہوگا۔

اور ہر سو سال میں ایک مجدد پیدا ہوتا ہے' اس کے مصداق کا علم قطعی تو عالم الغیب ہی کو ہے' البتہ جس کا نفع عام ہو' اور اس کی برکات سے لوگ مستفید ہوں اور امور شرعیہ کا بقا اور استحکام اس کے ہاتھوں سے ہو تو ایسے شخص کے بارے میں امکان ہے۔ (فتاوی عبدالحیٔ ص ۱۱۴۔۱۱۵)

حدیث لاتذبحوا الامسنۃ میں مسنہ سے کیا مراد ہے؟

سوال......صحیح مسلم کی حدیث لاتذبحوا الا مسنۃ میں لفظ مسنہ کے شرعی اور لغوی معنی کیا ہیں؟

جواب..... سن کے معنی لغت میں دانت اور عمر دونوں کے آتے ہیں۔ لیکن قربانی کے لئے جانور کی عمر کا اعتبار ہوگا اور ہر جانور کی علاحدہ علاحدہ عمر معتبر ہے اور دانت کا اعتبار نہیں حتیٰ کہ اگر کسی جانور کی عمر پوری ہو مگر دانت نہ ہوں اور باوجود دانت نہ ہونے کے اپنا چارہ کھاتا ہو تو اس کی قربانی درست ہے البتہ اگر چارہ نہ کھا سکتا ہو تو اس عیب کی وجہ سے اس کی قربانی درست نہ ہوگی۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۸۴ ج ۱)

کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے متعلق حدیث

سوال..... کیا رسول کریمؐ نے کبھی عوام کے کوڑے پر کھڑے ہو کر پیشاب کیا تھا؟ اس کی وجہ کیا تھی؟

جواب..... ابوداؤد "باب البول قائما" میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوڑے پر کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا تھا، علماء نے اس کی مختلف وجوہ بیان فرمائی ہیں۔

۱۔ آپ کے گھٹنوں میں درد تھا، (۲) کمر میں درد تھا ان دونوں دردوں کے لئے کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مفید خیال کیا جاتا تھا۔

۳۔ آپ زرہ پہنے ہوئے تھے اس لئے بیٹھنے پر قدرت نہ تھی۔

۴۔ بیٹھ کر پیشاب کرنے کی حالت میں کپڑا نجس ہونے کا خطرہ تھا۔

بہر حال بلا عذر کھڑے ہو کر پیشاب کرنے میں شرعاً ممانعت ہے اور آپؐ کے فعل کو کسی عذر پر محمول کیا گیا ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص.................) "اور ایک وجہ امت کو جواز بتلانا بھی ہوسکتا ہے" م ع

من حسن اسلام المرء ترکه مالا یعنیه کی تشریح

سوال..... حدیث میں ہے کہ انسان کے اسلام کی خوبی میں سے یہ بات ہے کہ وہ عبث کاموں کو ترک کرے، ترجمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ضمیر مرفوع متمکن جو کہ یعنی میں ہے مرء کی طرف راجع ہے اور ضمیر منصوب متصل ما کی طرف راجع ہے اور ملا علی قاریؒ کے کلام سے اس کا عکس مفہوم ہوتا ہے؟

جواب..... اس حدیث میں دونوں وجہ ممکن ہیں، لیکن ظاہراً متبادر وجہ ثانی ہے جو ملا علی قاری نے لکھی ہے البتہ اس میں یہ کلام ہے کہ عنی یعنی نفع دینے اور کام آنے کے معنی میں قدیم لغت میں مستعمل نہیں بلکہ قصد و ارادہ اور اہتمام کے معنی میں مستعمل ہے، شیخ عبدالحقؒ کا ترجمہ لغت کے اعتبار سے زیادہ قوی ہے اگرچہ فہم سے بعید ہے اور ملا علی قاریؒ کے ترجمہ میں مجاز کے ارتکاب کی ضرورت ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ عنایت اور اس کی اسناد افعال اور اقوال کی طرف قدیم زمانہ

میں رائج نہ تھی۔ (فتاویٰ عزیزی ص ۱۷۱ج ۱)

حدیث شہران لا ینقصان کا مطلب

سوال..... حدیث میں ہے شہران لاینقصان رمضان و ذوالحجۃ اس سے مراد یہ ہے کہ ان دو ماہ کا ثواب کسی حال میں کم نہیں ہوتا تو یہ توجیہ رمضان میں تو درست ہے کہ ماہ خواہ تیس دن کا ہو یا انتیس کا بہرصورت روزوں کا ثواب برابر ہے لیکن یہ توجیہ ذوالحجہ میں درست نہیں اس لئے کہ ذی الحجہ کے صرف دس دن شعائر کے ہوتے ہیں۔

جواب..... رمضان میں یہ امر ظاہر ہے اور ذی الحجہ میں اس اعتبار سے کہ یہ مہینہ حج کے مہینوں میں سے ہے اور اس میں عمل کا ثواب زیادہ ہوتا ہے تو اگر شروع ذی الحجہ میں چاند نظر نہ آئے اور حاجیوں کو معلوم نہ ہو اس وجہ سے وہ احرام میں مشغول نہ ہوں یا کسی شخص کا معمول اس ماہ میں روزے رکھنے کا ہو اور غلط فہمی کی وجہ سے روزہ نہ رکھے اور ہلال کا ثبوت عرفہ کے دن ہو تو ان سب ایام گذشتہ کا اجر لوگوں کو ملے گا۔ (فتاویٰ عزیزی ص ۱۴۶ ج ۲)

نعل پہننے والی عورت پر لعنت ہے الحدیث

سوال..... حضرت عائشہؓ سے کسی نے آ کر کہا کہ فلاں عورت نعل پہنتی ہے آپؓ نے فرمایا کہ مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے تو کیا عورت اس وقت نعل نہیں پہنتی تھیں یا ان کی جوتی کا نام کچھ اور تھا؟

جواب..... یہ تصریح کہیں دیکھی تو نہیں کہ عورتیں مطلق نعل نہ پہنتی تھیں ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے مردانہ جوتا پہن لیا ہوگا اور یہ بھی احتمال ہے کہ عورتیں صرف خف پہنتی ہوں۔
(امدادالفتاویٰ ص ۸۶ ج ۵)

حدیث میں کمان فارسی سے کراہت کی بناء پر کیا ہے؟

سوال..... حدیث شریف میں ہے کہ ایک روز نبی کریمؐ دست مبارک میں عربی کمان لئے ہوئے تھے آپؐ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ فارسی کمان لئے ہوئے ہے آپؐ نے فرمایا یہ کیا لے رہے ہو؟ اس کو پھینک دو اور اپنی کمان کی طرف اشارا کر کے فرمایا کہ اس طرح کی کمانیں لیا کرو ان چیزوں سے خداتعالیٰ تم کو دین میں ترقی عطا فرمائے گا اور دوسرے ملکوں میں تم لوگوں کی قوت و رسوخ بٹھلادے گا تو فارسی کمان سے ممانعت کی کیا وجہ ہے؟

جواب...... میرے نزدیک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ارشاد کی بناء نہی عن التشبہ بالاعاجم ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص ۷۸ ج ۵)

حدیث فانها تذهب حتیٰ تسجد تحت العرش الخ کی تشریح

سوال...... بخاری شریف کی ایک حدیث ہے۔ عن ابی ذر قال کنت مع النبیؐ فی المسجد عند غروب الشمس فقال یااباذر اتدری این تغرب الشمس قلت الله و رسوله اعلم قال فانها تذهب حتیٰ تسجد تحت العرش فذٰلک قوله تعالیٰ: والشمس تجری لمستقرلها ذٰلک تقدیر العزیز العلیم (سورۃ یٰس) اب سوال یہ ہے کہ تمام ممالک کے اوقات جدا جدا ہیں' مثلاً یہاں پاکستان میں رات ہے تو کئی دوسرے ممالک میں دن ہوتا ہے اب اگر ہم یہاں سے رات کے بارہ بجے یہ خبر نشر کریں کہ سورج عرش کے نیچے سجدے میں ہے تو اس وقت دنیا کے کئی ممالک میں صبح کے آٹھ بجے ہوں گے وہاں کے لوگ کہیں گے کہ یہاں تو سورج چمکتا ہوا دکھائی دے رہا ہے۔ لہٰذا یہ بات درست نہیں کہ اس وقت سورج عرش الٰہی کے نیچے سجدے میں ہے تو برائے مہربانی حدیث کی تشریح فرمائیں؟

جواب...... رفع اشکال کے لئے علماء امت نے اس حدیث کی مختلف توجیہات بیان کی ہیں' مثلاً علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سورج کی روح اوپر جا کر سجدہ کرتی ہے جو کہ سورج کی حرکت کے ساتھ معارض نہیں ہے خصوصاً جبکہ یہ غروب بہ نسبت معظم معمورہ کے مراد ہے اور بعض علماء نے یہ توجیہ کی ہے کہ چونکہ عرش تمام کائنات کے اوپر ہے اور سورج اپنی رفتار کے وقت ضرور عرش کے نیچے سے گزرے گا اس لئے اس میں کوئی بات خلاف عقل نہیں ہے البتہ ماوراء العقل ضرور ہے چونکہ یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی ہے جس کا تعلق وحی سے ہے اس لئے ہم اس کے ادراک اور مشاہدہ کے مکلف نہیں ہیں بلکہ ہمیں اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔

> قال العلامة بدر الدین العینی رحمه الله: الارضوان السبع فی ضرب المثال کقطب الرحی والعرش العظیم ذاته کالرحی فاینما سجدت الشمس سجدت تحت العرش و ذٰلک مستقرها ...... السمٰوٰت والارضون و غیرهما من جمیع العالم تحت العرش فاذا سجدت الشمس فی ای موضع یصح ان یقال سجدت تحت العرش...... لاینکران یکون لها استقرار تحت العرش من حیث لاندرکه ولانشاهده و انما اخبر عن غیب فلا نکذبه ولانکفره ان

علمنا لایحیط به. (عمدة القاری شرح صحیح البخاری ج ۱۵ ص ۱۱۹ باب صفة الشمس والقمر بحسبان کتاب بدء الخلق)
قال العلامة قسطلانی رحمه الله. والجواب ان الارضین السبع فی ضرب المثال کقطب رحیٰ والعرش العظیم ذاته بمثابة الرحیٰ فاینما سجدت الشمس سجدت تحت العرش ...... الخ (ارشاد الساری شرح صحیح البخاری ج ۵ ص ۲۵۸ باب صفة الشمس والقمر کتاب بدء الخلق)
ومثله فی عون الباری لحل ادلة البخاری ج ۴ ص ۱۷ غروب الشمس سجودها تحت العرش.

من تشبه بقوم فهو منهم تشریح

سوال...... من تشبه بقوم فهو منهم کی تشریح بیان فرمائیں؟ کہ مشابہت کسے کہتے ہیں؟ اور کسی عارض کی وجہ سے کبھی مرتفع بھی ہوسکتی ہے یا نہیں؟
جواب..... تشبہ بالکفار کی چند صورتیں ہیں۔
۱۔ فطری امور میں مشابہت مثلاً کھانا' پینا' چلنا' پھرنا' سونا لیٹنا' صفائی رکھنا یہ مشابہت حرام نہیں۔
۲۔ عادات میں مشابہت مثلاً جس ہیئت سے وہ کھانا کھاتے ہیں اسی ہیئت سے کھانا کھانا' یا لباس ان کی وضع پر پہننا' اس کا حکم یہ ہے کہ اگر ہماری کوئی خاص وضع پہلے سے ہو' اور کفار نے بھی اس کو اختیار کرلیا ہو۔ خواہ ہمارا اتباع کر کے یا ویسے ہی' اس صورت میں یہ صورت محض اتفاقیہ ہے' اور اگر ہماری وضع پہلے سے جدا ہو اور اس کو چھوڑ کر ہم کفار کی وضع اختیار کریں یہ ناجائز ہے اور ان کی مشابہت کا قصد بھی ہے تب تو کراہت تحریمی ہے اور اگر مشابہت کا قصد نہیں کیا گیا بلکہ اس لباس و وضع کو کسی اور مصلحت سے اختیار کیا گیا تو اس صورت میں تشبہ کا گناہ نہ ہوگا مگر چونکہ تشبہ کی صورت ہے اس لئے کراہت تنزیہی سے خالی نہیں۔ مگر احتیاط اس میں ہے کہ عادات میں تشبہ سے منع کیا جائے' خواہ تشبہ کا قصد ہو یا نہ ہو' کیونکہ عوام جواز کے بہانے ڈھونڈتے ہیں' اور ان کا قصد تشبہ ہی کا ہوتا ہے۔
۳۔ ان امور میں تشبہ جو کفار کا مذہبی شعار یا دینی رسم' اور قومی رواج ہے جیسے زنار وغیرہ پہننا' یا مجوس کی خاص ٹوپی' جو ان کے مذہب کا شعار ہے' اس میں تشبہ حرام ہے بلکہ بعض صورتوں میں کفر ہے' عالمگیریہ وغیرہ میں اس کی تصریح ہے۔ (امداد الاحکام ص ۳۹۱۔۴۹۱ ج ۱)

حدیث تسیل کما تسیل القطرة من السقاء کی تشریح

سوال...... حدیث تسیل کما تسیل القطرة من السقاء و ان کنتم ترون غیر

ذلک سے معلوم ہوتا ہے کہ روح آسانی سے نکلتی ہے' گو ظاہر میں اس کے خلاف دیکھو' اگر روح کو تکلیف نہیں تو جسم کی کلفت کے کیا معنی؟

جواب...... آسانی کا محل روح انسانی ہے اور سختی کا محل جسم اور روح حیوانی ہے' جیسے کوئی معشوق طاقتور کسی عاشق ضعیف الجسم کو آغوش میں لے کر بہت زور سے دبا دے تو روح حیوانی اور جسم کو کلفت ضرور ہوگی' لیکن اس کے ساتھ ہی نفس میں اس سے پورا نشاط بھی محسوس کرے گا روح انسانی سے یہی مراد ہے۔ (فتاویٰ عزیزی ص ۱۱۸)

نحن احق بالشک من ابراھیم

سوال...... نحن احق بالشک من ابراھیم تو نبی احق کیوں ہے؟ اور اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب...... یہ تواضعاً فرمایا اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ حضرت ابراہیمؑ کو کوئی شک تھا۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۴۳۔۴۴ ج ۱۸)

مشہور حدیث اتبعوا السواد الاعظم کا مطلب

سوال...... سوال حدیث اتبعوا السواد الاعظم میں بعض کی رائے ہے کہ اعظم مقولہ کیف سے ہے' جس کے معنی رفعت شان کے ہیں' اور بعض کہتے ہیں کہ اعظم مقولہ کم سے ہے' جس کے معنی عدد کثیر کے ہیں۔

جواب...... لفظ اعظم تو عظمت سے مشتق ہے' جس کے معنی درجہ اور شان کی بڑائی کے ہیں اور عددی کثرت پر بھی اس کا اطلاق کر دیا جاتا ہے حدیث میں اعظم سواد کی صفت کے طور پر واقع ہے اور سواد کے معنی جماعت کے ہیں' جس کے مفہوم میں عددی کثرت داخل ہے' تو سواد اعظم کے معنی بڑی جماعت کے ہوئے' اور بڑی جماعت کا مفہوم عرفاً عددی کثرت لیا جاتا ہے یہ دوسری بات ہے کہ ایسی عددی اکثریت جو باطل پر ہو قابل اتباع نہیں' پس حدیث سے مراد ہے اتبعوا السواد الاعظم من اھل الحق (کفایت المفتی ص ۱۱۸ ج ۲)

قرآن کو غنا سے پڑھنے کی حدیث

سوال...... احادیث میں جو قرآن کو غنا کے ساتھ پڑھنے کو محمود فرمایا گیا' خاص طور سے اس حدیث میں ''وہ ہم میں سے نہیں جو قرآن کو غنا سے نہ پڑھے'' اس میں گویا واجب اور اس کے ترک کو حرام کر دیا گیا لہٰذا مراد تغنی بالقرآن سے حسن صوت بلا تکلف ہے یا بہ موسیقی؟

جواب...... اس حدیث میں مراد حسن صوت اور خوش الحانی سے پڑھنا ہے اور ایسی طرح تغنی کرنا کہ حروف میں کمی و زیادتی نہ ہو جائز بلکہ مستحسن ہے اور ایسی طرح پڑھنا کہ حروف میں کمی و زیادتی پیدا ہو جائے جائز نہیں۔ (فتاوی رشیدیہ ص۱۷۲)

ابن ماجہ کی ایک روایت کا مطلب

سوال...... ابن ماجہ ص ۱۳ میں ایک روایت ہے۔ **عن عبدالرحمن بن ابی لیلی یسیر مع علی فکان یلبس ثیاب الصیف و ثیاب الشتاء فقلنا لو سئلته فقال ان رسول الله وانا الخ** یسیر اور فکان کے اوپر نشان سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کی ضمیر کا مرجع ایک ہے یعنی ابی لیلی جو قطعاً غلط ہے اس لئے کہ ترجمۃ الباب سے مناسبت نہیں ہوتی دوسرے یہ کہ معنی بھی مختل ہو جاتا ہے میں نے یہ سمجھا ہے کہ دونوں کا مرجع ایک نہیں ہے یسیر کا مرجع ابی لیلی اور فکان کا مرجع حضرت علیؓ ہیں اور لوسئلتہ کی جزا سئلت فقال محذوف ہے یہ تشریح اس وقت صحیح ہے جب کہ عبدالرحمٰن اور علی کا زمانہ ایک نہ ہو لیکن اگر دونوں کا زمانہ ایک ہے تو اس کا مطلب یہ بھی ممکن نہیں معلوم ہوتا ہے کہ عبدالرحمٰن اصل اور اول ہیں جو واقعہ سے واقف تھے مگر بغرض تائید اپنے باپ ابو لیلی کو بھی شامل کیا ہے اگر میں نے صحیح سمجھا تو فبہا ورنہ صحیح مفہوم سے مطلع فرمائیں؟

جواب...... حدیث میں یسیر اور فکان پر نشان ضمیر کا مرجع بتانے کے لئے نہیں بلکہ نسخہ کا نشان ہے چنانچہ یسیر میں دوسرا نسخہ یمر ہے اور فکان میں دوسرا نسخہ وکان ہے اس قسم کا نشان کتب حدیث بخاری شریف میں بھی بکثرت موجود ہے ان کا یہی مطلب ہے۔ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے والد ابو لیلیٰ سے کہا کہ آپ حضرت علیؓ سے واقعہ خیبر کا سوال کر لیتے تو انہوں نے وہ واقعہ سنا دیا جس سے گرمی و سردی سے عدم تاثیر کی وجہ بھی معلوم ہوگئی۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۴۳۔۴۴ ج ۱۸)

صعود نزول والی حدیث کا تعلق سفر سے ہے

سوال...... حدیث جابرؓ صعود نزول والی بعض اہل علم نے توجہ دلائی کہ یہ حدیث سفر کے بارے میں ہے آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب...... **فی المشکوۃ عن جابر قال کنا اذا صعدنا کبرنا و اذانزلنا سبحنا (رواہ البخاری مشکوۃ ص ۲۱۶) قال فی المرقاۃ (ص ۲۲۱ ج ۵) والمرعاۃ (ص ۸۹ ج ۶) عن جابر قال کنا فی سفرنا. قلت الظاھر انھم یتبعون فی ذلک رسول**

الله صلی الله علیه وسلم کما فی التعلیق ص ۱۵۲ ج ۳) ان عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ سعود ونزول کی حالت میں تکبیر وتسبیح مذکور کا معمول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور حضرات صحابہؓ کا سفر ہی میں تھا' ائمہ محدثین اور شارحین نے بھی یہی بیان فرمایا ہے۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم)

حدیث این کان ربنا کے معنی

سوال..... حدیث این کان ربنا قبل ان یخلق خلقه قال کان فی عماء مافوقه هواء وما تحته هواء سے مظروفیت ثابت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات مظروف وظرف سے پاک ہے اور اوپر بھی ہوا' نیچے بھی ہوا' اس سے محدودیت نکلتی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کی ذات لامحدود ہے۔

جواب..... قاضی ناصر الدین ابن المنیر فرماتے ہیں کہ فی عماء میں فی بمعنی علی ہے اور علی استیلا کے معنی میں ہے یعنی اللہ تعالیٰ اس بادل پر حاکم تھا جس سے ساری مخلوقات کو پیدا فرمایا اور ضمیر فوقه اور تحته میں سحاب کی طرف راجع ہے یعنی اللہ تعالیٰ اس بادل پر مستولی تھا جس بادل کے اوپر اور نیچے ہوا تھی' اب کوئی اشکال نہیں۔

ایک روایت میں عمی بغیر الف کے یائے مقصورہ کے ساتھ آیا ہے اور معنی عدم ماسواہ کے ہیں گویا کہ یوں فرمایا اللہ تعالیٰ اس حال میں تھا کہ اس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی' بلکہ ہر شئے عدم تھی نہ موجود تھی نہ مدرک اور ہوا کے معنی فراغ اور خالی کے ہیں وہ بھی عدم ہی کے معنی میں ہے یعنی نہ تو اس کے ساتھ کوئی چیز تھی اور نہ اوپر نیچے۔ (فتاوی مفتاح العلوم)

قیامت میں جانوروں سے حساب کیسا ہوگا؟

سوال..... اگر ایک سینگ والی بکری نے بے سینگ والی بکری کو مارا ہوگا تو قیامت میں اللہ تعالیٰ اس کو سینگ دے کر بدلہ دلوائیں گے مقررین اس کو بیان کرتے ہیں تو کیا یہ مخلوق بھی حساب کی مکلف ہوگی؟ اور عذاب وحساب کی مکلف ہوگی؟

جواب..... یہ صحیح ہے' ترمذی شریف میں بھی ہے' اس بدلہ کے متعلق حاشیہ میں لکھا ہے کہ یہ تکلیف کا قصاص نہ ہوگا' بلکہ مقابلہ کا قصاص ہوگا' جو بچوں' پاگلوں' اور جملہ حیوانات سے لیا جائے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص)

حدیث پاک سے خلافت بلافصل کا جواب

سوال..... بعض شیعہ حضرات حدیث من کنت مولاه فعلی مولاه سے حضرت علیؓ کی

خلافت پر استدلال کرتے ہیں یہ استدلال کس حد تک درست ہے؟

جواب......اس خطبہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود یہ بتلانا تھا کہ حضرت علیؓ اللہ تعالیٰ کے محبوب اور مقرب بندے ہیں ان سے اور میرے اہل بیت سے محبت رکھنا ایمان کا تقاضہ ہے اور ان سے نفرت ایمان کے خلاف ہے امامت اور خلافت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ (خیر الفتاویٰ جلد ا ص ۴)

ان المؤمن لاینجس کا مفہوم

سوال......حدیث ہے ان المؤمن لاینجس یعنی مومن نجس نہیں ہوتا ہے اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب...... یہ کلام مبارک ابو ہریرہؓ کے جواب میں واقع ہے کہ انہوں نے حالت جنابت میں حضورؐ کے حضور میں بیٹھنے کو برا سمجھا' تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مومن ناپاک نہیں ہوتا' یعنی ایسا نجس نہیں ہوتا کہ اس کے ساتھ اختلاط' کلام اور ہم نشینی رکھنا منع ہو جائے' اور اس سے مراد یہ ہے کہ مومن کا اعتقاد درست ہوتا ہے' اعمال اچھے ہوتے ہیں اور اخلاق عمدہ ہوتے ہیں تو مومن اگرچہ جنبی ہو مگر ان خوبیوں کی وجہ سے وہ ایسا نہیں کہ اس کی صحبت سے نفرت کی جائے بخلاف کافر کے کہ کافر اس قابل نہیں کہ اس کے ساتھ ہم نشینی اختیار کی جائے' بلکہ وہ سزاوار ہے کہ اس کے ساتھ ہم چشمی بھی نہ کی جائے۔ (فتاویٰ عزیزی ص ۱۵۶ ج ۲)

مصطفٰے اور مرتضٰی کی وجہ تسمیہ

سوال......مصطفٰے کا لفظ آنحضرتؐ کے القاب میں اور مرتضٰی کا لفظ حضرت علیؓ کے القاب میں اس درجہ مشہور ہو گیا ہے کہ علم کی حد تک پہنچ گیا ہے اور قدیم کتابوں میں اس کا تذکرہ نہیں' معلوم نہیں کہ کس وقت سے ان دونوں نے شہرت پائی؟

جواب......مصطفٰے کی وجہ تسمیہ حدیث کی کتابوں میں ہے **ان اللہ اصطفی من ولد ابراھیم اسمعیل واصطفی من ولد اسماعیل کنانۃ واصطفی قریشاً من کنانۃ' واصطفی ھاشماً من قریش واصطفانی من بنی ھاشم** اور حضرت علیؓ کا لقب مرتضٰی حدیث میں دیکھا نہیں گیا' البتہ حضرت فاطمہؓ کے واقعہ نکاح سے مفہوم ہوتا ہے کہ باوجود صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ کے پیغام دینے کے سیدۃ النساء کے نکاح کے بارے میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ مرتضٰی اور مختار قرار پائے۔ (فتاویٰ عزیزی ص ۱۹۲ ج ۲)

اس حدیث طلب العلم فریضة علی کل مسلم کی تشریح

سوال..... حدیث شریف میں آیا ہے کہ طلب العلم فریضة علی کل مسلم اس سے علم کی کتنی مقدار مراد ہے؟

جواب..... جتنی مقدار کے ذریعہ عقائد حقہ اور اخلاق فاضلہ فرائض واجبات اور محرمات کو سمجھ جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۸۷ ج ۱)

اس حدیث طلب العلم فریضة سے مراد علم دین ہے

سوال..... اس حدیث میں طلب العلم فریضة جو لفظ ''علم'' ہے اس سے کیا مراد ہے؟ علم دین یا علم سائنس؟

جواب..... اس حدیث میں ''علم'' سے مراد علم دین ہے عہد رسالتؐ اور عہد صحابہؓ میں علم کا اطلاق علم دین ہی پر ہوتا تھا۔ (خیر الفتاویٰ ص ۱۲۷)

اطلبو االعلم ولو بالصین کی تحقیق

سوال..... حدیث اطلبو االعلم ولو بالصین کے بارے میں محدثین کی کیا رائے ہے؟ یہ صحیح ہے یا نہیں؟ اگر صحیح ہے تو کتاب کا حوالہ دے کر ممنون فرمائیں؟

جواب..... مندرجہ بالا حدیث کو امام احمد بن حسین بیہقیؒ نے ''شعب الایمان'' میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے اور امام بیہقیؒ کی تحقیق کے مطابق اس روایت کا متن تو مشہور ہے لیکن تمام اسناد ضعیف ہیں چنانچہ فرماتے ہیں۔

هذا الحديث شبه مشهور واسناده ضعيف وقدروى من اوجه كلها ضعيفة (شعب الايمان للبيهقى ج ۲ ص ۲۵۴)

اور علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے بھی جامع بیان العلم وفضلہ ج ص ۸ میں امام زہریؒ سے نقل کیا ہے۔

اسی طرح امام غزالی رحمہ اللہ نے احیاء علوم الدین میں نقل کیا ہے (جلد ا ص ۹) تاہم ابن جوزی رحمہ اللہ نے اسے موضوعات کے زمرے میں شمار کیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ هذا حديث لايصح عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال ابن حبانؒ هذا الحديث باطل لااصل له (الموضوعات لابن الجوزى ج اص ۲۱۶ كتاب العلم باب طلب العلم ولو بالصين) (فتاوىٰ حقانيه جلد ۲ ص ۲۱۴)

لفظ ''فرق'' کی مقدار میں اختلاف

سوال...... فرق کی مقدار میں اختلاف ہے' کافی میں چھتیس رطل ہے۔ محیط میں ساٹھ رطل' صحاح میں سولہ رطل' اور تکملہ میں فرق بالسکون سولہ رطل' اور بقول بعض چار رطل' اور فرق بالفتح اسی رطل' قاموس میں ہے مکیال بالمدینة یسمع ثلثة اصع و یحرک و هو افصح او یسع ستة عشر رطلا او اربعة ارباع.

جواب...... شیخینؒ نے جو کعب بن عجرہؓ سے روایت کی ہے اس میں ہے **فاحلق راسک واطعم فرقاً بین ستة مساکین** اور راس کے بعد یہ عبارت ہے **والفرق ثلثة اصع** ہرچند کہ یہ عبارت کسی راوی کی ہے مگر اس میں بعد والے فقہاء و محدثین سے نکیر نہ ہونا مرجح ہے اس کا کہ احکام شرعیہ میں جو مقدار اس کی معتبر ہے وہ تین صاع ہے صاحب مرقات نے طیبی سے اس قول کو نقل کرنے کے بعد دوسرے اقوال کو قیل سے نقل کیا ہے باقی دوسرے اقوال کو اس پر محمول کیا جائے گا کہ حسب اختلاف امکنہ یہ سب اطلاقات بھی صحیح ہیں اس کی نظیر ہمارے محاورہ میں لفظ سیر یا دھڑی یا من ہے کہ ہر جگہ جدا مقدار پر اطلاق ہوتا ہے۔ مگر احکام میں جس کا اعتبار ہے وہ وہی ہے جو اول مذکور ہوا۔ (امداد الفتاویٰ ص ۷۹ ج ۵)

واللہ لاادری مایفعل بی والی حدیث

سوال...... زید کہتا ہے کہ **واللہ لاادری مایفعل بی** حدیث ہے عمرو کہتا ہے کہ یہ حدیث نہیں۔ آپ صحیح صورتحال تحریر فرمائیں؟

جواب...... ان کے قریب قریب الفاظ کا اعلان قرآن پاک میں بھی کرایا گیا سورہ احقاف میں ہے **وما ادری مایفعل بی ولابکم** اور ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں'' **واللہ لاادری وانا رسول اللہ مایفعل بی** پس ان الفاظ کا انکار کرنا غلط ہے اور مراد اس سے دنیوی انجام ہے کہ نامعلوم طبعی موت آئے گی یا شہادت وغیرہ' اخروی انجام تو حق تعالیٰ نے بتا دیا تھا لہٰذا معلوم تھا۔ (خیر الفتاویٰ ص ۲۶۸ ج ۱)

حدیث میں ذات باری تعالیٰ پر لفظ ''شخص'' کا اطلاق

سوال...... لفظ ''شخص'' کا اطلاق ذات باری تعالیٰ پر کیسا ہے؟

جواب...... ذات باری تعالیٰ پر لفظ شخص کا اطلاق حدیث شریف میں دو مقامات پر واقع

ہے۔ ولاشخص اغیر من اللہ' ولاشخص احب الیہ العذر' مسلم شریف ج ا ص ۲۹۱ لیکن یہ لفظ موؤل باحد ہے "ای لا احد اغیر" (خیر الفتاویٰ ص ۳۶۵ ج ۱)

جنازہ نبویؐ پر نماز کی کیفیت

سوال..... آنحضرتؐ نے صدیق اکبرؓ سے فرمایا کہ جب تم مجھے نہلا کر کفنا چکو تو چارپائی میرے اس حجرہ میں قبر کے کنارے رکھ کر ذرا ایک ساعت کے لئے باہر چلے آنا کہ اول جو مجھ پر نماز پڑھے گا وہ میرا پروردگار ہے کہ وہ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں۔

جواب..... اس روایت کے راوی واقدی ہیں جو ضعیف ہیں' نیز حدیث مرسل ہے نیز یہ کہ عبارت میں لفظ صلوۃ ہے' جب صلوۃ کو اللہ کی جانب منسوب کیا جاتا ہے تو اس سے رحمت مراد ہوتی ہے یہی حق تعالیٰ شانہ کے لائق ہے یہ مراد نہیں کہ اللہ تعالیٰ رفع یدین کر کے تکبیر کہہ کر ہاتھ باندھیں گے اور سبحانک اللھم بطریق معروف پڑھیں گے قرآن کریم میں وارد ہے ان اللہ و ملئکتہ یصلون غلط فہمی کو رفع فرمالیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۵۶ ج ۱۲)

کیا فاسق مسلمان کو عذاب قبر ہوگا؟

سوال..... فاسق مسلمان کا نکیرین کے سوال پر کیا جواب ہوگا؟ اگر ربی اللہ' نبی محمد' دینی الاسلام ہوگا تو فاسق کا انجام قبر میں اچھا ہونا چاہئے اور اگر جواب یہ نہیں تو پھر کیا ہے؟ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قبر میں سوال عقیدہ سے متعلق ہوگا لہٰذا فاسق کو عذاب قبر میں گرفتار نہیں ہونا چاہئے کیونکہ عقیدہ اس کا درست ہے"۔

جواب..... مومن خواہ وہ مطیع ہو یا فاسق ہو نکیرین کے سوال کے جواب میں اقرار توحید و رسالت کرے گا' پھر جن اعمال پر عذاب تجویز ہے جیسے نمیمہ اور پیشاب سے نہ بچنا ان کی وجہ سے اس پر عذاب بھی ہوگا پھر صدقہ جاریہ یا اولاد صالح کی دعا سے یا کسی کی شفاعت سے یا محض فضل رب سے عذاب کم یا ختم ہو جائے گا اور کافر پر کفر کی وجہ سے جو عذاب ہوگا وہ دائمی ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۵۷۔۵۹ ج ۱۲)

مرتد عن الاستاد کی حدیث کی تحقیق

سوال..... مندرجہ ذیل حدیث "عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال المرتد علی نوعین مرتد عن الدین و مرتد عن الاستاد اماالمرتدعن الدین فھو یصلح

بالتوبة واماالمرتد عن الاستاد فهو لايصلح اصلاً فهو كالبيضة المنتة " ایک قلمی نسخے میں نظر سے گزری' مگر اشتباہ اس میں یہ ہے کہ حقوق دو قسم کے ہیں' حقوق اللہ اور حقوق العباد' حقوق اللہ تو توبہ سے معاف ہو جاتے ہیں اور حقوق العباد بندوں کے راضی کرنے سے معاف ہو جاتے ہیں اور توبہ کے ذریعے تو کافر و فاسق کی اصلاح ہوتی ہے ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں "**وتوبة الكافر و مقبولة**" لہٰذا اس حدیث کے بارے میں وضاحت فرمائیں کہ محدثین کے ہاں اس کی کیا حیثیت ہے' صحیح ہے یا موضوع؟

جواب...... اساتذہ کرام اور والدین کا احترام قرآن و حدیث سے ثابت ہے لیکن اس سے یہ مراد نہیں کہ نافرمان شاگرد کی توبہ قبول نہ ہو' لقولہ تعالیٰ: **لاتقنطوا من رحمة الله ان الله يغفر الذنوب جميعاً** (سورۃ زمر آیت نمبر ۵۳) اور اسی طرح **غافر الذنب وقابل التوب** (**سورة المومن** آیت نمبر ۳) لہٰذا توبہ قبول ہو جاتی ہے۔

باقی چونکہ اس روایت کی سند مذکور نہیں اور نہ ہی کسی مخرج پر حوالہ دیا گیا ہے لہٰذا صحت و ضعف کے اعتبار سے تفصیل نہیں لکھی جا سکتی تاہم بظاہر وضع کے آثار اس میں نمایاں ہیں جن میں کتاب اللہ سنت رسولؐ اور اجماع امت سے تعارض شامل ہے۔ (فتاویٰ حقانیہ جلد ۲ ص ۲۰۶)

قدموا قريشاً و لاتقدموها کا مطلب

سوال...... میں نے ایک رسالے میں یہ حدیث دیکھی ہے **قدموا قريشاً و لاتقدموها وتعلموا منها' و لاتعلموها** یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں؟ اور اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب...... یہ حدیث کنز العمال (ص ۱۴۰ ج ۷) میں ہے' ابن النجار سے نقل کی ہے' شافعیؒ کی طرف کنوز الحقائق میں منسوب کیا ہے اور ابن عدیؒ طبرانیؒ بزار نے روایت کی ہے اور جامع صغیر میں اس کی تمام روایتوں پر صحت کی علامت لگائی ہے' جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اس کا معنی یہ ہے کہ قریش مقتدا ہونے کے اہل ہیں ان کو مقدم رکھو اور جب تک ان کی اہلیت قائم ہو تم ان سے مقدم ہونے کی کوشش نہ کرو اور قریشی یعنی عترت نبویہ سے دین سیکھو' یا قرآن مجید کی تلاوت حاصل کرو' کیونکہ قرآن لغت قریش پر نازل ہوا ہے اور اس بارے میں ان کے ساتھ مقابلہ کی راہ اختیار نہ کرو' نیز دین سے روگردانی پر وہ قیادت کے مستحق نہ ہوں گے۔ (کفایت المفتی ص ۱۲۶ ج ۲)

حدیث فمن وصلها کا ترجمہ

سوال...... کرم فرما کر حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی یہ حدیث جو مشکوٰۃ ص ۴۲۰ پر ہے اور جو اخبار

الجمعیۃ میں بھی شائع ہوئی ہے اس کو ملاحظہ فرما کر اس کے ترجمہ اور فٹ نوٹ کے متعلق تحریر فرمائیں؟

جواب...... حدیث کا ترجمہ مناسب الفاظ کے لحاظ سے یوں ہونا چاہئے تو جو شخص رحم یعنی رحمی رشتہ داروں کو جوڑے گا میں اس کو جوڑوں گا اور جو اسے توڑے گا میں اس کو توڑوں گا **شققت لها من اسمی** کا مطلب یہ ہے کہ میں نے اپنے نام رحمٰن سے بھی اس کے لئے رحم کا نام نکالا ہے' یہاں اشتقاق اصطلاحی مراد نہیں ہے۔ (کفایت المفتی ص ۱۱۱ ج ۲)

اصحاب قبور سے سوال کرنے کے معنی

سوال...... جب تم کسی معاملہ میں حیران ہو جاؤ تو قبر والوں سے معلوم کرلو یہ حدیث ہے یا نہیں؟ اور اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب...... یہ حدیث نہیں بلکہ کسی شخص کا قول ہے اور اس کے چند معنی ہو سکتے ہیں۔

۱۔ جب تم کسی شئی کی حلت وحرمت کے بارے میں مختلف قسم کے دلائل دیکھ کر حیران ہو جاؤ تو اپنے اجتہاد کو چھوڑ کر متقدمین کی تقلید کرو جو وفات پا چکے ہیں۔

۲۔ جب تم امور دنیا میں پریشان ہو جاؤ تو دنیا کو چھوڑ کر اصحاب قبور کی طرف متوجہ ہو جاؤ' اور خیال کرو کہ جس طرح ان لوگوں نے دنیا چھوڑ کر سفر آخرت اختیار کیا' اسی طرح ایک نہ ایک دن ہم کو بھی یہ دنیا چھوڑ کر یہی سفر آخرت اختیار کرنا ہے۔

۳۔ جب اپنے مقصد میں ناامید ہو جاؤ' کامیابی کی کوئی صورت نہ ہو' تو ان حضرات کے وسیلہ سے دعاء کرو تاکہ ان کی برکت سے وہ دعا قبول ہو جائے مگر ان کو حاجتوں کو پورا کرنے والا اور مشکلات کو آسان کرنے والا نہ سمجھو اور اسی طرح تدبیر عالم میں شریک بھی مت خیال کرنا کیونکہ یہ شرک ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۱۲۲)

ان تؤمروا علیاً ولا اراکم فاعلین کا مطلب

سوال...... حدیث میں ہے **ان تومروا علیاً ولا اراکم فاعلین** اس میں **لا اراکم فاعلین** کا لفظ وارد ہے یہ لفظ مخالفین ذکر کیا کرتے ہیں اس کا جواب بخوبی ذہن سے نہیں گزرتا مگر اتنا کہ یہ مقدر نہیں ہے کہ علی کو بلا فصل لوگ خلیفہ اول مقرر کریں گے۔

جواب...... لفظ **لا اراکم فاعلین** کے تین معنی ہیں۔ ایک معنی اہل کلام نے کیا ہے کہ میں تم لوگوں کو ایسا نہیں دیکھتا کہ افضل (یعنی شیخین) کے ہونے کے باوجود تم لوگ مفضول کو خلیفہ مقرر کر

لوگ اس واسطے کہ خلافت مفضول کی اگرچہ بعض کے نزدیک جائز ہے افضل کے موجود ہونے کے باوجود۔ مگر یہ امر بہتر نہیں ہے۔ پس ایسے امر پر تم لوگ اقدام نہ کرو گے۔

دوسرا جواب...... جس کو شراح حدیث نے کہا ہے کہ میں تم لوگوں کو ایسا نہیں دیکھتا کہ تم لوگ علیؓ کو خلیفہ مقرر کر لو گے' حالانکہ ان کا سن کم ہے' نئی عمر ہے' اس واسطے کہ تم لوگوں کو معلوم ہے کہ امامت صغریٰ میں زیادہ عمر والے کو ترجیح ہے کم سن پر' اس صورت میں کہ وہ دونوں شخص علم' قرأت اور ہجرت میں برابر ہوں' تو اسی پر امامت کبریٰ کو بھی قیاس کرو گے۔

تیسرا جواب...... یہ ہے جو میں نے اپنے حضرات شیخین سے یہ حدیث پڑھتے وقت سنا ہے اور وہ جواب میرے نزدیک زیادہ مرجح ہے۔ اور وہ جواب یہ ہے کہ یہ کلمہ اشارہ ہے اس امر کی طرف باوجود اس کے کہ آپ کو اپنے زمانہ خلافت میں استحقاق کامل خلافت کا حاصل ہوگا مگر اس امر پر امت کا اتفاق نہ ہوگا اس واسطے کہ سب اہل شام اور حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ اور اصحاب جمل کا اتفاق آپ کا اتباع پر نہ ہوا۔ (فتاویٰ عزیزی ص ۸۸ ج ۱)

بعض موضوع یا غیر موضوع احادیث

حدیث موضوع کی علامت

سوال...... کسی حدیث کے موضوع ہونے کے لئے بنیادی طور پر کن چیزوں کا ہونا ضروری ہے؟

جواب...... کتب اصول حدیث میں کسی حدیث کے موضوع ہونے کے لئے متعدد قرائن بیان کئے گئے ہیں بہت مختصر اور جامع ابن جوزیؒ کا قول ہے۔ **وقال ابن الجوزی ما احسن قول القائل اذارایت الحدیث یباین المعقول' او یخالف المنقول' او یناقض الاصول فاعلم انه موضوع (تدریب ص ۱۸۰)**

جو حدیث عقل' نقل' اور اصل کے خلاف ہو وہ موضوع ہے اور اصل کے خلاف ہونے کے معنی یہ ہیں کہ وہ مشہور کتابوں اور مسندوں میں نہ ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۴۷ ج ۱)

حدیث موضوع کی ایک اور پہچان

سوال...... علمائے ماہرین نے حدیث موضوع کی پہچان کیلئے ایک قاعدہ لکھا ہے کہ تھوڑے سے کام پر ثواب کثیر کا وعدہ کیا جائے' یعنی وعدہ اور وعید میں حد اعتدال سے تجاوز کرنا حالانکہ امام غزالی احیاء العلوم میں ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ روزے کے علاوہ ہر نیکی کا بدلہ دس گنے سے

سات سو گنے تک ملتا ہے اور بعض محدثین نے ایک اور حدیث نقل کی ہے کہ ''جو رجب کی ستائیس تاریخ کا روزہ رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کے حساب میں ساٹھ مہینے کے روزے لکھ دے گا ایسی صورت میں ان دونوں احادیث کا مفہوم کیا ہوگا؟ اور اس کی حقیقت کیا ہے؟

جواب...... پہلی حدیث کو شیخین نے ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے دوسری حدیث صحاح ستہ میں نہیں، مگر بعض محدثین نے اس کو نقل کیا ہے اور اس قاعدہ مذکورہ کی اگر چہ نخبہ وغیرہ کے شارحین نے تصریح کی ہے مگر اس کو ان احادیث کے ساتھ جن کو فن کے ماہرین نے روایت کیا ہے کوئی تعلق نہیں البتہ وہ احادیث جن کو ماہرین فن نے روایت نہیں کیا اگر اچانک کسی ماہرین فن کے کان میں پڑے تو ایسے قواعد سے حدیث کی صحیح کیفیت کو معلوم کرسکتا ہے۔ (مجموعہ فتاویٰ ص ۱۲۱)

ابتدائے آفرینش سے متعلق ایک حدیث

سوال..... مشکوٰۃ شریف کی ذیل کی حدیث کو ایک صاحب نے اسرائیلی کہہ دیا آپ وضاحت فرمائیں؟

عن ابی هريرة قال اخذ رسول الله بيدی فقال خلق الله التربة يوم السبت و خلق فيها الجبال يوم الاحد الخ (مشکوٰۃ ص ۵۰۱)

جواب...... یہ روایت مشکوٰۃ میں امام مسلم کی طرف منسوب ہے اور مسلم کی سب روایتیں صحیح ہیں اس روایت کو اسرائیلی کہنے کی کوئی وجہ بھی نہیں ہے کیونکہ اس میں اسرائیلیات کی کوئی بات نہیں ہے۔ (کفایت المفتی ص ۱۱۱ ج ۲)

نوٹ:۔ یہ حضرت مفتی اعظم صاحبؒ کی تحقیق ہے ورنہ ابن کثیر نے البدایہ میں اس کو کعب احبار کی روایت قرار دیا ہے جس کو وہ اپنی کتابوں سے نقل کیا کرتے تھے بعد کے راویوں نے اسے مرفوع حدیث بنا دیا۔

درحقیقت حدیث مذکور میں زمین و آسمان وغیرہ کی پیدائش کو سات دنوں میں بیان کیا ہے جبکہ قرآن بالتصریح زمین و آسمان کی پیدائش چھ دنوں میں بیان کرتا ہے اسی تعارض کی وجہ سے حافظ ابن حجرؒ نے بھی اس حدیث کو تغلیط کی ہے (ناصر عفی عنہ)

''اس تعارض کو میرے عزیز مولوی محمد شعیب اللہ بنگلوری نے ایک نفیس تقریر سے رفع فرمایا ہے جو اہل علم کے لئے لائق مطالعہ ہے (م ع)

قطب ستارے والی حدیث صحیح نہیں

سوال..... زید کا بیان ہے کہ حضورؐ کے پاس جبرئیل آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں

چھوٹے بھائی سے پکارا' اس پر جبرئیل امین نے کہا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں تو عمر میں آپؐ سے بڑا ہوں' تو حضورؐ نے سوال کیا کہ جبرئیل جب تم پیدا ہوئے تو تم نے کیا دیکھا؟ جواب دیا کہ اس وقت زمین وآسمان کچھ بھی نہ تھا' مگر ایک ستارہ قطب کی جانب دیکھا تھا' تو آپؐ نے فرمایا کہ بس وہ وہ میرا ہی نور تھا' کیا یہ روایت صحیح ہے؟

جواب...... یہ حدیث کسی معتبر کتاب میں نہیں ملی زید پر لازم ہے کہ اگر وہ اس کی صحت کا مدعی ہے تو اس کی سند پیش کرے ورنہ اپنے دعوے میں کاذب قرار پائے گا۔ (خیر الفتاوی ص ۲۷۶ ج ۱)

حدیث موضوع کی روایت جائز ہے

سوال...... حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے رسائل مبشرات' مسلسلات' نوادر' ان میں بہت سی روایات محدثین کے قاعدے کے موافق بے اصل ہیں حالانکہ ان کی اجازت کا معمول حضرت شاہ صاحبؒ کے زمانے سے متداول ہے' مگر مجھے اس میں دخول فی الکذب کا خلجان ہے۔

جواب...... آخر ابن ماجہ وغیرہ میں بھی بہت سی احادیث موضوع کہی گئی ہیں مگر ان کی روایت بلانکیر ہوتی ہے اکابر کا روایت کرنا دلیل ثبوت کسی حال میں نہیں' ان کو جو پہنچا روایت کر دیا روایت کرنا اور بات ہے اور ثبوت کا حکم کرنا اور بات ہے البتہ روایت کر کے اس کے عدم ثبوت کو مع درجہ عدم ثبوت ظاہر کر دینا ضروری ہے اس طرح موضوعات کی روایت بالاجماع جائز ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص ۱۲۸ ج ۵)

سورہ فاتحہ کے متعلق ایک غلط روایت

سوال...... لوگوں نے مشہور کر رکھا ہے کہ سورہ فاتحہ کے اندر سات جگہ شیطان کا نام ہے۔ جیسے **دلل' هرب' كيو' كنع' كنس' تعلى' بعلى** اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب...... جو مشہور ہے بالکل غلط او خطا فاحش ہے' اور اطلاق قبیح ہے' پھر ان کا **الحمد** کی دال اور **ایاک** کے کاف' اور ان کے مثل پر سکتہ کرنا یہ بھی صریح غلط ہے۔ (فتاویٰ احیاء العلوم ص ۱۸۷ ج ۱)

ولدت فی زمن الملک العادل موضوع حدیث ہے

سوال...... حدیث **ولدت فی زمن الملک العادل** کیسی ہے؟

جواب...... علامہ محمد طاہر گجراتی پٹنی متوفی ۹۸۶ھ اپنی کتاب تذکرۃ الموضوعات میں اس حدیث کو بے اصل بتاتے ہیں کیونکہ اس کی سند میں انقطاع ہے' شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ کیسے صحیح ہو سکتا ہے کہ مشرک صفت عدل کے ساتھ موصوف ہو حالانکہ شرک بہت بڑا" بلکہ سب سے بڑا" ظلم ہے

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ عدل سے مراد یہاں سیاست رعیت ان کی دادخواہی اور فریاد رسی ہے' اہل عرف اس کو عدل کہہ سکتے ہیں لیکن حضورؐ کی زبان پر اسے عدل کہنا بعید ہے۔ (فتاویٰ احیاء العلوم ص ۲۲۰ ج ۱)

ذات برادری کی شرعی حیثیت اور کفو کے مسئلہ کی حدیث

سوال...... ہدایہ (ص ۳۰۱) پر امام ابو یوسفؒ کا قول نقل کیا ہے کہ ذلیل پیشوں کا کفو میں اعتبار کیا جائے گا' چنانچہ جولاہا' حجام اور دباغ ذلیل پیشہ ور صراف و بزاز کے برابر نہیں ہیں' سوال یہ ہے کہ کیا شریعت میں اونچ نیچ کا اعتبار ہے؟

جواب...... شریعت میں ذات پات کا اعتبار نہیں بلکہ اعتبار تقوے اور دینداری کا ہے اور کتب فقہ میں جو کفو کی روایتیں مذکور ہیں وہ موضوع اور ساقط ہیں' کتب فقہ میں یہ روایتیں ذکر نہیں کرنی چاہئے تھیں' لیکن بجز انبیاء کے کوئی معصوم نہیں' غلطی ہو سکتی ہے' اس لئے ایسا ہو گیا اور علماء نے اس طرف توجہ نہیں کی' کہ ہدایہ کے مقابل کوئی کتاب لکھتے' باقی بہت سے مدرسین درس میں ان روایتوں کا حال بیان کر دیتے ہیں۔ (فتاویٰ احیاء العلوم ص ۲۰۷ ج ۱) "اور کر دینا چاہئے"۔ م ع

بعد عصر ممانعت مطالعہ کی حدیث ثابت نہیں

سوال...... کیا کوئی حدیث ایسی ہے جس میں عصر کے بعد مطالعے کی ممانعت کی گئی ہو۔

جواب...... اس موضوع پر کوئی مرفوع حدیث نہیں ہے البتہ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنے بعض اصحاب کو وصیت فرمائی تھی کہ "جسے اپنی آنکھیں عزیز ہوں وہ عصر بعد نہ لکھا کرے" (فتاویٰ محمودیہ ص ۵۷ ج ۱)

حدیث نجد میں محمد بن عبدالوہاب مراد لینا غلط ہے

سوال...... مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ آپؐ نے ملک شام اور یمن کے متعلق دعاء خیر فرمائی' ایک صحابیؓ نے عرض کیا کہ ہمارے نجد کے متعلق بھی دعاء فرمائیں' تو آپؐ نے فرمایا کہ وہاں سے فتنے اور زلزلے اٹھیں گے' اور وہاں شیطان کا سینگ پیدا ہو گا' تو کیا نجد یمن میں واقع ہے؟ اس کا مصداق محمد بن عبدالوہاب ہے یا اسود عنسی؟ کیا جماعت اہل حدیث محمد بن عبدالوہاب کا گروہ ہے؟

جواب؟...... مشکوٰۃ شریف والی حدیث تو صحیح ہے' مگر اس سے محمد بن عبدالوہاب مراد لینا صحیح نہیں' نیز نجد یمن میں بھی نہیں اور غیر مقلدوں کو محمد بن عبدالوہاب کا گروہ کہنا بھی صحیح نہیں۔

(خیر الفتاویٰ ص ۲۶۸ ج ۱)

علیؓ شہر علم کا دروازہ ہیں یہ حدیث موضوع ہے

سوال...... آپؐ نے فرمایا کہ میں علم کا شہر ہوں' ابوبکرؓ اس کے بازار ہیں' عمرؓ اس کی عمارت ہیں' عثمانؓ اس کی زینت ہیں اور علیؓ اس کا دروازہ ہیں' ایک صاحب کہتے ہیں کہ یہ حدیث غلط ہے۔

جواب...... یہ کوئی حدیث نہیں قصہ گوئیوں کا مبالغہ ہے' دمشق کے ایک واعظ نے ممبر پر بیٹھے بیٹھے اس کو تیار کیا تھا' لوگوں نے جب اس سے سند کا مطالبہ کیا تو وہ کوئی سند پیش نہ کر سکا۔ (خیر الفتاویٰ ص ۲۹۴ ج ۱ وروی الدیلمی بلااسناد عن ابن مسعود رفعه انا مدينة العلم و ابوبكر اساسها' و عمر حيطانها' و عثمان سقفها' و على بابها' و روى ايضاً عن انس مرفوعاً انامدينة العلم و على بابها و معاوية حلقتها قال فى المقاصد و بالجمله فكلها ضعيفة و الفاظ اكثرها ركيكة و احسنها ' حديث ابن عباس بل هو حسن وقال النجم كلها ضعيفة واهية (كشف الخفاء ص ۲۰۴ ج ۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کنواری لڑکیوں کے دودھ پلانے کی روایت بلاسند ہے

سوال...... ایک امام مسجد نے دوران خطبہ یہ کہا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو جناب بی بی حلیمہؓ کے علاوہ مزید تین کنواری لڑکیوں نے بھی حضورؐ کو اٹھایا اوران کا قدرتی دودھ نمودار ہوا' انہوں نے حضور اقدس کو دودھ پلایا۔

جواب...... سیرت حلبیہ (ص ۴۵) میں بلاسند نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تین لڑکیوں نے دودھ پلایا ہے مگر جب تک صحیح سند سے ثابت نہ ہو' ایسا کہنا درست نہیں۔ (خیر الفتاویٰ ص ۲۷۰ ج ۱) اس کا تعلق عقائد اسلام اور ضروریات دین سے نہیں'' م'ع

سراج امتی ابو حنیفہ

سوال...... امام ابوحنیفہؒ کے متعلق سننے میں آیا ہے کہ حضور اقدسؐ نے انہیں ''سراج امتی فرمایا ہے' اور اپنا تھوک کسی صحابیؓ کے منہ میں ڈالا' اور کہا کہ امام صاحبؒ کے منہ میں ڈال دینا۔

جواب...... تذکرہ الموضوعات ملاعلی قاری ص ۱۱۱ میں ہے کہ حدیث ''سراج امتی'' موضوع ہے اور تھوک والا قصہ بھی ایسا ہی ہے۔ (خیر الفتاویٰ ص ۲۷۲ ج ۱)

ماتقول فی ھٰذا لرا جل کا مطلب

سوال...... قبر میں سوال وجواب کے بارے میں جو روایت مروی ہے اس میں یہ الفاظ بھی مذکور ہیں "ماتقول فی ھٰذا الرجل" ھذا اسم اشارہ ہے جس سے معلوم ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سامنے ہوں گے جبکہ آپؐ تو مدینہ منورہ میں اپنے روضہ اطہر میں آرام فرما ہیں' قرآن وحدیث کی روشنی میں اس مسئلہ کی وضاحت مطلوب ہے؟

الجواب...... محدثین عظام نے ان الفاظ کی مختلف توجیہات بیان کی ہیں' بعض کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شبیہ مبارک پیش کی جاتی ہے' بعض یہ کہتے ہیں کہ درمیان سے حجابات ہٹا دیئے جاتے ہیں جبکہ علامہ ابن حجرؒ کی رائے یہ ہے کہ بدون کشف حجاب اور بدون شبیہ کے سوال کیا جائے گا' اور یہ بصورت امتحان زیادہ قوی ہے۔

قال ابن حجرؒ ولایلزم من الاشارۃ ماقیل من رفع الحجب بین المیت و بینہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی یراہ...... اقوی فی الامتحان...... الخ (مرقاۃ شرح المشکوۃ) (فتاویٰ حقانیہ جلد ۲ ص ۲۲۱)

رأی الحنفیة فی قبول الأحادیث الضعیفة فی فضائل الأعمال

(فضائل اعمال میں ضعیف احادیث قبول کرنے میں حنفیہ کی رائے سے متعلق عربی فتویٰ)

الی فضیلۃ الشیخ الفقیہ البارع والمحدث المتقن مولانا محمد تقی العثمانی حفظہ اللہ ونفع بہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

احمد الیکم اللہ الذی لاالہ الا ھو' و نصلی ونسلم علی المبعوث رحمۃ للعالمین و علی الہ و صحبہ اجمعین و بعد!

من یمن الایمان والحکمۃ من صنعاء ابعث الیکم بھذہ الرسالۃ سائلااللہ العلی القدیر ان یحفظکم و ان یکثر فی الامۃ الاسلامیۃ من امثالکم ولکم حرصت علیٰ لقائکم عندمازرت مدینتکم کراتشی قبل عامین ولکن مع الاسف لم اجدکم فیھا' فقد کنتم حینھا خارج بلادکم الباکستان و کاتب ھٰذہ السطور ھو محبکم فی اللہ عادل بن حسین امین الیمانی الندوی و قد حدثنی عنکم

عندما كنت في الهند مولانا العالم الشامخ الاديب العملاق العالم الرباني سماحة الشيخ ابی الحسن الندوی حفظه الله تعالیٰ و كذٰلك الاستاذ الفاضل سبحان الحسيني الندوی و صدق القائل "والاذن تعشق قبل العين احيانا" و اسال الله ان يسر لي الاجتماع والاستفادة منكم و هو على ذلك قدير

فضيلة الشيخ ' لقد اردت ان استفسركم واوجه اليكم هذا السوال الهام ' الاوهوماذكره العلامة المحقق محمد عبدالحئی اللكنوی رحمه الله تعالیٰ في كتابه النفيس' الاجوبة الفاضلة في صفحة :۳۳عندما نقل كلام شمس الدين السخاویؒ في (القول البديع في الصلاة على الحبيب الشفيع) و ذكر كلام الحافظ ابن حجر العسقلانی رحمه الله في جواز رواية الحديث الضعيف في فضائل الاعمال و شروطه الثالثة المذكورة هنالك و قد نقل العلائی الاتفاق على الشرط الاول واما الشرط الثاني والثالث فقد نقلاعن العزبن عبدالسلام و عن ابن دقيق العيد.

والسؤال هناهو: ماهورأی علماء الحديث من السادة الحنفية في هذه الشروط؟ هل يعتبرونها اصلا هاما في جواز رواية الحديث الضعيف في فضائل الاعمال ام لا؟

وهل لهم اقوال في هذه المسئلة؟ نرجومنكم غاية الرجاء البسط الشافي الكافي في الجواب' ولكم بذلك عظيم الاجر والثواب من الله تعالیٰ.

وانتهز هذه الفرصة لمعرفة وقتكم المناسب حتى تتكرموابزيارة لنا الى اليمن الميمون وبالاخص الى جامعة الايمان التي يتراسها فضيلة الشيخ عبدالمجيد الزنداني و يدرس فيها مجموعة طيبة من اهل العلم كالشيخ الدكتور عبدالكريم زيدان وغيره' والجامعة تحرص كثيراً على استقدام علماء من البلاد الاسلامية و قد زار الجامعة كثير منهم و نتمنى ان تبدواتظهروااستعداد كم حتى يوجه شيخنا الزنداني دعوة الى فضيلتكم و ينفع الله بزيارتكم لهٰذه البلاد و رؤية مافيها من الأثار والعبر ولاانسى ان اقول لكم ان الاستاذ سلمان الحسني الندوی قد زار الجامعة قبل ثلاثة اعوام و حرض على اهمية الاتصال العلمي والثقافي بعلماء شبه القارة

الهندية و انتم يافضيلة الشيخ من اعلام علماء هذه القارة و دعوتى هذه لكم هى اصالة عن نفسى و نيابة عن الجامعة التى اعمل فيها و نامل منكم قبول هذه الدعوة الصادقة و عدم ردها فهى مفتاح خيروبركة ان شاء الله تعالىٰ

فى الاخير أرجو المعذرة من الاطالة و اطلب منكم صالح دعواتكم لكاتب هذه السطور المبتلى بالعجز والتقصير. كما يعلم الله ذلک وبلغوا سلامى علىٰ محبيكم وتلامذتكم وانا فى انتظار جواب السؤال و جواب الدعوة.

والسلام عليكم و رحمة الله و بركاته

وكتبه محبكم فى الله

عادل بن حسن أمين اليمانى الندوى

صنعاء. جامعة الايمان يمن.

الاجابة:.

الى فضيلة الشيخ عادل بن حسن امين اليمانى المؤقر، حفظه الله تعالىٰ و رعاه

السلام عليكم و رحمة الله و بركاته

فقد تسلمت رسالتكم الكريمة، و قد تشرفت بمطالعتها والتعرث عليكم، فجزاكم الله تعالىٰ خيراً واجزل لكم مثوبة.

سألتم عن راى الحنفية فى قبول الاحاديث الضعيفة فى فضائل الاعمال و ماذكر الامام اللكنوى رحمه الله تعالىٰ من ثلاثة شروط لقبول الحديث الضعيف فهو المختار عند جمع كبير من الحنفية، و من اهم هذه الشروط ان الحديث الضعيف لايثبت به حكايت جديد. حتى الاستحباب على سبيل الحتم، و انما معنى قبوله ان يتاكدبه حكم ثبت سابقا بنص صحيح او حسن اوان يعمل به على سبيل الاحتياط والاحتمال دون الحتم بالقول بسنيته او استحبابه وهناک جمع من العلماء الحنفية يقبلون الحديث الضعيف حتى لاثبات حكم جديد فى الفضائل و ان مشائخى الذين شرفنى الله بالتلمذ عليهم، كانوا يختارون الراى الاول فمثلا حديث صوم السابع والعشرين من رجب لم يثبت فى حديث صحيح (وفى عون المعبود ج ١٧ ص ٦٠

طبع دارالکتب العلمیة بیروت ولم یثبت فی صوم رجب نهی ولا ندب ولا نهی لعینه ولکن اصل الصوم مندوب الیه) ولذلک انکرالشیخ اشرف علی التهانوی رحمه الله سنیة هذا الصوم او استحبابه' ولکن اجازان یصوم احد علی سبیل احتمال الاستحباب.

اما اذاتاید الحدیث الضعیف بتعامل العلماء فانه یمکن عند الحنفیة ان یثبت له حکم جدید و هذا مثل فضل صلاة التسبیح و احیاء لیلة النصف من شعبان وامثلة ذلک کثیرة.

وانی اشکرکم علی مادعوتمونی الی جامعة الایمان بالیمن وکم یسعدنی ان اتشرف بزیارة العلماء و طلبة العلم هناک وانی اقبل هذه الدعوة بکل اعتزاز و سرور' ولکن الاشهر الثلاثة القادمة مرهقة بالاسفار الاخری فلعل ذلک انما یتیسربعد الحج فی بدایة شهر محرم الحرام ان شاء الله تعالیٰ و ان وصلت الی الدعوة الرسمیة فی خلال شهر ذی الحجة فسوف احددالتاریخ بالضبط ان شاء الله تعالیٰ. (فتاویٰ عثمانی جلد ۱ ص ۲۲۹)

انا من نور الله والی حدیث موضوع ہے

سوال...... حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ میں اللہ کے نور سے ہوں اور مومنوں کی خلقت میرے نور سے ہے کیا یہ حدیث قوی ہے؟

جواب: صاحب تذکرۃ الموضوعات کے نزدیک یہ حدیث بے اصل ہے۔ (خیر الفتاویٰ ص ۲۷۷ ج ۱)

انا احمد الخ کیا یہ حدیث ہے؟

سوال...... درج ذیل حدیث میں اختلاف ہے' زید کہتا ہے کہ حدیث قدسی ہے' بکر کہتا ہے حدیث قدسی نہیں ہے' حدیث یہ ہے انا احمد لانهم انا فوق العرش احمد و فی السماء احمد و فی الارض محمد و بشرنی محمود جواب سے نوازیں۔

جواب...... کتب حدیث میں یہ روایت نہیں ملی' محدثین نے ایک ایک حدیث کو سند کے ساتھ اپنی کتب میں جمع فرمایا ہے جو شخص اس کو حدیث قدسی کہتا ہے اس سے پورا حوالہ دریافت کیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۵۷ ج ۱۸)

کیا معراج کی رات میں نوے ہزار قسم کا کلام ہوا

سوال...... مشہور ہے کہ حضورؐ معراج پر تشریف لے گئے تو رب العزت کے ساتھ آپ کی نوے ہزار کلام ہوا' تیس ہزار تو ظاہر ہے جو علماء دین کے پاس ہے اور تیس ہزار باطن ہے جو اولیاء کے پاس ہے' جن کو اولیاء دین علاحدہ سمجھتے ہیں اور تیس ہزار آپؐ نے کسی کو بتلایا نہیں اگر بتلایا ہی نہیں تو مقصد دین یعنی تبلیغ کا فریضہ فوت ہو جاتا ہے' اس کی وضاحت فرما دیں۔

جواب...... یہ بالکل من گھڑت اور بے بنیاد ہے۔ آنحضرتؐ کی تعلیمات کا اصل سرچشمہ قرآن و حدیث ہے۔ (خیر الفتاویٰ ص ۲۹۳ ج ۱) ''اور یہ دونوں سب کے سامنے ہیں'' م' ع

حضرت جابرؓ کے دو بچوں کا ایک دوسرے کو ذبح کرنے کی روایت موضوع ہے

سوال...... ایک بدعتی مولوی ہر عید پر ایک تقریر میں کہتا ہے کہ دعوت کے لئے حضرت جابرؓ نے بکری کا بچہ ذبح کیا' حضرت جابرؓ کے دو چھوٹے بچے تھے' وہ بکری کے بچے کو ذبح ہوتے دیکھتے رہے' بعد میں ایک نے دوسرے سے کہا' آؤ! ہم بھی ذبح کرتے ہیں' ایک لیٹ گیا' دوسرے نے چھری چلائی' بچہ شہید ہو گیا' دوسرے نے جب یہ منظر دیکھا تو گھبراہٹ سے مکان کی چھت سے گھبراتا ہوا گرا وہ بھی جاں بحق ہو گیا' حضرت جابرؓ نے دونوں بچوں کو لپیٹ کر چٹائی میں ایک کونے میں کھڑا کر دیا' تاکہ دعوت کے انتظام میں فرق نہ آئے' حاضرین نے کھانا کھایا' مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کھایا فرمایا کہ جابر دونوں بچوں کو لاؤ' ساتھ میں کھانا کھائیں گے اولاً ٹال مٹول کیا' بالآخر معاملے کی نوبت پیش کر دی' آپؐ نے فرمایا جاؤ ان کو نکال لاؤ' جب حضرت جابرؓ چٹائی کے پاس پہنچے تو دونوں کلمۂ شہادت پڑھتے ہوئے ساتھ میں آئے' کیا اس قسم کی کوئی ضعیف روایت بھی ہے؟

جواب...... یہ روایت اتنی ثابت ہے کہ غزوۂ خندق میں حضرت جابرؓ نے چہرہ انور پر کمزوری کا اثر دیکھا' بیتاب ہو کر گھر آئے' بکری کا بچہ ذبح کیا' بیوی کو کھانا پکانے کے لئے کہا اور خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی' آپؐ نے دریافت فرمایا کیا کھانا ہے؟ بتلایا کہ بکری کا بچہ ہے' تھوڑے جو ہیں ان کی روٹی ہے' ارشاد فرمایا بہت ہے اور ایک بہت بڑے مجمع کو ساتھ لے کر تشریف لے گئے' برکت کے لئے گوشت کی ہانڈی میں اور روٹی کے آٹے میں لعاب دہن ڈالا' کچھ پڑھ کے دم کیا اور دس دس آدمیوں کو حلقہ بنا کر روٹی اور گوشت کھلایا' یہاں تک کہ سب سیر ہو گئے' گوشت بھی ہانڈی میں باقی رہا' روٹی بھی تنور میں پکتی رہی' یہ واقعہ صحیح بخاری میں موجود ہے۔

حضرت جابرؓ کا حال یہ ہے کہ ان کے والد غزوۂ احد میں شہید ہو گئے تھے' یہ اس وقت کم عمر تھے' ان کے نو بہنیں تھیں' بعض کی شادی ہو گئی تھی اور اکثر کی نہیں ہوئی تھی' انہوں نے ایک عمر رسیدہ بیوہ سے نکاح کر لیا تھا' تا کہ وہ ان سب بہنوں کی تربیت کرے' گھر کا انتظام کرے اس وقت خود ان کے کوئی بچہ نہیں تھا' ان کی طرف دو بچوں کی نسبت کرنا اور قصے کو اس طرح رنگ دے کر بیان کرنا غلط ہے' جو شخص ایسی بات بیان کرتا ہے' اس سے دریافت کیا جائے کہ یہ حدیث شریف کونسی کتاب میں ہے اردو کے بعض غلط سلط رسالوں میں اس قسم کی بے بنیاد باتیں ہیں جو بے سند ہیں' ہرگز ہرگز قابل قبول نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۴۱۔۱۴۳ ج ۱۸)

ہاروت ماروت کا قصہ غلط ہے

سوال...... ہاروت ماروت کے بارے میں روایت ہے کہ ایک عورت پر عاشق ہوئے تھے اور اس کو اسم اعظم سکھایا' اور وہ ناچ میں ببرکت اسم اعظم آسمان پر چلی گئی اور اب وہ زہرہ ستارا کہلاتی ہے' کیا یہ صحیح ہے؟

جواب...... یہ ہاروت ماروت والا قصہ بالکل غلط ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تفسیر بیان القرآن میں اس کو نہیں لایا گیا' کیونکہ اس میں اس اصول کو مدنظر رکھا گیا ہے کہ جو بات غلط مشہور ہو' اس کو ذکر نہیں کیا جائے گا۔'' (خیر الفتاویٰ ص ۲۵۲ ج ۱) یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ کسی واقعے کا بیان القرآن میں عدم ذکر اس کی عدم صحت کی دلیل نہیں۔ (م'ع)

رب کاسیة فی الدنیا عاریةً فی الاخرة کی تحقیق

سوال...... بخاری شریف کی ''کتاب العلم'' میں ایک حدیث ہے کہ رب کاسیة فی الدنیا عاریة فی الاخرة (الحدیث) اس حدیث کا مطلب کیا ہے؟ میں نے بہت کوشش کی مگر سمجھ میں کچھ نہیں آیا؟

جواب......علماء علم حدیث نے ان الفاظ کی مختلف تاویلات اور مقاصد بیان کئے ہیں' (۱) بہت سی عورتیں دنیا میں اعمال کے اعتبار سے خوب اچھی معلوم ہوتی ہیں مگر اپنی دیگر بداعمالیوں کی وجہ سے آخرت میں اعمال سے ننگی (خالی) ہوں گی (۲) مگر مناسب مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہت ساری عورتیں اگرچہ بظاہر بدن پر کپڑے پہنے ہوتی ہیں جو اتنے باریک ہوتے ہیں کہ ان کا سارا بدن نظر آتا رہتا ہے' تو ایسی عورتوں کو ننگا ہونے کی آخرت میں سزا ہوگی۔

قال الشیخ محمد زکریا السهارنپوریؒ اور حقیقی معنی بھی مراد ہو سکتے ہیں کہ بہت سی عورتیں دنیا

میں جولباس پہنتی ہیں وہ شرعاً معتبر نہیں ہوتا مثلاً اندر سے بدن اس میں نظر آتا ہے تو ایسی عورتوں کو ننگی ہونے کی سزا آخرت میں ملے گی۔ (تقریر بخاری ص ۱۹۳ ج ا باب العلم والعظمۃ بالليل) (فتاویٰ حقانیہ جلد ۲ ص ۲۲۲)

علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ضعیف حدیث ہے

سوال...... آیا یہ واقعی حدیث ہے یا نہیں؟

جواب...... یہ روایت ضعیف ہے اور بعض کے نزدیک اس کی کوئی اصل نہیں۔ (خیر الفتاویٰ ص ۳۹۹ ج ۱)

"من جدد قبراً و مثل مثالاً...... الخ" حدیث ہے یا نہیں؟

سوال...... ہماری مسجد میں سیکرٹری اور کارکن جماعت اسلامی کے ہیں' مسجد کا چبوترہ ایک شخص کو دیا ہوا تھا' میری دکان کرایہ پر سامنے تھی' صبح جب میں قرآن شریف کی تلاوت کرتا تو وہ شخص ریڈیو پر فحش فحش ریکارڈ بلند آواز سے چلاتا رہتا' مسجد کے کارکنوں سے شکایت کی' کوئی شنوائی نہ ہوئی' جماعت کے آدمی نے کہا کہ یہ سب تمہاری شہ پر ہو رہا ہے۔ محرم کے مہینے میں ان میں سے بعض ایسے لوگ آتے ہیں جو خود شیعہ ہیں' میں نے ایک حدیث پڑھی غالباً عربی الفاظ یہ ہیں: "من جدد قبراً و مثل مثالاً فهو زائر ليخرج الاسلام" یہ سن کر اس شخص نے مجھے مارا' کیا یہ حدیث صحیح ہے؟

جواب...... ان الفاظ سے کوئی حدیث ہمارے علم میں نہیں' اور حدیث کی کتابوں میں تلاش سے بھی نہیں ملی' آپ نے جس کتاب میں دیکھی ہو اس کا مفصل حوالہ لکھ کر بھیجیں تو کچھ کہا جا سکتا ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم (فتاویٰ عثمانی ج ا ص ۲۲۴)

حدیث اصحابی کالنجوم کی صحت

سوال...... حدیث اصحابی کالنجوم کیا محدثین کے نزدیک ایک موضوع ہے' اگر نہیں ہے تو یہ کہنا کہ یہ حدیث جھوٹی' بناوٹی' ایک زٹل ہے اور بے دینی اور بدمذہبی ہے' گستاخی' نسبت حدیث اور گناہ ہے یا نہیں؟

جواب...... یہ حدیث موضوع نہیں اور اس کی تائید دوسری حدیث سے موجود ہے "اختلاف امتی رحمة" پس گستاخانہ کلام کرنا' خود جرأت حصہ بد دینی کا ہے اور بتاویل کہنا گناہ نہیں' زٹل کہنا اس کا اگر فسق ہو تو عجب نہیں کہ بیبا کی نسبت حدیث کے ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۷۷)

دخان اور بھنگ کے متعلق حدیث

سوال...... ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ ہر دھواں حرام ہے اور جس شخص نے بھنگ کا ایک

لقمہ بھی کھالیا' تو وہ اپنی ماں سے زنا کے برابر ہے' یہ حدیث ہے یا نہیں؟

جواب..... کسی معتبر کتاب میں یہ حدیث نظر سے نہیں گزری' اور کسی شخص کا حدیث لکھ دینا قابل اعتبار نہیں' اس سلسلہ میں محدث کا قول معتبر ہوتا ہے جو حدیث کو سند کے ساتھ بیان کر سکے' کیونکہ بعض واعظین احادیث غیر معتبرہ ترغیب و ترہیب کے واسطے ذکر کر دیتے ہیں اور اس حدیث کے صحیح حال سے مطلع نہیں ہوتے۔ (مجموعہ فتاویٰ ص ۱۲۲)

(۱) قیامت کے متعلق ایک حدیث کی تغلیط

سوال..... مقاصد الصالحین میں ہے کہ جب قیامت ہوگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ کو حکم کریں گے کہ تم دوزخ کی راہ گھیر کر کھڑے ہو جاؤ' اگر کسی شخص کو میری امت میں سے دوزخ میں لے جائیں تم ہرگز نہ جانے دیجیو' جب تک میں نہ پہنچوں اور اسی طرح حضرت عمرؓ کو میزان پر اور حضرت عثمانؓ کو حوض کوثر پر اور حضرت علیؓ کو دوزخ کے دروازے پر متعین کر کے جائیں گے اور خود سایہ عرش میں جا کر اپنے عاصیان امت کی شفاعت میں مصروف ہوں گے' اسی حال میں حضرت جبرئیل سراسیمہ آپ کے پاس آئیں گے اور کہیں گے یا رسول اللہ اس وقت میرا گزر دوزخ کی طرف ہوا' میں نے دیکھا آپ کی امت کا ایک شخص عذاب میں گرفتار ہے اور رو رو کر کہتا ہے کہ افسوس کوئی ایسا نہیں کہ میرا حال پیغمبر سے عرض کرے' آپ یہ سن کر دوزخ کی طرف تشریف لے جائیں گے اور اس کو عذاب سے چھڑائیں گے' مالک کو حکم ہوگا کہ ہرگز میرے حبیبؐ کے اموات میں دخل نہ دینا اور اس طرح یہ ایک طویل حدیث ہے اور یہ صحیح ہے یا غلط؟

جواب..... عبارت مذکورہ بالا کا مضمون احادیث کے خلاف ہے لہٰذا غلط ہے اور حدیث موضوع ہے اور واضعان حدیث اور عقیدہ رکھنے والا داخل حدیث **من کذب علی متعمداً فلیتبوا مقعدہ من النار** ہے اور ایسا شخص فاسق ہے اور اندیشہ کفر کا بھی اس پر ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۹۷-۱۸۱)

پان کھانا حدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟

سوال..... پان کھانا حدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ پان کھانے کی بہت تعریف حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے' قول زید صحیح ہے یا غلط؟

جواب..... جو شخص پان کھانے کی فضیلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے بتاتا ہو وہ بڑا جاہل ہے' بلکہ بے دین' اس کی بات بھی نہ سننا چاہئے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۹۰)

ایک موضوع حدیث سے تحریف قرآن ثابت کرنے کا جواب

سوال...... ابن ماجہ میں ایک حدیث ہے کہ رجم کے متعلق اور رضاعت کبیر کے متعلق ایک صحیفہ لکھا ہوا تھا' جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو ہم آپ کی تجہیز و تکفین میں مشغول ہو گئے' ایک بکری داخل ہوئی اور وہ صحیفہ کھا گئی۔

جواب...... یہ حدیث کسی صحیح سند سے ثابت نہیں' اس کی سند میں محمد بن اسحاق راوی ہیں جن کے متعلق امام سلیمان التیمی فرماتے ہیں کہ کذاب' بہت بڑا جھوٹا' اور امام مالک فرماتے ہیں دجال من الدجاجلہ' کہ وہ دجالوں میں ایک دجال تھا۔ (خیر الفتاویٰ ص ۲۵۸ ج ۱)

جنت کے پھل میں حور کا نکلنا

سوال...... بعض مقررین فرماتے ہیں کہ اہل جنت بعض پھلوں کو تراشیں گے تو اس میں سے حور نکلے گی' مزید یہ کہ چھلکا حور کا لباس ہوگا' کیا یہ صحیح ہے؟ کس حدیث میں اس کا تذکرہ ہے؟

جواب...... مجھے اس مضمون کی حدیث دیکھنا محفوظ نہیں' جن صاحب نے اس کو بیان کیا ہے ان سے حوالہ دریافت کیا جائے قرآن کریم میں یہ البتہ موجود ہے کہ **وفیها ما تشتهیه الانفس وتلذ الاعین** جو کچھ بھی جنت میں خواہش کریں گے وہ ان کے لئے وہاں حاصل ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۵۲ ج ۱۸)

ہفت ہیکل کی فضیلت کی روایت موضوع ہے

سوال...... احقر نے ہفت ہیکل کی فضیلت میں ایک کتاب میں دیکھا کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں بیٹھے ہوئے تھے' اتنے میں حضرت جبریل نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام کہا ہے' اور فرمایا ہے کہ ہفت ہیکل اے حبیب اللہ! نازل کرتا ہوں' جو کوئی ہفت ہیکل پڑھے گا یا اس کو اپنے پاس رکھے گا تو اس کو اور اس کے والدین کو عذاب دوزخ سے آزاد کرے گا۔ یا محمد جس گھر میں ہفت ہیکل ہوگا اس گھر میں دیو پری داخل نہ ہوگا' جو کوئی اس کو لکھ کر پاس رکھے گا وہ اچانک موت سے اور بلا سے محفوظ رہے گا ہمیشہ سرخ رو اور باعزت اور جان کنی کے وقت سکرات موت آسان ہوگی' جو کوئی ہر روز پڑھے گا پڑھنا نہ جانتا ہو تو لکھ کر اپنے پاس رکھے گا تو اس کو ستر ہزار کلام پاک کا' ستر ہزار شہیدوں کا' ستر ہزار حج کا' ستر ہزار مسجد تیار کرنے کا' ستر ہزار غلام آزاد کرنے کا' ستر ہزار آدمیوں کو روزہ افطار کرانے کا' ستر ہزار حافظوں کا' ستر ہزار نمازیوں کا' ستر ہزار قاریوں کا' ستر ہزار عالموں کا' ستر ہزار عابدوں کا' ستر ہزار فرشتوں کا' ستر ہزار دانش مندوں کا'

ستر ہزار پیغمبروں کا' اور چار ملک مقرب کا ثواب پائے گا۔ اے محمد! جو کوئی اپنے پاس رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کے اعمال نامے میں ستر ہزار نیکی کا' ستر ہزار بھوکوں کو کھانا کھلانے کا ثواب پائے گا اور چغل خوری سے اور غیبت کرنے والوں سے اور تمام آفات و بلیات سے محفوظ رہے گا' اگر وہ مقروض ہوگا تو اس کو قرض سے نجات دے گا اور اس کے دشمن کو مغلوب کرے گا۔ یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں؟

جواب...... کتاب حدیث میں اس کا کہیں وجود نہیں' اصول محدثین کے اعتبار سے یہ بالکل موضوع ہے اور بے اصل ہے نہ اس پر اعتقاد رکھا جائے اور نہ اس پر عمل کیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۵۱ ج ۱۸)

بعض حدیثوں کی تحقیق' ثبوت اور حوالے

حدیث الجمعة علی من سمع النداء کی تحقیق

سوال...... الجمعة علی من سمع النداء اور والجمعة علی من آواہ اللیل کیسی حدیثیں ہیں قابل عمل ہیں یا نہیں؟ اور ان کا کیا مطلب ہے؟

جواب...... دونوں حدیثیں ضعیف ہیں اور ان دونوں حدیثوں کا محمل ہمارے نزدیک یہ ہے کہ جمعہ اہل مصر و اہل فناء مصر پر واجب ہے اور ان کے ماسوا پر واجب نہیں' لیکن جو بدون مشقت کے آسکیں ان کو فضیلت حاصل کرنے کے لئے حاضر ہونا چاہئے تو یہ دونوں حدیثیں مستحب پر محمول ہیں اور یہ تاویل تبرعاً کر دی جاتی ہے ورنہ سند کے اعتبار سے جب یہ حدیث صحیح ثابت نہیں تو تاویل کی حاجت نہیں مگر ادب یہ ہے کہ حدیث ضعیف کو بھی ترک نہ کیا جائے بلکہ اس کا محمل صحیح بیان کر دیا جائے۔ (امداد الاحکام ص ۲۰۳ ج ۱)

لاجمعة ولاتشریق کی تحقیق

سوال...... "لاجمعة ولاتشریق الافی مصر جامع" یہ حدیث صحیح ہے یا ضعیف؟ ائمہ حدیث اور محققینؒ کے ہاں اس کی کیا حیثیت ہے؟

جواب...... اس حدیث کو محدثین نے مختلف طریقوں سے نقل کیا ہے جن میں سے بعض طریقے اگرچہ ضعیف ہیں لیکن تمام طریقے ضعیف نہیں بعض صحیح بھی ہیں لہٰذا تمام طرق کو ضعیف قرار دینا درست نہیں' جیسے مصنف ابن ابی شیبہؒ کی سند' حدثنا جریر عن منصور عن طلحة عن سعد بن عبیدة عن ابی عبدالرحمٰن انه' قال علی رضی اللہ عنه لاجمعة ولاتشریق الافی

مصر جامع کے بارے میں حافظ ابن حجرؒ نے درایہ میں تصریح کی ہے کہ وسندہ صحیح (درایۃ ج ۱ ص ۲۱۴ باب الجمعۃ) (قال حافظ بدرالدین عینیؒ و سندہ صحیح. (عمدۃ القاری ج ۶ ص ۱۸۸ باب الجمعۃ فی القریٰ والمدن و مثلہ فی فیض الباری ج ۲ ص ۳۳۱ باب الجمعۃ فی القریٰ. (فتاویٰ حقانیہ جلد ۲ ص ۱۹۸)

الاسلام یھدم ما کان قبلہ کی تحقیق

سوال...... الاسلام یھدم ما کان قبلہ میں کیا حقوق العباد بھی شامل ہیں؟ اگر داخل نہ ہوں تو وہ صحابہ کرامؓ جنہوں نے قبل از اسلام مسلمانوں کے ساتھ تعدی کی' اور قتال کیا اور اس قتال میں بہت سے مسلمان بھی جاں بحق ہوئے ان کے حقوق سے وہ کیوں کر بری ہوں گے؟

جواب...... حقوق العباد الواجبہ اس میں داخل نہیں مثلاً کسی کی امانت قبل از اسلام اس کے پاس ہوتو اس کا واپس کرنا واجب ہے کسی کا دین ہو کسی سے چوری یا دھوکے سے مال لیا ہو تو اس کا رد واجب ہے اور صحابہ میں سے جنہوں نے قبل از اسلام مسلمانوں کے ساتھ تعدی کی تھی چونکہ وہ اہل حرب تھے اور حربی مسلمان کے مال پر غالب ہو جانے سے اس کا مالک ہو جاتا ہے اور قتل مسلم سے اس پر قصاص واجب نہیں ہوتا اور نہ ایذا مسلم سے قانوناً اس پر کوئی جرم عائد ہوتا ہے اس لئے وہ اس قانون سے بری تھے' صرف حقوق اللہ یعنی ایذاء اولیاء اللہ و رسول اللہ کے مجرم تھے وہ اسلام سے معاف ہو گیا۔ (امداد الاحکام ص ۲۰۴ ج ۱)

حدیث کان یزور الشھداء باحد کی تحقیق

سوال...... عرس کے جواز کے بارے میں جو حدیث لوگوں کی زبان پر جاری ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال کے شروع میں شہداء احد کی زیارت کے لئے تشریف لے جاتے تھے یہ حدیث کیسی ہے؟

جواب...... قال الحافظ السیوطی فی شرح الصدور اخرج البیھقی عن الواقدی قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یزور الشھداء باحد کل حول واذابلغ الشعب یرفع صوتہ فیقول سلم علیکم بما صبرتم الآیۃ (ص ۸۳)

اس حدیث کی سند میں واقدی ہے جس کی اکثر محدثین نے تضعیف کی ہے اور احکام میں اس سے احتجاج نہیں کرتے' دوسرے اس میں یہ کہاں ہے کہ حضورؐ اسی تاریخ میں تشریف لے جاتے تھے جس میں یہ حضرات شہید ہوئے تھے' بلکہ اس میں یہ ہے کہ ہر سال تشریف لے جاتے

تھے خواہ وہ کسی تاریخ میں ہو' تیسرے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ تنہا صرف زیارت و دعاء کے لئے تشریف لے جاتے تھے پس اہل عرس نے اس سے تاریخ کی تعیین اور اہتمام وتداعی کے ساتھ لوگوں کو جمع کرنا اور عرس کے لئے چندہ کرنا' سفر کرنا اور قوالی و سماع وغیرہ منکرات کا ارتکاب کرنا کہاں سے نکال لیا' اگر کوئی شخص کیف ما اتفق بدون تعیین ایام' و بدون اجتماع و اہتمام کے منکرات سے احتراز کر کے ہر سال صلحاء کی قبور کی زیارت کرے تو اس کو کون منع کر سکتا ہے؟ بہر حال جتنا مضمون اس ضعیف حدیث سے ثابت ہے اہل حق اس کے جواز کے قائل ہیں اور جس سے وہ روکتے ہیں اس کا ثبوت حدیث سے نہیں نکلتا۔ (امداد الاحکام ص ۱۹۹ ج ۱)

رفع یدین سے متعلق ابوداؤد کی ایک حدیث کی تحقیق

سوال...... ابوداؤد میں حدیث عدم رفع یدین بایں سند وارد ہے۔

حدثنا حسین بن عبد الرحمن حدثنا وکیع عن محمد بن عبدالرحمن عن حکم بن عتبة عن عبدالرحمن بن ابی لیلی عن براء بن عازب ان النبی صلی اللہ علیه وسلم صلی فلم یرفع یدیه الاول مرة

اس میں دریافت طلب امر یہ ہے کہ حسین بن عبدالرحمٰن کا حال مفصل بایں طور کہ یہ شیخ ابی داؤد ہیں اور وکیع بن جراح سے روایت کرتے ہیں اور یہ ثقہ ہیں یا نہیں دوم یہ کہ فدوی نے اس راوی کے متعلق خلاصہ تہذیب الکمال میں اتنا پایا ہے کہ **حسین بن عبدالرحمن روی عن وکیع و ابن نمیر وغیرہ و عنه ابوداؤد والنسائی** مگر اس میں ان کی نقاہت یا تضعیف منقول نہیں۔

جواب...... خلاصہ تہذیب الکمال میں وہ عبارت ہے جو آپ نے نقل کی ہے جس سے وکیع سے ان کا راوی ہونا معلوم ہو گیا اور حاشیہ میں تہذیب الکمال سے نقل بھی کیا ہے **وذکرہ ابن حبان فی الثقات**۔

اور تہذیب التہذیب مطبوعہ حیدر آباد میں ہے **الحسین بن عبدالرحمن ابو علی الجرجرای روی عن الولید بن مسلم و طلق غنام و ابن نمیر و خلف بن تمیم وغیرهم و عنه ابو داؤد والنسائی و ابن ماجة و احمد بن علی الدبار وغیرهم و ذکرہ ابن حبان فی الثقات و قال حدثنا عنه اهل واسط وقال ابو حاتم مجهول فکانه ماخبر امرہ** اس میں راوی کی توثیق بھی مذکور ہے اور شیخ ابی داؤد ہونا بھی اور ابی حاتم کی تجہیل کا جواب بھی ہے کہ اس کا منشا ناواقفیت ہے ورنہ جس سے ابوداؤد و نسائی جیسے ثقات روایت کریں وہ مجہول کیسے ہو سکتا ہے؟ خصوصاً جب کہ اس کے علاوہ تین اصحاب صحاح کے متعدد اور

ثقات بھی راوی ہوں اور دو کے روایت کرنے سے راوی کی جہالت ختم ہو جاتی ہے اور حسین بن عبدالرحمٰن کی اس حدیث پر جو ابوداؤد نے فرمایا ہے۔ "لیس بصحیح" اس کا جواب بذل المجہود کی (جلد۲ص ۷) میں تفصیل سے مذکور ہے۔ (امداد الاحکام ص ۹۱۔۹۲ ج۱)

حدیث لن یفلح قوم ولوا امرھم امراۃ کی تحقیق

سوال...... بخاری شریف میں ہے لن یفلح قوم ولوا امرھم امراۃ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کا والی وحاکم ہونا عدم فلاح "ناکامی کا" سبب ہے تو کیا جن ریاستوں میں عورتیں حکمراں ہیں وہ بھی اس میں داخل ہیں۔

جواب...... حکومت کی تین قسمیں ہیں ایک قسم وہ جو تمام بھی ہو عام بھی ہو تام سے مراد یہ کہ حاکم تنہا خود مختار ہو یعنی اس کی حکومت شخصی ہو اور اس کی حکومت میں کسی حاکم عالی کی منظوری کی ضرورت نہ ہو۔ گو اس کا حاکم ہونا اس پر موقوف ہو اور عام یہ کہ اس کی محکوم کوئی محدود اور قلیل جماعت نہ ہو دوسری قسم وہ جو تام ہو مگر عام نہ ہو تیسری قسم وہ جو عام ہو مگر تام نہ ہو مثال اول کی کسی عورت کی سلطنت یا ریاست بطرز مذکور شخصی ہو مثال ثانی کی کوئی عورت کسی مختصر جماعت کی منتظم بلاشرکت ہو مثال ثالث کی کسی عورت کی سلطنت جمہوری ہو کہ اس میں والی صوری درحقیقت والی نہیں بلکہ ایک رکن مشورہ ہے اور والی حقیقی مجموعہ مشیروں کا ہے حدیث کے الفاظ میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مراد حدیث میں پہلی قسم ہے چنانچہ سبب ورود اس حدیث کا کہ اہل فارس نے دختر کسریٰ کو بادشاہ بنایا تھا اور لفظ ولوا میں تولیت کے اطلاق سے متبادر اس کا کمال مفہوم ہونا پھر اس کی اسناد قوم کی طرف ہونا' یہ سب اس کا قرینہ ہے کیونکہ یہ طریقہ تولیت کاملہ کا سلطان ہی بنانے کے ساتھ خاص ہے کہ قوم کے اہل حل وعقد باہم متفق ہو کر کسی کو سلطان بنا دیتے ہیں اور سلطان کا کسی کو حکومت دینا یہ بھی بواسطہ سلطان کے قوم ہی کی طرف منسوب ہوگا' بخلاف قسم ثانی کے کہ وہاں گو تولیت کاملہ ہوتی ہے مگر وہ مستفاد قوم سے حقیقتاً یا حکماً نہیں ہوتی اور بخلاف ثالث کے کہ وہاں گو اسناد اس کی قوم کی طرف صحیح ہے مگر تولیت کامل نہیں ہے' بلکہ مشورہ محضہ ہے گو اس مشورے کو دوسرے منفرد مشوروں پر ترجیح ہو' لیکن اس میں ولایت کاملہ کی شان نہیں ہے ورنہ تمام ارکان کے مخالف ہونے کی صورت میں بھی اسی کو سب پر ترجیح ہوتی' حالانکہ ایسا نہیں ہے یہ قرینہ تو خود الفاظ حدیث سے ماخوذ ہے دوسرے دلائل سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے حضرت بلقیس کی سلطنت کے قصے میں یہ آیت ہے

ماکنت قاطعة امراً حتی تشهدون اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سلطنت کا طرز عمل خواہ ضابطہ سے، خواہ بلقیس کی عادۃ مستمرہ سے سلطنت جمہوری کا سا تھا، اور بعد ان کے ایمان لے آنے کے کسی دلیل سے ثابت نہیں کہ ان سے انتزاع سلطنت کیا گیا ہو، ظاہر اس کا بحالہ باقی رہنا ہے اور تاریخ اس کی صراحۃ مؤید ہے اور قاعدہ ہے اذاقص اللہ و رسولہ امراً من غیر نکیر علیہ فھو حجۃ لنا کہ جب اللہ اس کے رسول کسی امر کو بغیر کسی نکیر کے بیان کریں تو وہ ہمارے لئے حجت ہے، پس قرآن سے ظاہراً ثابت ہوگیا کہ سلطنت جمہوری عورت کی ہوسکتی ہے اور راز اس میں یہ ہے کہ حقیقت اس حکومت کی محض مشورہ ہے اور عورت اہل ہے مشورے کی، چنانچہ واقعہ حدیبیہ میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمٰی کے مشورہ پر عمل فرمایا اور انجام اس کا محمود ہوا، اور اگر سلطنت شخصی بھی ہو مگر ملکہ التزاماً اپنی تنہا رائے سے کام نہ کرتی ہو وہ بھی اس حدیث میں داخل نہیں؛ کیونکہ علت عدم فلاح کی نقصان عقل ہے اور جب مشورہ رجال سے اس کی تلافی ہوگئی، تو علت رفع ہوگئی تو معلول عدم فلاح بھی منتفی ہوگیا، جیسے عورتوں کی شہادت کا نقصان مردوں کی شہادت کے مل جانے سے پورا ہوجاتا ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص ۹۱-۹۲ ج ۵)

"لن تجتمع امتی علی الضلالة" کے بعد "فان اجمعت امتی علی الضلالة ...... الخ" کے الفاظ حدیث میں ہیں یا نہیں؟

سوال...... "لن تجتمع امتی علی الضلالة" کے بعد "فان اجمعت امتی علی الضلالةفانا بری منهم" کے الفاظ بھی حدیث میں ہیں یا نہیں؟

جواب......"لن تجتمع امتی علی الضلالة" (دیکھئے: مجمع الزوائد للهیثمیؒ ج :۵ ص :۲۱۸ (طبع دار الریان للتراث قاهرة ' ودار الکتب العربی بیروت) نیز اس معنی کی اور احادیث دیکھئے: مشکوة المصابیح ' باب الاعتصام بالکتاب والسنة ج : ۱ ص : ۳۰ (طبع قدیمی کتب خانه کراچی) کے بعد "فان اجمعت امتی علی الضلالة فانا بری منهم" کے الفاظ کسی مستند کتاب میں ہمیں نہیں ملے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (فتاویٰ عثمانی ج ۱ ص ۱۲۳)

حدیث "بعثت الی الأسود والأحمر" کی تحقیق؟

سوال...... "بعثت الی الاسود والاحمر" کی حدیث کس کتاب اور کس مقام پر ہے؟
جواب...... ان الفاظ کے ساتھ کوئی حدیث نظر سے نہیں گزری اور مراجعت کتب کی اس وقت فرصت نہیں' البتہ مضمون صحیح ہے اور صحیح احادیث سے ثابت ہے۔" (سائل نے اپنے سوال میں "بعثت الی الاسود والاحمر" کے الفاظ ذکر کئے ہیں جبکہ ان الفاظ کے بجائے بعثت الی الاحمر والاسود" کے الفاظ مختلف کتب احادیث میں موجود ہیں' چنانچہ مجمع الزوائد للهيثمي ج :۸ ص :۲۵۸ (طبع دارالريان للتراث' دارالكتاب العربي قاهره و بيروت) میں ہے: باب عموم بعثته صلى الله عليه وسلم عن ابى موسىٰ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اعطيت خمسا بعثت الى الاحمر والاسود و جعلت لى الارض طهورا و احلت لى الغنائم ولم تحل لمن كان قبلى و نصرت بالرعب شهرا واعطيت الشفاعة و ليس من نبى الاوقد سال شفاعة وانى اختبات شفاعتى ثم جعلتها لمن مات لايشرك بالله شيئا رواه احمد متصلا و مرسلا والطبرانى و رجاله رجال الصحيح و عن ابن عباس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اعطيت خمسا لم يعطهن نبى قبلى ولا اقولن فخراً بعثت الى الاحمر والاسود و نصرت بالرعب .... الخ اس کے علاوہ بعض دیگر صحابہؓ سے بھی دیگر روایات میں یہ الفاظ ثابت ہیں جن میں سے بعض طرق ضعیف اور بعض صحیح ہیں۔ دیکھئے: صحيح ابن حبان ج :۴ ص ۳۷۵ (طبع مؤسسة الرسالة بيروت) رقم الحديث: ۶۴۶۲' معجم الاوسط طبرانى ج :۷ ص ۲۵۷ (طبع دارالحرمين قاهرة) موارد الظمان ج :۱ ص :۷۵ (۲بع دارالكتب العلمية بيروت) سنن دارمى ج :۲ ص :۲۹۵ (طبع دارالكتاب العربى بيروت) و مجمع الزوائد ج :۸ ص :۳۶۹ (طبع دار الكتاب العربى بيروت) مصنف ابن ابى شيبة ج:۶ ص :۳۰۳' ۳۰۴ (طبع مكتبة الرشد' رياض) ...... مسند احمد ج :۱ ص :۲۵۰ (طبع مؤسسة قرطبة) (فتاویٰ عثمانی جلد ۱ ص ۲۳۱)

عمامہ کی فضیلت میں حدیث

سوال...... کسی حدیث میں عمامہ کی خصوصی فضیلت موجود ہے یا نہیں؟
جواب...... عمامہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور یہی اس کی فضیلت ہے' اس کے

علاوہ ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان ایک امتیازی علامت یہ ہے کہ مسلمان ٹوپی پر عمامہ پہنتے ہیں۔" **فرق ما بین المسلمین والمشرکین العمائم علی القلانس"۔ (وفی جامع الترمذی باب العمائم علی القلانس رقم الحدیث : ۱۷۸۴ ج: ۴ ص: ۲۴۷ (طبع دار احیاء التراث العربی بیروت)......... قال رکانة: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: ثم ان فرق ما بیننا و بین المشرکین العمائم علی القلانس۔ وکذافی سنن ابی داؤد رقم الحدیث :۴۰۷۸ جلد ۴ ص :۵۵ (طبع دار الفکر)** واللہ اعلم (فتویٰ نمبر۱۷۰۸/۳۰د

آیت فتلقیٰ آدم من ربہ سے متعلق ایک روایت کی تحقیق

سوال...... حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کلمات کی بابت سوال کیا، جن کی تعلیم آیت ہذا میں ہوئی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمؑ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلی وفاطمہ وحسن کو وسیلہ کر کے دعا مانگی، گناہوں کی معافی چاہی، خدا تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی دعا قبول کی، اور ان کے گناہ معاف کر دیئے احقر کے خیال میں بحق محمد تک حدیث صحیح ہے اور پھر آگے زائد ہے نہیں معلوم کس نے زائد کیا؟

جواب...... یہ روایت محض بے اصل ہے درمنثور نے اس کو ابن النجار سے نقل کیا ہے اس کے علاوہ دارقطنی نے بھی اس روایت کو لیا ہے ہر دو کی سند میں حسین ابن الحسین الاشقر عن عمرو بن ثابت ابی المقدام عن ابیہ موجود ہے اور یہ حسین رافضی غالی تھا اکثر لوگوں نے اس پر جرح کی ہے حتیٰ کہ بعض نے کذاب کہا ہے، اور عمرو بن المقدام بھی غالی شیعہ تھا، اور اس کے ضعیف ہونے پر سب محدثین کا اتفاق ہے، ابوداؤد نے رافضی خبیث کہا ہے اور جب معلوم ہو گیا کہ یہ کل روایت ہی سرے سے گھڑی ہوئی ہے تو پھر بحق محمد تک صحیح کہنا بلا دلیل ہے اور آیت میں وارد کلمات کی صحیح تفسیر **ربنا ظلمنا انفسنا** ہے یہ چند صحابہ سے منقول ہے اور خود ابن عباسؓ نے بھی یہی فرمایا ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص ۹۱-۹۲ ج ۵)

حضرات حسنین کے ذکر کو بوسہ دینے کی حدیث بے اصل ہے

سوال...... ایک واعظ نے مجلس وعظ میں حضرات حسنینؓ کی تعریف میں لوگوں کو خوش کرنے کے لئے یہ حدیث بیان کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن وحسینؓ کے ذکر کو بوسہ دیا ہے۔ اور حدیث کو

سند کے ساتھ بیان کیا ہے۔ **روی عن النبی صلی اللہ علیه وسلم انه یقبل زب الحسن والحسین فی صغرهما وروی انه کان یاخذ باحدهما فیجره والصبی یضحک فتاوی ظهیریة هکذا فی جامع الفصولین.** جامع الفصولین میں بجائے زب کے ذکر کا لفظ ہے۔

جواب...... حدیث مذکور غیر ثابت ہے اس پر اعتقاد ہرگز جائز نہیں' فتاویٰ ظہیریہ میں چونکہ الفاظ روایت جامع الفصولین کی روایت کے مغائر ہیں اس لئے بشرط ثبوت اس کو صحیح کہا جا سکتا ہے۔ لغت میں زب کے کئی معنی آتے ہیں خاص کر ذکر کے معنی مراد لینا بغیر کسی قرینے کے اور پھر جب کہ خلاف عقل بھی ہوں' صحیح نہیں بلکہ تقبیل انف "یعنی ناک کو چومنا مراد ہے" غلط فہمی سے کسی نے زب کے بجائے ذکر کا لفظ لکھ دیا' کیونکہ زب کے معنی ذکر کے بھی آتے ہیں۔ (فتاویٰ مظاہر علوم ج ۱ ص ۲۵۲)

محشی نے یہ حاشیہ لکھا ہے "یہ حدیث جامع احکام الصغار علی ہامش جامع الفصولین (ج ۱ ص ۱۱) مصری میں ہے۔ محمد خالد عفی عنہ

بھوک کی شدت سے آنحضرت کا پیٹ پر پتھر باندھنا

سوال...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ پر پتھر باندھنے سے متعلق جو حدیثیں آئی ہیں ان میں لفظ حجر ٹھیک ہے جس کے معنی پتھر کے ہیں اور جمہور نے جس کو اختیار کیا ہے یا لفظ حجز ٹھیک ہے۔ جس کے معنی طرف ازار کے ہیں اور ابن حبان نے اس کو اختیار کیا ہے تحقیق سے جواب عنایت فرمائیں۔

جواب...... جمہور کا مسلک درست ہے اور روایت میں لفظ حجر پتھر کے معنی میں ہی وارد ہوا ہے' اور ابن حبان نے مسلک جمہور کے خلاف اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ "میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے" تو یہ ضعیف ہے کیونکہ یہ حالت تمام اوقات کے اعتبار سے نہیں' یا اس قول کی تاویل بھی ہو سکتی ہے کہ میرے اندر قوت برداشت ہے کہ بھوک کی سختی بھی مجھے اعمال سے نہیں روک سکتی' برخلاف امت کے۔ (امداد المفتیین ص ۲۳۲)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خود کو گرانے کا عزم اور اس کی تحقیق

سوال...... کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ایسی روایت ثابت ہے جس کا مضمون یوں ہو کہ "میرا دل چاہتا ہے کہ اپنے آپ کو پہاڑ کی چوٹی سے گرا دوں"۔ اگر یہ روایت آپؐ سے ثابت ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارادہ کب کیا تھا اور یہ کیسے ہوا؟ جبکہ خودکشی شریعت میں حرام ہے۔

جواب...... یہ روایت بعض کتب حدیث میں موجود ہے اور یہ واقعہ فترۃ الوحی کے زمانے میں پیش آیا تھا' اس روایت کو علامہ قسطلانیؒ نے امام زہریؒ سے یوں نقل کیا ہے:

وفترالوحی فترۃً حتیٰ حزن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زاد فی التعبیر من طریق معمر عن الزھریؒ فیما بلغنا حزناً غدامنہ مراراً کی یتردیٰ من روس شواھق الجبال فکلما اوفی بذروۃ جبل لکی یلقی نفسہ تبدیٰ لہ' جبریل فقال یا محمد انک رسول اللہ حقاً فیسکن لذٰلک جاشہ و تقرنفسہ فیرجع واما ارادتہ علیہ السلام القانفسہ من رؤس شواھق الجبال فخرنا علیٰ مافاتہ من الامرالذی بشربہ ورقۃ (ارشاد الساری ج ۸ ص ۴۲۷ سورۃ اقراء باسم ربک الذی خلق. صحیح ابن حبان ج ۱ ص ۱۲۰ ...... البدایۃ والنھایۃ ج ۳ ص ۴ باب کیف بذالوحی)

اور اس سے خودکشی ثابت نہیں ہوتی بلکہ یہ تو عشق ومحبت مع اللہ کا درجہ ہے' جیسے کہ ایک شخص کے دل میں تڑپ ہو کہ اللہ کی راہ میں قربان ہو جائے اور پھر جہاد کو چلے اور کفار کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے آخر شہید ہو جائے تو اس کو خودکشی نہیں کہا جاتا جو باعث عتاب ہو بلکہ یہ باعث اجر ہوتی ہے یا یہ ابتدائی وقت تھا جب خودکشی سے ممانعت نہیں ہوئی تھی۔

اور قاضی عیاضؒ نے اس وقت پر حمل کیا ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید کی دعوت پیش کی تو کفار نے اسے جھٹلایا اور انکار کر بیٹھے جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہایت غمگین ہوئے۔ چنانچہ **فلعلک باخع نفسک علیٰ آثارھم ان لم یؤمنوا بھٰذا الحدیث اسفاً** (سورۃ الکہف آیت نمبر ۶) میں بھی اس کی طرف اشارہ ہے۔

لما قال القسطلانیؒ: و حملہ القاضی عیاض علیٰ انہ لما اخرجہ من تکذیب من بلغہ کقولہ تعالیٰ: فلعلک باخع...... الخ ولم یرد بعد شرع عن ذٰلک فیعترض بہ

(ارشاد الساری ج ۸ ص ۴۲۷ سورۃ اقرأ باسم ربک الذی خلق) (فتاویٰ حقانیہ جلد ۲ ص ۱۹۹)

روایت مسلم کی ایک سند کی تحقیق

سوال...... مسلم شریف کے باب صفۃ الجلوس میں ایک حدیث ہے جس کی سند یہ ہے **حدثنا عبد بن حمید قال نا یونس بن محمد قال نا حماد بن سلمۃ عن ایوب عن نافع عن ابن عمرؓ** اس حدیث میں حضرت ابن عمر سے روایت کرنے والے نافع مولی ابن عمر

ہیں جن کی نسبت تقریب میں لکھا ہے۔ ثقة ثبت' فقیه' مشهور من الثالثة یا اور کوئی نافع ہیں اور اسی اسناد میں ابوایوب سے روایت کرنے والے حماد بن سلمہ ہیں' ان کی نسبت تقریب میں لکھا ہے تغیر حفظه بآخره یعنی آخر عمر میں حافظہ صحیح نہ رہا تھا' پس ممکن ہے کہ حماد کے تغیر حفظ سے پہلے یہ روایت صحیح مسلم میں ذکر کی گئی ہو' جیسا کہ نووی نے مقدمہ شرح مسلم میں لکھا ہے اور اس کا بھی احتمال ہے کہ تغیر حافظہ کے بعد لائی گئی ہو۔

جواب...... حقیقت میں یہ روایت قبل اختلاط کے ہے جیسا کہ نوویؒ نے ظاہر کیا ہے اور فتح المغیث میں ہے **ما یقع فی صحیحین او احدهما من التخریج لمن وصف بالاختلاط فانا نعرف علی الجملة ان ذالک مما ثبت عند المخرج انه من قدیم حدیثه انتهی.** (امداد المفتیین ص۲۳۲)

اقتلوا الوزغة ولو فی جوف الکعبة کی تحقیق

سوال...... چھپکلی حدیث قتل وزغہ میں داخل ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کوئی اور صریح حدیث یا روایت فقہی اس کے متعلق بھی وارد ہے یا نہیں؟ اگر داخل نہیں تو اقتلوا الوزغہ کا کیا مطلب ہے؟

جواب...... **روی البخاری و مسلم والنسائی و ابن ماجة عن ام شریک انها استامرت النبی فی قتل الوزغان فامرها بذالک و فی الصحیحین ان النبی صلی الله علیه وسلم امر بقتل الوزغ و سماه فویسقاوقال کان ینفخ النار. علی ابراهیم علیه السلام و روی الطبرانی عن ابن عباس ان النبی صلی الله علیه وسلم قال اقتلوا الوزغة ولو فی جوف الکعبة لکن فی اسناده عمر بن قیس المکی وهو ضعیف.**

مجموعہ احادیث مذکورہ سے قتل وزغہ کا حکم ثابت ہوگیا اگرچہ روایت **و لوفی جوف الکعبه** ضعیف ہے اب دوسری بات یہ ہے کہ وزغہ کی تعریف کیا ہے؟ اور اس میں چھپکلی بھی داخل ہے یا نہیں؟ کتب لغت سے معلوم ہوتا ہے کہ وزغہ ایک لفظ عام ہے جو گرگٹ کو بھی شامل ہے اور چھپکلی کو بھی اور لفظ سام ابرص صرف گرگٹ (کرلیے) پر بولا جاتا ہے' اسی لئے بعض اہل لغت نے تو وزغہ کا ترجمہ سام ابرص کر دیا ہے اور بعض نے یہ تصریح کی ہے کہ ابرص وزغہ کی ایک نوع خاص ہے جو بڑی ہے اور گھاس میں رہتی ہے۔

''قاموس اور برہان قاطع'' فارسی لغت سے معلوم ہوتا ہے کہ عربی میں وزغہ اور فارسی میں چلپاسہ لفظ عام ہے دونوں قسم پر صادق آتا ہے یعنی گرگٹ اور چھپکلی دونوں پر اور عربی میں سام

ابرص اور فارسی میں کرلیا' کریش وغیرہ گرگٹ کو کہا جاتا ہے' حدیث میں قتل کا حکم لفظ وزغہ کے ساتھ ارشاد ہوا ہے' اس لئے دونوں قسموں کو شامل ہوتا ہے۔ (امداد المفتیین ۲۲۷' ۲۲۹)

نکاح کے بعد اللھم الف بینھما الخ پڑھنا

سوال...... یہاں کے قاضی صاحبان نکاح کے بعد میں یہ دعا پڑھتے ہیں۔

اللھم الف بینھما کما الفت بین یوسف و زلیخاعلیھما السلام

بعض صاحبان کہتے ہیں کہ یہ الفاظ دعا میں شریک نہ کرو' حضرت یوسفؑ کا نکاح زلیخا کے ساتھ نہیں ہوا تھا کیا ان لوگوں کی بات درست ہے؟ اور کیا اس طرح دعا مانگنا گناہ ہے؟

جواب...... بعض کتب میں نکاح ہونا مذکور ہے' البتہ قرآن کریم اور صحاح کی کتب میں مذکور نہیں' حدیث شریف میں **اللھم الف بینھما** کی دعا کے ساتھ **کما الفت بین یوسف و زلیخا علیھما السلام** کو نہیں دیکھا' حدیث پاک میں جو الفاظ آئے ہیں ان میں برکت ہی برکت ہے دوسرے الفاظ میں وہ بات نہیں کوئی شخص اگر دعا میں ایسا کہے تو اس سے لڑنے کی بھی ضرورت نہیں۔ (امداد الفتاویٰ ص ۲۸۵ ج ۴)

التزام مالا یلزم کی کراہت کا ماخذ

سوال...... فقہاء کا یہ کلیہ کہ التزام مالا یلزم من شارع مکروہ ممنوع کہاں پر ذکر ہے؟ اگرچہ ضمناً کئی جگہ سے مجھے بھی معلوم ہوتا ہے تاہم تصریح سے ناواقف ہوں۔

جواب...... خاص اس عنوان سے تو یاد نہیں' مگر معنون اس کا کتاب وسنت فقہ سب میں موجود ہے۔ **اماالکتاب فقولہ تعالیٰ ولا تحرموا طیبات مآاحل اللہ لکم ولا تعتدوا' مع ضم سبب النزول الیہ. واما السنۃ فحدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ یری حقا ان لا ینصرف الا عن یمینہ واما الفقہ فحیث ذکروا کراھۃ تعیین السورۃ واللہ اعلم** (امداد الفتاویٰ ص ۲۸۵ ج ۴)

کلمہ طیبہ اور شہادت کا ثبوت

سوال...... ایک شخص کہتا ہے کہ حدیث شریف میں کلمۂ شہادت آیا ہے جس کی عبارت یہ ہے **ان تشھد ان لا الہ الا اللہ و ان محمدا رسول اللہ** اور کہتا ہے کہ کلمہ طیبہ صرف اتنا ہے کہ **لا الہ الا اللہ** اور محمد رسول اللہ نہیں اگر آیا ہے تو مجھے بتاؤ۔

جواب...... قرآن شریف میں کلمہ طیبہ کے دونوں جزء علیحدہ علیحدہ مذکور ہیں لا الٰہ الا اللہ سورۃ والصافات میں اور محمد رسول اللہ سورہ انا فتحنا پارہ حم میں' حدیث شریف میں کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت دونوں موجود ہیں' کلمہ طیبہ کا پہلا جزء اور کلمہ شہادت پورا اذان میں پانچوں وقت پڑھا جاتا ہے التحیات میں توحید و رسالت کی شہادت موجود ہے' حدیث کی کتابوں میں مختلف صیغوں اور طریقوں سے توحید و رسالت کے اقرار کو بیان کیا ہے' کنز العمال (ص ۱۵ ج ۱) میں ہے **مکتوب علی العرش لا اله الا الله محمد رسول الله** الحدیث چار صفحات میں اس موقعے پر کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت کے طریقے اور صیغے لکھے ہیں جس کا دل چاہے مطالعہ کر لے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۴۲ ج ۱)

حضرت ایوبؑ کی بیماری کی حالت اور حدیث سے اس کا ثبوت

سوال...... قصص الانبیاء اردو میں حضرت ایوبؑ کے جسم اطہر میں کیڑے پڑ جانے کا واقعہ درج ہے' حالانکہ معتبر تفسیروں میں اس کا ذکر نہیں' نیز ایسا مرض جو عام طور پر لوگوں کے حق میں نفرت کا سبب ہو انبیاء علیہم السلام کے منصب کے منافی ہے۔

جواب...... قصص الانبیاء اردو سند اور حجت کے اعتبار سے اس پائے کی نہیں کہ اس پر کلی اعتماد کر لیا جائے اس میں بہت سی ضعیف بلکہ موضوع باتیں بھی درج ہیں' البدایہ والنہایہ میں کیڑے پڑنے کا تو ذکر نہیں۔ مگر دوسری حالت اس سے زیادہ وحشت ناک لکھی ہے چیچک کا نکلنا بھی مذکور ہے' بعض کتب میں لکھا ہے کہ سر اور تمام جسم میں زخم ہو گئے تھے' مستند چیز تو وہی ہے جو کتاب و سنت سے ثابت ہے اور جس چیز کی کتاب و سنت سے نفی کر دی گئی ہو وہ قابل رد ہے' انبیاء علیہم السلام کو حق تعالیٰ متنفر اشیاء سے یقیناً محفوظ رکھتے ہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۷ ا ج ۱۱)

"سائل نے محض اپنی عقل سے ایسے مرض کو منافی منصب سمجھ لیا لوگوں کی ضرب اور گالیاں کھانا بھی شاید منصب کے منافی سمجھ بیٹھیں" م' ع

نقد ہدیہ لینے کا احادیث سے ثبوت

سوال...... اگر کوئی حدیث نقدی ہدیہ لینے کے متعلق آپ کی نظر سے گزری ہو براہ شفقت اس سے مطلع فرمائیں۔

جواب...... اگرچہ جواز ہدیہ کے عام دلائل ہونے کی صورت میں اس کی ضرورت کچھ بھی نہیں کہ خاص نقد ہدیہ لینے کا ثبوت پیش کیا جائے' مگر سائل کی محض تسلی کے لئے اس کا ثبوت پیش کیا جاتا

ہے۔ قال الحافظ فی الفتح فی قصة هرقل و قد وقعت اخری بعد ذلک الی ان قال و مکاتبة النبی له ثانیاً وارساله الی النبی صلی الله علیه وسلم بذهب فقسمه بین اصحابه کما فی روایة بن حبان التی اشرنا الیها قبل . (امدادالاحکام ص۱۹۳ ج۱)

حضرت حوا کا آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا ہونے کا ثبوت

سوال...... حضرت حوا کا آدمؑ کی پسلی سے پیدا ہونے کا کیا ثبوت ہے؟ اور پسلی کو عربی میں کیا کہتے ہیں؟

جواب...... حضرت حوا کے آدمؑ کی پسلی سے پیدا ہونے کا ثبوت وہ حدیث ہے جو مشکوٰۃ شریف ص ۲۸۰ پر درج ہے "فلیراجع" اور پسلی کو عربی میں "ضلع" کہتے ہیں۔ (خیر الفتاویٰ ص ۳۰۱ ج ۱)

فرضوں کے بعد سر پر ہاتھ رکھ کر دعا پڑھنے کا ثبوت

سوال...... ہر نماز کے بعد سر پر ہاتھ رکھ کر دعا پڑھیں! اس کا ثبوت ہے تو تحریر کریں؟

جواب...... حصن حصین (ص ۸۲) میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے تو دائیں ہاتھ کو سر پر رکھتے اور یہ دعا پڑھتے بسم الله الذی لا اله الا هو الرحمن الرحیم اللهم اذهب عنی الهم والحزن (خیر الفتاویٰ ص ۳۰۱ ج ۱)

حدیث سے پانچویں کلمے کا ثبوت

سوال...... آپ کی مطبوعہ نماز حنفی دیکھنے کا اتفاق ہوا' عموماً پانچواں کلمہ ان الفاظ کے ساتھ مشہور ہے' استغفرالله ربی من کل ذنب اور آپ کی کتاب میں اس طرح ہے۔ اللهم انت ربی لا اله الا انت خلقتنی اس کے متعلق وضاحت فرمائیں۔

جواب۔ نماز کی کتاب "نماز حنفی" میں مذکور پانچواں کلمہ بخاری شریف میں مروی ہے۔ بحوالہ مشکوٰۃ (ص ۲۰۴) (خیر الفتاویٰ ص ۲۸۰ ج ۱)

شب برات کا ثبوت حدیث سے

سوال...... شب برات کے فضائل اور اس رات میں قبروں کی زیارت کا ثبوت قرآن کی کسی آیت یا حدیث سے ہے یا نہیں؟

جواب...... حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک رات حجرۂ مبارکہ میں موجود نہ پایا' تلاش کرنے پر پتہ چلا کہ آپ جنت البقیع میں ہیں' آپؐ نے فرمایا اے

عائشہؓ! کیا تمہیں یہ خوف تھا کہ اللہ اور اس کے رسول تمہارے اوپر کوئی ظلم کرے گا' میں نے کہا حضورؐ! میں سمجھی آپ بعض ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے گئے ہیں' حضورؐ نے فرمایا کہ آج شعبان کی پندرہویں رات ہے' اس رات اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر تشریف لاتا ہے' اور قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے زیادہ لوگوں کی مغفرت فرماتا ہے۔

اس حدیث میں شب برات کی فضیلت اور زیارت قبر کی تصریح ہے اور دوسری حدیثوں میں بھی فضیلت کی صراحت ہے۔ (احیاء العلوم ص ۱۹۵ ج ۱) اس مسئلے پر تحقیق دیکھنی منظور ہو تو امداد الفتاویٰ جلد ۴ ص ۱۸ تا ۳۵ ملاحظہ فرمائیں۔

سلمان منا اھل البیت کا ثبوت

سوال...... صاحب اصح السیر (ص ۱۸۸) مطبع کراچی واقعہ خندق میں فرماتے ہیں کہ سلمان فارسیؓ نے اس روز تنہا دس آدمیوں کا کام کیا' مہاجرین کہتے تھے کہ سلمان ہم میں سے ہیں اور انصار کہتے تھے کہ سلمان ہم میں سے ہیں۔ یہ قصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپؐ نے فرمایا کہ سلمان میرے اہل بیت سے ہے۔

۲۔ کل تقی نقی فھو اھلی ۳۔ حضرت ام سلمہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! انا من اھل البیت فقال بلی انشاءاللہ۔

یہ تینوں حدیثیں اہل سنت کی کون سی کتب میں ہیں اور کیسی ہیں؟

جواب...... یہ حدیث ''البدایہ والنہایہ'' ج ۴ ص ۹۹ پر موجود ہے لیکن اس میں آدمیوں کے کام کرنے کا تذکرہ نہیں اور صحابہ کا اختلاف اور آپ کا ارشاد کہ ''میرے اہل بیت سے ہیں'' موجود ہے۔

۲۔ بعض معتمد حواشی میں کمزور سند کے ساتھ اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

۳۔ ابن کثیر (ج ۳ ص ۴۸۴ پر یہ نقل کیا گیا ہے' ام سلمہؓ نے عرض کیا فقلت وانا یا رسول اللہ قال صلی اللہ علیہ وسلم و انتِ. (خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۲۹۴)

النکاح من سنتی الحدیث

سوال...... ایک مولوی صاحب کہتے ہیں کہ النکاح من سنتی. فمن رغب عن سنتی یہ مستقل حدیث نہیں بلکہ الگ الگ جملے ہیں' تو کیا یہ درست ہے؟

جواب...... ان صاحب کا کہنا صحیح ہے۔ دونوں الگ الگ ہیں۔ ان کے درمیان ''وقال'' کہہ دیا جائے' تاکہ الگ الگ ہونا واضح ہو جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۶۷ ج ۱۵)

ضعف کی وجہ سے اقامت کے وقت بیٹھنا

سوال...... کیا ابن ماجہ شریف میں یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسبب کمزوری اقامت کے وقت بیٹھے؟

جواب...... مجھے یہ محفوظ نہیں کہ ضعف کی وجہ سے حضورؐ اقامت کے وقت بیٹھتے تھے۔ (فتاوی محمودیہ ۷۶ ج ۱۵)

صاحب الورد و تارک الورد کیا حدیث ہے؟

سوال...... ایک کتاب میں یہ لکھا ہوا دیکھا۔ ومن اراد العبادة و یرای فقد اشرک باللہ و من قال لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بعد الصلوة الفریضة فقد کفر صاحب الورد مامون و تارک الورد ملعون.

ظاہری الفاظ سے حدیث معلوم نہیں ہوتی۔ اگر صحیح ہو تو اس کے کیا معنی ہیں؟

جواب...... میں نے کسی کتاب میں یہ عبارت بعنوان حدیث نہیں دیکھی۔ ظاہری مفہوم کے لحاظ سے اس کو حدیث کہنا بھی صحیح نہیں۔ بعض الفاظ بالکل حدیث کے خلاف ہیں کیونکہ حدیث میں ہے کہ نبی کریمؐ ہر نماز کے بعد لا الہ الا اللہ وحدہ پڑھا کرتے تھے؟ (حاشیہ اضافہ) صاحب الورد مامون وتارک الورد ملعون) قال الصغانی موضوع (کشف الخفاء) ص ۲۹ ج ۲) محمد ناصر عفی عنہ

ہاتھ دھلے ہوئے پانی کو پینا' کیا کسی حدیث سے ثابت ہے؟

سوال...... کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھانا کھانے کے بعد برتن میں ہاتھ دھو کر دھوئے ہوئے پانی کو پی لیتے تھے؟

جواب...... میری نظر سے کوئی ایسی حدیث نہیں گزری۔ (فتاوی محمودیہ ص ۷۵ ج ۱۵)

حرمت سے پہلے حضرت علیؓ کے شراب پینے کا قصہ

سوال...... ایک جگہ واقعہ درج ہے کہ ایک صحابی نے ایک روز حضرت علی اور عبدالرحمٰن ابن عوفؓ کی دعوت کی' اور کھانے کے بعد شراب کی ضیافت کی شراب کے نشے میں قرآن پاک کی آیات نامناسب انداز میں پڑھ گئے۔ کیا واقعی تاریخی طور پر حضرت علیؓ نے حرمت شراب سے پہلے شراب پی تھی؟

اس علاقے میں اس مضمون کی وجہ سے ایک ہیجانی کیفیت طاری ہے اور موضوع بحث بن کر باہم نفاق کا سبب ہوگیا ہے اس لئے تحقیق کے ساتھ ارقام فرمائیں۔

جواب...... حضرت علیؓ کا حرمت خمر سے پہلے شراب پی کر نماز پڑھانا' اور سورۃ الکافرون کو نامناسب طریقے پر اس میں پڑھنا حدیث وتفسیر کی کتب میں بسند صحیح موجود ہے۔ جب کہ ایک چیز حرام تھی نہیں تو اس کے استعمال کو اتنا مذموم سمجھ کر صحابہ کرامؓ کی طرف سے بدظن ہونا غلط ہے۔ غزوۂ احد میں شہید ہونے والے بعض صحابہ شراب پی کر شہید ہوئے جن کے متعلق شبہات پیدا ہوئے تو آیت شریفہ نازل ہوئی۔ لیس علی الذین آمنوا وعملوا الصالحات جناح جس کا حاصل یہ ہے کہ حرام ہونے سے پہلے پینے والے گنہگار نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۷ج۱۵)

ایک حدیث ''دعا وبرکت'' کے الفاظ

سوال...... مشکوٰۃ شریف باب المعجزات میں ایک حدیث ہے اسی حدیث کے الفاظ کے درمیان میں ہے۔ فبصق فیه وبارک ثم عمده اخره یعنی آپؐ نے برکت کی دعا فرمائی۔ وہ برکت کی دعا کیا تھی؟ دعا کے الفاظ کیا ہوں گے؟

جواب...... وہ دعا یہ تھی کہ ''یا اللہ اس تھوڑے کھانے میں برکت دے جو سب کو کافی ہو جائے' اور ہم تیری برکت کے محتاج ہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۶۹ج۱۵)

ہمارے پیغمبرؐ کے زخم کا خون پاک ہے

سوال...... غزوۂ احد میں آپؐ کے زخم مبارک کا خون کسی صحابی نے پی لیا تھا۔ اللہ کے رسولؐ نے بشارت دی کہ اس پر جہنم کی آگ حرام ہے۔ جس کے جسم میں میرا خون ہو' کیا یہ صحیح ہے؟ جب کہ خون کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے؟

۲۔ ایک شخص شہید ہوتا ہے۔ دوسرا شخص ایک سال کے بعد انتقال کرتا ہے۔ یہ دوسرا شخص ایک سال پہلے جنت میں جائے گا' کیا یہ حدیث صحیح ہے؟

جواب...... یہ واقعہ معتبر ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ خصائص ہیں۔ ان میں آپ کو دوسروں پر قیاس نہیں کیا جاسکتا ہے' بول کے متعلق بھی طہارت کی تصریح کی گئی ہے۔

۲۔ جتنے اعمال شہید نے کئے اور اس کے شہید ہونے پر اس کا سلسلہ اعمال بند ہوگیا اگرچہ شہادت پر ختم ہوا' جو بہت ہی اعلیٰ چیز ہے لیکن جس شخص نے سال بھر تک اس کے بعد اعمال صالحہ

گئے' ظاہر ہے کہ یہ سال بھر کا ذخیرہ معمولی نہیں ہے کہ اس کو نظر انداز کر دیا جائے۔ اسی فرق مراتب کو حدیث پاک میں بیان کیا گیا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۸۷ ج ۱۵)

من قال لا اله الا الله

سوال...... ابو ہریرہؓ کو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت کے اعلان کے لئے بھیجا کہ جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اس اعلان کے بعد حضرت عمرؓ نے حضرت ابو ہریرہ کو مارا کہ آپ پیٹھ کے بل گر گئے۔ ۲۔ حدیث قرطاس۔

حضرت موسیٰؑ کا ملک الموت کو چپت مارنا

سوال...... حدیث حضرت موسیٰؑ کا موت کے فرشتے حضرت عزرائیل کو چپت مارنا کسی حدیث سے ثابت ہے؟

چھ سال کی عمر میں حضرت عائشہؓ کا نکاح

سوال...... پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عائشہؓ سے سات سال کی عمر میں نکاح ہونا' اور نو سال کی عمر میں رخصتی ہونا یہ صحیح ہے یا نہ؟

جواب...... ا۔ بحوالہ مسلم مشکوٰۃ شریف ص ۱۵ پر مذکور ہے۔

۲۔ مکمل حدیث مشکوٰۃ ص ۵۴۸ بحوالہ صحیحین منقول ہے۔

۳۔ یہ حدیث مشکوٰۃ ص ۵۰۷ پر موجود ہے بحوالہ شیخین

۴۔ یہ حدیث بحوالہ مسلم شریف ۲۷۰ پر مذکور ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۷۹ ج ۱۵)

بارہ خلفاء کے متعلق حدیث

سوال...... کیا یہ حدیث صحیح ہے کہ میرے بعد بارہ خلفاء ہونگے؟ ان کے نام کیا ہیں؟

جواب...... یہ حدیث صحیح ہے بارہ خلفاء کے نام حدیث شریف میں مذکور ہیں' اس حدیث کے مطلب مختلف اقوال ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ جمیع امت اسلام میں بارہ خلفاء ہوں گے اور قیامت سے پہلے پہلے پورے ہو جائیں گے۔ یہ ضرور نہیں کہ وہ مسلسل ہوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد متصل ہوں ایک قول یہ ہے کہ بارہ کے بارہ ایک وقت میں خلافت کے مدعی ہوں گے ایک یہ ہے کہ بارہ امام مہدی کے بعد ہوں گے۔ اور ان کے بعد گویا قیامت شروع ہو جائے گی۔

ایک یہ ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد متصلاً ان کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ چنانچہ وہ بارہ خلفاء گزر چکے ہیں۔ جن کو سب جانتے ہیں۔ جن میں یزید بن معاویہ بھی داخل ہیں اور اس صورت میں اس حدیث سے ان بارہ خلفاء کی کچھ فضیلت مقصود نہیں کہ وہ سب سے افضل ہوں گے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان کو تسلط تام ہوگا۔ اور یہ ایک پیشین گوئی ہے۔ روافض کی رائے ہے کہ وہ ائمہ معصومین ہیں۔ اور بھی اقوال ہیں۔ بذل المجہود' فتح الباری' تاریخ الخلفاء میں اس حدیث کی شرح تفصیل سے مذکور ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۵۵ ج ۱۵)

نماز میں ارسال کا حدیث سے ثبوت

سوال...... مسلک مالکی میں کیا ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتے ہیں؟ یہ کس حدیث پر عمل ہے؟

جواب...... حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں **باب وضع الیمین علی الیسری فی الصلوٰۃ** (ص ۱۹۶ ج ۲) میں امام مالک کی تین روایتیں نقل کی ہیں۔

اول جمہور کے موافق ہے' یعنی وہی ترجمۃ الباب ہے۔ ثانی ارسال ہے ثالث فرض اور نفل میں تفصیل ہے یعنی نفل میں وضع اور فرض میں ارسال ہے جیسا کہ اوجز المسالک ج ۱ ص ۲۱۷ میں مذکور ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص ۶۱۔۶۲)

جمعہ اور رمضان میں مرنے والے کی فضیلت

سوال...... ترمذی شریف کی حدیث ہے' **ما من مسلم یموت یوم الجمعۃ او لیلۃ الجمعۃ الا وقاہ اللہ فتنۃ القبر** اس حدیث کے متعلق جتنی تحقیقات ہوں تحریر فرمائیں۔ لوگوں میں رمضان شریف کی بابت بھی اسی طرح مشہور ہے۔

جواب...... اس حدیث کے متعلق خود امام ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے اس کی اسناد متصل نہیں۔ البتہ حضرت انسؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جو شخص جمعہ کے روز وفات پائے وہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔ اس کے مطلب کے متعلق علما کے دونوں قول ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ صرف دن رات عذاب نہ ہوگا۔ پھر ہفتے کے دن عذاب ہوگا۔

ایک قول یہ ہے کہ بعد میں پھر عذاب نہ ہوگا۔ جب اس کا چھٹکارا ہو گیا بس چھٹکارا ہو گیا۔ ہاں حساب لیا جائے گا۔ پھر حشر کے بعد سزا اور جزا ہوگی۔

حکیم ترمذی نے کہا ہے کہ جو شخص جمعہ کے روز وفات پائے تو اس کے واسطے ان چیزوں سے جو

اللہ کے پاس ہیں پردہ منکشف ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ جمعہ کے دن جہنم کو نہیں دہکایا جاتا۔ اس کے دروازوں کو بند کر دیا جاتا ہے۔ آگ کا فرشتہ اس میں وہ عمل نہیں کر پاتا جو باقی ایام میں کرتا ہے۔ اور اس دن کی وفات حسن خاتمہ اور سعادت کی دلیل ہے۔ اگر مرنے والا گنہگار ہے تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔ جیسا کہ کوئی شخص رہزنی کی حالت میں غرق ہو جائے تو وہ شہید ہے اور اس پر معصیت کا گناہ بھی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب رمضان شریف شروع ہوتا ہے۔ جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص رمضان شریف میں مرتا ہے وہ بھی عذاب سے محفوظ رہتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۶۱۔۶۲ ج ۶)

من صلی خلف عالم نقی

سوال...... مذکورہ حدیث کس کتاب میں ہے؟ جواب...... ہدایہ میں یہ روایت ہے **من صلی خلف عالم نقی فکانما صلی خلف نبی. نصب الرایہ ص ۲۶ ج ۲** میں اس کو غریب لکھا ہے۔ اور کوئی تخریج نہیں کی۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۷ ج ۱۲)

کافر کو سکرات کے وقت سے ہی عذاب کی دلیل

سوال...... غیر اقوام کو بحالت سکرات ہی سے عذاب شروع ہونے کی دلیل حدیث شریف میں ہے یا نہیں؟ جواب...... عبادہ بن صامت کی حدیث شریف میں ہے جس کو مشکوٰۃ شریف ص ۱۳۹ پر نقل کیا ہے یقیناً جب کافر کی موت کا وقت آتا ہے تو اس کو اللہ کے عذاب وعقوبت کی بشارت سنائی جاتی ہے۔ تو اس کافر کے نزدیک اپنے سامنے کی چیزوں میں سے کوئی بھی چیز اس سے زیادہ ناپسند نہیں ہوتی تو وہ کافر اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو ناپسند فرماتا ہے۔ یہ مستقل عذاب ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۵ ج ۱)

اذان سے پہلے درود شریف پڑھنا حدیث سے ثابت نہیں

سوال...... ہمارے یہاں ہر اذان سے پہلے یا رسول اللہ کا درود شریف پڑھتے ہیں یہ حدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟ جواب...... اذان سے پہلے درود شریف پڑھنا ثابت نہیں' خلاف سنت ہے البتہ اذان کے بعد درود شریف پڑھ کر دعا مانگنا حدیث شریف سے ثابت ہے' ہر کام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق کیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۸۷ ج ۱۵)

بخاری و مسلم دونوں کتابیں صحیح ہیں

سوال...... صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں کون سی کتاب صحیح ہے؟ جواب...... دونوں ہی ٹھیک ہیں۔ امام بخاری استاد ہیں۔ امام مسلم شاگرد ہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۸۶ ج ۱۵)

نبی اکرمؐ نے کس کو قتل کیا؟

سوال...... حدیث **اشتد غضب الله علی من قتله النبی فی سبیل الله**۔

جواب...... ابی بن خلف ایک عمدہ گھوڑے پر سوار ہو کر غزوۂ احد میں اس وقت پہنچا کہ شیطان نے آواز لگائی تھی کہ حضورؐ شہید ہو گئے۔ حالانکہ آپؐ صرف زخمی ہوئے تھے۔ اور پہلے سے اس نے یہ کہا تھا کہ میں قتل کروں گا۔ وہ جیسے ہی سامنے آیا' آپ نے حارث بن صمہ انصاریؓ سے نیزہ لے کر اس کو مارا۔ جو اس کے گلے پر لگا جس سے وہ بدحواس ہو کر بھاگا۔ لوگوں نے اس کو تسلی دی کہ معمولی خراش ہے۔ اس نے کہا یہ معمولی خراش اگر تمام اہل حجاز کے لگ جائے تو سب مر جائیں گے۔ اسی خراش سے وہ سرف میں جا کر مر گیا۔ بس یہ ایک ہی شخص اپنی منحوسیت میں منفرد ہے۔ جس پر اشتد غضب کی یہ وعید ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۸۰ ج ۱۵)

کیا زانی ولی ہو سکتا ہے؟

سوال: زید کہتا ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ زانی کو ولایت حاصل نہیں ہو سکتی یہ کس حدیث میں ہے؟

جواب...... ولی کہتے ہیں خدا کے دوست کو۔ جو خدا کا مقرب ہوتا ہے اس کے لئے متقی ہونا ضرور ہے جو شخص زنا یا گناہ کبیرہ میں پھنسا ہوا ہے وہ ولی نہیں ہو سکتا "ان اولیاء ہ الا المتقون" یہ مضمون قرآن کریم اور حدیث شریف میں ثابت ہے۔ مخصوص طور پر زانی کے لئے یہ بات کسی حدیث سے ثابت ہے۔ زید ہی سے دریافت کرنے کی ضرورت ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۸۰-۸۱ ج ۱۵)

من قال لا اله الا الله دخل الجنة کا مطلب

سوال...... مدعی نے دعویٰ کیا ہے کہ اگر کسی کافر نے اس حدیث کو پڑھ لیا تو کافرانہ اعمال کی سزا دینے کے بعد ایک نہ ایک دن اس کو جنت میں داخل کیا جائے گا۔ کیونکہ لفظ "من" عام ہے اس میں کافر و مسلم سب برابر ہیں؟

جواب...... اس قول پر جنت کی بشارت ہے جب کہ تصدیق قلبی کے ساتھ ہو۔ اسی کا نام

ایمان ہے اس کے بعد آدمی کافر نہیں رہے گا اور اگر تصدیق قلبی کے ساتھ نہیں پڑھا تو وہ کافر ہے اور کافر جنت میں نہیں جائے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۸۱ ج ۱۵)

کل قصیر اور کل طویل کی تحقیق

سوال...... حضرت علیؓ اور حضرت عمرؓ میں کس کا قد بڑا تھا۔ کوئی ایسی حدیث ہے جس میں دونوں کے قد کے متعلق ذکر کیا گیا ہے۔ جس میں الاعمرؓ والاعلی کہہ کر مذکور ہے۔ کچھ مضمون حدیث غالباً اس طرح ہے کہ جتنے لمبے وہ سب ایسے الاعمرؓ جتنے پستہ قد وہ سب ایسے الاعلیؓ؟

جواب...... حضرت عمرؓ کا قد دراز تھا حضرت علی سے **کذافی صبح الاعشی و تاریخ الخلفاء** جن دوالا الا کا آپ نے سوال کیا ہے ان کا نام و نشان متون حدیث میں نہیں ملا۔ لوگوں کی زبان پر جو چیز آ جائے بلا سند اس کو حدیث کہہ دینا درست نہیں۔ طویل اور قصیر کے بارے میں احمق اور فتنہ ہونا کسی حدیث میں نہیں لکھا۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۶۰ ج ۱۲)

تحقیق عرض اعمال

سوال...... ایک پمفلٹ کا تراشہ ارسال خدمت ہے جس میں تحریر ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر عرض اعمال کی روایت باجماع محدثین موضوع ہے اس بارے میں اپنی تحقیق تحریر فرما کر مطمئن فرمائیں
"جواب سے معلوم ہو جائے گا کہ پمفلٹ میں کیا ہے اس لئے اس کو بطور اختصار حذف کر دیا"۔ ناصر

جواب...... تعجب ہے کہ محرر نے اس حدیث کے من گھڑت ہونے پر اجماع محدثین کا دعویٰ تو کیا مگر اس کے اثبات کے لئے کسی ایک محدث کا بھی کوئی قول نقل نہیں کیا۔ حدیث کا موضوع ہونا تو درکنار اس کے ضعیف ہونے پر بھی کوئی سند نہیں پیش کی۔ طرز تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ محرر شدید غلو کا شکار ہے۔ اس لئے اس نے اس حدیث کے موضوع یا ضعیف ہونے سے متعلق محدثین کے اقوال تلاش کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا ہوگا۔ مگر اسے اپنی خواہش کے مطابق کوئی قول نہیں ملا۔ ورنہ وہ اسے اپنی تائید میں ضرور پیش کرتا۔ سرسری نظر سے احادیث ذیل نظر سے گزریں۔ جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بل کہ ہر شخص کے والدین اور اعزہ واقارب پر بھی عرض اعمال کی تصریح ہے۔

جامع صغیر کی روایت میں ہے کہ پیر اور جمعرات کے دن بارگاہ خداوندی میں اعمال نامے پیش ہوتے ہیں۔ اور جمعہ کے دن انبیاءؑ اور آباء پر پیش ہوتے ہیں تو وہ ان کی حسنات سے مسرور ہوتے ہیں اور چہرے کی تابانی میں اضافہ ہو جاتا ہے پس اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اپنے مردوں کو آزار نہ پہنچاؤ۔

جمع الفوائد میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری زندگی تمہارے لئے خیر ہے کہ تم مجھ سے اپنی باتیں بیان کرتے ہو۔ اور تمہارے لئے وضاحت کر دی جاتی ہے اور میری وفات بھی تمہارے لئے خیر ہے کہ تمہارے اعمال میرے سامنے پیش کئے جائیں گے۔ پس جس کے اعمال نیک ہوں گے تو میں اس پر اللہ کی تعریف کروں گا اور جس کے اعمال برے ہوں گے تو اس کے لئے اللہ سے استغفار کروں گا۔ علامہ آلوسی نے وجئنابک علیٰ ھولآء شھیدا کی تفسیر میں عرض اعمال پر استدلال میں اس حدیث کو پیش کیا ہے۔

محرر نے اپنے دعوے میں دو آیتیں اور ایک حدیث پیش کی ہے۔ ان سے استدلال ایسا بدیہی البطلان ہے کہ اس سے متعلق کچھ لکھنے کی حاجت نہیں' مع ہذا اس لئے لکھ دیتا ہوں کہ محرر کا مبلغ علم سامنے آ جائے۔

۱۔ حتی اذا جاء احدھم الموت الی و من ورائھم برزخ الی یوم یبعثون یعنی جب نافرمان کی موت کا وقت آتا ہے تو وہ مہلت طلب کرتا ہے تا کہ وہ نیک عمل کرے۔ اس کے جواب میں ارشاد ہے کہ اب اس کی واپسی کا کوئی امکان نہیں۔ اس کا حاصل یہ ہوا کہ مرنے کے بعد کوئی واپس نہیں آتا۔ یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اس دنیا سے بھی کوئی برزخ میں نہیں جاتا۔

۲۔ ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب لہ الی یوم القیمۃ وھم عن دعائھم غفلون یعنی بت اپنے پرستاروں کی پکار سے بے خبر ہے اس کا مسئلہ زیر بحث سے کیا تعلق؟

حدیث یجاء برجال من امتی سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بعض لوگوں کو ان کی صورتوں سے نہ پہچانیں گے یہ مضمون عرض اعمال کے خلاف نہیں۔ کیونکہ عرض اعمال امت کے ناموں سے ہوتا ہے۔ جس سے صورتوں کی پہچان نہیں ہوتی۔ محرر نے آخر میں عرض اعمال کا عقیدہ رکھنے والی پوری امت کو بشمول کبار صحابہ وجلیل القدر محدثین مشرک قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ "انہوں نے نبی کو الٰہ بنالیا ہے" محرر پر لازم ہے کہ وہ پہلے شرک کی جامع و مانع حد تام بیان کریں اور پھر عرض اعمال کا اس میں دخول ثابت کریں۔ اگر مطلقاً دور سے کسی چیز پر مطلع ہو جانا ہی الوہیت ہے خواہ وہ کسی بھی ذریعہ سے ہو تو آج جو لوگ گھر بیٹھے ٹیلی ویژن پر دنیا بھر کے حالات دیکھ اور سن رہے ہیں کیا یہ سب محرر کے خیال میں خدا ہیں؟ (احسن الفتاویٰ ص ۵۱۶۔۵۲۰ ج ا نیز اعمال سے یہ کب لازم آتا ہے کہ اصحاب اعمال ہمیشہ یاد بھی رہیں۔)

تحقیق حدیث لولاک لما خلقت الافلاک

سوال...... مندرجہ ذیل جواب کی آپ سے تصدیق مطلوب ہے ایک مولوی صاحب کہتے ہیں کہ حدیث لولاک لما خلقت الافلاک موضوع اور بے بنیاد ہے۔ ملا علی قاری نے اسے موضوع لکھا ہے۔

جواب...... بے شک ایک عالم صغانی نے اسے موضوع کہا ہے اور بعض دیگر علماء نے بھی مگر سب محدثین نے نہیں۔ اس کے سوا اگر بالفرض صغانی محدث کا قول قبول کر لیا جائے تو بھی وہ ظاہری الفاظ کے متعلق ہے نہ کہ حقیقت اور اصل و معنی کے متعلق۔ کیونکہ بالمعنی یہ حدیث صحیح ہے۔ جس بزرگ نے صغانی کی طرف اسے موضوع کہنے کی نسبت کی ہے انہوں نے (ملا علی قاریؒ) نے موضوعات کبیر میں لکھا ہے کہ حدیث "لولاک لما خلقت الافلاک" کے بارے میں صغانی نے فرمایا کہ یہ موضوع ہے۔ کذافی الخلاصۃ لیکن اس کے معنی صحیح ہیں۔ ابن عباس سے مرفوعاً روایت ہے کہ میرے پاس جبرئیل آئے اور فرمایا اے محمد! اگر آپ نہ ہوتے تو جنت اور دوزخ کو پیدا نہ کیا جاتا۔ اور ابن عساکر کی روایت میں ہے کہ دنیا کو پیدا نہ کیا جاتا۔

مواہب لدنیہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا اے آدمؑ! اے ابو محمد! اپنا سر اٹھاؤ! آپ نے سر اٹھایا تو عرش کے پردوں میں نور محمدی کو جلوہ گر پایا۔ دریافت فرمایا الٰہی یہ نور کس کا ہے؟ ارشاد ہوا یہ آپ کی اولاد میں سے ایک نبی کا نور ہے کہ آسمانوں میں اس کا نام احمد ہے۔ اور زمین میں محمد۔ اگر وہ نہ ہوتے تو میں نہ تمہیں پیدا کرتا نہ آسمان و زمین کو۔ حضرت کعب احبار تابعی فرماتے ہیں کہ آدمؑ اور کل مخلوقات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے پیدا کی گئی۔ حق تعالیٰ حدیث قدسی میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر آپ (محمدؐ) نہ ہوتے تو میں اپنی ربوبیت (خدائی) کا اظہار نہ کرتا۔ نشر الطیب میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ سے فرمایا اے آدم! اگر محمد نہ ہوتے تو میں آپ کو پیدا نہ کرتا۔ دوسری حدیث میں اتنا زائد ہے کہ وہ آخری نبی ہیں۔ امام زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ پر وحی نازل فرمائی کہ اے عیسیٰؑ اگر محمد نہ ہوتے تو میں نہ آدم کو پیدا کرتا نہ جنت و دوزخ کو نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میری عزت اور میرے جلال کی قسم! اگر محمد نہ ہوتے تو میں نہ عرش کو پیدا کرتا نہ کرسی کو نہ آسمان و زمین کو نہ جنت و دوزخ کو نہ رات و دن کو اور میں نے ان تمام چیزوں کو نہیں پیدا کیا مگر اس (عظیم ذات) کی تعظیم کے لئے جس کا نام میں نے محمد رکھا ہے۔

جواب...... میں اس تحریر سے متفق ہوں (مولانا مفتی) رشید احمد صاحب دامت برکاتہم۔

(احسن الفتاویٰ ص ۴۸ ج ۱)

حدیث نجد کی تحقیق

سوال......نجد سے متعلق جو حدیث میں آیا ہے **هناك الزلازل والفتن و بها يطلع قرن الشيطان** اس سے سلطان ابن سعود کے کفر یا فسق پر استدلال کیا جاتا ہے۔ لہٰذا اس حدیث کی تشریح فرما کر مطمئن فرمائیں۔

جواب......حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ قیامت تک نجد میں کوئی صالح شخص پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔ سب کے سب کافر یا فاسق ہوں گے۔ بلکہ حدیث میں کثرت شرور و غلبۂ شیطان کا بیان ہے۔ چنانچہ علامہ عینی شرح بخاری میں فرماتے ہیں کہ نجد سے شیطان کا سینگ طلوع ہوگا یعنی اس کی امت اور گروہ۔ کعب احبار فرماتے ہیں کہ خروج دجال عراق سے ہوگا۔ اور اس کا فتنہ بھی اسی کے نواح سے ظاہر ہوگا۔ ایسے ہی جنگ جمل اور جنگ صفین بھی یہیں واقع ہوئی۔ پھر خوارج کا ظہور بھی سرزمین نجد اور عراق سے ہوا۔ اور نجد کے علاوہ سب مشرق ہے۔

علامہ کرمانی نے مزید شرح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ایسے ہی دجال اور یاجوج ماجوج کا خروج بھی اسی سرزمین سے ہوگا۔ امام نووی شرح مسلم میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد مشرق کا شیطان اور کفر کے غلبے کے ساتھ اختصاص کو بیان کرنا ہے جیسا کہ آخر حدیث "**رأس الكفر نحو المشرق**" سے اسی جانب اشارہ ہے۔ غرض یہ کہ حدیث سے نجد کے ہر فرد کا کافر یا فاسق ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ اگر کسی شخص کا صالح اور متقی ہونا واضح ہو تو قبیلہ یا شہر یا ملک میں غلبہ شر کی وجہ سے اس پر "**لاتزروازرة وزراخرى**" "**ان اكرمكم عندالله اتقكم**" کے قانون سے کوئی دھبہ نہیں آتا۔

دوسرے یہ کہ سارے عرب ملک کے دو حصے ہیں۔ حجاز اور نجد، مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ تک حجاز، باقی سب مع عراق بغداد، بصرہ، کوفہ وغیرہ نجد ہے۔ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں "نجد ورائے حجاز را گویند" اور ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں۔ "**نجد هو اسم خاص لما دون الحجاز**" اور علامہ عینی فرماتے ہیں **نجد من المشرق وقال الخطابي نجد من جهة المشرق و من كان بالمدينة كان نجده بادية العراق وهي مشرق اهل المدينة.**

ملا علی قاری جمع الوسائل میں فرماتے ہیں حجاز کا مخفض "نیچے والا" حصہ یعنی مکہ مکرمہ اور اس کا جنوب تہامہ کہلاتا ہے۔ صاحب قاموس کی تحقیق سے بھی صاف ثابت ہوتا ہے کہ نجد کی تحقیق جس حصے کے ساتھ آج کل عرف عام میں کبھی جارہی ہے حقیقت سے بعید ہے۔ نجد اپنے وسیع معنوں میں ماورائے حجاز کو شامل ہے۔ چنانچہ حضرت علی ممبر کوفہ پر شہید ہوئے اور حضرت حسین میدان کربلا میں،

پس اس حدیث سے جو حکم ابن سعود پر لگایا جاتا ہے جملہ اہل بغداد کوفہ یمن عراق پر بھی لازم ہے۔

تیسرے یہ کہ حدیث میں نجد سے مراد عراق ہے۔ کنز العمال میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاع اور مد کے بارے میں برکت کی دعا کی اور پھر شام و یمن کے لئے برکت کی دعا کی۔ تو ایک شخص نے عرض کیا کہ حضور ہمارے عراق کے لئے بھی دعا فرمایئے آپ نے سکوت کر کے فرمایا کہ وہاں تو شیطانی گروہ اور فتنوں کا ظہور ہوگا۔ اور ظلم مشرق میں ہے حضرت عمر کے عراق کے قصد پر کعب احبارؓ نے فرمایا کہ اے امیر المومنین! اللہ تعالیٰ آپ کو عراق سے محفوظ رکھے دریافت فرمایا کہ اس میں کیا خرابی ہے؟ کعبؓ نے کہا کہ اس میں نو حصے شر ہیں اور کل سخت عیب اس میں ہیں نافرمان جن اور ہاروت ماروت اور شیطان نے وہاں انڈے بچے دے رکھے ہیں۔ علامہ عینی اور کرمانی کی مذکورہ تحقیق بھی اس کی مثبت ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۴۸۶۔۴۸۸ ج ۱)

لانکاح بین العیدین کی تحقیق

سوال...... کیا نکاح بین العیدین حدیث ہے؟ اور کیا واقعی دونوں عیدوں کے درمیان ''شوال اور ذیقعدہ'' میں نکاح ٹھیک نہیں؟ جیسا کہ ہمارے دیار میں مشہور ہے؟

جواب...... عیدین کے درمیانی مہینوں شوال وغیرہ میں نکاح اور زفاف دونوں بلاکراہت جائز ہیں۔ اسے کیسے ناجائز کہا جاسکتا ہے جب کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سب سے محبوب ترین زوجہ محترمہ ام المومنین حضرت عائشہؓ سے شوال ہی میں نکاح کیا اور شوال ہی میں رخصتی ہوئی۔ باقی رہا ''لانکاح بین العیدین'' اول تو یہ حدیث صحیح نہیں اور اگر بالفرض اسے صحیح مان لیا جائے تو اس میں عیدین سے مراد عید الفطر اور عید الاضحیٰ نہیں بلکہ جمعہ اور صلوٰۃ العید مراد ہیں اور اس سے مقصد قاعدہ کلیہ کا بیان نہیں بلکہ یہ واقعہ جزئیہ ہے۔ جس کی حقیقت یہ ہے کہ سردی کے زمانے میں جب کہ دن چھوٹے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید سے فارغ ہوئے تو کسی نے نکاح پڑھانے کی درخواست کی ہوگی تو آپ نے یہ ارشاد فرمایا ہوگا کہ دونوں نمازوں کے درمیان میں نہیں۔ مطلب یہ تھا کہ جمعہ کا افضل وقت نکاح کی نذر نہ ہو جائے۔ اس لئے اس سے عدم جواز پر استدلال صحیح نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ص ۵۰۲ ج ۱)

شهر اعید لاینقصان کی تحقیق

سوال...... درج ذیل حدیث: شهر اعید لاینقصان رمضان وذوالحجة کا مطلب

اور مفہوم کیا ہے؟ ذرا وضاحت کے ساتھ اس کی تحقیق سے نوازیں؟

جواب...... **شهرا عيدلاينقصان** کے بارے میں ائمہ حدیث سے مختلف توجیہات منقول ہیں لیکن مشہور اور قریب الی الفہم جو توجیہات ہیں وہ درج ذیل ہے:

(۱) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اس کا مطلب یہ بیان فرماتے ہیں کہ ماہ رمضان اور ذوالحجہ ایک سال میں دونوں ۲۹ دن کے نہیں آتے' اگر ایک ۲۹ دن کا آئے تو دوسرا ضرور ۳۰ دن کا آئے گا۔

(۲) امام اسحاق بن راہویہ اور امام بخاری رحمہم اللہ اس کا مطلب واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بظاہر عدد ایام کے اعتبار سے رمضان اور ذوالحجہ کے مہینے اگرچہ ۲۹ دن کے آئیں لیکن باعتبار اجر وثواب ۳۰ دن کے برابر ہوں گے۔

(سنن ترمذی ج ۱ ص ۸۷ باب ماجاء شهرا عيدلاينقصان) (نقل هٰذين التوجيهين ابو عيسىٰ ترمذی رحمه الله فی متن سنن ترمذی باب ماجاء شهرا عيدلاينقصان) (فتاویٰ حقانيه جلد ۲ ص ۲۱۸)

آیت وضو میں الیٰ بمعنی مع ہونے کی تحقیق

سوال...... ہاتھ دھونے میں پانی انگلیوں سے کہنی کی طرف لے جائے یا برعکس؟ مرفق پر الیٰ ہے۔ جس سے میں سمجھتا تھا کہ غایت انتہا بتلا رہا ہے۔ لہٰذا ابتدا انگلیوں سے ہونی چاہئے۔ فقہاء نے الیٰ کو مع کے معنی میں لکھا ہے۔ اس کو یہ سمجھتا ہوں کہ چوں کہ الیٰ بمعنی مع میری نظر سے نہیں گزرا۔ لہٰذا مع سے اشارہ اس طرف ہے کہ غایت داخل غسل ہے نہ کہ خارج۔ اگر الیٰ بمعنی مع آیا ہو تو ارشاد ہو' دیوبند کا ایک فتویٰ میری نظر سے گزرا جس سے معلوم ہوا کہ احادیث سے یہی ثابت ہے کہ ہاتھ دھونے میں پانی کہنیوں پر ڈالے کہ انگلیوں کی طرف جائے۔ کیا آپ کی تحقیق میں بھی یہ صحیح ہے؟

جواب...... نورالایضاح میں ہے کہ ہاتھوں اور پیروں کے دھونے میں انگلیوں سے ابتدا کرنا مسنون ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ٹخنوں اور کہنیوں کو غسل کی انتہا قرار دیا ہے تو وہ منتہائے فعل ہی ہوگا۔ یہی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل ہے (مراقی مع الطحطاوی ص ۴۴)

اور اس کی دلیل صحیح مسلم کی وہ روایت ہے جس میں نعیم بن عبداللہ المجمر فرماتے ہیں کہ میں نے ابو ہریرہؓ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے پورے اہتمام سے وضو فرمایا اور اپنے ہاتھوں کو دھونے میں اپنے کہنی سے اور پیروں کو دھونے میں پنڈلی سے ابتدا فرمائی اور وضو مکمل کرنے کے بعد ارشاد فرمایا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ہی وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

ومعنی قول اشرع فی العضد والساق ای ادخل الغسل فیھما و قد ورد فیه لفظ حتی و ھی نص فی معنی الغایة ھناک لانھالاتستعمل بمعنی مع اذا دخلت علی الفعل' و کون الی بمعنی مع فی آیة الوضوء ردہ فی البحر (ص۱۲ ج۱)

یعنی مذکورہ حدیث میں کہنی اور پنڈلی سے دھونے کی ابتدا کرنے کے معنی یہ ہیں کہ ان دونوں کو غسل میں داخل کیا' یعنی ان کو دھویا' اور اس میں لفظ حتیٰ ہے جو غایت کے معنی میں نص ہے۔ اس لئے کہ جب لفظ حتیٰ فعل پر داخل ہوتا ہے تو وہ مع کے معنی میں نہیں آتا' اور آیت وضو میں الیٰ کو مع کے معنی میں لینے کی صاحب بحر نے تردید کی ہے۔

اگرچہ لفظ الیٰ کبھی کبھی مع کے معنی میں بھی آتا ہے جیسا کہ شرح جامی میں ہے ولاتاکلوا اموالھم الیٰ اموالکم ای معھا اور کافیہ میں ہے والی للانتھاء و بمعنی مع قلیلا یعنی الیٰ غایت کے معنی میں مستعمل ہے اور مع کے معنی میں کم آتا ہے۔ (امداد الاحکام ص۱۸۸ ج۱)

سرخاب اور گائے کا گوشت کھانے کی حدیث

سوال...... نشر الطیب میں جو مضمون مفتی الٰہی بخش صاحب کاندھلویؒ کی کتاب سے لیا ہے اس کے باب ماکولات میں ایک روایت حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو روغن زیتون' شہد' کدو مرغوب تھا اور سرخاب اور گائے کا گوشت تناول فرمایا ہے۔ یہ روایت کس کتاب کی ہے؟

جواب...... یہ روایت زاد المعاد میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سرخاب کا گوشت کھایا۔ اور گائے کے گوشت کے بارے میں مسلم کی روایت سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اس کی جانب رغبت فرمائی اور طلب فرمایا جس سے بظاہر تناول مفہوم ہوتا ہے صراحتاً نہیں۔ (امداد الاحکام ص۱۹۱ ج۱)

حدیث لاترفع عنھم عصاک ادباً کا حوالہ

سوال...... تربیت اولاد کے متعلق لاترفع عنھم الخ مقولہ ہے یا کہ حدیث' اگر حدیث ہے تو اس کا حوالہ مطلوب ہے؟

جواب...... یہ حدیث ہے ولاترفع عنھم عصاک ادبا و اخفھم فی اللہ ''رواہ احمد'' مشکوٰۃ شریف باب الکبائر۔ ترجمہ: اور اپنی لکڑی ''ادب سکھانے والی'' بچوں سے مت اٹھا دینا اور اللہ کا خوف ان میں پیدا کرتے رہنا۔ (احسن الفتاویٰ ص۴۸۴ ج۱)

حدیث سبحان من زین الرجال کا حوالہ

سوال...... عام طور پر یہ حدیث سننے میں آتی ہے کہ فرشتوں کی ایک جماعت کی تسبیح ہے۔ سبحان من زین الرجال باللحی و النساء بالذوائب اس کا حوالہ مطلوب ہے؟

جواب...... کنوز الحقائق لعبدالرؤف المناوی علی ہامش الجامع الصغیر (ص ۱۴۲ ج ۱) میں بحوالہ حاکم صرف اتنی حدیث منقول ہے سبحان من زین الرجال باللحی والنساء بالذوائب اور (ص ۹۰ ج ۲) بحوالہ مسند الفردوس للدیلمی یہ الفاظ ہیں ملائکۃ السماء تستغفر ذوائب النساء وللحی الرجال ملائکہ کی تسبیح کا ذکر نہیں۔ ممکن ہے کہ حاکم کی کسی دوسری کتاب میں ہو اور اس میں ملائکہ کی تسبیح کا ذکر ہو۔ اگرچہ حاکم کی طرف مطلق نسبت سے مستدرک ہی مراد ہوتی ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۴۹۹ ج ۱)

حدیث الدنیا جیفۃ کا حوالہ

سوال...... الدنیا جیفۃ وطالبہا کلاب کیا یہ حدیث صحیح ہے؟ اگر ہے تو کس کتاب میں ہے؟

جواب...... یہ مضمون بلاشبہ حدیث سے ثابت ہے اور البتہ سرسری نظر سے بعینہ یہ الفاظ نہیں ملے اوحی الی داؤد علیہ السلام یا داؤد مثل الدنیا کمثل جیفۃ' اجتمعت علیھا الکلاب یجرونھا افتحب ان تکون کلباً مثلھم فتجرمعھم کنزالعمال ص ۱۲۲ ج ۴ (احسن الفتاویٰ ص ۵۱۵ ج ۱)

من استغفر للمؤمنین حدیث کا حوالہ

سوال...... کیا یہ حدیث صحیح ہے؟ جواب...... من استغفر للمؤمنین والمؤمنات کل یوم سبعاً و عشرین مرۃ او خمساً و عشرین مرۃ احد العددین کان من الذین یستجاب لھم و یرزق بھم اھل الارض. "طب عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ" "کنزالعمال ص ۱۲۰ الکتاب الثانی من حرف الھمزۃ فی الاذکار من قسم الاقوال البتہ یہ حدیث صحاح میں نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۹ ج ۱۶)

اعمال امت کی پیشی والی حدیث کا حوالہ

سوال...... عرض اعمال الامۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الخمیس

کی روایت کا حوالہ نہیں ملتا۔ جواب...... یہ مشکوٰۃ شریف کتاب الصوم باب صیام التطوع میں ہے۔ لیکن اس میں عرض اعمال کے ساتھ علی النبی کی تصریح نہیں۔ بلکہ سکوت ہے۔ احقر کا خیال ہے کہ یہ عرض علی اللہ تعالیٰ ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۶۲ ج ۱)

زنا کے بارے میں ایک حدیث کا حوالہ

سوال...... ایک شخص نے زنا کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ تم گوارا کرتے ہو کہ تمہاری ماں، بہن، بیٹی کے ساتھ کوئی زنا کرے؟ اس نے جواب دیا نہیں۔ تو فرمایا کہ وہ زانیہ بھی تو کسی کی ماں، بہن، بیٹی ہوگی۔ یہ جواب ایسا ہے کہ زنا کے رد میں اس سے بہتر کوئی جواب نہیں ہو سکتا۔ لیکن کیا یہ حدیث ہے؟

جواب...... یہ حدیث بروایت ابوامامہؓ امام احمد نے بیان فرمائی۔ ابن کثیر (ص ۳۸ ج ۳) (فتاویٰ محمودیہ ص ۴۳ ج ۱۸)

حدیث الشاب التائب کی تحقیق

سوال...... ایک کتاب میں ایک حدیث نظر سے گزری۔ مگر لب ولہجہ اور طرز عبارت حدیث سے جداگانہ محسوس ہوتا ہے۔ دو تین کتابوں میں دیکھا مگر کہیں نہ مل سکی۔ اگر موقعہ ہو تو تحریر فرمائیں۔ اس کا ماخذ کیا ہے؟ الشاب التائب التارک بشھوته لاجل بمنزل ملائکته

جواب...... یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ مجھے نہیں ملی۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۴۳ ج ۱۸۔ البتہ اس مضمون میں دوسرے الفاظ روایات میں وارد ہیں۔ مثلاً حضرت انسؓ سے مرفوعاً روایت ہے۔ (ان اللہ یحب الشاب التائب) (کشف الخفاج ۲ ص ۲۴۶)

زراعت سے متعلق ایک حدیث کی تحقیق

سوال...... ترجمہ مولانا تھانویؒ میں درج ہے کہ جس گھر میں کھیتی کا سامان ہو اس میں محتاجی اور مسکینی رہتی ہے۔ کیا حدیث کی روشنی میں کھیتی کرنا ہمیشہ کے لئے مسکینی لاتا ہے؟

جواب...... احتیاج کا وہ مطلب نہیں کہ کھیتی کرنے والا ہمیشہ فقیر اور مسکین رہتا ہے "مطلب یہ ہے کہ" سال کا اکثر حصہ اس قدر مشغول رہتے ہیں کہ ان کو کسی چیز کی فرصت نہیں رہتی اور چھوٹی چھوٹی چیز ہی ان کی شب و روز کی ایسی ہوتی ہیں کہ ایک چیز مفقود ہو جائے تو وہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر رہ جاتے ہیں۔ اور کام نہیں کر پاتے۔ غرض احتیاج کا ظہور انہیں بے حد رہتا ہے۔ اور عامۃ ان کے ذہن میں انتشار رہتا ہے۔ سکون نصیب نہیں ہوتا۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۶۱ ج ۱۵)

کھیتی باڑی کے اسباب کے متعلق ایک حدیث

سوال...... حضرت امامہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ ہل کا پھارا' اور کچھ کھیتی باڑی کے آلات دیکھے تو فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یہ آلات کسی قوم کے گھر میں داخل نہیں ہوتے' مگر یہ کہ اس میں ذلت داخل کر دیتے ہیں۔ تو کیا واقعی ان آلات کے اندر ذلت ہے؟ اس کا کیا مفہوم ہے؟

جواب...... اس حدیث کے مصداق اور ذلت کے حامل وہ لوگ ہیں کہ جب جہاد کا موقع آئے تو اس کام میں مشغول ہو کر جہاد میں شرکت نہ کریں اور اگر جہاد میں شرکت کریں تو وہ اس کے مصداق نہیں۔ لیکن چونکہ اس کام میں مشغولیت زیادہ ہوتی ہے اس لئے تنبیہ کی گئی باقی اس پیشے کی ممانعت نہیں۔ مشہور مقولہ الفلاحۃ بالفلاح مصحوبۃ کھیتی باڑی کامیابی کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔ (فتاویٰ احیاء العلوم ۲۲۸ ج ۱)

حضرت موسیٰ کا قبر میں نماز پڑھنا

سوال...... کیا کسی حدیث میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا ثابت ہے؟

جواب...... **عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اتیت و فی روایۃ مررت علی موسیٰ لیلۃ اسری بی عند الکثیب الاحمر و ھو قائم یصلی فی قبرہ' صحیح مسلم ص ۲۶۸ ج ۲** مختلف طرق سے یہ حدیث مروی ہے۔ (احسن الفتاویٰ جلد ۱ ص ۵۰۹) "قبر سے مراد عالم برزخ ہے" (م'ع)

درخت کا جڑوں سمیت آپ کی خدمت میں حاضر ہونا

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ ایک معجزہ ایسا دکھایئے جس سے میرا یقین زیادہ مضبوط ہو جائے' آپ نے فرمایا کیا چاہتا ہے؟ اس نے کہا فلاں درخت کو اپنے نزدیک بلایئے' آپ نے فرمایا تو ہی جا کر بلا لا' اس نے جا کر درخت سے کہا تو اس درخت نے اپنے کو ایک طرف جھکایا' تو ادھر کی جڑیں ٹوٹ گئیں' پھر دوسری طرف جھک گیا تو ادھر کی جڑیں بھی ٹوٹ گئیں اسی طرح چاروں طرف کی جڑیں توڑ کر اپنی جڑوں اور شاخوں کو کھینچتا ہوا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں سلام کر کے کھڑا رہا۔ تب اعرابی نے کہا یا رسول اللہ! کہ اب مجھے خوب یقین ہو گیا۔ بس درخت کو رخصت فرمایئے۔ وہ اپنی جگہ جا کر کھڑا ہو گیا۔ تب اعرابی نے کہا یا رسول اللہ؟

اب مجھے حکم دیجئے کہ آپ کے پاؤں اور سر کو بوسہ دوں' آپ نے اجازت دی' پھر کہا مجھے حکم دیجئے آپ کو سجدہ کروں' آپ نے فرمایا کہ اگر خدا کے سوا کسی اور کو سجدہ جائز ہوتا تو میں حکم دیتا کہ ہر عورت اپنے شوہر کو سجدہ کرے' کیونکہ مرد کا حق عورت پر بڑا ہے' کیا یہ حدیث شریف صحیح ہے؟

جواب...... یہ روایت قدرے تغیر کے ساتھ شفاء قاضی عیاض میں ہے۔ ملا علی قاریؒ نے اس کی شرح بیان کی ہے' صحاح میں اس تفصیل کے ساتھ دیکھنا محفوظ نہیں۔ البتہ معجزات و فضائل کی کتابوں میں ہے' خصائص کبریٰ للسیوطی' دلائل النبوۃ لابی النعیم وغیرہ۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۵۷ ج ۱۵)

چند احادیث کا ترجمہ اور حوالے

سوال...... مندرجہ ذیل احادیث صحیح ہیں یا غلط؟ اگر صحیح ہیں تو ان کا ترجمہ تحریر فرمائیں۔

۱. وانه سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلهم یزعم انه نبی الله و انا خاتم النبیین لانبی بعدی م ص ۴۶۵)

۲. اذا رایتم الذین م ۵۵۴

۳. یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون.

۴. یتحدثون بالاحادیث م ۲۸.

۵. لاالفین احدکم م ص ۲۹.

۶. اللهم بارک لنا فی شامنا و بارک لنا فی یمننا م ص ۵۸۲

۷. هنا الزلازل والفتن وبها یطلع قرن الشیطان.

مذکورہ بالا احادیث علمائے بریلی نے تحریر کی ہیں' اور ان کا ترجمہ بھی کیا ہے جو کہ علمائے دیوبند کے خلاف کیا ہے۔ مجھے آپ کے ترجمے سے ملانا ہے صحیح ہے یا غلط؟ اور پھر ایک بدعتی کو دکھلانا ہے۔

جواب...... احادیث مذکورہ فی السوال پوری پوری نہیں بلکہ ٹکڑے ہیں پوری حدیث مع ترجمہ اس طرح ہیں "ہم اختصار کی خاطر صرف ترجمہ پر اکتفا کرتے ہیں"۔

۱۔ حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میری امت میں تلوار کھینچی جائے گی تو وہ میری امت سے قیامت تک نہیں اٹھائی جائے گی۔ اور قیامت نہیں آئے گی یہاں تک کہ میری امت کے چند قبائل مشرکین سے جاملیں اور یہاں تک کہ میری امت کے چند قبائل بت پرستی کرنے لگیں۔ عنقریب میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے جن میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا نبی ہے حالانکہ میں آخری نبی ہوں' میرے بعد

کوئی نبی نہیں، اور میری امت میں سے ایک جماعت حق پر ہوگی، جو غالب رہے گی، اور مخالفین کی مخالفت ان کو کچھ مضر نہ ہوگی۔ (فتاوی محمودیہ ص ۵۶ ج ۱۵)

۲۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے اصحاب کو برا کہہ رہے ہیں تو تم کہو کہ خدا کی لعنت ہو تمہارے فعل بد پر۔ (فتاوی محمودیہ ص ۵۷ ج ۱۵)

۳۔۴۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آخری زمانے میں فریب دینے والے جھوٹے ہوں گے جو کہ تمہارے پاس ایسی ایسی حدیثیں لائیں گے جو کہ تم نے اور تمہارے باپ دادا نے نہیں سنی، پس تم ان سے بچو۔ اور اپنے آپ کو بچاؤ، تم کو وہ گمراہ نہ کردیں، اور نہ فتنے میں ڈالیں، یعنی جھوٹی حدیثیں بیان کریں گے اور احکام باطلہ اور اعتقادات فاسدہ بتائیں گے۔ (فتاوی محمودیہ ص ۵۷ ج ۱۵)

۵۔ حضرت ابو رافع سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں تم کو ایسی حالت میں نہ پاؤں کہ تم میں سے کوئی اپنے تخت پر تکیہ لگائے بیٹھا ہو اور اس کے پاس میرا کوئی حکم آئے جس کا میں نے کوئی حکم کیا ہو یا اس سے منع کیا ہو اور وہ یوں کہہ دے کہ میں نہیں جانتا جو ہم قرآن میں پاتے ہیں اس کا اتباع کریں گے۔ (فتاوی محمودیہ ص ۵۷ ج ۱۵)

۶۔۷۔ حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے خداوند! ہم کو ہمارے شام میں برکت دے، اے اللہ ہم کو ہمارے یمن میں برکت دے، صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یوں بھی فرمائیے کہ ہمارے نجد میں بھی برکت دے، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ ہم کو ہمارے شام میں برکت دے، اے اللہ ہم کو ہمارے یمن میں برکت دے، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ اللہ کے نبی ہمارے نجد میں بھی، حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری مرتبہ ارشاد فرمایا کہ اس جگہ یعنی نجد میں زلزلے اور فتنے ہیں۔

نوٹ:۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ یہ احادیث علمائے دیوبند کی مذمت میں ارشاد ہیں، تو وہ شخص حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان باندھ کر اپنے لئے جہنم کا سامان کر رہا ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص ۵۵ ج ۱۵)

تحقیق حدیث فی کل ارض آدم کآدمکم

سوال..... ایک مولوی صاحب کہتے ہیں کہ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالی نے سات زمینیں

پیدا کیں ہر زمین میں آدم ہیں، تمہارے آدم کی طرح، نوحؑ ہیں تمہارے نوح کی طرح، ابراہیم ہیں تمہارے ابراہیم کی طرح اور عیسیٰ ہیں تمہارے عیسیٰ کی طرح، اور نبی ہیں تمہارے نبی کی طرح، کیا یہ درست ہے؟ پہلی زمین اور دوسری زمین میں کتنا فاصلہ ہے؟

جواب: یہ مضمون حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔ بلکہ ابن عباس کا قول ہے، بعض حضرات نے اسے موقوف علی السماع ہونے کی وجہ سے بحکم مرفوع قرار دیا ہے۔ مگر اس کا اس لئے یقین نہیں کیا جاسکتا، کہ اسرائیلیات سے لینے کا احتمال ہے، کما قال ابن کثیرؒ۔ (فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۵ص ۵۷)

(۲) اس کی ابن عباس کی طرف نسبت کی صحت میں اختلاف ہے۔ صحت راجح معلوم ہوتی ہے اس لئے کہ اگرچہ حاکم کی تصحیح قابل اطمینان نہیں، مگر ذہبی کی تصحیح بلاشبہ معتبر ہے، اس کی وجہ بندے کی ارشاد القاری میں ملاحظہ فرمائیں۔ (فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۵ص ۵۵)

(۳) اس کی روایت میں ابوالضحیٰ متفرد ہیں۔ بظاہر یہ امر روایت کی صحت کو مخدوش کر رہا ہے کہ ایسے اعجب العجائب مضمون کو سوائے ایک شخص کے اور کوئی روایت نہیں کرتا۔ مگر اس کا جواب یہ ہوسکتا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ بخوف فتنہ اسے چھپاتے تھے۔ **کما فی الدر المنثور.**

بعض اکابر نے لکھا ہے کہ بقیہ اراضی میں مخلوق کا ہونا ثابت ہے۔ اور **لکل قوم هاد** سے ثابت ہے کہ ان کی طرف انبیاء بھی بھیجے گئے۔ نیز **یتنزل الامر بینهن** سے بھی ثابت ہوا کہ سب زمینوں میں وحی نازل ہوئی ہے۔ اس لئے اثر ابن عباسؓ حقیقت پر مبنی ہے۔ یعنی دوسری زمینوں میں بھی انبیاء علیہم السلام کی بعثت ہوئی ہے۔ آگے دو احتمال ہیں، ایک یہ کہ ان کے نام آدم، ابراہیم، بطور تشبیہ ہوں، دوسرا احتمال یہ ہے کہ واقعتاً ان کے بھی یہ ہی نام ہوں۔ **نبی کنبیکم** سے احتمال اول کو ترجیح معلوم ہوتی ہے مگر اہل تحقیق نے اس سے اتفاق نہیں کیا۔ اس لئے بقیہ زمینوں میں مخلوق کا ہونا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں اور اگر مخلوق کا وجود تسلیم کر لیا جائے تو وہ بقول ابن عباسؓ ملائکہ یا جنات ہیں اور نبی کا انسان ہونا لازم ہے۔ اور انسان کا صرف جنات کی طرف مبعوث ہونا اور انسانوں سے الگ صرف جنات ہی میں رہنا بعید ہے۔ اس کے برعکس دوسری زمینوں کے جنات کا اس زمین کے انبیاء علیہم السلام کے پاس آ کر ہدایت پانا کچھ بعید نہیں۔ اور **یتنزل الامر بینهن** سے امر تکوینی مراد لیا جا سکتا ہے۔ باقی رہا اثر ابن عباسؓ سو اولاً تو شبہ اسرائیلیات کی وجہ سے اس کا محمل تلاش کرنے کی چنداں حاجت نہیں۔ جب کہ خود صاحب اثر بھی اسے چھپاتے تھے۔ دوسرے اس کا محمل یہ ہوسکتا ہے کہ جیسے ہماری زمین میں ممتاز حضرات ہیں

اسی طرح دوسرے طبقات میں بھی ممتاز افراد ہیں۔اور نبی کنبیکم میں نبی بمعنی لغوی ہوسکتا ہے۔

غرض یہ کہ اولاً یہ تو حدیث نہیں' بلکہ اثر ابن عباسؓ ہے پھر اس کا ثبوت ابن عباسؓ سے مختلف فیہ ہے۔ پھر اسرائیلیات میں سے ہونے کا شبہ ہے پھر صحیح بھی تسلیم کرلیا جائے تو اس کا محمل واضح ہے مگر ہوس نبوت کی ستم ظریفی دیکھئے کہ اسی کمزور بنیاد پر بڑی عمارت کھڑی کررہے ہیں کہ جب زمین کے دوسرے طبقات میں بھی انبیاء ہیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہ ہوئے۔ ان کی مثال بس وہی ہے۔ **من اسس بنیانه علی شفا جرف هار فانها ربه فی نار جهنم** نص قرآنی اور قطعی اجماعی عقیدے کے ناقابل تسخیر قلعے کو مچھر کے پر سے اڑانا چاہتا ہے۔ **اللهم خذهم اخذ عزیز مقتدر. (احسن الفتاویٰ ص ۵۰۵ ج ۱)**

ہر الف پر مجدد ہونے کا کوئی ثبوت نہیں

سوال...... بکر کہتا ہے کہ مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ ایسے مجدد ہیں کہ ایسا مجدد ایک ہزار سال بعد پیدا ہوتا ہے عمر کہتا ہے کہ ایسا نہیں۔ بلکہ ہر سو سال بعد مجدد پیدا ہوتا ہے۔ایک ہزار سال بعد کی کوئی قید نہیں ہے۔ کس کا قول صحیح ہے؟

جواب...... کتب احادیث متداولہ میں کوئی ایسی حدیث نظر نہیں آئی ۔جس سے ہر الف پر مجدد خصوصی کا ہونا معلوم ہوتا ہو علاوہ ازیں یہ نہ عقائد کے قبیل سے ہے اور نہ فقہیات سے ہے' اس لئے اس میں قیل وقال فضول اور ممنوع ہے۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

مصرات کی تحقیق

سوال...... ہمارا دعویٰ ہے کہ حدیث مصراۃ ہر اعتبار سے مخالف قیاس ہے اور ایسی حدیث کو جب فقیہ راوی روایت کرے تو اس کو ترک کردیا جاتا ہے۔لیکن اس حدیث کو صاحب صحیح نے ص ۲۸۸ میں ابن مسعود سے موقوفاً روایت کیا ہے اور جب کہ یہ حکم حسب دعویٰ احناف غیر مدرک بالقیاس ہے تو ایسی حدیث کا موقوف ہونا بھی رفع کے حکم میں ہوتا ہے اور راوی اس حدیث کا فقیہ ہے۔پس ضروری ہے کہ راوی کے فقیہ ہونے کی بنا پر قیاس متروک ہو تو اس اعتراض کا کیا جواب ہے؟

جواب...... حدیث مصرات کے بارے میں جو کچھ اصولیین نے کہا ہے وہ میرے جی کو نہیں لگتا۔ بلکہ میں اس کو اس پر محمول کرتا ہوں کہ جب خیار کی عقد میں شرط لگادی جائے اور اس حمل کا قرینہ یہ کہ ایک روایت میں ہے کہ جس نے مصرات کے طریقے پر خریدا' تو اس کو تین دن کا اختیار

ہے خواہ وہ رد کر دے اور اس کے ساتھ ایک صاع کھجور دے دے نہ کہ گیہوں اور صاع کی تخصیص تمر کے ساتھ تو وہ صلح اور مشورے پر محمول ہے۔ تو یہ خلاف قیاس نہ ہوگا۔ (امداد الفتاویٰ ص ۱۱۲ ج ۳)

حدیث من تزیا بغیر زیة کی تحقیق

سوال...... **من تزیا بغیر زیة فقتل فدمه هدر** جس کو شاہ صاحب مرحوم و مغفور نے ایک جن صحابی کی طرف سے روایت کیا ہے' اس کا محدثین کے نزدیک کیا مقام ہے؟

جواب...... اس کے متعلق علامہ سخاویؒ نے المقاصد الحسنہ ص ۱۹۲ میں لکھا ہے کہ حدیث **من تزیا بغیر زیة فقتل فدمه هدر** کی کوئی معتمد اصل نہیں ہے اور اس میں کئی حکایات بیان کی جاتی ہیں کہ بعض جن سے حضرت علیؓ نے یہ روایت مرفوعاً بیان کی مگر حضورؐ سے بلا واسطہ اس سلسلہ میں کچھ منقول نہیں ہے۔

حدیث من احی سنتی کا حوالہ

سوال...... **من احی سنتی فقد احیانی او کما قال** اگر یہ حدیث ہے تو اس کتاب کا نام اور کس باب میں ہے؟

جواب...... **عن علی رفعه من احیی سنة من سنتی امیتت بعدی فقد احیانی و من احیانی کان معی رزین مجمع الفوائد** (ص ۱۷ ج ۱) (فتاویٰ محمودیہ ص ۴۸ ج ۱۸)

حدیث من تمسک بسنتی کا حوالہ

سوال...... **حدیث من تمسک بسنتی عند فساد امتی فله اجر مائة شهید** اس کا بھی حوالہ درکار ہے؟

جواب...... **عن ابی هریرة قال قال علیه السلام من تمسک بسنتی عند فساد امتی فله اجر مائة شهید. رواه مشکوٰة (ص ۳۰) والبیهقی فی کتاب الزهد من حدیث ابن عباس. مرقاة (ص ۲۵۰ ج ۱)** (فتاویٰ محمودیہ ص ۴۸ ج ۱۸)

لموقف ساعة فی سبیل الله کا حوالہ

سوال...... **لموقف ساعة فی سبیل الله خیر من العبادة فی لیلة القدر عند حجر الاسود** اس کا حوالہ تحریر فرمائیں۔

جواب...... دوسرے الفاظ فضائل کے بہت اونچے وارد ہوئے ہیں۔ یہ الفاظ مجھے دیکھنا یاد

نہیں۔ ممکن ہے کہ کسی روایت میں ایسا بھی ہو جن صاحب نے یہ بیان کیا ہو یا لکھا ہو انہوں نے کوئی حوالہ دیا ہو تو وہاں دیکھ لیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۴۸ ج ۱۸)

ہفتہ میں دو روز کی اعمال نامہ کی پیشی

سوال...... یہ جو مشہور ہے کہ ہر جمعہ اور ہر دوشنبہ کی صبح کو حضور سرور کائنات کے سامنے تمام امت کے اعمال نامے پیش کئے جاتے ہیں اس کی کیا اصلیت ہے؟

جواب...... پیر اور جمعرات کو تمام امت کے اعمال اللہ تبارک وتعالیٰ کے دربار میں پیش کئے جاتے ہیں اور جمعہ کو انبیاء علیہم السلام اور آباء وامہات پر پیش کئے جاتے ہیں۔ حکیم ترمذی نے نوادر میں اس کو روایت کیا ہے۔ هکذا فی شرح الصدور للسیوطیؒ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۷ ج ۱۱)

عمامہ بیٹھ کر، پائجامہ کھڑے ہو کر پہننا

سوال...... عمامہ بیٹھ کر اور پائجامہ کھڑے ہو کر پہننا منع ہے۔ اس کی کیا اصل ہے؟ احادیث شریفہ، تعامل صحابہ سے اس کی کوئی حجت ملتی ہے یا نہیں؟

جواب...... بعض علماء نے لکھا ہے کہ عمامہ کھڑے ہو کر باندھنا چاہئے۔ اور پائجامہ بیٹھ کر پہننا چاہئے اس کے خلاف کرنے میں بخل، اسراف، سستی، نسیان جیسی مضرتیں دیکھی ہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۴۶ ج ۶) "یہ بات جمع الوسائل اور زرقانی میں لکھی ہے"۔ م، ع

نور کے ممبروں پر بیٹھنے والی جماعت

سوال...... ترغیب وترہیب کی ایک حدیث میں آیا ہے کہ بروز قیامت ایک جماعت نور کے ممبروں پر بیٹھی ہوگی، انبیاء ومرسلین اس جماعت پر رشک کریں گے اس جماعت کا کوئی رشتہ ناطہ آپس میں نہ ہوگا بلکہ سب ایک دوسرے کے غیر ہوں گے اور محض اللہ کا ذکر اور یاد کے لئے دور دراز سے سفر کر کے جمع ہوئے ہوں گے یہ کہاں تک صحیح ہے؟

جواب: یہ روایت ترغیب وترہیب کی میری نظر سے نہیں گزری، البتہ یہ موجود ہے کہ جو لوگ اندھیری رات میں دور سے جماعت کی نماز پڑھنے مسجد میں آتے ہیں ان کے لئے نور کے ممبروں کی بشارت ہے اور جمع الفوائد ج ۲ ص ۴۴۹ پر یہ روایت کچھ فرق کے ساتھ موجود ہے، جس میں انبیاء کے رشک کا تذکرہ نہیں، البتہ مشکوٰۃ شریف ۴۲۶ میں انبیاء کے رشک کا بھی تذکرہ ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۸۲ ج ۱) "کبھی بعض جزوی امور میں بڑوں کو بھی چھوٹوں پر رشک ہو جاتا ہے"۔ م، ع

جہاں کی مٹی وہیں دفن ہوتا ہے

سوال...... اکثر سنا ہے کہ جب بچہ ماں کے پیٹ میں قرار پکڑتا ہے اور لوتھڑے کی شکل اختیار کرتا ہے اس وقت فرشتے اس کی ناف میں مٹی رکھتے ہیں وہ جہاں کی مٹی ہوتی ہے وہاں ہی وہ شخص دفن ہوتا ہے یہ صحیح ہے یا غلط؟ جواب...... یہ روایت جمع الفوائد ص ۱۳۹ ج ۲ میں درج ہے مگر اس میں ناف کی تصریح نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ۸۳ ج ۱)

قال علی انا الصدیق الاکبر روایتاً درایتاً صحیح نہیں

سوال...... بعض شیعہ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ صدیق اکبر حضرت علیؓ کا لقب تھا سنیوں نے اسے از خود حضرت ابوبکر پر چسپاں کر دیا اور اس سلسلہ میں ابن ماجہ کی حدیث بھی پیش کرتے ہیں آپ وضاحت فرمادیں۔ جواب...... "صدیق" کا لقب حضرت ابوبکر کے لئے خود آنحضرت نے استعمال فرمایا ہے۔ اہل تشیع کی کتاب "تفسیر قمی" ص ۱۵۷ اور "کشف الغمۃ" میں بھی یہ لقب حضرت ابوبکر کے لئے منقول ہے۔

۲ اور ابن ماجہ کی روایت محض جھوٹ اور باطل ہے۔ نیز اس میں خود ستائی بھی ہے جو حضرت علی کی شان سے بہت بعید ہے۔ (خیر الفتاویٰ ص ۳۰۱ ج ۱)

الف شهر یملکها بنو امیة

سوال...... بنوامیہ کی سلطنت ایک ہزار ماہ تک رہے گی۔ اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟

جواب...... ترمذی ابن جریر اور حاتم کی حدیث میں حضرت امام حسنؓ سے روایت ہے کہ ہزار مہینہ بنی امیہ کی سلطنت رہے گی اور قاسم بن فضل حرانی نے شمار کیا ہے تو فی الواقع بنی امیہ کی سلطنت کا زمانہ ہزار ماہ کا ہوتا ہے۔ بنی امیہ کی سلطنت کا شروع اس وقت سے قرار دینا چاہئے کہ حضرت معاویہ کی ابتداء خلافت ہوئی۔ لیکن حضرت عبداللہ بن زبیر کی خلافت کا زمانہ درمیان سے منہا کر دینا چاہئے تو حساب درست ہو جائے گا اور حضرت عبداللہ بن زبیر کی خلافت کا زمانہ یزید کے بعد سے اس وقت تک رہا کہ عبدالملک کا تسلط ہوا۔ بنوامیہ کی سلطنت کا آغاز وفات نبوی سے ۲۳ برس بعد شروع ہوا۔ اور وہ وقت ۴۰ھ کا آخر تھا۔ اور ان کی سلطنت ابو مسلم خراسانی کے ہاتھوں ۱۳۲ھ میں زائل ہوئی۔ تو بنوامیہ کی سلطنت بانوے برس رہی۔ اس میں سے عبداللہ بن زبیر کی خلافت کا زمانہ آٹھ برس آٹھ ماہ منہا کیا جائے تو تیراسی برس چار ماہ رہے گا اور اس کے برابر ہزار مہینے ہوتے ہیں۔ (فتاویٰ عزیزی ص ۱۹۱ ج ۲)

حضور علیہ السلام بھی لوازمات بشریہ رکھتے تھے

سوال..... ایک مولوی صاحب نے کہا کہ حضور علیہ السلام بھی غسل جنابت کرتے تھے۔ آپ کو بھی منی آتی تھی۔ دوسرے مولوی صاحب نے کہا کہ رسول اللہ کی توہین کی ہے۔ لہٰذا تو کافر ہوگیا۔ ان میں سے حق بجانب کون ہے؟

جواب..... آنحضرت بھی یقیناً ان چیزوں سے مستثنیٰ نہ تھے، مگر یہ انداز درست نہیں اور اگر کوئی غلطی سے اس طرح کہے تو اس کی تکفیر بھی درست نہیں۔ (خیر الفتاویٰ ص ۳۲۳ ج ۱)

چاروں قل پڑھنے کی روایت

سوال..... صبح و شام یا رات میں سوتے وقت چاروں قل پڑھ کر دم کرنے کی روایت نہیں مل رہی ہے مطلع فرمائیں۔

جواب..... عروہ بن نوفل اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضری کی وجہ دریافت فرمائی۔ انہوں نے عرض کیا اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ مجھے کوئی ایسی چیز تعلیم فرمادیں جس کو میں سوتے وقت پڑھ لیا کروں۔ ارشاد فرمایا جب بستر پر لیٹو تو سورہ کافرون پڑھ لیا کرو۔ اس لئے کہ یہ سورت شرک سے برأت ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت رسول مقبولؐ جب بستر پر تشریف لاتے تو ہر رات تینوں قل پڑھ کر دونوں ہاتھوں پر دم فرماتے اور اپنے سر، چہرے اور جسم مبارک پر جہاں تک پہنچتا ہاتھ پھیرتے، تین مرتبہ ایسا ہی فرماتے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۵، ۲۶ ج ۱۱)

جزی اللہ عنا بما ھو اھلہ کی فضیلت

سوال..... فضائل درود شریف مصنفہ حضرت مولانا زکریا صاحب نور اللہ مرقدہ میں جزی اللہ عنا کی بڑی فضیلت لکھی ہے کیا یہ صحیح ہے؟ کب اور کیسے پڑھی جائے؟

جواب..... جی ہاں! صحیح ہے جب جب، جیسے جیسے دل چاہے پڑھے نہ وقت کی تعیین ہے نہ نیت کی۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۶ ج ۱۱)

من احدث فی امرنا ھذا الحدیث کی تحقیق

سوال..... من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو رد کیا یہ صحیح ہے؟ امر کے معنی

حکم کے ہیں؟ اور احداث اس کو کہتے ہیں جو جدید ہو' پہلے نہ ہو۔ ما لیس منہ کی ضمیر کس کی طرف راجع ہو رہی ہے۔ جو موجود نہیں۔

جواب...... یہ حدیث بخاری اور مسلم میں ہے۔ امر سے مراد امر دین ہے' جو چیز امر دین سے نہ ہو اس کی ایجاد کرنا اور دین میں داخل کرنا احداث ہے جو سخت گناہ ہے اور اسی کو فرمایا کہ وہ مردود ہے۔ منہ کی ضمیر امرنا کی طرف راجع ہے اس حدیث سے جملہ بدعات کا مردود ہونا صاف معلوم ہوتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۷۹۔ ۸۰ ج ۱)

خضاب سے متعلق چند احادیث

سوال...... خضاب سے متعلق اگر ہو سکے تو چند احادیث تحریر فرمادیں۔

جواب...... ابن عباس مرعلی النبی صلی اللہ علیه وسلم رجل قد خضب بالحناء فقال مااحسن هذا' فمر آخر قد خضب بالحناء والکتم فقال هذا الحسن من هذا ثم مر آخر قد خضب بالصفرة فقال هذا احسن من هذا کله' جمع الفوائد ص ۹ ۱۸ ج ۲)

"جابر" اتی بابی قحافة یوم الفتح و لحیته و راسه کالنغامة بیاضاً فقال النبی صلی اللہ علیه وسلم غیروا هذا بشیء واجتنبوا السواد لمسلم و ابی داوٗد' والنسائی ۲۷۷ وص ۸۳۰ ج ۲ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۹ ج ۱۶)

جعظری کی تشریح

سوال...... نفحة العرب (ص ۱۸۱) ختامه مسک کے تحت لایدخل الجنة الجواظ ولا الجعظری مذکور ہے یہ کس حدیث کی کتاب میں ہے؟ نیز لفظ جعظری کے کیا معنی ہیں؟

جواب...... الجعظری الفظ المتکبر مشکوٰۃ شریف (ص ۴۳۱) پر یہ روایت موجود ہے اور اس میں لفظ جعظری کی شرح بھی مذکور ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۴۴ ج ۱۶)

عاشورہ میں توسع علی العیال سے متعلق حدیث

سوال...... عام طور پر مشہور ہے کہ جو شخص یوم عاشورہ میں اپنے اہل وعیال پر فراخی کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کو پورے سال فراخی ووسعت فرماتا ہے' کیا شرعاً اس کی کچھ اصل ہے؟

جواب..... اخرج حافظ الاسلام الزین العراقی فی امالیه عن طریق البیهقی ان النبی صلی الله علیه وسلم قال من وسع علی عیاله و اهله یوم عاشوراء وسع الله علیه سائر السنة.

اس حدیث کی سب اسناد اگرچہ ضعیف ہیں مگر باہم مل کر قوی ہو جاتی ہیں۔ لہٰذا یہ حسن لغیرہ ہے۔ نیز فضائل میں ضعیف حدیث پر بھی عمل کرنا جائز ہے۔ البتہ اگر دیگر قبائح ہوں تو اس سے احتراز کرنا چاہئے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۱ ص ۵۱۳)

کھڑے ہو کر کھانے سے ممانعت کی حدیث

سوال..... کیا کھڑے ہو کر کھانے سے ممانعت کے متعلق کوئی حدیث ہے؟

جواب..... جمع الفوائد میں حضرت انسؓ سے یہ روایت منقول ہے نهی النبی صلی الله علیه وسلم عن الشرب قائماً و عن الاکل قائماً (احسن الفتاویٰ ج ۱ ص ۴۸۴) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر کھانے اور پینے سے منع فرمایا۔

فجر کے بعد اشراق تک مشغول رہنا

سوال..... فجر کی فرض نماز کے بعد بعض لوگ مصلے پر بیٹھے رہتے ہیں۔ اور طلوع کے بعد نماز پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سے حج و عمرے کا ثواب ملتا ہے اس کی کیا اصل ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرض کے بعد مصلے پر بیٹھے رہنا تو ثابت ہے لیکن دوگانہ نماز پڑھنے کا ثبوت نہیں ملتا' تحقیق فرمائیں؟

جواب..... عن انس انه قال من صلی الفجر فی جماعة ثم قعد یذکر الله حتی تطلع الشمس ثم صلی رکعتین کانت له کاجر حجة و عمرة وقال تامة ثلثاً (مشکوٰۃ شریف ص ۸۹ ج ۱) حدیث بالا اس مسئلہ کی اصل ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۴۷ ج ۱۲)

جنازہ کو دیکھ کر کھڑے ہونے کی حدیث منسوخ ہے

سوال..... علماء ظاہر کا قول ہے کہ غیر مسلم کا جنازہ دیکھ کر اپنی نفرت ظاہر کرو اور پڑھو فی نار جهنم خالدین فیها ابداً مگر صوفیا کا قول ہے کہ خواہ کسی قوم کا جنازہ ہو دیکھتے ہی ادب سے کھڑے ہو جاؤ۔

ایک حدیث ہے جابر بن عبداللہ کا بیان ہے کہ ہمارے پاس سے ایک جنازہ گزرا۔ اس کے ادب میں حضور کھڑے ہوئے۔ تو ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہوئے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ تو

ایک یہودی کا جنازہ ہے آپ نے فرمایا کہ جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ کیا یہ حدیث صحیح ہے۔

جواب...... مسلم جنازے کے لئے بھی کھڑا ہونا نہیں جبکہ اس کے ساتھ جانے کا قصد نہ ہو تو کافر جنازے کے لئے کیسے درست ہو' یہ حدیث کون سی کتاب میں ہے؟ اگر بالفرض ثابت بھی ہو تو ابتدا اسلام کی بات تھی' پھر منسوخ ہو گئی' اس لئے قابل استدلال نہیں۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ ص ۳۹۶ پر یہ حدیث بخاری شریف کتاب الجنائز میں ہے۔ ہاں منسوخ ہو گئی۔ م' ع)

ثواب تلاوت سے متعلق ایک حدیث

سوال...... مندرجہ ذیل روایت کے متعلق بتایا جائے کہ صحیح ہے یا نہیں؟ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ جو شخص قرآن شریف کی تلاوت نماز کے اندر کھڑے ہو کر کرے اس کو ہر حرف کے بدلے میں سو نیکیوں کا ثواب ہو گا اور جو بیٹھ کر پڑھے ہر حرف پر پچاس نیکیوں کا ثواب ہو گا اور جو شخص نماز میں نہ ہو اور باوضو تلاوت کرے اس کو پچیس نیکیوں کا ثواب ہو گا۔ افضل یہ ہے کہ رات کو اکثر تلاوت کرے' کہ اس وقت جمعیت دل کو زیادہ ہوتی ہے۔

جواب...... یہ روایت اس تفصیل کے ساتھ حضرت علیؓ سے منقول میں نے نہیں دیکھی' البتہ حضرت انسؓ سے بحوالہ دیلمی کنز العمال ص ۱۳۵ ج ا میں اس کے کچھ اجزا ہیں جس کے الفاظ یہ ہیں۔

من قرأ القرآن فی صلوة قائماً کان له بکل حرف مائة حسنة و من قرأه قاعداً کان له بکل حرف خمسون حسنة و من قرأه فی غیر صلوة کان له بکل حرف عشر حسنات و من استمع الی کتاب الله کان له بکل حرف حسنة

ممکن ہے کہ روایت مسئولہ حضرت علیؓ سے منقول ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۴۷ ج ۱۸)

میت کے سرہانے قل ھو اللہ پڑھ کر ڈھیلے رکھنے کے سلسلے میں ایک حدیث کی تحقیق

سوال...... میں نے ایک مرتبہ سفر میں آپ سے یہ سوال کیا تھا کہ میت کے سرہانے قل کے ڈھیلے رکھتے ہیں سورۂ اخلاص تین بار یا سات بار پڑھ کر ڈھیلے پر دم کرتے ہیں اور میت کے سیدھی بازو پر رکھتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ تو آپ نے فرمایا تھا کہ اس کی کچھ اصل نہیں۔ لیکن میں نے کتاب تصریح الاثق ترجمہ شرح برزخ ص ۱۷۷ میں یہ حدیث دیکھی ہے تو آیا یہ حدیث قابل اعتبار ہے یا نہیں؟ مستدرک حاکم (ج ۱) کے حوالے سے یہ حدیث نقل ہے۔

جواب..... مستدرک حاکم (ج ۱) ہمارے پاس موجود ہے۔ اس میں کتاب الجنائز و کتاب فضائل القرآن موجود ہے یہ حدیث اس میں کہیں بھی نہیں ملی۔ کنز العمال میں بھی مختلف مقامات پر تلاش کیا۔ مگر کہیں یہ حدیث نظر سے نہیں گزری۔ ہاں طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح میں یہ لکھا ہے کہ جس نے قبر کی مٹی ہاتھ میں لے کر اس پر سورہ القدر سات مرتبہ پڑھی تو قبر والے کو عذاب نہ ہو گا۔ اور سورۂ بقرہ کے اول و آخر کا قبر میں مردے کے سرہانے کی طرف اور پیروں کی طرف پڑھنا حضرت ابن عمر سے منقول ہے۔ (ذکرہ السید ۳۵۶ ج ۱) (امداد الاحکام ص ۱۹۵۔ ۱۹۶ ج ۱)

غیبت کے بارے میں ایک حدیث کی تحقیق

سوال..... کبائر میں غیبت کو زنا سے زیادہ سخت کہا ہے۔ حالانکہ زنا کی حد قرآن سے ثابت ہے اور قلیل ہوتا ہے اور چھپ کر ہوتا ہے اور غیبت کا وقوع زیادہ ہے کوئی مقام کوئی مجلس اس سے خالی نہیں ہوتی۔ باوجود اس کے قرآن سے اس کی کوئی سزا متعین نہیں۔ نیز غیبت حقوق اللہ سے ہے یا حقوق العباد سے؟ نیز زنا کی حد اگر لگائی جائے تو اس کی اس وقت کیا صورت ہو گی؟

جواب..... یہ حدیث صحیح ہے اور مشکوٰۃ شریف ص (۴۱۵) پر ہے۔ غیبت کے متعلق قرآن میں ہے جس کا مفہوم یہ ہے "کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے بھائی کا مردار گوشت کھائے" "ضروری نہیں کہ ہر جرم کی سزا بطور حد ذکر کی جائے" "نیز زنا کو خود زانی بھی قبیح سمجھتا ہے اور غیبت کی قباحت کی طرف عموماً التفات نہیں کیا جاتا اور غیبت کا اشد ہونا اس اعتبار سے بھی کہہ سکتے ہیں کہ اس میں حق اللہ کے ساتھ حق العباد بھی شامل ہو جاتا ہے" م ع۔

۲۔ غیبت حقوق العباد سے ہے۔

۳۔ بغیر حاکم کے کوئی حد نہیں لگا سکتا۔ (خیر الفتاویٰ ج ۲۹۸ ج ۱)

زیارت روضۂ اطہر سے متعلق چار حدیثوں کی تحقیق

سوال..... مندرجہ ذیل چار حدیثیں سند کے لحاظ سے کس درجہ کی ہیں؟

۱۔ جس نے حج کیا اور میری زیارت نہیں کی، تحقیق اس نے مجھ پر ظلم کیا۔

۲۔ جس نے میرے مرنے کے بعد میری زیارت کی گویا اس نے میری زندگی میں زیارت کی۔

۳۔ جس نے میری اور ابو ابراہیم کی ایک ہی سال میں زیارت کی، جنت اس کے لئے واجب ہے۔

۴۔ جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہے۔

جواب......۱۔صاحب تذکرۃ الموضوعات کے نزدیک یہ حدیث ضعیف ہے۔
۲۔امام بیہقی نے اس کو ضعیف کہا ہے۔
۳۔کے بارے میں ابن تیمیہ اور نووی نے فرمایا کہ یہ موضوع ہے۔
۴۔کو ابن خزیمہ نے ضعیف کہا ہے۔
نوٹ:۔فضائل کے باب میں ضعیف حدیث سے استدلال ہوسکتا ہے۔(خیر الفتاویٰ ص ۲۷۹ ج ۱)

حدیث امر بسد الباب الاباب علی کی تحقیق

سوال......زید نے مشکوۃ شریف کے حوالے سے درس دیتے ہوئے یہ حدیث **امر بسد الباب الاباب علی** پڑھی بکر نے کہا یہ حدیث موضوع ہے۔آپ فیصلہ فرمائیں۔
جواب......یہ حدیث موضوع نہیں۔بلکہ متعدد طریقوں سے مروی ہے۔(خیر الفتاویٰ ص ۲۷۵ ج ۱)

انا نبی و آدم کی تحقیق

سوال......حدیث **وانا نبی و آدم بین الماء والطین** کا کیا مطلب ہے؟اور آپ کس طرح نبی تھے۔جبکہ آپ کا ظہور بعد میں ہوا؟
جواب...... مذکورہ الفاظ کسی صحیح حدیث میں نہیں آئے۔جو الفاظ آئے ہیں وہ اس طرح ہیں **کنت نبیا و آدم بین الروح والجسد** اور اس وقت آپ کے نبی ہونے کے معنی یہ ہیں کہ ارواح میں آپ کی نبوت کا اعلان کر دیا گیا تھا۔(خیر الفتاویٰ ص ۲۷۳ ج ۱)

تعدد آدم علیہ السلام

سوال......میں نے ایک حدیث کبھی دیکھی تھی۔مگر اب حافظہ کام نہیں کرتا کہ کہاں دیکھی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ آدم پیدا فرمائے اور ہر آدم کی اولاد ۴۵،۵۰ ہزار سال تک اس زمین پر حکمراں رہی۔
جواب...... یہ حدیث کتب صحاح میں موجود نہیں۔(فتاویٰ محمودیہ ص ۷۰ ج ۱۲)
نوٹ:۔اس طرح کا مضمون بزرگوں سے منقول ہے، حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے مکتوب میں لکھا ہے کہ محی الدین ابن العربی فتوحات مکی میں ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ایک لاکھ آدم پیدا فرمائے اور ایک حکایت نقل کی ہے کہ طواف کعبہ کے وقت مجھے مشاہدہ ہوا کہ میں ایسی جماعت کے ساتھ طواف کر رہا ہوں کہ میں ان کو نہیں پہچانتا اور وہ طواف کرتے ہوئے یہ شعر پڑھ رہے ہیں ان میں سے دو مصرعے یہ ہیں۔

لقد طفنا كما طفتم سنيه بهذا البيت طراً اجمعينا

یعنی جس طرح تم لوگ طواف کرتے ہو ہم نے بھی بہت سالوں پہلے اس گھر کا طواف کیا ہے جب میں نے یہ شعر سنا تو مجھے لگا کہ یہ لوگ عالم مثال کے آدمی ہیں اسی حالت میں ان میں سے ایک نے میری طرف دیکھا اور کہا میں تیرے اجداد میں سے ہوں' میں نے پوچھا کہ آپ کی وفات کو کتنے سال ہوئے ہیں' اس نے کہا کہ میرے انتقال کو چالیس ہزار سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے' میں نے تعجب سے کہا کہ حضرت آدمؑ کی پیدائش کو تو اب تک سات ہزار سال بھی پورے نہیں ہوئے؟ اس نے کہا کہ تم کون سے عالم کی بات کہہ رہے ہو؟ یہ آدم ہیں جو سات ہزار سال پہلے پیدا ہوئے ہیں۔ شیخ فرماتے ہیں کہ اس وقت مجھے وہ سابق میں تحریر شدہ حدیث یاد آ گئی کہ وہ اس قول سے مؤید ہے۔ مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ فقیر پر یہ ظاہر ہوا کہ یہ جملہ آدم جو حضرت آدمؑ سے پہلے گزرے ہیں وہ عالم مثال کے ہیں۔ عالم شہادت کے نہیں' ورنہ شہادت کے آدم تو یہ ہی ہیں جو زمین میں خلیفہ بنائے گئے اور فرشتوں سے ان کو سجدہ کرایا گیا۔ (امداد الفتاویٰ ص ۵۶۰ ج ۴)

تہجد کی مختلف روایات میں بہترین تحقیق

سوال...... زید رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تہجد (تحیۃ الوضو اور وتر کے علاوہ) بارہ رکعات ثابت کرتا ہے اور بکر آٹھ رکعت ''تحیۃ الوضو اور وتر کے علاوہ'' ثابت کرتا ہے' آپ براہ نوازش ان کے درمیان محاکمہ فرمائیں۔

جواب...... اصل تہجد آٹھ رکعتیں ہیں لیکن ابتدا میں آپ دو رکعتیں ہلکی پڑھا کرتے تھے یہ دس رکعتیں ہو گئیں اس کے بعد وتر پڑھا کرتے تھے اس کے بعد پھر دو رکعتیں یہ کل پندرہ رکعت ہو گئیں۔

اب جس نے گیارہ رکعتیں بیان کیں اس میں آٹھ رکعت اصل تہجد اور تین رکعت وتر کا بیان ہے اور جس نے تیرہ رکعتیں بیان کیں اس نے تہجد کے شروع کی ہلکی دو رکعت اور وتر کے بعد کی دو رکعت کو شمار کیا جس نے سترہ رکعت کا ذکر کیا اس نے صبح کی دو سنتوں کو بھی شامل کیا ہے۔ (خیر الفتاویٰ ص ۲۸۵ ج ۱)

فضیلت عقل کے بارے میں ایک حدیث کی تحقیق

سوال...... حدیث نبوی ہے کہ آپؐ نے نماز' روزہ' حج وغیرہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ انسان یہ کچھ کرتا ہے لیکن قیامت کے دن اسے عقل و فہم کے مطابق ہی بدلہ ملے گا۔

جواب...... یہ حدیث ضعیف ہے اور جس حدیث میں عقل کا ذکر ہوا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔ (خیر الفتاویٰ ص ۲۸۴ ج ۱)

شق صدر کے متعلق روایت کی تحقیق

سوال...... سیرت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم دائی حلیمہ کے قبیلے میں تھے، تب شق صدر ہوا اور معراج کی شب میں حطیم میں تھے اس وقت بھی شق صدر ہوا' کیا یہ صحیح ہے؟

جواب...... تفسیر مظہری (ج ۱۰ ص ۲۹۰) میں پہلا واقعہ صحیح مسلم سے نقل کیا ہے۔ اور دوسرا واقعہ شیخین "بخاری و مسلم دونوں" سے نقل کیا ہے۔ زیادہ تفصیل مطلوب ہو تو تفسیر ابن کثیر دیکھیں۔ اردو میں نشر الطیب میں یہ واقعہ مذکور ہے۔ معراج سے متعلق اس میں جو بیان ہے اس کو علیحدہ بھی کتابی شکل میں شائع کر دیا گیا ہے۔ جس کا نام ہے (تنویر السراج فی لیلۃ المعراج) (فتاویٰ محمودیہ ج ۱ ص ۱۷)

تحقیق حدیث من قتلہ بطنہ

سوال...... مسماۃ مرحومہ "غالباً سائل کی بیوی" کا حال معلوم نہیں کیا ہوگا مگر ایک حدیث شریف میں یوں آیا ہے کہ **من قتلہ بطنہ لم یعذب فی قبرہ** یعنی جس شخص کو اس کے پیٹ نے قتل کر دیا ہو اس کو عذاب قبر نہ ہوگا اگر اس حدیث سے عام بیماری بطن کی مراد ہو تو امید ہے کہ حق تعالیٰ نے نجات فرمائی ہو۔ کیونکہ ریاحی دورے کی دو برس سے بیمار تھی۔ سخت تکلیف اٹھائی۔ آخر میں بکثرت دست بھی آئے۔ اس حدیث کی وجہ سے بہت سکون قلب کو ہے۔

جواب...... گو مشہور اس کی تفسیر میں اسہال ہی ہے لیکن احتمال قوی عموم کا بھی ہے اگر کوئی عموم یہ سمجھے' حق تعالیٰ سے امید ہے کہ بمقتضاء "انا عند ظن عبدی بی میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہوں۔ اس کے ساتھ یہی معاملہ ہوگا پھر مرحومہ کو تو اسہال بھی ہوا۔ (امداد الفتاویٰ ص ۹۶ ج ۵)

دین میں نئی چیز نکالنے کی تحقیق

سوال...... حدیث میں لفظ احدث واقع ہوا ہے کیسے معلوم ہو کہ کون سی چیز احداث میں داخل ہے اور کون سی نہیں مثال دے کر سمجھایئے۔

جواب...... جس نے نئی چیز ایجاد کی' یعنی دین میں نئی چیز نکالی جو دین میں سے نہیں ہے' یعنی کتاب و سنت میں اس کی نہ کوئی ظاہری سند ہو' نہ خفی' تو وہ مردود ہے۔ یعنی وہ نئی چیز دین میں نکالنے والا مردود ہے۔

بدعت کے ایک معنی تو لغوی ہیں اور وہ ہیں مطلقاً نئی چیز نکالنا۔ یعنی خواہ وہ بطور عادت ہو یا بطور عبادت۔ اور ایک معنی شرعی ہیں اور وہ ہیں دین میں کمی بیشی کرنا۔ یعنی صحابہ کے بعد کوئی نئی چیز دین میں داخل کرنا کہ شارع سے اس کی اجازت نہ قول سے ثابت ہو نہ فعل سے۔ نہ صراحت سے نہ اشارہ سے۔ پس لفظ بدعت ان امور کو شامل نہ ہوگا جو عادات سے متعلق ہیں۔ بلکہ وہ بعض اعتقادات اور بعض عبادات کی نئی صورتوں تک محدود رہے گا۔ اور یہی مراد ہے اس حدیث کی جس میں ہے۔ **من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو رد** اور لفظ بدعت ''مبتدع'' اور ہوی اور اہل ہوی کے اطلاق سے اعتقادی بدعت ہی متبادر ہے۔ تو بعض بدعات تو کفر ہوتی ہیں اور بعض کفر نہیں ہوتی لیکن عملاً ہر کبیرہ حتیٰ کہ قتل اور زنا سے بھی بڑھ کر ہوتی ہیں اور بدعت سے اوپر بجز کفر کے اور کچھ نہیں اور عبادتی بدعت اگرچہ اس سے کمتر ہے لیکن وہ بھی منکر اور گمراہی ہے خصوصاً جب کہ سنت سے متصادم ہو مثلاً قبر پر چراغ جلانا' غلاف چڑھانا' قبور پر نذر چڑھانا' بزرگان دین کی ارواح سے مرادیں مانگنا' اور ان کو عالم میں متصرف جاننا وغیرہ وغیرہ براہین قاطعہ' اصلاح الرسوم' بہشتی زیور وغیرہ میں بہت سی جزئیات موجود ہیں۔ نیز کتاب المدخل عربی اس باب میں بے نظیر ہے۔ چار جلدوں میں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۸۱۔۸۲ ج ۱)

مسجد فضیح کے متعلق ایک حدیث کی تحقیق

سوال...... مسجد فضیح کی وجہ تسمیہ کے متعلق وفاء الوفا میں بحوالہ مسند احمد بروایۃ ابن عمر یہ حدیث نظر سے گزری۔

عن ابن عمر ان النبی صلی الله علیه وسلم اتی بجر فضیح ینش وهو فی مسجد الفضیح فشربه فلذلک سمی مسجد الفضیح.

سوال یہ ہے کہ یہاں فضیح سے کیا مراد ہے؟ آیا باذق مراد ہے جو بادہ کا معرب ہے یا کچھ اور؟

جواب...... لغت میں اس کے معنی ہیں انگور کا شیرہ' اور وہ شراب جو تازہ گدر کھجور سے بنائی جائے اور شراب کے معنی ہیں ماشرب ''جو چیز کہ پی جائے'' اور انگور کے رس اور شرب کے لئے سکر لازم نہیں۔ پس فضیح کا مسکر ہونا لازم نہیں۔

بقیۃ السوال: اس کے ساتھ ینش کی تطبیق بھی مفہوم فضیح کے ساتھ ہونی چاہئے؟

جواب...... نش کے لغوی معنی ہیں پانی کی آواز جب وہ جوش مارے اور غلیان کے لئے بھی سکر لازم نہیں۔ چنانچہ پانی میں غلیان ہوتا ہے سکر نہیں ہوتا۔

بقیۃ السوال:۔علاوہ اس کے نفس حدیث کے متعلق بھی معلوم ہونا چاہئے کہ وہ کس حد تک قابل اعتماد ہے؟ اور اس کے روات کون کون ہیں؟ اور ان پر کیا جرح ہو سکتی ہے؟

جواب...... میں نے مسند احمد تمام ایک ایک حدیث کر کے دیکھی۔ مجھ کو یہ حدیث نہیں ملی۔ اگر نظر سے چوک ہو گئی ہو میں کہہ نہیں سکتا۔ اگر مل جاتی تو اس کے رجال دیکھے جاتے۔ لیکن اگر یہ حدیث ثابت بھی ہو تو مضر کیا ہے؟ جب کہ اس کے مسکر ہونے کی کوئی دلیل نہیں۔ اور فرضاً اگر مسکر ہونا بھی مان لیا جائے تو مسکر کے حرام ہونے سے پہلے واقعہ پر محمول ہو سکتا ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص ۳۰ ۷ ج ۲)

دو حدیث مع اعراب وحوالہ

سوال...... وہ حدیث مع اعراب اور حوالۂ کتاب کے درج فرمائیں کہ تین آدمی بہشت میں داخل نہ ہوں گے۔ منکر' مسبل ازار' تیسرا راقم کو یاد نہیں۔ نیز تفصیل درکار ہے کہ ازار ٹخنوں سے نیچا ہو تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

۲۔ وہ حدیث مع کتاب درکار ہے جس میں ہے کہ اگر میری امت کو تین چیزوں کے اجر و ثواب کا علم ہوتا تو وہ ان چیزوں کے حاصل کرنے کے لئے آپس میں لڑ پڑتے۔ ایک اذان' ایک صف اول میں کھڑا ہونا' تیسری یاد نہیں۔

جواب...... اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ **ثلثة لاینظر الله الیهم یوم القیمة ولا یزکیهم ولهم عذاب الیم' المنان والمسبل ازاره والمنفق سلعته' بالحلف الکاذب.**

یعنی تین شخص ہیں جن کی طرف قیامت میں اللہ تعالیٰ نظر رحمت نہ کرے گا نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا احسان جتانے والا' دوم ازار لٹکانے والا' سوم جھوٹی قسم کھا کر اپنا مال نکالنے والا اور ازار ٹخنوں سے نیچی ہو تو نماز ہو جاتی ہے مگر کراہت کے ساتھ۔

۲. **لو ان الناس یعلمون ما فی النداء والصف الاول ثم لم یجدوا الا ان یستهموا علیه** ''ترمذی''

یعنی اگر لوگوں کو اذان اور صف اول کے حقیقی ثواب کا علم ہو جاتا اور پھر یہ ان کو بغیر قرعہ ڈالے نہ مل سکتیں تو قرعہ ڈال کر حاصل کرتے۔ (کفایت المفتی ص ۱۵۔۱۶ ج ۲)

متفرقات

اعمال کے ثواب میں کمی اور زیادتی

سوال......خلاصہ سوال یہ ہے کہ کبھی عمل کا ثواب زیادہ ہوتا ہے اور کبھی کم؟ ایسا کیوں؟ اور اس کی وجہ کیا کسی حدیث سے ثابت ہے؟

جواب......اس کی سات وجوہ ہیں۔

(۱) وجہ ماہیت عمل، یعنی عمل کی ذات مثلاً نماز کا ثواب بہ نسبت دوسرے اعمال کے زیادہ ہے۔

(۲) وجہ مقدار عمل مثلاً چار رکعت نماز کا ثواب بہ نسبت دو رکعت کے زیادہ ہے۔

(۳) وجہ کیفیت عمل یعنی عمل کے حقوق ظاہرہ اور باطنہ کو ادا کرنا، اور اس کے آداب وسنن کی رعایت کرنا اور منافی عمل چیزوں سے پرہیز کرنا۔

(۴) وجہ عمل کی غرض اور نیت چناں چہ عمل میں جس قدر زیادہ خلوص ہوگا اسی قدر اس کا ثواب بھی زیادہ ہوگا۔

(۵) وجہ عمل کا وقت مثلاً جو لوگ تنگی کے وقت میں صدقہ دیں تو ان کی فضیلت زیادہ ہے بہ نسبت دوسرے صدقہ دینے والوں کے چنانچہ حدیث میں ہے کہ اگر تم لوگوں میں سے کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تب بھی وہ کسی صحابی کے درجے کو نہیں پہنچ سکتا۔ بلکہ صحابہ کے نصف درجے کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔

(۶) وجہ عمل کی جگہ ہے، مثلاً مسجد نبوی میں پڑھی گئی نماز ہزار درجہ بڑھی ہوئی ہے اس نماز سے کہ اس کے سوا دوسری جگہ پڑھی جائے بجز مسجد حرام کے۔

(۷) وجہ عمل کرنے والے کی فضیلت کی بناء پر ہے اور اس امر کی بنا پر ہے کہ اس کے ہمراہ عمل کیا جائے مثلاً جو عبادت نبی نے کی یا نبی کے ہمراہ کی گئی اس کا ثواب زیادہ ہے بہ نسبت اس عبادت کے کہ نبی کے سوا کسی دوسرے نے کی ہو یا نبی کے سوا کسی دوسرے کے ہمراہ کی گئی ہو۔ (فتاویٰ عزیزی ص ۱۳۱ ج ۲)

حدیث لایتمنین احدکم الموت

سوال...... حدیث شریف میں ہے کہ تم میں سے کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے مگر جب اس کو اپنے عمل پر وثوق ہو، یہ تعلیق بالمحال ہے لیکن اگر وثوق ہو تو کیا موت کی تمنا کی جا سکتی ہے؟

جواب...... صحاح میں جو عموم نہی کی روایات ہیں ان کی علت عام ہے یعنی جس کو اپنے حق میں عمل پر وثوق ہو اس کے حق میں بھی منع ہے کہ موت کی تمنا کرے اور جس حکم کی عام علت مذکور ہو تو اس کی تخصیص جائز نہیں اور وہ روایت کہ اس میں عام علت مذکور ہے یہ ہے **لایتمنین احدکم الموت لضرینزل به اما مسئیا فلعله ان یتوب و اما محسنا فلعله ان یزداد احسانا** یعنی تم میں سے کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے کسی تکلیف کے پیش آنے کی وجہ سے اس لئے کہ اگر وہ گنہگار ہو تو شاید آئندہ توبہ کرے اور اگر نیک ہے تو شاید اس کی نیکی زیادہ ہو۔ (فتاویٰ عزیزی ص ۱۵۸ ج ۲)

توسل بالاحیاء والاموات کا حدیث سے ثبوت

سوال...... دعا میں انبیاء و اولیاء اور سلف صالحین کا وسیلہ کن دلائل سے ثابت ہے، آنحضرتؐ کے صریح قول یا آثار صحابہ سے اس کو ثابت کریں؟

جواب...... عثمان بن حنیفؓ سے روایت ہے کہ ایک اندھا شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ میرے لئے دعا فرما دیجئے میں بینا ہو جاؤں، آپ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو دعا کر اور چاہے تو صبر کر اور یہ تیرے لئے بہتر ہے تو اس نے کہا میں دعا کروں گا تو آپ نے اچھی طرح وضو کرنے کا حکم فرمایا اور پھر اس دعا کے ساتھ دعا کرنے کا حکم فرمایا۔ **اللھم انی اسئلک و اتوب الیک بنبیک محمد نبی الرحمة انی توجھت بک الی ربی فی حاجتی ھذہ لتقضی لی اللھم فشفعه فی.**

چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا، تو ان کی بینائی لوٹ آئی اور عثمان بن حنیفؓ نے رسول مقبولؐ کی وفات کے بعد بھی ایک شخص کو یہی ترکیب اور دعا بتلائی تھی اور اس کی بھی ضرورت پوری ہو گئی تھی۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۶۸۔ ۱۷ ج ۱)

حدیث ان ما یلحق المومن میں ولد صالح سے کیا مراد ہے؟

سوال...... **ان ما یلحق المومن من علمه و حسناته بعد موته علما علمه و**

نشرہ وولدًا صالحاً ولد صالح سے کیا صرف بیٹا بیٹی مراد ہیں؟ پوتے پوتی نواسے نواسی بھی داخل ہیں، کیا والدین کی نیت ولد صالح ہونے کی بھی شرط ہے یا نہیں؟ کیا ولد صالح کی کل عبادات کا ثواب بلا اس کے بخشائے والدین کو ملا کرتا ہے؟

جواب...... ظاہراً ولد بلا واسطہ معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ محاورۂ زبان میں ولد بولتے وقت ذہن اسی طرف جاتا ہے ''پوتے'' پوتی یا نواسے نواسی کی طرف نہیں اور اشتراط نیت کی کوئی دلیل معلوم نہیں ہوتی اور ثواب تو اعمال کا عامل ہی کو ملتا ہے۔ مگر یہ کہ بخش دے لیکن ان اعمال کی برکت صاحب ولد کو لاحق ہوتی ہے اس لئے نفع ہوتا ہے اس لئے کہ والدان اعمال کا سبب ہے اگرچہ اس کے اختیار سے نہ ہو اور یہ محض فضل رب ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص۸۴ ج۵)

سحری کے لئے فجر سے پہلے اذان کہنا حدیث سے منسوخ ہے

سوال...... غیر مقلد لوگ کہتے ہیں کہ سحری کو بیدار کرنے کے لئے اذان کہا کرو لہٰذا حضرت سے عرض ہے کہ اذان کہنے کا ثبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے یا نہ؟

جواب...... اس میں کلام طویل ہے اور بعد تسلیم ثبوت کے چونکہ ایک حدیث میں اس سے نہی فرمائی گئی ہے اس لئے یہ عمل متروک ہے ''حدیث بحر الرائق ص ۲۷۷ ج۱ میں موجود ہے''۔

(امداد الفتاویٰ ص۹۰ ج۵)

حدیث قضاء عمری کے متعلق

سوال...... دو رکعت یا جماعت قضاء عمری اس خیال سے پڑھی کہ تمام سال کی نماز جو کہ فوت شدہ ہیں اس کے پڑھنے سے معاف ہو جاتی ہیں، یہ نماز فقہ وحدیث کی کون سی کتاب میں لکھی ہے؟

جواب...... یہ نماز شرعاً ثابت نہیں نوافل کو جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے جو فرض نماز فوت ہوئی ہیں وہ قضا کرنے سے ہی سے ادا ہوگی، مذکورہ طریقہ سے نہیں اور اس طرح کا اعتقاد کہ اس سے عمر بھر کی فوت شدہ نمازیں معاف ہو جاتی ہیں اصل شرع کے خلاف ہیں۔

جو حدیث قضاء عمری کے لئے انیس الواعظین میں لکھی ہے وہ موضوع ہے، موضوعات کبیر، فوائد مجموعہ، عجالہ نافعہ وغیرہ میں اس کو موضوع لکھا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۷۶ ج۱)

انکار حدیث کے سلسلے میں ایک عبارت کی توضیح

سوال...... انکار حدیث کے سلسلے میں شاہ عبدالعزیزؒ لکھتے ہیں کہ حدیث ''کسی آیت شریفہ

کے خلاف ہوئیا ایسی ہی کوئی مناسب وجہ انکار کی ہو تو ایسے انکار میں کوئی حرج نہیں' برائے مہربانی آپ لکھیں کہ شاہ صاحب کی عبارت کا کیا مطلب ہے؟

جواب...... حاصل اس کا یہ ہے کہ ایک آدمی کسی حدیث کا انکار کسی غرض فاسدہ کے تحت نہیں' بلکہ اس لئے انکار کر رہا ہے کہ وہ اس کے خیال میں کسی آیت قرآنی کے خلاف یا حدیث کے خلاف ہے' تو اس سے کفر لازم نہیں آئے گا۔ کیونکہ وہ حدیث رسول کا منکر نہیں' بلکہ جو بات بعنوان حدیث اس کو پہنچی ہے اس کا منکر ہے۔

بخلاف آج کے منکرین حدیث کے وہ یہ کہتے ہیں کہ قطع نظر اس کے کہ یہ احادیث رسول اللہؐ سے ثابت ہیں یا نہیں؟ خود حدیث کی حیثیت یہ نہیں کہ ان پر عمل کیا جائے۔ (خیر الفتاویٰ ص ۲۹۹ ج ۱)

آدمؑ کی طرف معصیت کی نسبت بمعنی معروف صحیح نہیں

سوال...... اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو حکم فرمایا تھا کہ "اس درخت کے قریب نہ جانا مگر انہوں نے اس کو کھالیا" تو حضرت سے بھی خطا ہوئی' اور ابلیس سے بھی' لیکن حضرت نے توبہ کر لی اور ابلیس نے توبہ نہ کی' تو حضرت توبہ کرنے پر اپنے مرتبے پر رہے اور ابلیس راندہ ہو گیا' کیا اس طرح کی تعبیر درست ہے؟

جواب...... حضرت آدمؑ اور شیطان کے عصیان میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ کیونکہ حضرت آدم نے جو کچھ کیا وہ عزم و ارادے سے نہیں کیا اور معصیت کے لئے عزم و ارادہ ضروری ہے' واعظ کو توبہ کرنی چاہئے۔ (خیر الفتاویٰ ص ۳۳۱ ج ۱)

حدیث سے استخارے کا ثبوت

سوال...... اگر کوئی شخص کسی کام میں استخارہ کرنا چاہے تو اس کا کیا طریقہ ہے؟

جواب...... اس کا طریقہ بخاری میں ہے حضرت جابر فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کی طرح ہم کو ہر ایک کام میں استخارے کی تعلیم دیتے تھے کہ جب کوئی کام پیش آئے تو دو رکعت نفل پڑھو اور فارغ ہونے کے بعد یہ دعا پڑھو۔

اللهم انی استخیرک بعلمک واستقدرک بقدرتک واسئلک من فضلک العظیم فانک تقدر ولااقدر و تعلم ولا اعلم و انت علام الغیوب اللهم ان کنت تعلم ان هذا الامر الذی انا جازم علیه خیرلی فی دینی و دنیای و عاقبة امری و معاشی و عاجله و آجله فقدرلی و

يسره ثم بارك لي فيه و ان كنت تعلم ان هذا الامر شرلي في ديني و دنياي و عاقبة امري و معاشي و عاجله و آجله فاصرفه عني و اقدرلي الخير حيث كان ثم ارضني به يارب العلمين. (فتاویٰ عبدالحیٔ ص ۱۱۳)

زیارت روضۂ اقدس کا حدیث سے ثبوت

سوال...... حدیث میں ہے سامان سفر نہ باندھا جائے' کسی مسجد کے لئے' سوائے تین مساجد کے میری مسجد' مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ اور ''صارم'' میں ہے ''اور جن علماء نے زیارت قبر اقدس کو مستحب لکھا ہے تو اس سے مراد مسجد کے لئے سفر کرنا ہے' نہ کہ قبر کی جانب' یہاں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ قبر نبوی کی زیارت کے لئے سفر عبادت ہونا اہل علم کے نزدیک در حقیقت مسجد نبوی کی زیارت کے لئے ہے' کیونکہ قبر نبوی مسجد نبوی میں ہے' علماء حق کا کیا مسلک ہے؟

جواب...... مسجد نبوی کے ارادے سے سفر کے مستحب ہونے میں کسی کو کلام نہیں' البتہ قبر نبوی کی زیارت کے لئے سفر کرنے میں اختلاف ہے مگر صحیح یہی ہے کہ جائز ہے حدیث کے مطابق ہونے کی وجہ سے ''من زار قبری وجبت له شفاعتی'' جس نے میری قبر کی زیارت کی' اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی اور یہ کہنا لغو ہے کہ قبر نبی کی زیارت مسجد نبوی کے لئے ہے اس مسئلے کو انتہائی بسط کے ساتھ میں نے اپنے رسالہ ''السعی المشکور فی رد ''المذهب المأثور'' میں لکھا ہے۔ (فتاویٰ عبدالحیٔ ص ۱۱۲)

روضۂ اقدس پر گنبد کی تعمیر

سوال...... قبروں پر تعمیر کی صریح ممانعت کے بعد روضۂ اقدس پر پختہ گنبد کیوں بنایا گیا اور قبر کیوں صحن مسجد میں بنائی گئی؟

جواب...... صحن مسجد میں قبر شریف نہیں بنائی گئی بلکہ وہ تو حجرۂ مسجد میں ہے پھر مسجد شریف کی توسیع کی گئی اس لئے وہ حجرۂ شریفہ مسجد کے اندر آ گیا۔ قبر شریف پر کوئی قبہ بھی نہیں بنایا گیا بلکہ اس پر تو کوئی بھی تعمیر نہیں۔ قبہ تو حجرۂ شریفہ پر بنایا گیا جو کہ قبر شریف سے پہلے موجود ہے پھر وہ کسی آیت و حدیث کے تحت نہیں بنایا گیا نہ ایسے لوگوں نے بنایا جن کا عمل حجت میں پیش ہو سکے تاہم اس کا ہدم کرنا درست نہیں احترام لازم ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ٦٦ ج ۱۲)

سماع موتیٰ کا حدیث سے ثبوت

سوال...... مردے زندوں کی پکار سنتے ہیں یا نہیں؟ اور اگر سنتے ہیں تو جواب دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب...... یہاں تین چیزیں غور طلب ہیں، ایک اسماع، دوم استماع، سوم سماع۔ اسماع "سنانے" کی نفی کلام اللہ میں صراحتاً مذکور ہے۔ انک لا تسمع الموتی استماع کا حاصل یہ ہے کہ مردے کان لگا کر خود کسی کی بات سنیں، جب جسم سے روح جدا ہو جائے تو یہ جسم کا کان سن نہیں سکتا، جس طرح میت قوت باصرہ، لامسہ، باطشہ وغیرہ سے کام نہیں لے سکتی، اسی طرح قوت سامعہ سے بھی کام نہیں لے سکتی، سماع کا حاصل یہ ہے کہ کوئی خارجی آواز اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے میت کو ادراک کرا دیں، جس میں نہ صاحب صوت کو دخل ہو، نہ میت کو، تو یہ بالکل ممکن ہے کہ حق تعالیٰ کی قدرت سے خارج نہیں، اس کے لئے شواہد کثیرہ موجود ہیں، حدیث شریف میں ہے کہ جب کسی قبر میں رکھ کر اس کے ساتھی لوٹتے ہیں تو مردہ ان کے جوتوں کی آواز کو سنتا ہے اس میں نہ میت کے کان لگانے کو دخل ہے نہ ساتھیوں کے کسی فعل کو اس کے باوجود سماع ثابت ہے، لیکن یہ سماع عارضی ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۶۳-۶۴ ج ۱)

طعام المیت یمیت القلب حدیث ہے یا نہیں؟

سوال...... طعام المیت یمیت القلب و طعام المریض یمرض القلب یعنی میت کا کھانا دل کو مار دیتا ہے، اور بیمار کا کھانا دل کو بیمار ڈالتا ہے یہ حدیث ہے یا قول؟

گیارہویں، برسی، ششماہی، وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے یا کچھ اور؟

جواب...... یہ حدیث نہیں قول ہے اور گیارہویں کا کھانا بھی ایسا ہی ہے۔ سب صدقہ ہے اور سب کا کھانا دل کی موت کا سبب ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۹۱)

یتبع المیت ثلاثة اهله الخ (الحدیث) کی تشریح

سوال...... ریاض الصالحین جلد ۱ ص ۱۷۱ رقم حدیث نمبر ۴۶۱ میں جو حدیث حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ یتبع المیت ثلاثة اهله و ماله و عمله فیرجع اثنان و یبقی واحد یرجع اهله وماله و یبقی عمله متفق علیه اس حدیث میں عمل اور اہل تو واضح ہے لیکن مال سے کیا مراد ہے جو اس سے واپس آتا ہے؟

جواب...... اس حدیث میں مالہ سے مراد غلام، کنیز، خیمے، زائد از کفن چادریں، چارپائی وغیرہ

اور وہ سامان جو تدفین کے وقت قبرستان میں کام آتے ہیں اور پھر واپس کئے جاتے ہیں۔

قال العلامة ملا علی القاریؒ: یتبعه اهله ای اولاده و اقاربه و اهل صحبته و معرفته و ماله کالعبید والاماء والدابة والخیمة و نحوها قال المظهر ارادبعض ماله وهو ممالیکه وقال الطیبیؒ اتباع الاهل علی الحقیقة و اتباع المال علی الاتساع فان الماء حینئذ له نوع تعلق بالمیت من التجهیز والتکفین و مونة الغسل والحمل والدفن فاذا دفن انقطع تعلقه بالکلیة و عمله فیرجع اهله و ماله و یبقی عمله (مرقاة المفاتیح شرح مشکوٰة المصابیح ج ۹ ص ۳۵۶ کتاب الرقاق الفصل الاول) (قال العلامة ابن حجر العسقلانیؒ: قوله یتبعه اهله و ماله و عمله هذا یقع فی الاغلب و رب میت لایتبعه الاعمله فقط والمراد من یتبع جنازته من اهله ورفقته و دوابه علی ماجرت به عادته العرب واذاانقضیٰ امر الحزن علیه رجعوا سواء اقاموا بعد الدفن ام لا......قال الکرمانیؒ: التبعیة فی حدیث انسؓ بعضها حقیقة و بعضها مجاز فیستفادمنه استعمال اللفظ الواحد فی حقیقة و مجازه. (فتح الباری شرح صحیح البخاری ج ۱۱ ص ۳۱۵ کتاب الرقاق' الفصل الاول) و مثله فی حاشیة مشکوٰة المصابیح للعلامة تبریزی ص ۴۴۰ ج ۲ کتاب الرقاق الفصل الاول)(فتاویٰ حقانیه جلد ۲ ص ۲۳۲)

حضرت مرزا مظہر جان جاناں کا حدیث کے متعلق ایک ملفوظ

سوال...... حضرت مرزا مظہر جان جاناں کے ایک ملفوظ میں ہے کہ ''تعجب ہے کہ حدیث جو منسوخ بھی نہیں جس کو محدثین نے بیان کیا ہے اور اس کے راویوں کا بھی حال معلوم ہے اور اس میں خطا کو بھی دخل نہیں اس کو تو عمل میں نہیں لائے اور فقہ کی روایت جس کے ناقل قاضی اور مفتی ہیں اور ان کے ضبط وعدل کا حال معلوم اور دس واسطوں سے زیادہ میں مجتہد تک پہنچی ہیں کہ خطا و صواب واسطوں کا معمول بن گیا ہے ''ان کو عمل میں لاتے ہیں'' اس ملفوظ کی وجہ سے حضرت مرزا صاحب کو غیر مقلد اور برا مانتے ہیں عبارت مذکورہ کیسی ہے؟

جواب...... یہ عبارت صحیح ہے اور یہ حکم اس شخص کے لئے ہے کہ جو تمام احادیث کی صحت و سقم سے واقف ہو اور دلائل ائمہ مجتہدین اور فقہاء سے بھی واقف ہو پس یہ عبارت کچھ غیر مقلدوں

کو مفید نہیں اور اس عبارت کی وجہ سے حضرت مرزا صاحب علیہ الرحمۃ کو غیر مقلد اور برا کہنے والا فاسق ہے۔ (فتاوی رشیدیہ ص ۱۸۷ ج ۱)

کیا قدم شریف کا معجزہ کسی حدیث سے ثابت ہے؟

سوال...... معجزۂ قدم شریف یعنی پتھر موم ہو کر نقش قدم ہو جانا' چنانچہ بکثرت دیکھا جاتا ہے کہ لوگ لئے پھرتے ہیں' احادیث صحیحہ سے ثابت ہے یا نہیں؟

جواب...... کتاب حدیث سے تو اس کا پتہ نہیں چلتا۔ البتہ قصیدۂ ہمزیہ میں دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے معجزہ نقش قدم کا ظاہر ہوا ہے۔ لیکن جو آج کل لئے پھرتے ہیں اس کا اعتبار نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۸۶)

صلوٰۃ العاشقین کسی حدیث سے ثابت نہیں

سوال...... صبح کاذب کے وقت چار رکعت پڑھنا پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص' اس کے بعد یا اللہ سو بار' رکعت دوم میں سورۂ فاتحہ واخلاص کے بعد یا رحمٰن سو بار' رکعت سوم میں سورۂ فاتحہ واخلاص کے بعد یا رحیم سو بار' رکعت چہارم میں سورۂ فاتحہ واخلاص کے بعد یا ودود سو بار پڑھنے سے مقرب خدا تعالیٰ کا ہوگا یہ نماز ایک کتاب میں لکھی ہے اور اس نماز کو صلوٰۃ العاشقین بھی کہتے ہیں یہ نماز جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... اس نماز کی سند کسی حدیث کی کتاب سے یا فقہ سے بندہ نے نہیں دیکھی۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۸۷ ج ۱)

کتے کے ہونے پر فرشتے کا مکان میں داخل نہ ہونا

سوال...... حدیث میں جو وارد ہے کہ جس گھر میں کتا ہوتا ہے اس میں فرشتۂ رحمت داخل نہیں ہوتے' اس سے کیا مراد ہے؟

جواب...... اس کتے سے وہ مراد ہے جو حفاظت کا نہ ہو۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۷۸)

اپنے زمانے کے امام کو پہچاننے کے متعلق ایک حدیث

سوال...... حدیث میں جس امام زمان کی معرفت کی تاکید ہے اس سے کیا مراد ہے؟ اگر سلطان ہے تو پہچاننا کیا مشکل ہے؟ اور اگر پیر طریقت ہے تو وہ مریدوں کا امام ہے' نہ کہ زمانے کا؟

جواب...... ہر زمانے میں مسلمانوں کا ایک حاکم ہوتا ہے اگر ہو تو اس کا جاننا ضروری ہے اور اگر نہ ہو تو نہ وہ ہے نہ جانا جاوے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۷۷)

سینہ چاک کرنے کے متعلق روایات صحیح ہیں

سوال...... واقعہ شق صدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مطابق واقعہ ہے یا نہیں؟

جواب...... واقعہ شق صدر آنحضرتؐ مطابق واقعہ کے ہے اور اس کے خلاف اعتقاد گمراہی ہے نیز خود جمہور امت کی مخالفت ایک مہلک مرض ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص ۲۰۵ ج ۱)

عوارف المعارف کی ایک حدیث کے متعلق استفتاء

سوال...... عوارف المعارف کے ترجمہ میں ایک حدیث ہے۔ "لیاتین علی الناس زمان لایسلم الذی دینہ الا من فرمن قریۃ الی قریۃ و من شاھق الی شاھق ' و من حجر الی حجر کاالثعلب الذی یروغ قالوا متی ذالک یا رسول اللہ ؟ قال اذا لم تصل المعیشۃ الابمعاصی اللہ یہ صحیح ہے یا نہیں؟ جواب...... اس کا اجمالی مضمون تو صحیح ہے اس تفصیل اور سند کے ساتھ نظر سے نہیں گزری۔ (امداد الاحکام ص ۳۰۵ ج ۱)

منکر نکیر سے پہلے مردے کے پاس رومان فرشتے کے آنے کا ثبوت

سوال...... کیا یہ صحیح ہے کہ منکر نکیر سے پہلے "مردے کے پاس" رومان نام کا ایک فرشتہ آتا ہے؟ کتاب "صبح کا ستارہ" میں ایسا لکھا ہے۔

جواب...... حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے رومان فرشتے کا مقابر میں منکر نکیر سے پہلے آنا (فتاوی حدیثیہ ص ۸ میں بحوالہ قرطبی و غزالی) میں منقول ہے (بہشتی زیور ص ۵۱) میں "صبح کا ستارہ" کتاب دیکھنے کی ترغیب ہے مگر یہ بھی لکھا ہے کہ اس کی روایتیں بہت پکی نہیں ہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۷ ج ۱۶)

گالی گلوچ کی مذمت میں چند احادیث

سوال...... چھوٹے بڑے افراد میں گالی دینے کا رواج عام ہو چکا ہے جس کو برائی بھی تصور نہیں کرتے لہٰذا گالی کی مذمت میں چند احادیث لکھیں۔

جواب...... حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان کو گالی دینا سخت گناہ ہے اور اس سے لڑائی کرنا کفر ہے۔

۲۔ ایک حدیث میں ہے کہ "مسلمان کو کسی پر لعنت نہیں کرنا چاہئے۔"

۳۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ دو گالی گلوچ کرنے والے جو کچھ آپس میں کہتے ہیں اس کا گناہ ابتدا کرنے والے پر ہے۔

۴۔ایک اور حدیث میں ہے کہ جو شخص دوسروں پر طعنہ زنی کرے، لعنت کرے، بیہودہ گوئی کرے وہ مومن نہیں۔

۵۔ایک اور حدیث میں ہے کہ جب کوئی کسی کو بدکار کہتا ہے، یا کافر کہتا ہے اور وہ ایسا نہ ہو تو خود کہنے والا ویسا بن جاتا ہے۔(خیر الفتاویٰ ص۲۸۱ ج۱)

سکرات کی تکلیف معصوم کو

سوال......بچوں کو سکرات کی تکلیف ہوتی ہے کس وجہ سے؟ حالانکہ وہ معصوم ہوتے ہیں۔

جواب......اور انبیاء علیہم السلام کو جو تکلیف ہوتی ہے وہ کس وجہ سے حالانکہ وہ بھی معصوم ہوتے ہیں؟ عوام میں یہ مشہور ہے کہ جس کو سکرات کی تکلیف زیادہ ہوتی ہے وہ گنہگار ہوتا ہے اور جس کی روح آسانی سے نکلتی ہے اس کے ذمہ گناہ نہیں ہوتے مگر یہ خیال کلیتاً صحیح نہیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں پہلے موت کی آسانی پر رشک کیا کرتی تھی لیکن جب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شدت تکلیف کو دیکھا تو پھر رشک نہیں کیا۔(فتاویٰ محمودیہ ص۶۲ ج۱)

امر بالمعروف کی طرح نہی عن المنکر بھی فرض ہے

سوال...... امر بالمعروف کرنا اور نہی عن المنکر نہ کرنا آدمی اس سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذمہ داریوں سے نکل جاتا ہے کہ نہیں؟ کیونکہ مقصود نصیحت کرنے سے اصلاح کرنا ہے اور نہی عن المنکر سے ضد پیدا ہوتی ہے اس لئے فقط امر بالمعروف کرنا اصلاح کے لئے کافی ہے بلکہ زیادہ موثر ہے اور ہم نے اس کا تجربہ کیا ہے؟

جواب...... امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہر دو مستقل مامور بہ ہیں ایک پر عمل کرنے سے دوسرے سے فارغ الذمہ نہیں ہوگا۔ البتہ نہی عن المنکر میں نرمی اور ہمدردی کا اظہار ضروری ہے۔(احسن الفتاویٰ ص۵۱۲ ج۱)

تشریح حدیث من رآی منکم منکراً

سوال......حدیث من رآی منکم منکرا کی کیا تشریح ہے؟ بازار میں عام لوگ داڑھی منڈے اور فسق و فجور میں مبتلا نظر آتے ہیں کیا ان سب کو تبلیغ کرنا فرض ہے؟

جواب...... حدیث میں استطاعت سے مراد یہ ہے کہ جسے تبلیغ کرنا چاہتا ہے اس کے شر سے محفوظ رہ سکے، نیز اگر قبول کی توقع نہ ہو تو تبلیغ فرض نہیں۔(احسن الفتاویٰ ص۵۱۲ ج۱)

ابطال شفعہ کی تدبیر

سوال..... امام بخاری نے امام اعظم پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے ان اشتری نصیب دار فاراد ان یبطل الشفعة و ھب لابنه الصغیر ولایکون علیه یمین لیکن یہ اعتراض حق بجانب ہوسکتا ہے امام بخاری کی جلالت شان سے یہ بعید معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے یوں ہی بلاوجہ یہ حیلہ منسوب کردیا ہوگا نیز یہ طے ہے کہ مشتری کے کسی بھی تصرف مضر مثلاً ہبہ' بیع' بنا' غرس وغیرہ سے حق شفعہ باطل نہیں ہوتا۔

جواب..... ارکان عقد متحقق ہوجانے کے بعد عقد منعقد ہوجاتا ہے۔ منعقد ہونے کے ساتھ اس کا نظر شرع میں مستحسن ہونا ضروری ہے۔ لفظ حیلہ اردو میں بہت بدنام ہے اس کی جگہ تدبیر کا لفظ زیادہ مناسب ہے اضرار غیر کے لئے تدبیر کی اجازت نہیں دفع ضرر "نقصان کو دفع کرنے کے لئے" تدبیر کی اجازت ہے اگر چہ اس کے ضمن میں دوسرے کا کچھ ضرر بھی ہوجائے۔

شفیع کا دعویٰ مشتری پر ہوتا ہے اگر چہ مشتری اس مبیع کو ہبہ کردے۔ اور چاہے کہ موہوب لہ پر دعویٰ کیا جائے تو موہوب لہ قسم کھا کر بے تعلق ہوجائے گا لیکن اگر موہوب لہ صغیر ہے تو اس پر قسم نہیں آتی۔ (فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۲ اص ۷۳)

حدیث شریف کا ادب

سوال..... زید کے سر پر ٹوپی نہیں تھی اور پیر پر پیر ڈالے حدیث کی کتاب پڑھ رہے تھے' بکر نے علاحدگی میں ان کو منع کیا تو انہوں نے دلیل مانگی' براہ کرم اس طرف اشارہ فرمائیں۔

جواب..... حدیث پاک کا احترام لازم ہے' امام مالکؒ عمدہ لباس پہن کر' خوشبو لگا کر قبلہ رو بیٹھ کر درس دیا کرتے تھے' عمامہ سر پر ہوتا تھا اور دوسری طرف متوجہ نہ ہوتے تھے حتیٰ کہ ایک دفعہ بچھو کرتے میں پہنچ گیا اور وہ کاٹتا رہا' مگر آپ برابر درس دیتے رہے' فارغ ہوکر دیکھا تو کئی جگہ اس نے کاٹ لیا تھا' جو شخص جس قدر بے پروائی کرتا ہے اسی قدر علم حدیث کی خیر و برکت سے کم بہرہ یاب ہوتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۷۰ ج ۱۲)

بے حدیث پڑھے حدیث کا حوالہ دینا

سوال..... جو شخص حدیث نہیں پڑھا ہے اور صرف کسی آدمی سے سن کر فوراً گفتگو کے اندر

حدیث کا حوالہ دیتا ہے یہ کیسا ہے؟

جواب...... اگر کسی کو معلوم ہے کہ یہ حدیث فلاں کتاب میں ہے اور وہ حوالہ دے دے تو اس میں مضائقہ نہیں ہے لیکن حدیث شریف کو بتانا اور اس کی تشریح کرنا بغیر استاد سے پڑھے بسا اوقات غلط اور فتنہ کا سبب بن جاتا ہے اس لئے اس سے احتیاط کرنا چاہئے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۷ ج ۱۲)

حدیث کی روایتیں عن سے ہیں من سے نہیں

سوال...... حدیث کی جتنی روایت ہیں سب کو "عن" سے ذکر کیا ہے "من" سے کیوں نہیں کیا؟

جواب...... محدثین کی اصطلاح ہے کہ وہ "عن" سے روایت کرتے ہیں "من" سے نہیں ہر فن والوں کی اصطلاحات ہوتی ہیں دوسروں کو اس میں دخل دینا بے سود ہے دونوں "عن" "من" میں فرق شرح نخبۃ الفکر میں مذکور ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۴۱ ج ۱۵)

عربی میں لفظ لا کے استعمال کا طریقہ

سوال...... علم الصیغہ میں لفظ لا کے ماضی پر داخل ہونے کی شرط یہ رکھی گئی ہے کہ تکرار "لا" ہونا ضروری ہے حالانکہ یہ کلیہ بعض مقامات پر ٹوٹ بھی گیا ہے مثلاً مشکوٰۃ شریف میں ہے "انک مررت ولا سلمت" یہاں "لا" ماضی پر داخل ہوا ہے لیکن تکرار نہیں۔

جواب...... "لا" کا ماضی پر داخل ہونا صرف تکرار کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ یا تو "لا" کا تکرار ہو جیسے فلا صدق ولا صلی یا نفی کا تکرار ہو جیسے ماطلعت الشمس ولا غربت یا موضع دعا میں ہو الا لا بارک اللہ فی سھیل یا معنیٰ تکرار نکل سکتے ہو جیسے فلا اقتحم العقبۃ ز کہ یہاں معنیٰ تکرار نکل سکتے ہیں اور لا اقتحم کو لا فک رقبۃ ولا اطعم مسکینا کے معنیٰ میں لے سکتے ہیں ان کے علاوہ علیٰ سبیل القدرت بغیر تکرار اور بغیر موضع دعا کے بھی لا کا ماضی پر استعمال ہوا ہے۔ وای عبد لک لا الما آپ نے جو جملہ نقل کیا ہے اس میں تو معنوی تکرار موجود ہے کیونکہ اس کی عبارت یوں ہے ماشعرت انک مررت ولا سمعت انک سلمت (کفایت المفتی ص ۱۱۵ ج ۲)

کتب فقہ قابل عمل ہیں یا کتب حدیث؟

سوال...... مؤطا امام مالکؒ بخاری شریف مسلم شریف سنن ابی داؤد ترمذی وغیرہ قابل

عمل ہیں یا قدوری یعنی کتب فقہ؟

جواب...... حدیث کی کتابیں مؤطا، بخاری، مسلم، ترمذی وغیرہ معتبر ہیں مگر ان میں ایسی حدیثیں بھی ہیں جو منسوخ ہیں راجح بھی ہیں مرجوح بھی ہیں متعارض بھی ہیں، اس واسطے جو شخص ان حدیثوں پر عمل کرے گا تو ہوسکتا ہے کہ وہ مرجوح پر عمل کرے یا منسوخ پر عمل کرے اور کتب فقہ قدوری وغیرہ میں ایسے مسائل ہیں جو معتبر حدیثوں سے ثابت ہیں ان پر عمل کرنے سے کسی منسوخ حدیث پر عمل نہ ہوگا، اور کوئی معتبر حدیث ترک نہ ہوگی، اور حدیث میں بصیرت رکھنے والا سمجھتا جائے گا کہ فلاں مسئلہ فلاں حدیث سے ثابت ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص ۷۰ ج ۱۵)

حدیث میں وارد واحد کے صیغہ کو جمع کے ساتھ پڑھنا

سوال...... حدیث شریف میں ہے کہ اختتام مجلس کے بعد یہ دعا پڑھے **سبحان اللہ و بحمدہ سبحانک و بحمدک و اشھدان لا الٰہ الا انت استغفرک و اتوب الیک** خط کشیدہ صیغہ واحد متکلم کا ہے اسے جمع متکلم کا پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

جواب...... درست ہے کہ اس میں اہل مجلس کی شرکت بھی ہوجائے گی۔ (فتاوی محمودیہ ص ۶۹ ج ۱۵)

بخاری شریف کا درجہ قرآن کے بعد سب سے اول ہے

سوال...... بخاری شریف کو اصح الکتاب بعد کتاب اللہ کیوں کہا جاتا ہے؟ (۲) قرآن کے بعد بخاری کا درجہ ہمارے حنفی مذہب میں بھی تسلیم کیا جاتا ہے یا نہیں؟ (۳) مشکوٰۃ شریف ہمارے حنفی مذہب میں بھی تسلیم ہے یا نہیں؟

جواب...... بخاری شریف کو اصح الکتاب بعد کتاب اللہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں مؤلف حضرت امام محمد بن اسماعیل بخاری نے صحیح احادیث جمع کرنے کا جو التزام کیا ہے اس میں وہ دوسرے مؤلفین کی بہ نسبت زیادہ کامیاب ہوئے ہیں اور اس کی حدیثیں نسبتاً دوسری صحاح سے زیادہ صحیح ہیں۔

۲۔ حنفیہ کو اس سے اختلاف کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔

۳۔ مشکوٰۃ شریف معتبر کتاب ہے، مگر یہ مطلب نہیں کہ اس کی تمام حدیثیں صحیح ہیں۔

(کفایت المفتی ص ۱۱۹ ج ۲)

حضرت سعدؓ کو قبر میں تنگی پیش آنا

سوال...... سعد بن معاذ انصاریؓ جب دفن کئے گئے تو قبر تنگ ہوگئی۔ آپ ﷺ نے تکبیر کہی تو قبر

کشادہ ہوگئی' زید کہتا ہے کہ قبر اس لئے تنگ ہوئی کہ خالصتاً ان کا تکیہ رحمت الٰہی پر نہ تھا بلکہ رسول مقبول کی عنایت کا سہارا بھی لگا ہوا تھا' غیرت کبریائی نے ان کو دکھا دیا کہ تم نے ہماری ذات پر اعتماد نہ کیا اب ایسا بڑا حمایتی تمہاری قبر پر کھڑا ہوا ہے' دیکھیں وہ تمہاری کیا مدد کر سکتا ہے؟ زید کا یہ خیال توہین رسولؐ اور انکار شفاعت کو شامل ہے یا نہیں؟

جواب...... زید کا بیان توہین رسالت وغیرہ کو تو شامل نہیں' تاہم اس اعتبار سے صحیح نہیں کہ اس نے صحابی کی جانب ایسی بات کی نسبت کی جس کا کوئی ثبوت نہیں قبر کی تنگی کا سبب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہوتا تو اس پر یقین ہوتا اللہ ہی جانتا ہے کیا سبب تھا۔ (کفایت المفتی ص ۱۱۶۔۱۱۸ ج ۲)

حدیث کا مرتبہ

سوال...... حدیث مثل قرآن ہے یا نہیں؟

جواب...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال متعلقہ دین ان لوگوں کے لئے جو خود حضور کی زبان سے سنتے تھے یا جن کو تواتر سے پہنچیں قرآنی احکام کے موافق واجب التعمیل ہیں' لیکن جو احادیث کہ نقل غیر متواتر سے منقول ہو کر آئیں ان کا درجہ بوجہ طریق نقل ادون "کم" ہونے کے آیات قرآنی سے کم ہے۔ تاہم احادیث صحیحہ پر عمل لازم ہے۔ (کفایت المفتی ص ۱۱۳ ج ۲)

حدیث "میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی" کا مطلب

سوال...... حدیث میں وارد ہے کہ میری امت تہتر گروہ میں تقسیم ہو جائے گی۔ اس لفظ امت سے کیا مراد ہے امت دعوت یا امت اجابت؟ ناجی کون گروہ ہے؟

جواب...... اکثر علماء کا قول ہے کہ امت اجابت مراد ہے۔ **ما انا علیه و اصحابی** سے وہ طریقہ مراد ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور خلفائے راشدین اور صحابہ کرام کا طریق تھا۔ یعنی جو آج کل اہل سنت والجماعت کا ہے اس میں حنفی' مالکی' شافعی' حنبلی' اہل حدیث سب شامل ہیں البتہ مبتدع فرقہ ہائے ضالہ جیسے معتزلہ' خارجی' مرجیہ' مشبّہ' روافض وغیرہ اس سے خارج ہیں۔ (کفایت المفتی ص ۱۱۴ ج ۲)

بہتر فرقہ کی بحث

سوال...... کتاب سفر السعادت میں لکھا ہے کہ امت کے ۷۲ فرقوں میں تفریق ہونے کے متعلق کوئی حدیث ثابت نہیں ہوئی' اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب...... صاحب سفر السعادت نے جو تحریر کیا ہے' اس کا مفصل جواب شیخ عبدالحق محدث

دہلویؒ نے شرح سفر السعادت میں دیا ہے' اور احادیث متعددہ ترمذی وابوداؤد وغیرہ سے ثابت ہوتا ہے' اگر ضرورت ہو تو شرح سفر السعادت میں دیکھ لو۔ (فتاویٰ رشیدیہ ۱۷۷)

خچر کی سواری کی حدیث

سوال...... خچر کی سواری کی حدیث کس کتاب میں ہے؟

جواب...... بخاری شریف (جلد ۱ ص ۴۲۷) میں ہے و کان ابو سفیان بن الحارث آخذ بعنان بغلته یعنی یوم حنین میں ابوسفیان بن الحارث حضورؐ کے سفید خچر کی باگ تھامے ہوئے تھے' اور ترمذی شریف (۱ ص ۲۰۲) میں ہے۔ و رسول الله علیه وسلم علی بغلته الخ . (کفایت المفتی ج ۳ ص ۱۱۰)

محدثین علم فقہ پر عمل کرتے ہیں یا نہیں؟

سوال...... محدثین علم فقہ پر عمل کرتے ہیں یا نہیں؟ بعض شخص کہتے ہیں کہ محدثین کتب فقہ پر عمل نہیں کرتے؟

جواب...... علماء محدثین کسی ایک مذہب پر مجتہدین کے مذاہب میں سے نہیں رہتے' بعض اعمال محدثین کے کتب فقہ کے مطابق ہوتے ہیں اور بعض اعمال دوسری کتابوں کے مطابق ہوتے ہیں۔ (فتاویٰ عزیزی ص ۲۷۷ ج ۲)

مصافحہ دونوں ہاتھوں سے مسنون ہے یا ایک ہاتھ سے؟

سوال...... بوقت ملاقات مصافحہ کے بارے میں زید کہتا ہے کہ ایک ہاتھ سے مصافحہ مسنون ہے اور دلیل میں حدیث مذکورہ پیش کرتا ہے۔ "افیاخذہ بیدہ و یصافحه؟ قال نعم کوئی صحابی سوال کرتے ہیں کیا اس کا ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کرے' آپ نے جواب دیا ہاں!

کیا زید کا قول درست ہے؟ اور دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا حدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟

جواب...... تمام فقہاء دو ہاتھ سے مصافحہ کرنے کو مسنون کہتے ہیں مجالس الابرار میں ہے کہ والسنة ان تکون بکلتا یدیه " اور مصافحہ کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے ہو۔

(فتاویٰ عبدالحیؒ ص ۱۰۷)

مصافحہ بالیدین کا طریقہ

سوال...... مصافحہ دونوں ہاتھوں سے مسنون ہے' تو کس طرح؟ حدیث سے اس کا ثبوت کہاں ملتا ہے کہ دونوں کی کف دست دوسرے کے ہاتھ کی پشت پر ہوتی تھی' جیسا کہ آج کل مروج ہے؟

جواب...... بخاری شریف میں عبداللہ بن مسعود کی روایت ہے "و کان کفی بین کفیه

اس سے معلوم ہوا کہ صحابی کا ایک ہاتھ حضورؐ اقدس کے دونوں ہاتھوں میں تھا' اس صورت میں ہاتھ کی ہتھیلی کا ہاتھ کی ہتھیلی سے ملنا بالکل واضح ہے' البتہ دوسرا ہاتھ پشت دست پر ہوگا اور صحابی نے اپنے دوسرے ہاتھ کا ذکر نہیں فرمایا' ظاہر یہ ہے کہ ان کا دوسرا ہاتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے داہنے دست مبارک کی پشت پر ہوگا' جیسا کہ آج کل علماء متبعین کا عمل ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۸۰ ج۱)

مصافحہ کا مسنون وقت

سوال...... مسافر یا غیر مسافر سے رخصت کے وقت مصافحہ کرنا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم' صحابہ کرامؓ تابعین' تبع تابعین اور ائمہ اربعین سے ثابت ہے یا نہیں؟ اگر ثابت ہے تو حکم شرعی کیا ہے؟

جواب...... بوقت ملاقات تو مسنون ہے۔ خود آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کرتے تھے اور ترغیب دیتے تھے لیکن کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہؓ کرام رخصت کے وقت مصافحہ کیا کرتے تھے البتہ بعض حضرات نے ثابت کیا ہے کتاب شرعیۃ الاسلام میں مذکور ہے "وکان اصحاب رسول اللہ اذا تلاقوا تعانقوا و اذا تفرقوا تصافحوا و حمد واالله واستغفروا وان التقوا وافترقوا فی یوم مرار.

یعنی صحابہ کرام ملاقات کے وقت معانقہ کرتے اور جدائی کے وقت مصافحہ کرتے اور اللہ کی تعریف کرتے اور استغفار کرتے' اگرچہ دن میں کتنی ہی بار ملتے اور جدا ہوتے' البتہ جناب رسول اللہؐ تابعین' اور تبع تابعین اور ائمہ اربعہ سے ثابت نہیں اور کسی کتاب میں مل جائے تو سنت مؤکدہ نہ ہوگا۔ (فتاویٰ عبدالحیٔ ص۱۲۲)

دنیا میں شفاعت کبریٰ کو ثابت کرنا

سوال...... ایک حدیث سے ایک واعظ صاحب دنیا میں شفاعت کبریٰ ثابت کرتے ہیں کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ شفاعت کرتا ہوں حق تعالیٰ سے تاکہ امت کو بخش دے' اور اسی طرح ہر دعا عبادت اور سجدے کے بعد تمام امت کی شفاعت کرتا ہوں۔ لیکن دوسرا شخص کہتا ہے کہ دنیا میں اذن نہیں' بلکہ وعدہ ہے اور آخرت میں وعدے کے مطابق اذن ثابت ہوگا۔ ان میں سے کس کا قول سچ ہے اور کس کا غلط؟

جواب...... آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے شفاعت کبریٰ کی اجازت بروز قیامت ہوگی' اور دنیا میں اذن نہیں" ہوا۔ البتہ عہدۂ شفاعت کی تفویض کا وعدہ ہوا ہے اور آیت

واستغفر لذنبک وللمؤمنین اس دنیا میں استغفار کے متعلق وارد ہوئی ہے' آخرت میں شفاعت سے اس کا کوئی تعلق نہیں اور سوال میں ذکر کردہ حدیث اذن شفاعت پر دلالت کرتی ہے اور یہ ایسا مسئلہ نہیں کہ اس میں اختلاف کرنے کی وجہ سے کسی ایک کو کاذب یا فاسق کہا جائے' اس میں احتیاط کرنی چاہئے۔ (مجموعہ فتاویٰ ص ۱۲۵)

غصب کے متعلق ایک حدیث کی صراحت

سوال...... سورۂ آل عمران میں ہے و من یغلل یات بماغل یوم القیمة اور کتب اردو میں بحوالہ قول جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحریر ہے کہ آپ حشر میں غاصب کی امداد کرنے سے صاف انکار فرمائیں گے کہ میں اب کچھ نہیں کرسکتا' حکم پہنچا چکا اس فرمان حضور کی صحت فرمائی جائے۔

جواب...... زکوٰۃ دینے والوں کے متعلق یہ حدیث تو لکھی ہے ولا یاتی احد کم یعنی تم میں سے کوئی آدمی قیامت کے دن نہیں آئے گا کہ وہ اپنی گردن پر بکری اٹھائے ہوئے ہوگا' جو اس کے لئے سبب عار بنی ہوئی ہوگی' تو وہ شخص پکارے گا اے محمدؐ! تو میں کہہ دوں گا میں آج کسی چیز کا مالک نہیں' میں تو پہنچا چکا' خیانت کے متعلق بھی اسی طرح کے مضمون کی ایک حدیث آئی ہے' اس میں بھی یہ الفاظ آئے ہیں۔

فیقول یا رسول اللہ! اغثنی فاقول لااملک لک من اللہ شیئاً قد بلغتک اور غصب وخیانت کا حکم قریب قریب ہے۔ (کفایت المفتی ص ۲۵۹ ج ۹)

حدیث شریف کے انکار کرنے کا حکم

سوال...... اس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے جو حدیث شریف سے انکار کرے؟

جواب...... اس میں چند احتمالات ہیں اول یہ کہ تمام حدیثوں سے انکار کرے یہ بعینہ کفر ہے دوسرے یہ کہ حدیث متواتر کا بلا تامل کے انکار کرے یہ بھی کفر ہے' تیسرے یہ کہ اخبار آحاد کا انکار کرے اور یہ انکار خواہش نفسانی سے ہو' مثلاً یہ کہ طبیعت کے موافق نہ ہو' یا دنیوی مصلحت کے خلاف ہو' یہ گناہ کبیرہ ہے اور اس کا منکر بدعتی ہے یعنی بدعت سیئہ ہے' چوتھے یہ کہ حدیث قوی کے مقابلے میں دوسری کسی حدیث کا انکار کرے' یا یہ کہ ناقل پر اعتماد نہ ہو' یا وہ حدیث اصول کے خلاف' یا آیت قرآنی کے خلاف ہو' یا ایسی ہی کوئی مناسب وجہ انکار کی ہو تو ایسے انکار میں کوئی حرج نہیں۔ (فتاویٰ عزیزی ص ۳۰ ج ۱)

کتب فقہ کا انکار کرنا

سوال...... جس شخص کو کتب فقہ سے انکار ہو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب..... اس میں چند احتمالات ہیں اول یہ کہ شافعی مذہب والے کو حنفی کتابوں سے انکار ہو تو اس میں کچھ حرج نہیں' دوسرے یہ کہ جس کتاب سے انکار ہو وہ کتاب معتبر نہ ہو' اس میں بھی کوئی قباحت نہیں' تیسرے یہ کہ علم دین کی کتاب ہونے کی وجہ سے انکار ہو یہ کفر ہے' چوتھے یہ کہ اس وجہ سے انکار ہو کہ اہل سنت کی کتاب ہے تو وہ شخص بدعتی ہے' کیونکہ اس کو اس وجہ سے انکار ہے کہ اس کا اعتقاد ہے کہ یہ کتاب صحیح نہیں اگرچہ یہ کتاب اہل سنت کی احادیث صحیحہ کے مطابق ہے' بخلاف اس صورت کے کہ شافعی مذہب کو حنفی کتابوں سے انکار ہے کہ شافعی کے نزدیک اس کے مذہب کو حنفی پر ترجیح ہے' اس کا یہ اعتقاد نہیں ہوتا کہ حنفیہ کے اصول و فروع باطل ہیں۔ (فتاویٰ عزیزی ص ۳۰ ج ۱)

ایک واقعہ سن کر شک کیا پھر معلوم ہوا کہ حدیث ہے تو کیا کرے؟

سوال..... زید نے موسیٰ سے ایک واقعہ سن کر شک کیا اور کہا ایسا واقعہ غلط ہے اور پھر معلوم ہوا کہ یہ تو حدیث ہے تو اب زید کیا کرے؟ جواب..... بلا تحقیق نہ کسی بات کو حدیث شریف کی طرف منسوب کیا جائے نہ کسی ثابت شدہ حدیث کا انکار کیا جائے اگر کوئی بات کسی سے سنی اور دل نے اسے قبول نہ کیا اس وجہ سے اس کا انکار کر دیا پھر معلوم ہوا کہ یہ بات حدیث پاک میں ہے تو پھر انکار سے رجوع کر لیا جائے اور اس بات کو تسلیم کر لیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۶۹ ج ۱۵)

روزانہ تعلیم کرنا خلاف حدیث تو نہیں

سوال..... مشکوٰۃ شریف میں حدیث ہے کہ روزانہ تعلیم نہ کرنا چاہئے۔ ایک صحابی جمعرات کے روز تعلیم فرماتے تو اس سے غالباً منع فرمایا گیا' اب لوگ ہر روز تعلیم دیتے ہیں حالانکہ دین کی بات سننے میں جتنی دلچسپی اس وقت تھی اب اس کا عشر عشیر بھی نہیں' پھر روزانہ تعلیم کے بارے میں کیا مسئلہ ہے؟

جواب..... دین کی ضرورت کا احساس کرایا جائے۔ جس قدر دین سے بے رغبتی ہو اتنی تعلیم کی زیادہ ضرورت ہے۔ دینی مدارس قائم کئے جائیں یہاں دارالعلوم دیوبند میں بعد فجر تعلیم شروع ہو جاتی ہے۔ چھٹی کے بعد بھی تعلیم ہوتی ہے' مغرب کے بعد بھی' عشا کے بعد بھی' جمعہ کے روز بھی' اصحاب صفہ تو سب کاموں سے فارغ ہو کر دین ہی حاصل کرنے کے لئے خدمت اقدس میں آ پڑے تھے۔ حضرت ابو درداء کے حلقہ درس میں سولہ سو طلباء تھے۔ اور محدثین نے شب و روز علم حاصل کیا اور پھیلایا' حضرت امام بخاری سے نوے ہزار لوگوں نے بخاری شریف پڑھی' مشکوٰۃ شریف کا آپ نے حوالہ دیا ہے وہ وعظ و تذکیر کی صورت ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۵۰ ج ۱۸)

دو جگہ انقطاع والی حدیث سے استدلال کرنا

سوال...... کسی حدیث میں اگر دو جگہ انقطاع ہو تو کیا اس کو معرض استدلال میں پیش کیا جا سکتا ہے؟ اور اس سے کسی عمل کے استحباب و ندب کو ثابت کیا جا سکتا ہے؟ حالانکہ اس ضعیف حدیث کے لئے نہ کوئی شاہد ہے نہ تابع؟ جواب...... سنداً ایسی روایت ضعیف ہے اور فضائل میں اس سے استدلال کیا جا سکتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۷ ج ۱)

اہل صنعت سے متعلق چند احادیث کی تنقید

سوال...... درج ذیل احادیث جن کو مولانا نے اپنی کتاب ''مساوات اسلامی کی حقیقت'' میں نقل فرمایا ہے صحیح ہیں یا ضعیف یا موضوع؟

۱۔ اکذب الناس الصباغ (کنزالعمال کتاب البیوع ج ۲ ص ۲۰۱ بروایت دیلمی)

جواب...... یہ حدیث دیلمی سے منقول ہے۔ مسند فردوس دیلمی میں ضعیف' منکر بلکہ موضوع حدیثیں تک موجود ہیں۔ اس لئے اس کی کوئی روایت جب تک کہ اس کی صحت سند ثابت نہ کر دی جائے قابل استناد نہیں۔

اور سند سے قطع نظر کر لی جائے تو حدیث کے لئے کوئی صحیح معنی متعین نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اس کا ترجمہ یہ ہوتا ہے کہ ''رنگریز تمام آدمیوں میں سب سے جھوٹا ہے'' حالانکہ یہ بات واقع کے مطابق نہیں۔ بلکہ جس قسم کا جھوٹ اس قسم کے اجیر مشترک بولتے ہیں وہ رنگریز کے ساتھ خاص نہیں ہے ممکن ہے کہ بعض دوسرے پیشے والے رنگریز سے زیادہ جھوٹ بولتے ہوں اور حدیث ایک جملہ خبر یہ ہے جو صرف بیان واقعہ پر ہی محمول ہو سکتی ہے انشاء پر حمل کرنے کی کوئی صورت نہیں اور بیان واقعہ کا واقعہ کے مطابق ہونا صحت وصدق حدیث کے لئے ضروری ہے۔

اور حدیث کے یہ معنی بھی نہیں لئے جا سکتے کہ رنگریز کے لئے کاذب ہونا لازم ہے کیونکہ صباغ اور کاذب میں ملازمت کی نہ کوئی شرعی وجہ ہے نہ عقلی و من ادعی فعلیه البیان

اور یہ معنی بھی نہیں ہو سکتے کہ تمام صباغ عادی طور پر کاذب ہوتے ہیں کیونکہ بہت سے صباغ خدا کے نیک بندے اور متقی و پرہیزگار گزرے ہیں اور آئندہ بھی ہوں گے۔

اور اس حدیث کو صباغی کے پیشے کی تنقیص یا مذمت میں پیش کرنا تو کسی طرح بھی درست نہیں ۔ زیادہ سے زیادہ اس سے کذب کی مذمت نکلے گی۔ جو پیشہ وروں کی طرف سے پایا جاتا ہے۔

۲۔ حدیث دوم اذا کان یوم القیمۃ نادی مناد اینما خونۃ اللہ فی الارض فیوتی بالنحاسین والصیارفۃ والحاۃ (بروایت دیلمی)

جواب...... یہ حدیث دیلمی کی ہے اور نا قابل استناد ہے۔ اور اپنے معنی و مضمون کے لحاظ سے یہ حدیث موضوع معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ تین قسم کے پیشہ وروں کو خدا کا خائن قرار دیا ہے اور ظاہر ہے کہ خیانت سے مراد یا تو یہ لی جائے کہ یہ کام ہی خیانت ہیں اس بنا پر ان کے کرنے والے خدا کے خائن قرار دیئے گئے اور ظاہر ہے کہ کوئی ذی عقل یہ معنی مراد نہیں لے سکتا۔ کہ اس کا نصوص صریحہ کے مخالف ہونا بدیہی ہے اور اس تقدیر پر یہ لازم ہوگا کہ یہ پیشے جو بذاتہا خیانت ہیں ان کا اختیار کرنا حرام ہو۔ وھل یلتزم ذالک الا من حرم العلم والعقل

۳۔ حدیث سوم شرار امتی الصانعون الصائغون و فی نسخۃ الصائغون الصباغون.

جواب...... یہ بھی دیلمی سے منقول ہے۔ کنز العمال میں دونوں نسخے موجود ہیں۔ ایک میں دست کار اور سنار مذکور ہے اور دوسری میں سنار اور رنگریز۔ اس حدیث میں دست کاری کی جہت بیان نہیں کی گئی۔ جیسی کہ حدیث اول میں کذب اور حدیث دوم میں خیانت ذکر کی گئی تھی۔ تو اگر یہ حدیث صحیح ہو تو اس کا ظاہری مطلب یہ ہوگا کہ نفس صنعت یا صباغی یا سنار ہونا ہی آدمی کو بدترین بنا دیتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ مضمون باطل ہے۔ اس لئے یہ حدیث موضوع ہے اس کے قریب قریب یہ حدیثیں ہیں جن کے موضوع ہونے کی تصریح ہے۔ ویل للصانع من غد بعد غد یعنی خرابی ہے دست کار کے لئے کل کو اور کل کے بعد۔ تذکرۃ الموضوعات میں اس کے متعلق لکھا ہے کہ یہ حدیث بشر بن حسین کے نسخے کی ہے جو تمام کا تمام موضوع ہے۔ ایک اور حدیث ہے۔ بخلاء امتی الخیاطون یعنی میری امت کے بخیل درزی ہیں تذکرۃ الموضوعات میں ہے کہ صاحب مختصر نے اس حدیث کو ذکر کر کے یہ لکھ دیا ہے کہ میں اس حدیث کی سند یا صحت سے واقف نہیں مگر حاشیے پر مولف کے شاگرد نے یہ لکھ دیا کہ اس کی کوئی اصل نہیں ہے ایک اور حدیث ہے یحشر اللہ الخیاط الخائن و علیہ قمیص ورداء مماخاط و خان فیہ اگرچہ اس کا مضمون اصول کے خلاف نہیں مگر اس کی سند تاریک در تاریک ہے۔ (تذکرۃ الموضوعات) ایک اور حدیث ہے۔ شرار الناس التجار والزراع علامہ سیوطی نے اللآلی میں لکھا ہے کہ جوزرقانی نے اس حدیث کو موضوعات میں ذکر کیا ہے۔

ایک اور طویل حدیث ہے جو ابن عدی نے بروایت انس ذکر کی ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے

ہیں کہ ایک روز صحابہ کرام کے متفرق ہو جانے کے بعد میں آنحضرتؐ کے پاس اکیلا رہ گیا تو حضورؐ نے مجھ سے فرمایا کہ ابوحمزہ ساتھ چلو بازار چلیں تا کہ کچھ نفع حاصل کریں اور ہم سے دوسروں کو نفع پہنچے تو ہم بازار پہنچے ہم نے دیکھا کہ بوڑھا اپنی بیع کا کام کر رہا ہے اور ضعف کی وجہ سے بہت مشقت سے کام کرتا ہے تو حضورؐ کو اس کی حالت پر رحم آیا اور ارادہ فرمایا کہ اس کے پاس جا کر سلام کریں دفعتاً حضرت جبرئیل نازل ہوئے اور کہا اے محمد! اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور کہتا ہے کہ آپ قصاب کو سلام نہ کریں حضورؐ کو اس بات سے پریشانی لاحق ہوئی کہ خیر نہیں اس کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسا کوئی سا معاملہ ہے جس کی وجہ سے سلام و دعا سے منع ہوا۔

بہر حال حضورؐ اس کے پاس نہیں گئے واپس چلے آئے دوسرے روز پھر آپ نے فرمایا کہ اٹھو بازار چل کر دیکھیں کہ قصاب پر رات میں کیا گزری۔ چنانچہ ہم بازار میں پہنچے دیکھا کہ قصاب بدستور اپنے کاروبار میں مشغول ہے آنحضرتؐ نے ارادہ کیا کہ اس کے پاس چل کر پتہ لگائیں جس کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے اس سے سلام و دعا سے منع فرمایا تھا۔ اسی وقت حضرت جبرئیل تشریف لائے اور کہا اے محمد اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور کہتا ہے کہ قصاب کو جا کر سلام کرو۔ تو حضورؐ نے پوچھا کہ کل تو تم نے منع کیا تھا اور آج معلوم کرنے کو کہتے ہو۔ جبرئیل نے عرض کیا کہ اے محمدؐ! قصاب کو رات بہت سخت بخار چڑھا تو اس نے اللہ سے دعا کی اور تضرع و زاری بجالایا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول کر لی اور اس کی کرتوت سے درگزر فرمائی۔ اے محمد اب تم اس کے پاس جاؤ اور اس کو سلام کرو اور یہ خوش خبری بھی دے دو کہ تیرے کرتوت کے باوجود اللہ تعالیٰ نے تیری دعا قبول کر لی۔ چنانچہ حضورؐ اس کے پاس گئے اور اس کو سلام کیا اور خوش خبری دی۔

اس میں ایک راوی دینار نامی ہے یہ اسی کی لائی ہوئی آفت ہے۔

ایک اور حدیث ہے **من تمنی الغلاء علی امتی لعلة اخبط اللہ عملہ اربعین سنة** یعنی جو شخص میری امت پر نرخ کی گرانی کی تمنا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے چالیس برس کے اعمال حبط کر دے گا لالی مصنوعہ میں اس کو موضوع بتایا ہے۔

ایک اور حدیث ہے **من ادرک منکم زمانا تطلب فیہ الحاکة العلم فالھرب فالھرب** کہ تم میں سے جو شخص ایسا زمانہ پائے جس میں نورباف علم طلب کریں تو بھاگنا' بھاگنا' یہ بھی موضوع (تذکرۃ الموضوعات)

ایک اور حدیث ہے یخرج الدجال و معه سبعون الف حائک یعنی دجال نکلے گا تو اس کے ساتھ ستر ہزار جولا ہے ہوں گے۔ یہ بھی موضوع ہے (تذکرۃ الموضوعات)

ایک اور حدیث ہے لاتشاوروا الحجامین والحاکة ولاتسلموا علیهم یعنی سینگی لگانے والوں اور جولاہوں سے نہ مشورہ کرو اور نہ ان کو سلام کرو۔ تذکرۃ الموضوعات میں ہے کہ اس کی سند میں احمد بن عبداللہ راوی ہے جو بہت بڑا جھوٹا ہے۔

ایک اور حدیث ہے من اطلع فی طرز حائک خف دماغه ومن کلم حائکا بخرفمه و من مشی مع حائک ارتفع رزقه الخ یعنی جو شخص جولا ہے کے کرگے میں نظر رکھے گا اس کا دماغ مختل ہو جائے گا اور جو بات کرے گا وہ گندہ ذہن ہو جائے گا اور جو اس کے ہمراہ چلے گا اس کا رزق اٹھ جائے گا جولا ہے ہی وہ ہیں جنہوں نے کعبے میں پیشاب کیا تھا اور حضرت مریم کا سوت اور حضرت یحیٰ کا عمامہ چرایا تھا اور حضرت عائشہؓ کی مچھلی تنور میں سے چرائی تھی۔ اور حضرت مریم نے ان سے راستہ پوچھا تو انہوں نے غلط راستہ بتا دیا تھا تذکرۃ الموضوعات میں ہے کہ وہ حدیث موضوع ہے۔

ایک اور حدیث ہے لاتستشیروا الحاکة ولاالمعلمین فان الله تعالیٰ سلبهم عقولهم و نزع البرکة من کسبهم یعنی جولاہوں اور میانجیوں اور معلموں سے مشورہ نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی عقلیں سلب کر لی ہیں اور ان کی کمائی سے برکت اٹھائی ہے اس کو بھی تذکرۃ الموضوعات میں موضوع کہا ہے۔(

۴۔ حدیث چہارم۔ وهبت خالتی فاختة بنت عمرو غلاما فامرتها الاتجعله جازرا ولا صائغا ولاحجاما.

یہ حدیث نہایات الارب میں کنز العمال سے بحوالہ طبرانی نقل کی ہے اور اسی میں بحوالہ مسند احمد اور عن ابن عمر بھی مذکور ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔ انی وهبت لخالتی فاختة بنت عمر غلاما الحدیث لیکن ابوداؤد دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اس میں ابن عمر سے بلکہ حضرت عمر سے مروی ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں۔ قال (ای عمر) سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول انی وهبت لخالة فاختة بنت عمرو غلاما. اور طبرانی میں ہے۔ لخالتی فاختة بنت عمرو الزاهرية خالة النبی علیه السلام (التعلیق المحمود)

تو اب حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت جابرؓ یا حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنی خالہ کو ایک غلام ہبہ کیا اور مجھے امید تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کے لئے اس غلام میں برکت فرمائے گا تو میں نے ان سے کہا کہ اس غلام کو کسی پچھنے لگانے والے یا سنار یا قصاب کے سپرد نہ کرنا' یعنی یہ تینوں کام نہ اس کو سکھانا نہ کرانا۔ یہ حدیث حضرت عمرؓ سے ابوداؤد میں مروی ہے اس میں حضرت عمرؓ سے روایت کرنے والا ابو ماجدہ یا ابن ماجدہ ہے اس کے متعلق التعلیق المحمود میں تقریب سے نقل کیا ہے کہ ابو ماجدہ یا ابن ماجدہ کا نام علی بتایا گیا ہے اور یہ تیسرے طبقے کے ایک مجہول راوی ہے اور حضرت عمرؓ سے ان کی روایت منقطع ہے ان کا سماع یا ملاقات حضرت عمرؓ سے ثابت ہوں پس یہ روایت منقطع ہے۔

اس کے علاوہ اس حدیث سے صرف اسی قدر نکلتا ہے کہ آنحضرتؐ نے ایک خاص غلام کے لئے ان تینوں کاموں میں کسی کام اس کے لئے مناسب نہ سمجھ کر خالہ کو منع فرمایا بہت ممکن ہے کہ یہ اس غلام کی طبعی مناسبت کی بناپر ہو کہ حضورؐ نے اس کی طبیعت کو ان کاموں کے مناسب نہ سمجھا اور خیال فرمایا کہ اگر اس کو ان کاموں میں لگایا تو طبعی نامناسبت کی وجہ سے یہ ان کاموں سے کچھ زیادہ یا مطلقاً کوئی فائدہ حاصل نہ کر سکے گا حالانکہ آپ کی خواہش یہ تھی کہ اس غلام کی کمائی خالہ کے لئے آسودگی اور برکت کا باعث ہو تو اس حدیث کو ان صنعتوں کی مذمت کی دلیل میں لانا بھی کوئی معقولات نہیں۔ (کفایت المفتی ج ۷ ص ۳۸۵)

خلفائے راشدین اور حضرات صحابہ کرامؓ

خلفائے راشدین اور حضرت صدیقہؓ پر تہمت لگانے والا کافر ہے

سوال: خلفائے راشدین اور اہل بیت مطہرہ یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں جو شخص الفاظ ناملائم یا دشنام یا برا کہتا ہو اور تہمت لگاتا ہو وہ دائرہ اسلام میں ہے یا نہیں؟ ایسے شخص کا ذبیحہ درست ہے یا نہیں؟ اور جو ایسے شخص سے میل جول رکھتا ہو اس سے میل جول رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: (از ا تا ۳) خلفائے راشدین کے سب وشتم کو بھی بہت سے علماء نے کفر کہا ہے اور بالخصوص حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت رکھنے والوں اور افک کے قائلین کو بالاتفاق کافر کہا ہے کیونکہ اس میں نص قطعی کا انکار ہے۔ پس اس شخص کا ذبیحہ درست نہیں اور جو اس سے میل جول رکھے وہ عاصی وفاسق ہے' توبہ کرے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۱۲ ص ۳۷۳)

خلافت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر شرعاً کافر ہے

سوال: جو کوئی خلافت خلیفہ اول کو برحق قرار نہ دے اور کہے کہ حق خلافت کا حضرت علی کو تھا' خلیفہ اول نے زبردستی سے یہ عہدہ لے کر ترکہ دبالیا' سنت جماعت کے پاس اس باب میں سوائے اجماع کے کوئی دلیل نہیں اور اس اجماع کو باطل اور ناحق قرار دیتا ہے' ایسا شخص شرعاً کافر ہے یا ضال؟

جواب: ایسے شخص کے گمراہ ہونے میں شک نہیں بلکہ خوف کفر کا ہے کیونکہ اجماع خلیفہ اول کی خلافت پر قطعی الثبوت ہے اور ایسے اجماع کا منکر شرعاً کافر ہے۔ (فتاویٰ قادریہ ج ا ص ۷۵)

حضرت علیؓ کو پیغمبر ماننا کفر ہے

سوال: جو شخص حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیغمبر مانتا ہو اور کہتا ہو کہ بزرگوں کو صحابی کہا جا سکتا ہے اس کے متعلق شرعی فیصلہ کیا ہے؟

جواب: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا قرآن میں وارد ہے' پس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیغمبر ماننا کفر ہے' فتاویٰ عالمگیری میں اس اعتقاد پر روافض کی تکفیر کی گئی ہے۔

(فتاویٰ احیاء العلوم ج ا ص)

کیا حضرت علیؓ کو برا کہنا کفر نہیں؟

سوال: بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ بعض صحابہ عشرہ مبشرہ میں سے نماز جمعہ میں حاضر تھے اور مروان نے خطبہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا کہا اور صحابہ موصوفین نے اس کے پیچھے نماز پڑھی اور اس کی تکفیر کا حکم نہ فرمایا' البتہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا کہنے کی وجہ سے مروان پر ان صحابہ کرامؓ نے سختی کی اور اس کو ڈانٹا' تعجب ہے کہ اہانت علم وعلماء کی کفر ہے' تو اہانت حضرت علیؓ کی کیونکر کفر نہ ہوگی؟ اور شیخین کو برا کہنا کفر ہے تو برا کہنا حضرت علیؓ کو کیونکر کفر نہ ہوگا؟ یہ ترجیح بلا مرجح کیسی؟

جواب: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حال میں ثابت ہے کہ لوگوں نے اہل شام کی بغاوت کا حال پوچھا' کیا یہ لوگ مشرک تھے؟ (یعنی اہل شام مشرک ہیں) تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ لوگ تو شرک سے بھاگے' پھر پوچھا کیا یہ لوگ منافقین اہل شام سے ہیں؟ تو فرمایا کہ منافقین تو اللہ کو بہت کم یاد کرتے ہیں' پھر لوگوں نے پوچھا کہ ان لوگوں کے بارے میں کیا اعتقاد رکھنا چاہیے؟ تو جواب ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ مسلمان ہیں اور مرتکب گناہ کبیرہ کے ہیں چنانچہ اسی وجہ سے قدماء اہل سنت نے حضرات ختنین کو برا کہنے والے کو کافر نہیں لکھا' البتہ بدعت اور فسق عظیم ہے' برخلاف سب شیخین کے کہ اس میں اس طرح کے آثار وارد نہیں ہوئے۔ (فتاویٰ عزیزی ج ۱ ص ۲۴۷)

حضرت عباس اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں چند شبہات کا ازالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم المقام جناب یوسف لدھیانوی صاحب........السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ امابعد!

قاضی ابوبکر بن العربیؒ ۴۶۸ھ تا ۵۴۳ھ اپنی کتاب ''العواصم من القواصم'' کے ایک باب میں رقم طراز ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ایک کمر توڑ حادثہ تھا اور عمر بھر کی مصیبت کیونکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں چھپ کر بیٹھ گئے۔

اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے دوران اپنی الجھن میں پڑ گئے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علیؓ سے کہا کہ: موت کے وقت بنی عبدالمطلب کے چہروں کی جو کیفیت ہوتی ہے، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کی دیکھ رہا ہوں، سو آؤ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیں اور معاملہ ہمارے سپرد ہو تو ہمیں معلوم ہو جائے گا۔

پھر اس کے بعد حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ میں الجھ گئے، وہ فدک، بنی نضیر اور خیبر کے ترکہ میں میراث کا حصہ چاہتے تھے۔''

آئمہ حدیث کی روایت کے مطابق حضرت عباسؓ نے حضرت علیؓ کے متعلق کہا تھا کہ جب حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوقاف کے بارے میں حضرت عمرؓ کے پاس اپنا جھگڑا کر لے گئے تو حضرت عباسؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا: ''اے امیر المومنین! میرے اور اس کے درمیان فیصلہ کرا دیں۔''

دیگر جگہ پر ہے کہ آپس میں گالم گلوچ کی...... (ابن حجرؒ فتح الباری)

''حضرت علیؓ بن ابی طالب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی آخری بیماری میں مبتلا تھے، لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ: اے ابوالحسن! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت کیسی ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ اب آپ پہلے سے اچھی حالت میں ہیں تو حضـ

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: خدا کی قسم تین روز کے بعد آپ پر لاٹھی کی حکومت ہوگی۔ مجھے معلوم ہو رہا ہے کہ اس بیماری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات عنقریب ہونے والی ہے کیونکہ بنی عبدالمطلب کے چہروں کی جو کیفیت موت کے وقت ہوتی ہے وہی مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معلوم ہو رہی ہے' آؤ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیں کہ آپ کے بعد خلیفہ کون ہوگا؟ اگر آپ ہمیں خلافت دے جائیں تو بھی ہمیں معلوم ہو جائے اور اگر آپ کسی اور کو خلافت دے دیں تو پھر ہمارے متعلق اس کو وصیت کر جائیں تو حضرت علیؓ نے کہا: خدا کی قسم! اگر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق سوال کریں اور آپ ہم کو نہ دیں تو پھر لوگ ہم کو کبھی نہ دیں گے اور میں تو خدا کی قسم! اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہرگز سوال نہ کروں گا۔'' یہ حدیث صحیح بخاری کتاب المغازی اور البدایہ والنہایہ میں ابن عباسؓ سے مروی ہے اور امام احمدؒ نے اپنی مسند میں روایت کی ہے۔

سوالات: ا۔ حضرت علیؓ چھپ کر کیوں بیٹھ گئے تھے؟

۲۔ کیا ان دونوں کو مال و دولت کی اس قدر حرص تھی کہ بار بار ترکہ مانگتے تھے جبکہ ان کو حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ نے علم کرا دیا تھا کہ اس مال کی حیثیت ترکے کی نہیں' تقسیم نہیں کیا جا سکتا؟

۳۔ یہ جھگڑا ان دونوں کو نہ صرف مال و دولت کا حریص ثابت کرتا ہے بلکہ اخلاقی پستی کی طرف بھی اشارہ ملتا ہے کیونکہ گالم گلوچ شرفاء کا وطیرہ نہیں؟

۴۔ ''تین روز کے بعد آپ پر لاٹھی کی حکومت ہوگی'' اس عبارت کو واضح کریں؟

۵۔ حضرت عباسؓ کو کیسی فکر پکڑی ہے کہ خلافت ملے نہ ملے تو وصیت ہی ہو جائے کہ ان کے مفادات محفوظ ہو جائیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری اور وفات کا صدمہ اگر غالب ہوتا تو یہ خیالات اور یہ کارروائیاں کہاں ہوتیں؟

۶۔ حضرت علیؓ کے الفاظ سے تو ان کا ارادہ یہی ظاہر ہوتا ہے کہ خواہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکار ہی کیوں نہ کر دیں انہیں خلافت درکار ہے اور یہ بھی کہ انہیں احتمال یہی تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منع فرما دیں گے' اسی لیے کہتے ہیں کہ: میں نہ سوال کروں گا (اور بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اس خلافت کو حاصل کروں گا) حضرت علیؓ کے الفاظ اگر یہ مفہوم ظاہر نہیں کرتے تو پھر کیا ظاہر کرتے ہیں؟

امید ہے کہ آپ جواب جلد ارسال فرمائیں گے۔

فقط والسلام   محمد ظہور الاسلام

جوابات: سوالات پر غور کرنے سے پہلے چند امور بطور تمہید عرض کر دینا مناسب ہے:

اول: اہل حق کے نزدیک صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی کی تحقیر و تنقیص جائز نہیں بلکہ تمام صحابہؓ کو عظمت و محبت سے یاد کرنا لازم ہے کیونکہ یہی اکابر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اُمت کے درمیان واسطہ ہیں، امام اعظمؒ اپنے رسالہ ''فقہ اکبر'' میں فرماتے ہیں:

"ولا نذكر الصحابة (وفى نسخة ولا نذكر احمد من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم) الا بخير."

(شرح فقہ اکبر: ملا علی قاریؒ ص: ۸۵، طبع مجتبائی ۱۳۴۸ھ)

ترجمہ: ''اور ہم صحابہ کرامؓ کو (اور ایک نسخہ میں ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ میں سے کسی کو) خیر کے سوا یاد نہیں کرتے۔''

امام طحاویؒ اپنے عقیدہ میں فرماتے ہیں:

"ونحب اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا نفرط فى حب احد منهم، ولا نتبرأ من احد منهم، ونبغض من يبغضهم وبغير الحق يذكرهم، ولا نذكرهم الا بالخير، وحبهم دين و ايمان و احسان، وبغضهم كفر و نفاق و طغيان."

(عقیدۃ الطحاوی ص: ٦٦، طبع ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالا)

ترجمہ: ''اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ سے محبت رکھتے ہیں۔ ان میں سے کسی کی محبت میں افراط و تفریط نہیں کرتے اور نہ کسی سے برأت کا اظہار کرتے ہیں اور ہم ایسے شخص سے بغض رکھتے ہیں جو ان میں سے کسی سے بغض رکھے یا ان کو ناروا الفاظ سے یاد کرے۔ ان سے محبت رکھنا دین و ایمان اور احسان ہے اور ان سے بغض رکھنا کفر و نفاق اور طغیان ہے۔''

امام ابوزرعہ عبیداللہ بن عبدالکریم الرازیؒ (المتوفی ۲۶۴ھ) کا یہ ارشاد بہت سے اکابر سے نقل کیا ہے کہ:

"اذا رأيت الرجل ينقص احدا من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، فاعلم انه زنديق، لان الرسول صلى الله عليه وسلم عندنا حق، والقرآن حق، وانما ادى الينا هذا القرآن والسنن اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، وانما يريدون ان يجرحوا شهودنا ليبطلوا الكتاب والسنة. والجرح بهم اولىٰ وهم زنادقة." (مقدمہ العواصم من القواصم ص: ۳۴)

ترجمہ: "جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کسی کی تنقیص کرتا ہے تو سمجھ لو کہ وہ زندیق ہے۔ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے نزدیک حق ہیں اور قرآن کریم حق ہے اور قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات ہمیں صحابہ کرامؓ ہی نے پہنچائے ہیں، یہ لوگ صحابہ کرامؓ پر جرح کر کے ہمارے دین کے گواہوں کو مجروح کرنا چاہتے ہیں تاکہ کتاب وسنت کو باطل کر دیں حالانکہ یہ لوگ خود جرح کے مستحق ہیں کیونکہ وہ خود زندیق ہیں۔"

یہ تو عام صحابہ کرام علیہم الرضوان کے بارے میں اہل حق کا عقیدہ ہے جبکہ حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا شمار خواص صحابہؓ میں ہوتا ہے۔ حضرت عباسؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم: "عمّی وصنو ابی" فرمایا کرتے تھے، یعنی "میرے چچا اور میرے باپ کی جگہ" اور ان کا بے حد اکرام فرماتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے وسیلہ سے استسقاء کرتے تھے، ان کے علاوہ حدیث کی کتابوں میں ان کے بہت سے فضائل ومناقب وارد ہیں۔

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فضائل ومناقب تو حد شمار سے خارج ہیں، ان کے دیگر فضائل سے قطع نظر وہ اہل حق کے نزدیک خلیفہ راشد ہیں، قاضی ابوبکر بن العربیؒ "العواصم من القواصم" میں جس کے حوالے آپ نے سوال میں درج کیے ہیں لکھتے ہیں:

> "وقُتل عثمان فلم یبق علی الارض احق بها من علی فجاء ته علی قدر فی وقتها ومحلها، وبین اللّٰه علی یدیه من الاحکام والعلوم ماشاء اللّٰه ان یبین. وقد قال عمر: لولا علی لهلک عمر! وظهر من فقهه وعلمه فی قتال اهل القبلة من استدعائهم، ومناظرتهم، وترک بادرتهم، والتقدم الیهم قبل نصب الحرب معهم، وندائه: لانبدأ بالحرب، ولا یتبع مول، ولا یجهز علی جریح، ولا تهاج امرأة، ولا نغنم لهم مالا، وامره بقبول شهادتهم والصلوٰة خلفهم، حتّٰی قال اهل العلم: لولا ما جری ماعرفنا قتال اهل البغی." (ص: ۱۹۴)

ترجمہ: "اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے تو روئے زمین پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر کوئی خلافت کا مستحق نہیں تھا، چنانچہ نوشتہ الٰہی کے مطابق انہیں خلافت اپنے ٹھیک وقت میں ملی اور برمحل ملی اور ان کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ نے وہ احکام وعلوم ظاہر فرمائے جو اللہ تعالیٰ کو منظور تھے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا: "اگر علیؓ نہ ہوتے تو عمر ہلاک

ہو جاتا۔'' اور اہل قبلہ سے قتال کرنے میں ان کے علم و تفقہ کے جو ہر ظاہر ہوئے' مثلاً انہیں دعوت دینا' ان سے بحث و مناظرہ کرنا' ان سے لڑائی میں پہل نہ کرنا اور ان کے ساتھ جنگ کرنے سے قبل یہ اعلان کرنا کہ ہم جنگ میں ابتداء نہیں کریں گے' بھاگنے والے کا تعاقب نہیں کیا جائے گا' کسی زخمی کو قتل نہیں کیا جائے گا' کسی خاتون سے تعرض نہیں کیا جائے گا اور ہم ان کے مال کو غنیمت نہیں بنائیں گے اور آپ کا یہ حکم فرمانا کہ اہل قبلہ کی شہادت مقبول ہوگی اور ان کی اقتداء میں نماز جائز ہے وغیرہ' حتیٰ کہ اہل علم کا قول ہے کہ: اگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اہل قبلہ کے ساتھ قتال کے یہ واقعات پیش نہ آتے تو ہمیں اہل بغی کے ساتھ قتال کی صورت ہی معلوم نہ ہو سکتی۔''

پس جس طرح کسی ایک نبی کی تکذیب پوری جماعت انبیاء کرام علیہم السلام کی تکذیب ہے کیونکہ دراصل یہ وحی الٰہی کی تکذیب ہے۔ ٹھیک اسی طرح کسی ایک خلیفہ راشد کی تنقیص خلفائے راشدین کی پوری جماعت کی تنقیص ہے کیونکہ یہ دراصل خلافت نبوت کی تنقیص ہے۔ اسی طرح جماعت صحابہؓ میں سے کسی ایک کی تنقیص و تحقیر پوری جماعت صحابہؓ کی تنقیص ہے کیونکہ یہ دراصل صحبت نبوت کی تنقیص ہے' اسی بناء پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللّٰہ! اللّٰہ! فی اصحابی' لاتتخذوھم غرضاً بعدی' فمن احبھم فبحبی احبھم' ومن ابغضم فبغضی ابغضھم.'' (ترمذی ج:۲' ص:۲۲۶)

ترجمہ: ''میرے صحابہؓ کے بارے میں اللہ سے ڈرو! اللہ سے ڈرو! ان کو میرے بعد ہدف ملامت نہ بنالینا' پس جس نے ان سے محبت کی تو میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا۔''

خلاصہ یہ کہ ایک مسلمان کے لیے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبت رکھنا اور انہیں خیر کے ساتھ یاد کرنا لازم ہے' خصوصاً حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نیابت نبوت کا منصب حاصل ہوا۔ اسی طرح وہ صحابہ کرامؓ جن کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالی میں محب و محبوب ہونا ثابت ہے ان سے محبت رکھنا' حب نبوی کی علامت ہے۔ اس لیے امام طحاویؒ اس کو دین و ایمان اور احسان سے تعبیر فرماتے ہیں اور ان کی تنقیص و تحقیر کو کفر و نفاق اور طغیان قرار دیتے ہیں۔

دوم: ایک واقعہ کے متعدد اسباب و علل ہو سکتے ہیں اور ایک قول کی متعدد توجیہات ہو سکتی ہیں اس لیے ہمیں کسی واقعہ پر گفتگو کرتے ہوئے یا کسی کے قول کی توجیہ کرتے ہوئے صاحب

واقعہ کی حیثیت و مرتبہ کو ملحوظ رکھنا لازم ہوگا۔ مثلاً: ایک مسلمان یہ فقرہ کہتا ہے کہ: ''مجھے فلاں ڈاکٹر سے شفا ہوئی'' تو قائل کے عقیدہ کے پیش نظر اس کو کلمۂ کفر نہیں کہا جائے گا لیکن یہی فقرہ اگر کوئی دہریہ کہتا ہے تو یہ کلمۂ کفر ہوگا یا مثلاً: کسی پیغمبر کی توہین و تذلیل اور اس کی داڑھی نوچنا کفر ہے لیکن جب ہم یہی واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں پڑھتے ہیں تو ان کی شان و حیثیت کے پیش نظر کسی کو اس کا وسوسہ بھی نہیں آتا۔

سوم: جس چیز کو آدمی اپنا حق سمجھتا ہے اس کا مطالبہ کرنا' نہ کمال کے منافی ہے اور نہ اسے حرص پر محمول کرنا صحیح ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بڑھ کر کون کامل و مخلص ہوگا؟ لیکن حقوق میں بعض اوقات ان کے درمیان بھی منازعت کی نوبت آتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے درمیان فیصلے فرماتے تھے مگر اس بات پر نکیر نہیں فرماتے تھے کہ یہ منازعت کیوں ہے؟ اور نہ حق طلبی کو حرص کہا جاتا ہے۔

چہارم: اجتہادی رائے کی وجہ سے فہم میں خطا ہو جانا لائق مواخذہ نہیں اور نہ یہ کمال واخلاص کے منافی ہے۔ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام باجماع اہل حق معصوم ہیں مگر اجتہادی خطا کا صدور ان سے بھی ممکن ہے لیکن ان پر چونکہ وحی الٰہی اور عصمت کا پہرہ رہتا ہے اس لیے انہیں خطاء اجتہادی پر قائم نہیں رہنے دیا جاتا بلکہ وحی الٰہی فوراً انہیں متنبہ کر دیتی ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ دیگر کاملین معصوم نہیں' ان سے خطائے اجتہادی سرزد ہو سکتی ہے اور ان کا اس پر برقرار رہنا بھی ممکن ہے۔ البتہ حق واضح ہو جانے کے بعد وہ حضرات بھی اپنی خطائے اجتہادی پر اصرار نہیں فرماتے بلکہ بغیر جھجک کے اس سے رجوع فرما لیتے ہیں۔

پنجم: رائے کا اختلاف ایک فطری امر ہے اور کاملین و مخلصین کے درمیان اختلاف رائے کی وجہ سے کشاکشی اور شکر رنجی پیدا ہو جانا بھی کوئی مستبعد امر نہیں بلکہ روزمرہ کا مشاہدہ ہے' قیدیان بدر کے قتل یا فدیہ کے بارے میں حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان جو اختلاف رائے ہوا وہ کس کو معلوم نہیں؟ لیکن محض اس اختلاف رائے کی وجہ سے کسی کا نام دفتر اخلاص و کمال سے نہیں کاٹا گیا۔ باوجودیکہ وحی الٰہی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تائید کی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے پر...... جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید حاصل تھی' رحیمانہ عتاب بھی ہوا مگر کون کہہ سکتا ہے کہ اس کی وجہ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضل و کمال اور صدیقیت کبریٰ میں کوئی ادنیٰ فرق بھی آیا۔ اسی طرح بنو تمیم کا وفد جب بارگاہ

نبویؐ میں حاضر ہوا تو اس مسئلہ پر کہ ان کا رئیس کس کو بنایا جائے۔ حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان اختلاف رائے ہوا جس کی بناء پر دونوں کے درمیان تلخ کلامی تک نوبت پہنچی اور سورۂ حجرات کی ابتدائی آیات اس سلسلہ میں نازل ہوئیں' اس کے باوجود ان دونوں بزرگوں کے قرب ومنزلت اور محبوبیت عنداللہ وعندرسولہ میں کوئی فرق نہیں آیا۔

الغرض اس کی بیسیوں نظیریں مل سکتی ہیں کہ انتظامی امور میں اختلاف رائے کی بناء پر کشا کشی اور تلخی تک کی نوبت آسکتی ہے' اس لئے یہ کشاکشی اور تلخی کی نوبت آسکتی ہے۔ مگر چونکہ ہر شخص اپنی جگہ مخلص ہے اس لئے یہ کشاکشی ان کے فضل وکمال میں رخنہ انداز نہیں سمجھی جاتی۔

ششم: حکومت وامارت ایک بھاری ذمہ داری ہے اور اس سے عہدہ برآ ہونا بہت ہی مشکل اور دشوار ہے اس لیے جو شخص اپنے بارے میں پورا اطمینان نہ رکھتا ہو کہ وہ اس عظیم ترین ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو سکے گا اس کے لیے حکومت وامارت کی طلب شرعاً وعرفاً مذموم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"انکم ستحرصون علی الامارة و ستکون ندامة یوم القیامة فنعم المرضعة وبئست الفاطمة"

(صحیح بخاری ج:۲ص:۱۰۵۸' کتاب الاحکام' **باب مایکره من الحرص علی الامارة**)

ترجمہ: "بے شک تم امارت کی حرص کروگے اور عنقریب یہ قیامت کے دن سراپا ندامت ہوگی' پس یہ دودھ پلاتی ہے تو خوب پلاتی ہے اور دودھ چھڑاتی ہے تو بری طرح چھڑاتی ہے۔"

لیکن جو شخص اس کے حقوق ادا کرنے کی اہلیت وصلاحیت رکھتا ہو اس کے لیے اس کا مطالبہ شرعاً وعقلاً جائز ہے اور اگر وہ کسی خیر کا ذریعہ ہو تو مستحسن ہے۔ سیدنا یوسف علیہ السلام کا ارشاد قرآن کریم میں نقل کیا ہے کہ انہوں نے شاہ مصر سے فرمایا تھا:

"اجعلنی علی خزائن الارض انی حفیظ علیم." (یوسف:۵۵)

ترجمہ: "ملکی خزانوں پر مجھ کو مامور کردو' میں ان کی حفاظت رکھوں گا اور خوب واقف ہوں۔"

اور قرآن کریم ہی میں سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ دعا بھی نقل کی گئی ہے:

"رب اغفرلی وهب لی ملکا لاینبغی لاحد من بعدی' انک انت الوهاب" (ص:۳۵)

ترجمہ: "اے میرے رب! میرا (پچھلا) قصور معاف کر اور (آئندہ کے لیے) مجھ کو ایسی

سلطنت دے کہ میرے سوا (میرے زمانہ میں) کسی کو میسر نہ ہو۔" (بیان القرآن)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت و نیابت جسے اسلام کی اصطلاح میں "خلافت راشدہ" کہا جاتا ہے ایک عظیم الشان فضیلت و منقبت اور حسب ذیل وعدہ الٰہی کی مصداق ہے:

"وعد اللّٰه الذين امنو منكم وعملو الصلحت ليستخلفنهم في الارض كما استخلف الذين من قبلهم وليمكنن لهم دينهم الذى ارتضى لهم وليبدلنهم من بعد خوفهم امنا يعبدوننى لايشركون بى شيئا." (النور:۵۵)

ترجمہ: "(اے مجموعہ اُمت) تم میں جو لوگ ایمان لاویں اور نیک عمل کریں ان سے اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ ان کو (اس اتباع کی برکت سے) زمین میں حکومت عطا فرمائے گا جیسا کہ ان سے پہلے (اہل ہدایت) لوگوں کو حکومت دی تھی اور جس دین کو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے پسند کیا ہے (یعنی اسلام) اس کو ان کے (نفع آخرت) کے لیے قوت دے گا اور ان کے اس خوف کے بعد اس کو مبدل بامن کر دے گا۔ بشرطیکہ میری عبادت کرتے رہیں اور میرے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کریں۔" (بیان القرآن)

جو شخص اس خلافت کی اہلیت رکھتا ہو اس کے لیے اس کے حصول کی خواہش مذموم نہیں بلکہ ایک اعلیٰ درجہ کے فضل و کمال کو حاصل کرنے کی فطری خواہش ہے۔ حدیث میں ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر میں یہ اعلان فرمایا کہ: "میں یہ جھنڈا کل ایک ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے محبت رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اس سے محبت رکھتے ہیں۔" تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے ہر شخص اس فضیلت کو حاصل کرنے کا خواہش مند تھا' حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"ماحببت الامارة الايومئذ قال فتساورت لها رجاء ان ادعىٰ لها قال فدعا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم على بن ابى طالب فاعطاه اياها. الحديث." (صحیح مسلم ج:۲'ص:۲۷۹)

ترجمہ: "میں نے اس دن کے سوا امارت کو کبھی نہیں چاہا' پس میں اپنے آپ کو نمایاں کر رہا تھا' اس امید پر کہ میں اس کے لیے بلایا جاؤں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طلب فرمایا اور وہ جھنڈا ان کو عنایت فرمایا۔"

ظاہر ہے کہ اس موقع پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہ خواہش کرنا کہ امارت کا جھنڈا انہیں عنایت کیا جائے' اس بشارت اور اس فضیلت کو

حاصل کرنے کے لیے تھا۔ شیخ محی الدین نوویؒ اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"انما کانت محبته لها لمادلت علیه الامارة من محبته للّٰه ولرسوله صلی اللّٰه علیه وسلم ومحبتهما له والفتح علی یدیه." (حاشیه مسلم)

ترجمہ: "حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس دن امارت کی محبت وخواہش کرنا اس وجہ سے تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے محبّ ومحبوب ہونے کی دلیل تھی اور اس شخص کے ہاتھ پر فتح ہونے والی تھی۔"

الغرض خلافت نبوت ایک غیر معمولی شرف' امتیاز اور مجموعہ فضائل وفواضل ہے جو حضرات اس کے اہل تھے اور انہیں اس کا پورا اطمینان تھا کہ وہ اس کے حقوق انشاء اللہ پورے طور پر ادا کرسکیں گے ان کے دل میں اگر اس شرف وفضیلت کے حاصل کرنے کی خواہش ہو تو اس کو "خواہش اقتدار" سے تعبیر کرنا جائز نہیں ہوگا بلکہ یہ کار نبوت میں شرکت اور جارحہ نبویؐ بننے کی حرص کہلائے گی۔ مسند الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

"ایام خلافت بقیہ ایام نبوت بودہ است' گویا در ایام نبوت حضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم تصریحاً بزبان مے فرمود و در ایام خلافت ساکت نشستہ بدست وسر اشارہ مے فرماید۔" (ازالۃ الخفاء ج:۱ ص:۲۵)

ترجمہ: "خلافت راشدہ کا دور' دور نبوت کا بقیہ تھا۔ گویا دور نبوت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صراحتاً ارشادات فرماتے تھے اور دور خلافت میں خاموش بیٹھے ہاتھ اور سر کے اشارے سے سمجھاتے تھے۔"

ان مقدمات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینے کے بعد اب اپنے سوالات پر غور فرمایئے:

۱۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھر میں بیٹھ جانا

قاضی ابوبکر بن العربیؒ نے پہلا قاصمہ (کمر توڑ حادثہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کو قرار دیا ہے اور اس سلسلہ میں لکھا ہے کہ اس ہوش ربا سانحہ کی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر میں چھپ کر بیٹھ گئے تھے' حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سکتہ طاری ہوگیا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر وارفتگی کی سی کیفیت طاری ہوگئی تھی' وغیرہ وغیرہ۔

اس پوری عبارت سے واضح ہوجاتا ہے کہ اس قیامت خیز سانحہ کے جو اثرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر مرتب ہوئے' قاضی ابوبکر بن العربیؒ ان اثرات کو ذکر کررہے ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر اس حادثہ کا اثر یہ ہوا تھا کہ وہ گھر میں عزلت نشین ہوگئے تھے۔

آپ نے بہت سے لوگوں کو دیکھا ہوگا کہ کسی محبوب ترین شخصیت کی رحلت کے بعد جہان ان

کے لیے تیرہ وتار ہو جاتا ہے' ان کی طبیعت پر انقباض وافسردگی طاری ہو جاتی ہے اور دل پر ایک ایسی گرہ بیٹھ جاتی ہے جو کسی طرح نہیں کھلتی' ان کی طبیعت کسی سے ملنے یا بات کرنے پر کسی طرح آمادہ نہیں ہوتی وہ کسی قسم کا جزع فزع یا بے صبری کا اظہار نہیں کرتے لیکن طبیعت ایسی بجھ جاتی ہے کہ مدتوں تک معمول پر نہیں آتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی محبوب اس خطہ ارضی پر نہیں ہوا اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بڑھ کر کوئی عاشق زار اس چشم فلک نے نہیں دیکھا' ہمیں تو ان اکابر کے صبر وتحمل پر تعجب ہے کہ انہوں نے اس عشق ومحبت کے باوجود یہ حادثہ عظیمہ کیسے برداشت کر لیا؟ لیکن آپ انہیں عشاق کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہ وہ گھر میں چھپ کر بیٹھ گئے تھے......؟

راقم الحروف نے اپنے اکابر کو دیکھا ہے کہ جب درس حدیث کے دوران آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے سانحہ کبریٰ کا باب شروع ہوتا تو آنکھوں سے اشک ہائے غم کی جھڑی لگ جاتی' آواز گلوگیر ہو جاتی اور بسا اوقات رونے کی' ہچکیوں سے گھگی بندھ جاتی' جب اہل قلوب پر چودہ سو سال بعد بھی اس حادثہ جان کا یہ اثر ہے تو جن عشاق کی آنکھوں کے سامنے یہ سب کچھ بیت گیا۔ سوچنا چاہیے کہ ان کا کیا حال ہوا ہوگا؟

رفتم واز رفتن من عالمے ویران شد ‎ ‎ ‎ من مگر شمعم چوں رفتم بزم برہم ساختم

خاتون جنت' جگر گوشہ رسول حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتی تھیں: ''انس! تم نے کیسے گوارا کر لیا کہ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مٹی ڈالو!'' (صحیح بخاری ج:۲' ص:۶۴۱)

اور مسند احمد کی روایت میں ہے: ''تم نے کیسے گوارا کر لیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کر کے خود لوٹ آؤ!'' (حیاۃ الصحابہ ج:۲ ص:۳۲۸)

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر ہوئی تو فرمایا: ''آہ! میری کمر ٹوٹ گئی'' صحابہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں پہنچے مگر کسی کو توقع نہ تھی کہ وہ مسجد تک آسکیں گے۔ (حیات الصحابہ ج:۲ ص:۳۲۳)

اگر ہم درد کی اس لذت اور محبت کی اس کسک سے ناآشنا ہیں تو کیا ہم سے یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ جن حضرات پر یہ قیامت گزر گئی تو ہم ان کو معذور ہی سمجھ لیں......!!

اور پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں بیٹھ جانے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ جمعہ' جماعت اور دینی ومعاشرتی حقوق وفرائض ہی کو چھوڑ بیٹھے تھے' شیخ محب الدین الخطیبؒ حاشیہ

العواصم میں لکھتے ہیں:

"واضاف الحافظ ابن کثیر فی البدایة والنهایة (ج:۵ص: ۲۴۹) ان علیالم ینقطع عن صلوة من الصلوٰة خلف الصدیق و خرج معه الی ذی القصة لما خرج الصدیق شاهدا سیفه یرید قتال اهل الرده." (ص: ۳۸)

ترجمہ: "اور حافظ ابن کثیرؒ نے البدایہ والنہایہ (ج:۵ص:۲۴۹) میں اس پر اتنا اضافہ کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا سلسلہ ترک نہیں فرمایا تھا' نیز جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرتدین سے قتال کرنے کے لیے تلوار سونت کر "ذی القصہ" تشریف لے گئے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی ان کے ساتھ نکلے تھے۔"

پس جب آپ سے نہ دینی و معاشرتی فرائض میں کوتاہی ہوئی اور نہ نصرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ان سے کوئی ادنیٰ تخلف ہوا تو کیا اس بناء پر کہ شدت غم کی وجہ سے ان پر خلوت نشینی کا ذوق غالب آ گیا تھا' آپ انہیں مورد الزام ٹھہرائیں گے؟

۲۔طلب میراث

جہاں تک بار بار ترکہ مانگنے کا تعلق ہے' یہ محض غلط فہمی ہے۔ ایک بار صدیقی دور میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ترکہ ضرور مانگا تھا اور بلاشبہ یہ ان کی اجتہادی رائے تھی جس میں وہ معذور تھے اسے اپنا حق سمجھ کر مانگ رہے تھے اس وقت نص نبویؐ:

"لانورث' ماترکناه صدقة"

ترجمہ: "ہماری وراثت جاری نہیں ہوتی جو کچھ ہم چھوڑ کر جائیں وہ صدقہ ہے۔"

کا یا تو ان کو علم نہیں ہوگا یا ممکن ہے کہ حادثہ وصال نبویؐ کی وجہ سے ان کو ذہول ہو گیا ہو جس طرح اس موقع پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آیت: "وما محمد الا رسول" سے ذہول ہو گیا تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ آیت دیگر آیات کے ساتھ) برسر منبر تلاوت فرمائی تو انہیں ایسا محسوس ہوا گویا یہ آیت آج ہی نازل ہوئی تھی۔

الغرض ان اکابر کا ترکہ طلب کرنا' نہ مال کی حرص کی بناء پر تھا اور نہ یہ ثابت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس ارشاد نبویؐ سننے کے بعد انہوں نے دوبارہ کبھی مطالبہ دہرایا ہو یا انہوں نے اس حدیث میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی منازعت فرمائی ہو۔ قاضی ابوبکر بن العربیؒ لکھتے ہیں:

"وقال لفاطمة وعلی والعباس ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: لانورث، ماترکناہ صدقۃ، فذکر الصحابۃ ذالک۔" (العواصم ص:۴۸)

ترجمہ: ''اور حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت فاطمہؓ، علی اور عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو فرمایا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: ''ہماری وراثت جاری نہیں ہوتی ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔'' تب دیگر صحابہؓ نے بھی یہ حدیث ذکر کی۔

اس کے حاشیہ میں شیخ محب الدین الخطیبؒ لکھتے ہیں:

"قال شیخ الاسلام ابن تیمیۃ فی منہاج السنۃ (ج:۲ص:۱۵۸) قول النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم: "لانورث، ماترکناہ صدقۃ" رواہ عنہ ابوبکر و عمر و عثمان و علی و طلحۃ والزبیر و سعد و عبدالرحمن بن عوف و العباس بن عبدالمطلب و ازواج النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم و ابو ہریرۃ والروایۃ عن ہولاء ثابتۃ فی الصحاح والمسانید۔" (ص:۴۸)

ترجمہ: ''شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ منہاج السنۃ (ج:۲ص:۱۵۸) میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ ''ہماری وراثت جاری نہیں ہوتی ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مندرجہ ذیل حضرات روایت کرتے ہیں: حضرت ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، سعد، عبدالرحمٰن بن عوف، عباس بن عبدالمطلب، ازواج مطہرات اور ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اوران حضرات کی احادیث صحاح ومسانید میں ثابت ہیں۔''

اس سے واضح ہے کہ حدیث: **"لانورث، ماترکناہ صدقۃ"** کہ خود حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی روایت کرتے ہیں، اس لیے یا تو ان کو اس سے پہلے اس حدیث کا علم نہیں ہوگا یا وقتی طور پر ذہول ہوگیا ہوگا، اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس حدیث کے مفہوم میں کچھ اشتباہ ہوا ہو اور وہ اس کو صرف منقولات کے بارے میں سمجھتے ہوں، بہرحال حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متنبہ کردینے کے بعد انہوں نے نہ اس حدیث میں کوئی جرح وقدح فرمائی نہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منازعت کی بلکہ اپنے مؤقف سے دستبردار ہوگئے اور یہ ان مؤمنین قانتین کی شان ہے جن میں نفسانیت کا کوئی شائبہ نہیں ہوتا۔ الغرض ''بار بار ترکہ مانگنے'' کی جو نسبت ان اکابر کی طرف سوال میں کی گئی ہے وہ صحیح نہیں، ایک بار انہوں نے مطالبہ ضرور کیا تھا جس میں معذور تھے مگر وضوح دلیل کے بعد انہوں نے حق کے آگے سرِتسلیم خم کردیا۔ البتہ انہوں

نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ابتدائی دور خلافت میں یہ درخواست ضرور کی تھی کہ ان اوقاف نبویہ کی تولیت ان کے سپرد کردی جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اولاً اس میں کچھ تامل ہوا لیکن بعد میں ان کی رائے بھی یہی ہوئی اور یہ اوقاف ان کی تحویل میں دیدیئے گئے۔ بعد میں ان اوقاف کے انتظامی امور میں ان کے درمیان منازعات کی نوبت آئی تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکایت کی (جس کا تذکرہ سوال سوم میں کیا گیا ہے) اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ درخواست کی کہ یہ اوقاف تقسیم کرکے دونوں کی الگ الگ تولیت میں دے دیئے جائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ درخواست مسترد فرمادی۔ صحیح بخاری میں مالک بن اوس بن حدثان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طویل روایت کئی جگہ ذکر کی گئی ہے۔ "باب فرض الخمس" میں ان کی روایت کے متعلقہ الفاظ یہ ہیں:

> **"ثم جئتمانی تکلمانی و کلمتکما واحدة وامر کما واحد جئتنی یا عباس تسالنی نصیبک من ابن اخیک وجاء نی هذا یرید علیا یرید نصیب امرأته من ابیها' فقلت لکما ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال: "لانورث' ماترکناه صدقة" فلما بدالی ان ادفعه الیکما قلت ان شئتما دفعتها الیکما علی ان علیکما عهد اللّٰه ومیثاقه لتعملان فیها بما عمل فیها رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وبما عمل فیها ابوبکر وبما عملت فیها منذولیتها فقلتما ادفعها الینا' فبذالک دفعتها الیکما فانشدکم باللّٰه هل دفعتها الیهما بذالک؟ قال الرهط: نعم! ثم اقبل علٰی علی و عباس فقال: انشد کما باللّٰه هل دفعتها الیکما بذالک؟ قال: نعم! قال: فتلتمسان منی قضاء غیرذالک؟ فواللّٰه الذی باذنه تقوم السماء والارض! لااقضی فیها غیرذالک فان عجزتما عنها فادفعاها الیّ' فانی اکفیکماها"** (بخاری باب فرض الخمس ج:۱ص:۴۳۶)

ترجمہ: "حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: پھر تم دونوں میرے پاس آئے درآنحالیکہ تمہاری بات ایک تھی اور تمہارا معاملہ ایک تھا' اے عباس! تم میرے پاس آئے تم مجھ سے اپنے بھتیجے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کے مال سے حصہ مانگ رہے تھے اور یہ صاحب یعنی علیؓ اپنی بیوی کا حصہ ان کے والد کے مال سے مانگ رہے تھے۔ پس میں نے تم سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم کا ارشاد ہے کہ: "ہماری وراثت جاری نہیں ہوتی، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔" پھر میری رائے ہوئی کہ یہ اوقاف تمہارے سپرد کر دیئے جائیں، چنانچہ میں نے تم سے کہا کہ: اگر تم چاہو تو میں تمہارے سپرد کیے دیتا ہوں مگر تم پر اللہ تعالیٰ کا عہدہ و میثاق ہوگا کہ تم ان میں وہی معاملہ کرو گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے اور جو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا اور جو میں نے کیا جب سے یہ میری تولیت میں آئے ہیں تم نے کہا کہ ٹھیک ہے، یہ آپ ہمارے سپرد کر دیجئے۔ چنانچہ اسی شرط پر میں نے یہ اوقاف تمہارے سپرد کیے۔ پھر حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ: میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا میں نے اسی شرط پر ان کے سپرد کیے تھے یا نہیں؟ سب نے کہا: جی ہاں! پھر حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا میں نے یہ اوقاف اسی شرط پر تمہاری تحویل میں دیئے تھے یا نہیں؟ دونوں نے کہا: جی ہاں! اسی شرط پر دیئے تھے، فرمایا: اب تم مجھ سے اور فیصلہ چاہتے ہو (کہ دونوں کو الگ الگ حصہ تقسیم کر کے دے دوں) پس قسم ہے اس اللہ تعالیٰ کی جس کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہیں! میں اس کے سوا تمہارے درمیان کوئی فیصلہ نہیں کروں گا، اب اگر تم ان اوقاف کی تولیت سے عاجز آ گئے ہو تو میرے سپرد کر دو، میں ان کے معاملہ میں تمہاری کفایت کروں گا۔"

اس روایت کے ابتدائی الفاظ سے یہ وہم ہوتا ہے کہ ان دونوں اکابر نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پھر میراث کا مطالبہ کیا تھا مگر سوال و جواب اور اس روایت کے مختلف ٹکڑوں کو جمع کرنے کے بعد مراد واضح ہو جاتی ہے کہ اس مرتبہ ان کا مطالبہ ترکہ کا نہیں تھا بلکہ ان کے نزدیک بھی یہ حقیقت مسلم تھی کہ ان اراضی کی حیثیت وقف کی ہے اور وقف میں میراث جاری نہیں ہوتی۔ اس بار ان کا مطالبہ ترکہ کا نہیں تھا بلکہ وہ چاہتے تھے کہ اس کی تولیت ان کے سپرد کر دی جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اولاً اس میں تامل ہوا کہ کہیں یہ تولیت بھی میراث ہی نہ سمجھ لی جائے لیکن غور و فکر کے بعد ان حضرات کی درخواست کو آپ نے قبول فرما لیا اور یہ اوقاف ان دونوں حضرات کے سپرد کر دیئے گئے پھر جس طرح انتظامی امور میں متولیان وقف میں اختلاف رائے ہو جاتا ہے ان کے درمیان بھی ہونے لگا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم و فقاہت میں چونکہ فائق تھے اس لیے وہ اپنی رائے کو ترجیح دیتے تھے، گویا عملی طور پر بیشتر تصرف ان اوقاف میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چلتا تھا اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تصرفات مغلوب تھے اس سے ان کو شکایت پیدا ہوئی اور انہوں نے دوبارہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مطالبہ کیا کہ ان اوقاف کو تقسیم کر کے ہر ایک کا زیر تصرف حصہ الگ

کر دیا جائے مگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ مطالبہ تسلیم نہیں کیا بلکہ یہ فرمایا کہ یا تو اتفاق رائے سے دونوں اس کا انتظام چلاؤ ورنہ مجھے واپس کر دو میں خود ہی اس کا انتظام کر لوں گا۔

اور علیٰ سبیل التنزل یہ فرض کر لیا جائے کہ یہ حضرات، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھی پہلی بار طلب ترکہ ہی کے لیے آئے تھے تب بھی ان کے مؤقف پر کوئی علمی اشکال نہیں اور نہ ان پر مال و دولت کی حرص کا الزام عائد کرنا ہی درست ہے بلکہ یوں کہا جائے گا کہ ان کو حدیث کی تاویل میں اختلاف تھا۔ جیسا کہ بخاری شریف کے حاشیہ میں اس کی تفصیل ذکر کی گئی ہے۔

شرح اس کی یہ ہے کہ حدیث: "لانورث، ماترکناہ صدقة" تو ان کے نزدیک مسلم تھی مگر وہ اس کو صرف منقولات کے حق میں سمجھتے تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو منقولات و غیر منقولات سب کے حق میں عام قرار دیا۔ بلاشبہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث کا جو مطلب سمجھا وہی صحیح تھا لیکن جب تک ان حضرات کو اس مفہوم پر شرح صدر نہ ہو جاتا ان کو اختلاف کرنے کا حق حاصل تھا، اس کی نظیر مانعین زکوٰة کے بارے میں حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مشہور مناظرہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بار بار کہتے تھے:

"کیف تقاتل الناس وقد قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: امرت ان اقاتل الناس حتّٰی یقولوا لا الٰه الا اللّٰہ فمن قالها فقد عصم منی ماله ونفسه الا بحقه وحسابه علی اللّٰہ" (صحیح بخاری ج: ۱ ص: ۱۸۸)

ترجمہ: "آپ ان لوگوں سے کیسے قتال کر سکتے ہیں جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: مجھے حکم ہوا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ "لا الٰہ الا اللہ" کے قائل ہو جائیں، پس جو شخص اس کلمہ کا قائل ہو گیا اس نے مجھ سے اپنا مال اور اپنی جان محفوظ کر لی مگر حق کے ساتھ اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔"

یہاں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک حدیث کا مفہوم سمجھنے میں دقت پیش آ رہی ہے اور وہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مؤقف کو خلاف حدیث سمجھ کر ان سے بحث و اختلاف کرتے ہیں۔ تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے ان پر بھی ارشاد نبوی کا وہ مفہوم کھول دیا جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کھلا تھا۔ جب تک انہیں شرح صدر نہیں ہوا انہوں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نہ صرف اختلاف کیا بلکہ بحث و مناظرہ تک نوبت پہنچی۔ ٹھیک اسی طرح ان حضرات کو بھی حدیث: "لانورث، ما ترکناہ صدقة" میں جب تک شرح صدر نہیں ہوا کہ اس کا مفہوم وہی ہے

جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سمجھا تب تک ان کو اختلاف کا حق تھا اور ان کا مطالبہ ان کے اپنے اجتہاد کے مطابق بجا اور درست تھا لیکن بعد میں ان کو بھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح شرح صدر ہو گیا اور انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے موقف کو صحیح اور درست تسلیم کر لیا جس کی واضح دلیل یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے دور خلافت میں ان اوقاف کی حیثیت میں کوئی تبدیلی نہیں فرمائی بلکہ ان کی جو حیثیت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ متعین کر گئے تھے اسی کو برقرار رکھا' اگر ان کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے موقف پر شرح صدر نہ ہوا ہوتا تو ان اوقاف کی حیثیت تبدیل کرنے سے انہیں کوئی چیز مانع نہ ہوتی۔

خلاصہ یہ کہ مطالبہ ترکہ ان حضرات کی طرف سے ایک بار ہوا' بار بار نہیں اور اس کو مال و دولت کی حرص سے تعبیر کرنا کسی طرح بھی زیبا نہیں' اس کو اجتہادی رائے کہہ سکتے ہیں اور اگر وہ اس سے رجوع نہ بھی کرتے تب بھی لائق ملامت نہ تھے۔ اب جبکہ انہوں نے اس سے رجوع بھی کر لیا تو یہ ان کی بے نفسی وللہیت کی ایک اعلیٰ ترین مثال ہے اس کے بعد بھی ان حضرات پر لب کشائی کرنا نقص علم کے علاوہ نقص ایمان کی بھی دلیل ہے۔

۳۔ حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کی باہمی منازعت

اس منازعت کا منشا اوپر ذکر کیا جا چکا ہے اور اسی سے یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ یہ منازعت کسی نفسانیت کی وجہ سے نہیں تھی' نہ مال و دولت کی حرص سے اس کا تعلق ہے بلکہ اوقاف کے انتظام وانصرام میں رائے کے اختلاف کی بناء پر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وقتی طور پر شکایت پیدا ہو گئی تھی اور جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے' ایسا اختلاف رائے نہ مذموم ہے نہ فضل وکمال کے منافی ہے۔ جہاں تک حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان الفاظ کا تعلق ہے جو سوال میں نقل کیے گئے ہیں اور جن کے حوالے سے (نعوذ باللہ) ان پر اخلاقی پستی کا فتویٰ صادر کیا گیا ہے تو سائل نے یہ الفاظ تو دیکھ لیے مگر یہ نہیں سوچا کہ یہ الفاظ کس نے کہے تھے؟ کس کو کہے تھے؟ اور ان دونوں کے درمیان خوردی و بزرگی کا کیا رشتہ تھا؟ اور عجیب تر یہ کہ قاضی ابوبکر بن العربیؒ کی جس کتاب کے حوالے سے یہ الفاظ نقل کیے گئے ہیں اسی کتاب میں خود موصوف نے جو جواب دیا ہے اسے بھی نظر انداز کر دیا گیا' ابوبکر بن العربیؒ ''العواصم'' میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان الفاظ کو نقل کر کے لکھتے ہیں:

''قلنا اما قول العباس لعلی فقول الاب للابن' وذالک علی الرأس

محمول وفی سبیل المغفرة مبذول' وبین الکبار والصغار فکیف الآباء والابناء مغفور موصول." (ص:۱۹۶)

ترجمہ: ''ہم کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں حضرت عباسؓ کے الفاظ' بیٹے کے حق میں باپ کے الفاظ ہیں جو سرآنکھوں پر رکھے جاتے ہیں اور سبیل مغفرت میں صرف کیے جاتے ہیں' بڑے اگر چھوٹوں کے حق میں ایسے الفاظ استعمال کریں تو انہیں لائق مغفرت اور صلہ رحمی پر محمول کیا جاتا ہے۔ چہ جائیکہ باپ کے الفاظ بیٹے کے حق میں۔''

اور ''العواصم'' ہی کے حاشیہ میں فتح الباری (ج:۶ص:۱۲۵) کے حوالے سے لکھا ہے:

''قال الحافظ ولم ارفی شئی من الطرق انه صدر من علی فی حق العباس شئی بخلاف مایفهم من قوله فی روایة عقیل "استبا" واستصواب المازری صنیع من حذف هذه الالفاظ من هذا الحدیث و قال لعل بعض الرواة وهم فیها و ان کانت محفوظة فاجود ماتحمل علیه ان العباس قالها ادلا لا علی' علی لانه کان عنده بمنزلة الولد فاراد ردعه عما یعتقد انه مخطئی فیه." (ص:۱۹۵)

ترجمہ: ''حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ کسی روایت میں میری نظر سے یہ نہیں گزرا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب سے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں کچھ کہا گیا ہو' بخلاف اس کے جو عقیل کی روایت میں ''استبا'' کے لفظ سے سمجھا جاتا ہے اور مازریؒ نے ان راویوں کے طرز عمل کو درست قرار دیا ہے جنہوں نے اس حدیث میں ان الفاظ کے ذکر کو حذف کر دیا ہے۔ مازریؒ کہتے ہیں: غالباً کسی راوی کو وہم ہوا ہے اور اس نے غلطی سے یہ الفاظ نقل کر دیے ہیں اور اگر یہ الفاظ محفوظ ہوں تو ان کا عمدہ ترین محمل یہ ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ الفاظ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ناز کی بناء پر کہے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیثیت ان کے نزدیک اولاد کی تھی' اس لیے پر زور الفاظ میں ان کو ایسی چیز سے روکنا چاہا جس کے بارے میں ان کا خیال تھا کہ وہ غلطی پر ہیں۔''

حافظؒ کی اس عبارت سے مندرجہ ذیل امور منقح ہو گئے:

اول: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب سے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں کوئی نامناسب لفظ سرزد نہیں ہوا اور عقیل کی روایت میں ''استبا'' کے لفظ سے جو اس کا وہم ہوتا ہے وہ صحیح نہیں۔

دوم: حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جو الفاظ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نقل

کیے گئے ہیں ان میں بھی راویوں کا اختلاف ہے، بعض ان کو نقل کرتے ہیں اور بعض نقل نہیں کرتے۔ حافظ مازریؒ کے حوالے سے ان راویوں کی تصویب کرتے ہیں جنہوں نے یہ الفاظ نقل نہیں کیے جن راویوں نے نقل کیے ہیں ان کا تخطیہ کرتے ہیں اور اسے کسی راوی کا وہم قرار دیتے ہیں۔

سوم: بالفرض یہ الفاظ محفوظ بھی ہوں تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیثیت چونکہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے بیٹے کی ہے اور والدین اولاد کے حق میں اگر از راہ عتاب ایسے الفاظ استعمال کریں تو ان کو بزرگانہ ناز پر محمول کیا جاتا ہے، نہ کوئی عقلمند ان الفاظ کو ان کی حقیقت پر محمول کیا کرتا ہے اور نہ والدین سے ایسے الفاظ کے صدور کو لائق ملامت تصور کیا جاتا ہے اس لیے حضرت عباسؓ کے یہ الفاظ بزرگانہ ناز پر محمول ہیں۔

تمہیدی نکات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کی طرف اشارہ کر چکا ہوں۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس واقعہ کو موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ سے ملا کر دیکھئے! کیا یہ واقعہ اس واقعہ سے بھی زیادہ سنگین ہے؟ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس عتاب وغضب سے ان کے مقام ومرتبہ پر کوئی حرف نہیں آتا تو اگر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے کے حق میں اپنے مقام ومرتبہ کے لحاظ سے کچھ الفاظ استعمال کر لیے تو ان پر (نعوذ باللہ! ثم نعوذ باللہ!) اخلاقی پستی کا فتویٰ صادر کر ڈالنا، میں نہیں سمجھتا کہ دین وایمان یا عقل ودانش کا کون سا تقاضا ہے؟ بلاشبہ گالم گلوچ شرفاء کا وطیرہ نہیں مگر یہاں نہ تو بازاری گالیاں دی گئی تھیں اور نہ کسی غیر کے ساتھ سخت کلامی کی گئی تھی، کیا اپنی اولاد کو سخت الفاظ میں عتاب کرنا بھی وطیرہ شرفاء سے خارج ہے؟ اور پھر حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا وارد ہے:

"اللّٰھم انی اتخذ عندک عھدا لن تخلفنیه فانما انا بشر فای المؤمنین اذیته شتمته لعنته جلدته فاجعلها له صلوٰة و زکوٰة و قربة تقربه بھا الیک یوم القیامة" (صحیح مسلم ج: ۲ ص: ۳۲۴)

ترجمہ: "اے اللہ! میں آپ سے ایک عہد لینا چاہتا ہوں، آپ میرے حق میں اس کو ضرور پورا کر دیجئے کیونکہ میں بھی انسان ہی ہوں، پس جس مؤمن کو میں نے ستایا ہو، اسے کوئی نامناسب لفظ کہا ہو، اس پر لعنت کی ہو، اس کو مارا ہو، آپ اس کو اس شخص کے حق میں رحمت و پاکیزگی اور قربت کا ذریعہ بنا دیجئے کہ اس کی بدولت اس کو قیامت کے دن اپنا قرب عطا فرمائیں۔"

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سب وشتم کی نسبت فرمائی ہے، جس

سے مراد یہ ہے کہ اگر کسی مسلمان کے حق میں میری زبان سے ایسا لفظ نکل گیا ہو جس کا وہ مستحق نہیں تو آپ اس کو اس کے لیے رحمت وقربت کا ذریعہ بنا دیجئے۔ کیا اس کا ترجمہ "گالم گلوچ" کر کے (نعوذ باللہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی اخلاقی پستی کی تہمت دھری جائے گی؟ اور اسے وطیرہ شرفاء کے خلاف کہا جائے گا؟ حق تعالیٰ شانہ سخن فہمی اور مرتبہ شناسی کی دولت سے کسی مسلمان کو محروم نہ فرمائے۔

۴۔ لاٹھی کی حکومت

حدیث کے اصل الفاظ یہ ہیں: "**انت واللّٰہ بعد ثلث عبدالعصاء**" (بخدا! تم تین دن بعد محکوم ہوگے) صحیح بخاری (ج:۲ص:۶۳۹) کے حاشیہ میں "عبدالعصاء" کے تحت لکھا ہے:

"**کنایة عن صیرورته تابعا لغیره، کذا فی التوشیح، قال فی الفتح: والمعنی انه یموت بعد ثلث و تصیر انت ماموراً علیک و هذا من قوّة فراسة العباس.**"

ترجمہ: "یہ اس سے کنایہ ہے کہ وہ دوسروں کے تابع ہوں گے توشیح میں اسی طرح ہے۔ حافظ فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ: مراد یہ ہے کہ تین دن بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو جائے گا اور تم پر دوسروں کی امارت ہوگی اور یہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قوت فراست تھی۔"

خلاصہ یہ کہ "عبدالعصاء" جس کا ترجمہ ترجمہ نگار نے "لاٹھی کی حکومت" کیا ہے، مراد اس سے یہ ہے کہ تم محکوم ہوگے اور تمہاری حیثیت عام رعایا کی سی ہوگی۔

یہاں یہ عرض کر دینا ضروری ہے کہ کنائی الفاظ میں لفظی ترجمہ مراد نہیں ہوتا اور اگر کہیں لفظی ترجمہ گھسیٹ دیا جائے تو مضمون بھونڈا بن جاتا ہے اور قائل کی اصل مراد نظروں سے اوجھل ہو جاتی ہے۔ مثلاً عربوں میں "**فلان کثیر الرماد**" کا لفظ سخاوت سے کنایہ ہے اگر اس کا لفظی ترجمہ گھسیٹ دیا جائے کہ: "فلاں کے گھر راکھ کے ڈھیر ہیں" تو جو شخص اصل مراد سے واقف نہیں وہ راکھ کے ڈھیر تلے دب کر رہ جائے گا اور اسے یہ فقرہ مدح کے بجائے مذمت کا آئینہ دار نظر آئے گا۔ یہی حال "عبدالعصاء" کا بھی سمجھنا چاہیے۔ کرنے والے نے اس کا لفظی ترجمہ کر ڈالا اور عام قارئین چونکہ عرب کے محاورات اور لفظ کی اس کنائی مراد سے واقف نہیں اس لیے انہیں لاٹھیوں کی بارش کے سوا کچھ نظر نہیں آئے گا۔

ایک حدیث میں آتا ہے: "**لاترفع عصاک عن اهلک**"

ترجمہ: "اپنے گھر والوں سے کبھی لاٹھی ہٹا کر نہ رکھو۔"

مجمع البحار میں اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

"**ای لاتدع تادیبهم وجمعهم علی طاعة اللّٰہ تعالیٰ، یقال: "شق العصاء"**

ای فارق الجماعۃ' ولم یرد الضرب بالعصا ولکنه مثل ...... لیس المراد بالعصاء المعروفة بل اراد الادب وذا حاصل بغیر الضرب"

ترجمہ: ''یعنی ان کی تادیب اوران کو اللہ تعالیٰ کی طاعت پر جمع کرنے کا کام کبھی نہ چھوڑو' محاورے میں کہا جاتا ہے کہ فلاں نے ''لاٹھی چیر ڈالی'' یعنی جماعت سے الگ ہوگیا۔ یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد لاٹھی سے مارنا نہیں بلکہ یہ ایک ضرب المثل ہے...... یہاں عصاء سے معروف لاٹھی مراد نہیں بلکہ ادب سکھانا مراد ہے اور یہ مارنے پیٹنے کے بغیر بھی ہوسکتا ہے۔''

اسی طرح ''عبد العصاء'' میں بھی معروف معنوں میں لاٹھی مراد نہیں' نہ لاٹھی کی حکومت کا یہ مطلب ہے کہ وہ حکومت لاٹھیوں سے قائم ہوگی یا قائم رکھی جائے گی بلکہ خود حکومت واقتدار ہی کو ''لاٹھی'' سے تعبیر کیا گیا ہے اور مطلب یہ ہے کہ تم دوسروں کی حکومت کے ماتحت ہوگے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیز وخویش اور آپ کے پروردہ تھے اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر سایہ ان کی حیثیت گویا ایک طرح سے شہزادے کی تھی (اگر یہ تعبیر سوء ادب نہ ہو) حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ یہ ہے کہ تین دن بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ عاطفت اٹھتا محسوس ہو رہا ہے' اس کے بعد تمہاری حیثیت' ملت اسلامیہ کے عام افراد کی سی ہوگی۔

۵۔ حضرت عباسؓ کا مشورہ

قاضی ابوبکرؒ کی کتاب ''العواصم من القواصم'' میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الفاظ اس طرح نقل کیے گئے ہیں:

"اذهب بنا الی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فلنساله فیمن یکون هذا الامر بعده' فان کان فینا علمنا ذالک' وان کان فی غیرنا علمنا فاوصی بنا." (ص: ۱۸۶)

ترجمہ: ''چلو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چلیں' آپ سے دریافت کریں کہ آپؐ کے بعد یہ امر خلافت کس کے پاس ہوگا؟ پس اگر ہمارے پاس ہوا تو ہمیں معلوم ہوجائے گا اور اگر کسی دوسرے کے پاس ہوا تب بھی ہمیں معلوم ہوجائے گا' اس صورت میں آپ ہمارے حق میں وصیت فرمادیں گے۔''

اور یہ بعینہٖ صحیح بخاری ج:۲ص:۶۳۹ کے الفاظ ہیں۔ آپ نے اول تو ان الفاظ کا ترجمہ ہی صحیح نہیں کیا' معلوم نہیں کہ یہ ترجمہ جناب نے خود کیا ہے یا کسی اور کا ترجمہ نقل کیا ہے۔

دوم: یہ کہ اہل علم آج تک صحیح بخاری پڑھتے پڑھاتے آئے ہیں مگر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے الفاظ میں ان کو کبھی اشکال پیش نہیں آیا۔ خود قاضی ابوبکر بن العربیؒ اس روایت کو نقل کر کے لکھتے ہیں:

"رأی العباس عندی اصح واقرب الی الاخرة والتصریح بالتحقیق وھذا یبطل قول مدعی الاشارة باستخلاف علی فکیف ان یدعی فیه نص." (ص: ١٨٦، ١٨٧)

ترجمہ: "حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے میرے نزدیک زیادہ صحیح اور آخرت کے زیادہ قریب ہے اور اس میں تحقیق کی تصریح ہے اور اس سے ان لوگوں کا قول باطل ہو جاتا ہے جو دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ بنائے جانے کا اشارہ فرمایا تھا' چہ جائیکہ اس باب میں نص کا دعویٰ کیا جائے۔"

انصاف فرمایئے کہ جس رائے کو ابوبکر بن العربیؒ زیادہ صحیح اور اقرب الی الآخرۃ فرما رہے ہیں' آپ انہی کی کتاب کے حوالے سے اسے "خلافت کی فکر پڑنے" سے تعبیر کر کے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مورد الزام ٹھہرا رہے ہیں۔

اور آپ کا یہ خیال بھی آپ کا حسن ظن ہے کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری اور وفات کا صدمہ اگر غالب ہوتا تو یہ خیالات اور یہ کارروائیاں کہاں ہوتیں۔" خود آپ نے جو روایت نقل کی ہے اس میں تصریح ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ اندازہ لگایا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحت مایوسی کی حد میں داخل ہو چکی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خدام کو داغ مفارقت دینے والے ہیں' عین اس حالت میں اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ جو امور اختلاف ونزاع اور اُمت کے شقاق وافتراق کا موجب ہو سکتے ہیں ان کا تصفیہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے کرالینا مناسب ہے تاکہ بعد میں شورش وفتنہ نہ ہو تو آپ کا خیال ہے کہ وہ بڑا ہی سنگ دل ہے' اس کو ذرا بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق ومحبت ہے نہ اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کا صدمہ ہے اور نہ وفات کا غم ہے۔ آپ ہی فرمائیں کہ کیا یہ صحت مندانہ طرز فکر ہے؟

آپ کو معلوم ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان بنو ہاشم کے بزرگ ترین فرد تھے اور یہ بھی آپ کو معلوم ہے کہ خاندان کے بزرگوں کو ایسے موقعوں پر آئندہ پیش آنے والے واقعات کا ہولناک منظر پریشان کیا کرتا ہے' اگر کسی الجھن کا اندیشہ ہو تو وہ وفات پانے والے شخص کی زندگی ہی میں اس کا حل نکالنے کی تدبیر کیا کرتے ہیں۔ یہ روزمرہ کے وہ واقعات ہیں جن سے کم وبیش ہر شخص واقف ہے' ایسے موقعوں پر اس قسم کے سرد وگرم چشیدہ

بزرگوں کی رہنمائی کو ان کے حسن تدبر اور دور اندیشی پر محمول کیا جاتا ہے اور کسی معاشرے میں ان کے اس بزرگانہ مشورے کو سنگدلی پر محمول نہیں کیا جاتا اور نہ کسی ذہن میں یہ وسوسہ آتا ہے کہ ان بڑے بوڑھوں کو مرحوم سے کوئی تعلق نہیں' مرنے والا مر رہا ہے ان کو ایسی باتوں کی فکر پڑی ہے۔

ٹھیک یہی بزرگانہ حسن تدبر اور دور بینی و دور اندیشی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس رائے پر آمادہ کر رہی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب دنیا سے تشریف لے جا رہے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی کا مسئلہ خدانخواستہ کوئی پیچیدہ صورت اختیار نہ کرلے' اس لیے اس کا تصفیہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ذریعے ہو جائے تو بہتر ہے اور ان کا یہ اندیشہ محض ایک توہماتی مفروضہ نہیں تھا بلکہ بعد میں یہ واقعہ بن کر سامنے آیا اور یہ تو حق تعالیٰ شانہ کی عنایت خاصہ تھی کہ یہ نزاع فوراً دب گیا ورنہ خدانخواستہ یہ طول پکڑ جاتا تو سوچیے کہ اس اُمت کا کیا بنتا؟ اب اگر عین مایوسی کی حالت میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی فہم وفراست سے یہ مشورہ دیا کہ یہ قصہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ ہی میں طے ہو جانا چاہیے تو فرمائیے کہ انہوں نے کیا برا کیا؟

اوپر میں نے جس عنایت خداوندی کا ذکر کیا ہے غالباً اسی کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشاد گرامی: "یأبی اللّٰہ والمؤمنون الا ابابکر!" میں اشارہ فرمایا تھا۔ چنانچہ

> "عن عائشۃ قالت قال لی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی مرضہ ادعی لی ابابکر اباک و اخاک حتّٰی اکتب کتابا فانی اخاف ان یتمنی متمن و یقول قائل انا اولیٰ' ویأبی اللّٰہ والمؤمنون الا ابابکر!"
> (صحیح مسلم ج: ۲ ص: ۲۷۳)

ترجمہ: "حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض الوفات میں مجھ سے فرمایا کہ میرے پاس اپنے باپ ابوبکر کو اور اپنے بھائی کو بلاؤ تاکہ میں ایک تحریر لکھ دوں کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی تمنا کرنے والا تمنا کرے اور کوئی کہنے والا کہے کہ میں سب سے بڑھ کر خلافت کا مستحق ہوں' دوسرا نہیں' حالانکہ اللہ تعالیٰ اور اہل ایمان ابوبکر کے سوا کسی اور کا انکار کرتے ہیں۔" صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے:

> لقد هممت ...... او اردت ان اوسل الی ابی بکر وابنہ فاعھد ان یقول القائلون او یتمنی المتمنون ثم قلت یأبی اللّٰہ ویدفع المؤمنون

او یدفع اللّٰه ویأبی المؤمنون." (صحیح بخاری ج:۲ص:۸۴۶،۱۰۷۲)

ترجمہ: "میرا ارادہ ہوا تھا کہ میں ابوبکر اور ان کے صاحبزادے کو بلا بھیجوں اور تحریر لکھوا دوں کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ کہنے والے کہیں گے اور تمنا کرنے والے تمنا کریں گے لیکن پھر میں نے کہا اللہ تعالیٰ (ابوبکرؓ کے سوا کسی دوسرے کا) انکار کریں گے اور مسلمان مدافعت کریں گے یا یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مدافعت فرمائیں گے اور اہل اسلام انکار کردیں گے۔"

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس نزاع واختلاف کا اندیشہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لاحق تھا اور جس کا وہ تصفیہ کرالینا چاہتے تھے اس اندیشے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذہن مبارک بھی خالی نہیں تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی چاہتے تھے کہ اس کا تحریری تصفیہ کر ہی دیا جائے لیکن پھر آپ نے حق تعالیٰ شانہ کی رحمت وعنایت اور اہل اسلام کے فہم وبصیرت پر اعتماد کرتے ہوئے اس معاملہ کو خدا تعالیٰ کے سپرد فرمادیا کہ انشاء اللہ اس کے لیے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کا انتخاب ہوگا اور اختلاف ونزاع کی کوئی ناگفتہ بہ صورت انشاء اللہ پیش نہیں آئے گی۔

الغرض حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ بزرگانہ مشورہ نہایت صائب اور مخلصانہ تھا اور اس میں کوئی ایسی بات نظر نہیں آتی جس کی صفائی یا معذرت کی ضرورت لاحق ہو۔ رہا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد کہ اگر خلافت، ہمارے سوا کسی اور صاحب کو ملے گی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو ہمارے بارے میں وصیت فرمادیں گے۔ یہ بھی محض اپنے مفادات کا تحفظ نہیں (جیسا کہ سوال میں کہا گیا ہے) بلکہ یہ ایک دقیق حکمت پر مبنی ہے۔ وہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلقین کی عزت وتوقیر درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی محبت وعظمت اور عزت وتوقیر کا ایک شعبہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام خدام اور متعلقین کے بارے میں مختلف عنوانات سے تاکیدیں اور وصیتیں فرمائی ہیں، کہیں عام صحابہ کرامؓ کے بارے میں، کہیں حضرات خلفائے راشدین کے بارے میں، ہیں حضرات انصارؓ کے بارے میں، کہیں حضرات اُمہات المؤمنینؓ کے بارے میں اور کہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرات حسنینؓ کے بارے میں جیسا کہ حدیث کے طالب علم ان امور سے بخوبی واقف ہیں۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورہ وصیت کا منشاء یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعزہ واقارب کو نہ ملے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عظمت وتوقیر کے بارے میں خصوصی وصیت فرما جائیں تاکہ خلافت بلافصل سے ان کی محرومی کو

ان کے نقص اور نااہلیت پر محمول نہ کیا جائے اور لوگ ان پر طعن و تشنیع کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جفا و بے مروتی کے مرتکب نہ ہوں۔ پس حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فکر اپنے مفادات کی نہیں بلکہ ان لوگوں کے دین و ایمان کی ہے جو اپنی خام عقلی سے ان کی خلافت سے محرومی کو ان پر لب کشائی کا بہانہ بنالیں۔

اور اگر یہی فرض کر لیا جائے کہ وہ خلافت سے محرومی کی صورت میں اپنے خاندان کے مفاد کے تحفظ کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وصیت کرانا چاہتے تھے' تب بھی سوچنا چاہیے کہ آخر وہ کس کا خاندان ہے؟ کیا خانوادہ نبوت کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی کلمہ خیر کہلانا جرم ہے؟ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ذاتی مفاد کا تحفظ نہیں کر رہے (حالانکہ عقلاً و شرعاً یہ بھی قابل اعتراض نہیں) وہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے خاندان کے بارے میں کلمہ خیر کہلانا چاہتے ہیں' کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان ایک مسلمان کی نظر میں اس لائق بھی نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بارے میں کوئی کلمہ خیر اُمت کو ارشاد فرمائیں؟ اور جو شخص ایسا خیال بھی دل میں لائے تو اسے طعن و تشنیع کا نشانہ بنالیا جائے؟ (اناللہ وانا الیہ راجعون)

کیا اسی مرض الوفات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تکلیف کی شدت کے باوجود حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں وصیتیں نہیں فرمائیں؟ کیا حضرات انصارؓ کے بارے میں وصیت نہیں فرمائی؟ کیا غلاموں اور خادموں کے بارے میں وصیت نہیں فرمائی؟ کیا اہل ذمہ کے بارے میں وصیت نہیں فرمائی؟...... اگر کسی نیک نفس کے دل میں خیال آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاندان نبوت کے بارے میں بھی کوئی وصیت فرمادیں تو اس کو خود غرضی پر محمول کرنا کیا صحیح طرز فکر ہے؟

غالباً اسی مرض الوفات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم' اُمہات المؤمنینؓ سے فرماتے تھے:

"ان امر کن مما یھمنی من بعدی ولن یصبر علیکن الا الصابرون الصدیقون."

(ترمذی: ج:۲ص:۲۱۶' مناقب عبدالرحمٰن بن عوفؓ مستدرک حاکم ج:۳ص:۳۱۲' موارد الظمان ص:۵۴۷' حدیث:۲۲۱۶' مشکوٰۃ ص:۵۶۷)

ترجمہ: "بے شک میرے بعد تمہاری حالت مجھے فکر مند کر رہی ہے اور تمہارے (اخراجات برداشت کرنے) پر صبر نہیں کریں گے مگر صابر اور صدیق لوگ۔"

الغرض زندگی سے مایوسی کی حالت میں مرنے والے کے متعلقین کے بارے میں فکر مندی ایک طبعی امر ہے' خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم توکل علی اللہ اور تعلق مع اللہ کے سب سے بلند ترین

مقام پر فائز ہونے کے باوجود اپنے بعد اپنے متعلقین کے بارے میں فکر مند ہوئے' اسی کا عکس حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلب مبارک پر پڑا اور ان کو خیال ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل خاندان کے بارے میں بھی کچھ ارشاد فرما جائیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل قرابت کے بارے میں بھی بڑی تاکیدی وصیتیں فرمائی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ خصوصاً حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل قرابت کی رعایت کا بہت ہی اہتمام تھا جس کے بے شمار واقعات پیش نظر ہیں' یہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک فقرہ نقل کرتا ہوں جسے "العواصم" صفحہ ۴۸ کے حاشیہ میں شیخ محب الدین الخطیبؒ نے صحیح بخاری کے حوالے سے نقل کیا ہے:

"والذی نفسی بیدہ! القرابة رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم احب الی ان اصل من قرابتی" (صحیح بخاری ج: ا ص: ۵۲۶' باب مناقب قرابت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم)

ترجمہ: "اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل قرابت کے ساتھ حسن سلوک کرنا مجھے اپنے اہل قرابت کے ساتھ حسن سلوک سے زیادہ محبوب ہے۔"

بلاشبہ ایک مؤمن مخلص کا یہی ایمانی جذبہ ہونا چاہیے کیونکہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق ومحبت کی نمایاں علامت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"احبوا اللّٰہ لما یغذو کم بہ من نعمہ واحبونی لحب اللّٰہ واحبوا اهل بیتی لحبی" (ترمذی ج: ۲ ص: ۲۲۰' حاکم ج: ۳' ص: ۱۵۰' عن ابن عباسؓ' حسنہ الترمذی و صحیحہ الحاکم و وافقہ الذهبی و رقم لہ السیوطی فی الجامع الصغیر بالصحة ج: ا ص: ۱۱)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ سے محبت رکھو کیونکہ اپنی نعمتوں کے ساتھ تمہیں پالتا ہے اور مجھ سے محبت رکھو اللہ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے اور میرے اہل بیت سے محبت رکھو میری محبت کی وجہ سے۔"

۶۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور طلب خلافت

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس مشورہ پر کہ چلو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے استصواب کرالیں کہ خلافت ہمارے پاس ہوگی یا کسی اور صاحب کے پاس؟ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا:

''انا واللّٰہ لئن سألناھا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم فمنعناھا لایعطیناھا الناس بعدہ.

وانی واللّٰہ لا اسألھا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم'' (العواصم ص: ۱۸٦' صحیح بخاری ج: ۲ ص: ٦۳۹)

ترجمہ: ''بخدا! اگر ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں سوال کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نہ دی تو لوگ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں دیں گے۔

اور بخدا! میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں سوال نہ کروں گا۔''

جس شخص کے ذہن میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف سے میل نہ ہو وہ تو اس فقرہ کا مطلب یہی سمجھے گا کہ ان کا مقصود حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورے کو قبول نہ کرنا تھا اور اس پر انہوں نے ایک ایسی دلیل بیان کی کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس پر خاموش ہونا پڑا۔ یعنی جب خود آپ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ جس طرح یہ احتمال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خلافت ہمیں دے جائیں' اسی طرح یہ بھی احتمال ہے کہ کسی اور صاحب کا نام تجویز فرمادیں۔ اب اگر یہ معاملہ ابہام میں رہے تو اس کی گنجائش ہے کہ مسلمان خلافت کے لیے ہمیں منتخب کرلیں لیکن اگر سوال کرنے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمادیا تو ہمارے انتخاب کی کوئی گنجائش ہی باقی نہیں رہے گی' اب فرمائیے کہ یہ ابہام کی صورت آپ کے خیال میں ہمارے لیے بہتر ہے یا تعیین کی صورت؟

ظاہر ہے کہ اس تقریر پر دور دور بھی کہیں اس الزام کا شائبہ نظر نہیں آتا جو آپ نے یہ کہہ کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر عائد کرنا چاہا ہے کہ:

''ان کا ارادہ یہی ظاہر ہوتا ہے کہ خواہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکار ہی کیوں نہ کردیں انہیں اپنی خلافت درکار ہے اور یہ بھی کہ انہیں احتمال یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منع فرمادیں گے' اس لیے انہوں نے کہا کہ میں سوال نہ کروں گا اور بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس خلافت کو حاصل کروں گا۔''

اس الزام کی تردید کے لیے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طرز عمل ہی کافی ہے۔ اگر ان کا ارادہ یہی ہوتا کہ انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ممانعت کے علی الرغم ......(نعوذ باللہ)...... اپنی خلافت قائم کرنا ہے تو وہ ضرور ایسا کرتے لیکن واقعات شاہد ہیں کہ خلفائے ثلاثہ کے دور میں انہوں نے ایک دن بھی خلافت کا دعویٰ نہیں کیا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جانتے تھے کہ خلافت نبوت کا مدار محض نسبی قرابت پر نہیں بلکہ فضل و کمال اور سوابق اسلامیہ پر ہے اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ ان امور میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے فائق ہیں اور ان کی موجودگی میں کوئی دوسرا شخص خلافت کا مستحق نہیں۔

صحیح بخاری میں ان کے صاحبزادہ حضرت محمد ابن الحنفیہؒ سے مروی ہے:

"قلت لابی: من ای الناس خیر بعد النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم؟ قال: ابوبکر! قال قلت: ثم من؟ قال عمر! و خشیت ان یقول عثمان، قلت: ثم انت؟ قال: ما انا الا رجل من المسلمین!" (صحیح بخاری ج: ۱ ص: ۵۱۸)

ترجمہ: "میں نے اپنے والد ماجد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل و بہتر آدمی کون ہے؟ فرمایا: ابوبکرؓ! میں نے عرض کیا: ان کے بعد؟ فرمایا: عمرؓ!...... مجھے اندیشہ ہوا کہ اب پوچھوں گا تو حضرت عثمانؓ کا نام لیں گے، اس لیے میں نے سوال بدل کر کہا: ان کے بعد آپ کا مرتبہ ہے؟ فرمایا: میں تو مسلمانوں کی جماعت کا ایک فرد ہوں۔"

وہ اپنے دور خلافت برسر منبر یہ اعلان فرماتے تھے:

"خیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا ابوبکر و بعد ابی بکر عمر رضی اللّٰہ عنھما، ولوشئت اخبرتکم بالثالث لفعلت" (مسند احمد ج: ۱ ص: ۱۰۶)

ترجمہ: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس اُمت میں سب سے افضل ابوبکرؓ ہیں اور ابوبکرؓ کے بعد عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اگر میں چاہوں تو تیسرے مرتبہ کا آدمی بھی بتا سکتا ہوں۔"

اس سلسلہ کی تمام روایات حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے "ازالۃ الخفاء" جلد: ۱ صفحہ: ۲۶ میں جمع کردی ہیں، وہاں ملاحظہ کرلی جائیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ بھی جانتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری ایام میں ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو امامت صغریٰ تفویض فرمائی ہے، یہ درحقیقت امامت کبریٰ کے لیے ان کا استخلاف ہے۔

"اخرج ابوعمر وفی الاستیعاب عن الحسن البصری عن قیس بن عباد قال: قال لی علی بن ابی طالب: ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مرض لیالی وایاما ینادی بالصلوٰۃ فیقول: مروا ابابکر یصلی بالناس!

فلما قبض رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم نظرت فاذا الصلوٰۃ علم الاسلام و قوام الذین فرضینا لدنیانا من رضی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لدننا فبایعنا ابابکر رضی اللّٰہ عنه" (ازالة الخفاء ج: ۱ ص: ۶۸)

ترجمہ: "حافظ ابوعمرو ابن عبدالبرؒ الاستیعاب میں حضرت حسن بصریؒ سے اور وہ قیس بن عبادؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کئی دن رات بیمار رہے، نماز کی اذان ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: ابوبکر کو کہو کہ نماز پڑھائیں۔ پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو میں نے دیکھا کہ نماز اسلام کا سب سے بڑا شعار اور دین کا مدار ہے، پس ہم نے اپنی دنیا (کے نظم ونسق) کے لیے اس شخص کو پسند کرلیا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے دین کے لیے پسند فرمایا تھا، اس لیے ہم نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کی۔"

اس لیے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ پوچھنے کی ضرورت نہیں تھی کہ آپ کے بعد خلیفہ کون ہوگا؟ اسی کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بھی خلافت نبوت کی صلاحیت و اہلیت بدرجہ اتم موجود تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد ارشادات سے انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ اس خلافت نبوت میں بھی ان کا حصہ ہے اور یہ کہ خلافت اپنے وقت موعود پر ان کو ضرور پہنچے گی، ان ارشادات نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تفصیل وتشریح کا یہ موقع نہیں؛ یہاں صرف ایک حدیث نقل کرتا ہوں:

"عن ابی سعید الخدری رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال: کنا جلوسا ننتظر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فخرج علینا من بعض بیوت نسائه، قال: فقمنا معه فانقطعت نعله فتخلف علیها علی یخصفها فمضی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ومضینا معه، ثم قائم یتنظرہ وقمنا معه، فقال: ان منکم من یقاتل علی تاویل هذا القرآن کماقاتلت علی تنزیله، فاستشرفنا وفینا ابوبکر و عمر رضی اللّٰہ عنهما، فقال: لا! ولکنه خاصف النعل، قال: فجئنا نبشرہ قال وکأنه قدسمعه." (مسند احمد ج: ۳ ص: ۸۲، قال الهیثمی رواہ احمد و رجاله رجال الصحیح غیر فطر بن خلیفه وهو ثقة، مجمع الزوائد ج: ۹ ص: ۱۳۳)

ترجمہ: "حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم بیٹھے آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم کا انتظار کر رہے تھے' پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہراتؓ میں سے کسی کے گھر سے باہر تشریف لائے' پس ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جانے کے لیے اٹھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نعل مبارک ٹوٹ گیا' حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی مرمت کے لیے رک گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چل پڑے' ہم لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل پڑے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتظار میں کھڑے ہو گئے اور ہم لوگ ٹھہر گئے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک تم میں سے ایک شخص قرآن کی تاویل پر قتال کرے گا' جیسا کہ میں نے اس کی تنزیل پر قتال کیا ہے۔ پس ہم سب اس کے منتظر ہوئے کہ اس کا مصداق کون ہے؟ ہم میں حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس سے تم لوگ مراد نہیں ہو بلکہ وہ جوتا گانٹھنے والا مراد ہے۔ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم خوشخبری دینے کے لیے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے تو ایسا محسوس ہوا گویا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد پہلے سے سن رکھا ہے۔"

اس تفصیل سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کا مطلب واضح ہو جاتا ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں سوال نہیں کرتا اور یہ کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرما دیا تو مسلمان ہمیں کبھی نہیں دیں گے کیونکہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس موقع پر یہ فرماتے (اور یہ فرمانا محض احتمال نہیں تھا بلکہ یقینی تھا) کہ میرے بعد علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ نہ بنایا جائے بلکہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ بنایا جائے تو اس کا متبادر مفہوم تو یہی ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ بلافصل حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں لیکن لوگوں کو یہ غلط فہمی ضرور ہو سکتی تھی کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں خلافت کی صلاحیت و اہلیت ہی نہیں' یا یہ کہ خلافت نبوت میں ان کا سرے سے کوئی حصہ ہی نہیں اور آپ کے دورہ خلافت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی ارشاد کو پیش کر کے لوگوں کو اس غلط فہمی میں ڈالا جا سکتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ: "میرے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ نہ بنانا" یہ تھا غلط فہمی کا وہ اندیشہ جس کی بناء پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں روک دیا تو اندیشہ ہے کہ مسلمان اس کو ایک دائمی دستاویز بنالیں گے اور ہمیں خلافت کے لیے نااہل تصور کر لیا جائے گا۔ ظاہر ہے کہ یہ غلط فہمی جس کا اندیشہ تھا نہ صرف منشائے نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہوتی بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات کے ساتھ ایک بدترین

ظلم بھی ہوتا' جو آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بارے میں ارشاد فرمائے ہیں۔

ربنا اغفرلنا ولا خواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک رؤف رحیم. (آپ کے مسائل ص ۱۵۶ تا ۱۹۹)

حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ناموں کیساتھ امام کا استعمال

سوال: حضرات حسنین کے ناموں کے ساتھ لفظ امام کا استعمال کرنا کیسا ہے؟

جواب: امام کے معنی ہے "پیشوا و مقتداء" بایں معنی اہل السنۃ سب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلکہ بعض تابعین کو بھی امام سمجھتے ہیں لیکن یہ بھی واضح رہے کہ اہل تشیع کی اصطلاح میں امام عالم الغیب اور معصوم عن الخطاء کو کہتے ہیں۔ اس معنی میں کسی بھی صحابی وغیرہ کو امام کہنا درست نہیں' جہاں حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اسمائے گرامی کے ساتھ لفظ امام کو استعمال کرنے سے اس عقیدہ کی طرف وہم ہوتا ہو وہاں استعمال نہ کریں۔ (خیر الفتاویٰ ج ا ص ۱۴۰)

کیا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت سے اسلام کی تکمیل ہوئی؟

سوال: ایک سنی المذہب نے ایک ایسی مجلس میں جس میں شیعوں کے عوام وخواص شریک تھے' اپنی تقریر کے دوران نہایت شد و مد سے کہا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے اسلام کی تکمیل ہوئی ورنہ اسلام غیر مکمل رہتا اور یہ بھی کہا کہ جو مسلمان واقعہ شہادت حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر نہ روئے وہ شقی ازلی ہے۔

تقریر کے بعد اس کو سمجھا دیا تب بھی اس نے یہی کہا کہ میرا عقیدہ یہی ہے' اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس شخص کا کیا حکم ہے؟ اگر وہ علماء اسلام کے فتویٰ کی پروانہ کرے تو ایسے شخص سے حنفی المذہب مسلمان کو تعلقات قائم کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: زید کا یہ عقیدہ اہل حق کے سراسر خلاف ہے' ایسے شخص کو توبہ اور تجدید ایمان و نکاح کر لینا چاہیے کیونکہ یہ عقائد روافض کے ہیں' اگر علماء حق کے فتویٰ کو نہیں مانتا تو یہ گنہگار ہے اور اس کی تکفیر و توہین کرتا ہے تو کفر ہے اور ایسے لوگوں سے تعلقات رکھنا درست نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۶ ص ۱۳۳)

اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ حضرت معاویہ صحابی جلیل ہیں

سوال: ایک شخص اہلسنت والجماعت ہو کر کہتا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو زہر دیا گیا تھا اس میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھی سازش تھی' دیگر یہ کہ جس وقت امیر معاویہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام مخصوص پر بچھونے کاٹا تھا تو اس وقت آپ نے عبیداللہ کی والدہ سے بدفعلی کی تھی جس سے عبیداللہ پیدا ہوئے' اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب: حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی خاص ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعاء خاص فرمائی ہے۔ بشارت دی ہے کہ کاتب وحی تھے' ان کی شان میں گستاخانہ خیال رکھنا اور تہمت لگانا سخت گناہ اور معصیت ہے' وہ شخص فاسق اور بدکار ہے جو ایسے خیال رکھتا ہے اس کی نماز روزے کچھ مقبول نہیں ہے' وہ درحقیقت رافضی ہے اس کو ایسے خیال سے توبہ کرنی چاہیے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۱۲ ص ۴۴۵)

صحابہؓ کا مذاق اڑانے والا گمراہ ہے اور اس کا ایمان مشتبہ ہے

سوال۔ جو شخص صحابہؓ کا مذاق اڑائے اور حضرت ابو ہریرہؓ کے نام مبارک کے معنی بلی چلی کے کرے' نیز یہ بھی کہے کہ میں ان کی حدیث نہیں مانتا' کیا وہ مسلمان ہے؟

جواب۔ جو شخص کسی خاص صحابی کا مذاق اڑاتا ہے۔ وہ بدترین فاسق ہے' اس کو اس سے توبہ کرنی چاہئے' ورنہ اس کے حق میں سوءِ خاتمہ کا اندیشہ ہے اور جو شخص تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو...... معدودے چند کے سوا...... گمراہ سمجھتے ہوئے ان کا مذاق اڑاتا ہے وہ کافر اور زندیق ہے' اور یہ کہنا کہ میں فلاں صحابیؓ کی حدیث کو نہیں مانتا۔ نعوذ باللہ۔ اس صحابیؓ پر فسق کی تہمت لگانا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ جلیل القدر صحابی ہیں' دین کا ایک بڑا حصہ ان کی روایت سے منقول ہے' ان کا مذاق اڑانا اور ان کی روایات کو قبول کرنے سے انکار کرنا نفاق کا شعبہ اور دین سے انحراف کی علامت ہے۔

صحابہ کرامؓ کے عادل ہونے کا عقیدہ

سوال: اہل سنت والجماعت کے عقیدہ کے مطابق "اَلصَّحَابَةُ کُلُّهُمْ عَدُوْلٌ" سے کیا مراد ہے؟

جواب: یہ عقیدہ کسی عقیدہ یا علم کلام کی کتاب میں مذکور نہیں' البتہ حضرات محدثین اصول حدیث میں راویوں کی تحقیق و تعدیل کے بیان کرتے وقت ذکر کیا کرتے ہیں جس کسی نے عقائد میں ذکر کیا ہے اسی جگہ سے لیا ہوگا اور عدالت کے معنی ہیں روایت کے اندر کذب کے ارادہ سے پرہیز کرنا اور درحقیقت تمام صحابہ اسی عدالت کے ساتھ موصوف تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کسی جھوٹی نسبت کرنے کو بہت بڑا گناہ سمجھتے تھے۔ (فتاویٰ عبدالحیٰ ص ۷۶)

دلیل افضلیت صحابہ از غیر صحابہ

سوال: یہ عقیدہ کہ صحابہ غیر صحابہ سے افضل ہیں' اس عقیدہ کی دلیل کتاب وسنت سے بھی ہے یا صرف اجماع ہے؟

جواب: آیات تو کوئی ذہن میں نہیں ہے البتہ حدیث سے صاف استدلال ہوسکتا ہے۔

"عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْرِمُوْا اَصْحَابِي فَاِنَّهُمْ خِيَارُكُمْ (مِشْكوٰةَ بَابُ مَنَاقِبِ الصَّحَابَةِ)"

استدلال کی تقریر یہ ہے کہ خیار خیر کی جمع ہے اور خیر کے معنی افعل التفضیل ہے تو صحابہ کو مخاطبین پر فضیلت دینا مدلول حدیث ہے اور اس میں اطلاق ہے تو تفضیل مطلق مراد ہوئی اور خیار کم میں خطاب یقیناً غیر اصحاب کو ہے کیونکہ مفضل ومفضل علیہ متغائر ہوتے ہیں تو مدلول حدیث کا یہ ہوا کہ اصحاب کو مطلقاً غیر اصحاب پر فضیلت ہوگی۔ پس مدعا ثابت ہوگیا اور گو یہ خبر واحد ہے جو ظنی ہوتی ہے مگر انضمام اجماع کے بعد ایسی قطعی ہوگئی جس قطعیت کی عقائد میں ضرورت ہے۔ (امداد الفتاوی ج ۴ ص ۶۰۴)

کسی صحابی کو سابقہ کفر کے ساتھ یاد کرنا

سوال: اگر کوئی شخص کسی صحابی کو جو قبل اسلام نصرانی تھے مگر ان کا اسلام تواتر سے ثابت ہے' نصرانیت کے ساتھ طعنہ دیتا ہے اور عار دلاتا ہے اور ان کو نصرانی کے لفظ سے یاد کرتا ہے اور ان کی روایات کے بارے میں کہتا ہے کہ عدی نصرانی کی روایت ان کے لیے مخصوص تھی ان کو دوسرے مؤمنین پر قیاس نہیں کرنا چاہیے اور عدی نصرانی کی خبر آحاد قابل اعتبار نہیں ہیں' تو کیا شخص مذکور کا تعلل شرعاً قابل قبول ہے اور یہ شخص مؤمن کامل ہے یا فاسق؟

جواب: ایسا شخص فاسق اور واجب التعزیز ہے' کسی شخص کے مسلمان ہوجانے کے بعد کفر سابق سے اس کو یاد کرنا اور اس قسم کے الفاظ استعمال کرنا حرام ہے۔ چہ جائیکہ جلیل القدر صحابی کے بارے میں ایسے الفاظ کا استعمال کرنا۔ (فتاوی عبدالحئی ج ا ص ۱۶۶)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا روضۂ شریف کی زیارت کیلئے نہ جانا

سوال: صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا سردار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ شریف کی زیارت کے لیے نہ جانا' اس عقیدہ کی بناء پر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ وسلام نہیں سنتے' کیا حکم رکھتا ہے؟

جواب: دلائل کثیرہ سے آفتاب نیم روز کی طرح ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور قبر اطہر کے قریب پڑھا جانے والا دُرود شریف آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں۔ ''بلاواسطہ'' اس لیے اسلام کے چودہ سو سالہ دور میں مسلمانوں کا ''بشمول صحابہ'' عمل اسی عقیدہ پر رہا ہے کہ جس نے حج کیا اس نے مدینہ منورہ کی زیارت کی تاکہ سید دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں دُرود کا تحفہ پیش کرے۔ (خیر الفتاویٰ ج ا ص ۱۶۰)

حضرت حسینؓ کی مجلس غم منانا

سوال: مجلس غم مقرر کرنا جیسے شہادت حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا وفات نامہ خاص کر روز عاشورہ میں بوجہ غم کے مجلس مقرر کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: غم کی مجلس تو کسی واسطے درست نہیں کہ صبر کرنے کا حکم اور غم کے رفع کرنے کا امر ہے' تعزیت وتسلیت اسی واسطے کی جاتی ہے تو اس کے خلاف غم پیدا کرنا خود معصیت ہوگا اور شہادت حسین کا ذکر مجمع کر کے سوائے اس کے مشابہت روافض کی بھی ہے اور تشبہ ان کا حرام ہے۔ لہٰذا مجلس غم کا منعقد کرنا درست نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۷۶) ''اور روافض کی محفل میں بھی شرکت کی اجازت نہیں۔'' (م'ع)

حضرت حسین اور یزید کا معاملہ

سوال: یزید کے اشارہ سے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ معرکہ کربلا پیش آیا اس کے بارے میں اہل سنت کا کیا خیال ہے؟

جواب: اس معاملہ میں یزید کی روش حضرت حسین کے ساتھ اہل سنت والجماعت کے نزدیک ان کی شان کے خلاف اور توہین آمیز رہی۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۴۲۵)

''بعض لوگ محض تقلیداً یزید کے بارے میں غلو کرتے ہیں'' (م'ع)

فاسق وفاجر کیلئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سوال: اگر ایک فاسق وفاجر شخص کو ہم رضی اللہ عنہ کہیں تو گناہ ہے' نور اللہ مرقدہ کہیں تو حرج ہے' اگر ایسا ہے تو پھر کیا فاسق وفاجر کے لیے دعائے مغفرت نہ کرنی چاہیے؟

جواب: دعائے مغفرت اگر فاسق وفاجر کے لیے جائز نہ ہوتی تو نماز جنازہ اس کی میت پر نہ پڑھی جاتی' عرفاً رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ کرام کے لیے یا بہت سے بہت ان سے قریب تر

حضرات کے لیے ہے' اس وجہ سے کسی فاسق و فاجر کے لیے ایسے کلمات کہنے سے ان کے صحابہ ہونے یا ان کے قریب تر بلند مرتبہ ہونے کا شبہ ہوتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۵ ص ۱۲۹) اس لئے نہیں کہنا چاہئے اور نہ لکھنا چاہئے (م'ع)

حضرت معاویہؓ کے کردار کا تاریخی و شرعی جائزہ

سوال۔ تاریخوں سے حضرت معاویہؓ کے کردار کا مطالعہ کرنے کے بعد دو باتیں لازمی طور پر پیدا ہوتی ہیں' یا تاریخیں غلط یا حضرت معاویہؓ کا ایمان مصلحت کا وقت کا تقاضا تھا' تیسری صورت میں جیسا کہ اہل السنۃ انہیں اکابر صحابہؓ میں شمار کرتے ہیں' نبی کی تربیت اور ذات محل نظر رہ جاتی ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہجو میں اشعار پڑھنا

سوال: ان اشعار کے بارے میں کیا حکم ہے؟

داستان پسر ہندۂ مگر نشنیدی — کہ از و وزسہ تن او پیمبر چہ برسید
پدر او دُر دندان پیمبر بشکست — مادر اوجگر عم پیمبر بمکید
او بنا حق حق داماد پیمبر بگرفت — پسر او سرفرزند پیمبر ببرید
برچنیں قوم تو لعنت نہ کنی شرمت — لعن اللہ یزید او علی قوم یزید

جواب: اہل سنت کو اس شعر کا کہ ہمہ تن مشتمل ہے ہجو صحابہ پر پڑھنا درست نہیں ہے اور اگر اتفاقاً اس کا مطلب نامعلوم ہونے کے سبب پڑھ لیا یا دیکھ لیا تو کچھ حرج نہ ہوگا اور کچھ گناہ و کفارہ لازم نہ ہوگا مگر مطلب معلوم ہونے کے بعد اس کو پڑھنا حرام ہے۔

تتمۃ السوال

پسر ہندہ سے کون صحابی مراد ہیں اور ان کا اسم شریف کیا تھا؟

جواب: پسر ہندہ سے مراد حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں' ان کی والدہ کا نام ہندہ بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف تھا۔ فتح مکہ کے زمانے تک وہ اور ان کے شوہر ابوسفیان والد معاویہ کافر تھے' سن ہجری ۸ تھا کہ فتح مکہ ہوئی اور اسی سال دونوں مشرف باسلام ہوئے اور معاویہ بھی اسی وقت اسلام لائے۔ ہنگامہ غزوۂ احد کہ سن ۳ ہجری میں ہوا تھا' ابوسفیان اور ان کی بی بی کفار کے لشکر میں آئے تھے' اسی غزوے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہوئے تھے۔ بعض لکھتے ہیں کہ ابوسفیان نے شہید کیا تھا اور بعض عتبہ بن ابی وقاص کا نام لیتے ہیں

جن کو سعادت اسلام نصیب نہیں ہوئی اور صحیح یہی ہے اور جس نے ابوسفیان کو لکھا اس کو شبہ پڑا کہ عتبہ کی والدہ کا نام ہندہ بنت وہب بن الحارث بن زہرہ تھا۔ پس چونکہ ابوسفیان کی بی بی اور عتبہ کی والدہ کا نام ایک ہی تھا' اس وجہ سے اس نے اس حرکت کو ابوسفیان کی طرف منسوب کر دیا۔ یہی مراد ہے اس شاعر خبیث کی۔ (پدر او در دندان پیمبر بشکست) سے

اور جس وقت غزوۂ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے' ابوسفیان کی بی بی ہندہ بہ سبب شدت عداوت ان کے جسد مقدس کو چاک کر کے ان کا جگر نکال کر چوس لیا' یہی مراد ہے خبیث کی جملہ (مادر او جگر عم پیمبر بمکید) سے۔

اور معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باب خلافت میں جو حضرت علیؓ سے مقابلے کیے اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ بعد شہادت حضرت علی کے امام حسن نے مصالحہ کر لیا اور خلافت حضرت معاویہ کے سپرد کر دی اس کی طرف خبیث نے جملہ (او بنا حق حق داماد پیمبر بگرفت) سے اشارہ کیا۔

اور یزید بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام حسین کی شہادت میں جو کچھ قبائح کیے اس کی طرف اس مصرع (پسر او سر فرزند پیمبر ببرید) میں اشارہ ہے۔

اور مراد چنیں قوم سے یزید اور اس کے مادر و پدر اور پدر پدر ہیں۔ اہل سنت کے نزدیک قبائح یزید تو البتہ قابل ملامت ہیں' باقی قبائح ابوسفیان اور ہندہ کے ان کے اسلام سے سب محو ہو گئے اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقاتلے بھی خطائی الاجتہاد پر محمول ہیں' ان تینوں حضرات صحابہ کو برا کہنا درست نہیں ہے' تفصیل ان سب امور کی کتب علم کلام اور کتب اخبار صحابہ میں مسطور ہے۔ (فتاویٰ عبدالحیٰ ص ۵۵۰)

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور یزید کے بارے میں مسلک اہل سنت

حضرت حسینؓ اور یزید کی حیثیت

سوال۔ مسلمان میں واقعہ کربلا کے حوالے سے بہت سی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں' کچھ لوگ جو یزید کی خلافت کو صحیح مانتے ہیں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو باغی قرار دیتے ہیں جب کہ یزید کو امیر المومنین کہتے ہیں۔ از راہ کرم یہ فرمایئے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو باغی کہنے والوں کیلئے کیا حکم ہے؟ یزید کو امیر المومنین کہنا کہاں تک درست ہے؟

جواب۔ اہل سنت کا موقف یہ ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پر تھے' ان کے مقابلے میں یزید حق پر نہیں تھا' اس لئے یزید کو امیر المومنین نہیں کہا جائے گا۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "باغی" کہنے والے اہل سنت کے عقیدہ سے باغی ہیں۔

صحیح حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: "حسن وحسین (رضی اللہ عنہما) نوجوانانِ اہل جنت کے سردار ہیں"۔ (ترمذی)

جو لوگ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو نعوذ باللہ "باغی" کہتے ہیں وہ کس منہ سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت وسیادت میں جنت میں جائیں گے؟

کیا یزید کو پلید کہنا جائز ہے

سوال۔ مسئلہ دریافت طلب یہ ہے کہ ایک مشہور حدیث بسلسلہ فتح قسطنطنیہ ہے کہ جو پہلا دستہ فوج کا قسطنطنیہ پر حملہ آور ہوگا' ان لوگوں کی مغفرت ہوگی۔ یزید بھی اس دستہ میں شریک تھا' اس لئے اس کی مغفرت ہوگی۔ ایسی صورت میں "یزید پلید" کہنا مناسب ہے؟ لوگ کتابوں میں یزید کو اکثر اس نام سے یاد کرتے ہیں۔

دوسرے کون جانتا ہے کہ یزید نے مرنے سے پہلے توبہ کرلی ہو' اللہ بہتر جانتا ہے' جب تک اس کا یقین نہ ہوجائے کہ فلاں کی موت کفر پر ہوئی' اس کو کافر کہنا یا اس کو لعنت کرنا صحیح ہوگا یا نہیں؟

جواب۔ یزید کو پلید اس کے کارناموں کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت' اہل مدینہ کا قتل عام اور کعبہ شریف پر سنگ باری اس کے تین سالہ دور کے سیاہ کارنامے ہیں۔ یہ کہنا کہ ابن زیاد نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا' لہٰذا اس کی کوئی ذمہ داری یزید پر عائد نہیں ہوتی' بالکل غلط ہے۔ ابن زیاد کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا مقابلہ کرنے کیلئے ہی تو کوفہ کا گورنر بنایا گیا تھا۔ جہاں تک حدیث شریف میں مغفرت کی بشارت کا تعلق ہے۔ وہ بالکل صحیح ہے' لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یزید کے غلط کاموں کو بھی صحیح کہا جائے۔ مغفرت گناہ گاروں کی ہوتی ہے' اس لئے مغفرت اور گناہ میں کوئی تعارض نہیں۔ ہاں! یزید کے کفر کا فتویٰ دینا اس پر مبنی ہے کہ اس کے خاتمہ کا قطعی علم ہو وہ ہے نہیں۔ اس لئے کفر کا فتویٰ اس پر ہم بھی نہیں دیتے۔ گو یزید کے سیاہ کارناموں کی وجہ سے اس کو بہت سے حضرات نے مستحق لعنت قرار دیا ہے مگر اس کا نام لے کر لعنت ہم بھی نہیں کرتے' مگر کسی پر لعنت نہ کرنے کے یہ معنی نہیں کہ اس کی حمایت بھی کی جائے' واللہ اعلم!

یزید پر لعنت بھیجنے کا کیا حکم ہے؟

سوال۔ کیا یزید پر لعنت بھیجنا جائز ہے؟ جواب۔ اہل سنت کے نزدیک یہ لعنت کرنا جائز نہیں' یہ رافضیوں کا شعار ہے' قصیدہ بدء الامالی' جو اہل سنت کے عقائد میں ہے' اس کا شعر ہے:

ولم یلعن یزیداً بعد موت سوی المکثار فی الاغراء غال

اس کی شرح میں علامہ علی قاریؒ لکھتے ہیں کہ: "یزید پر سلف میں سے کسی نے لعنت نہیں کی سوائے رافضیوں' خارجیوں اور بعض معتزلہ کے' جنہوں نے فضول گوئی میں مبالغہ سے کام لیا ہے" اور اس مسئلہ پر طویل بحث کے بعد لکھتے ہیں: فلاشک ان السکوت اسلم "اس لئے اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ نہ تو یزید پر لعنت کی جائے' نہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں اس کی مدح و توصیف کی جائے"۔

یزید پر لعنت بھیجنا جائز نہیں

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علماء کرام مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ میدان کربلا میں اہل بیت یعنی حضرت حسینؓ اور آپ کے رفقاء پر یزید اور شمر نے ظلم کئے تھے اور ان کو بے دردی سے شہید کیا تھا تو ایسے سخت دل ظالم آدمی کو کافر اور لعنتی کہنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب۔ یزید اور اس کے متبعین کے فسق و فجور اور ظلم و زیادتی میں کوئی شک و شبہ نہیں لیکن اس ظلم اور فسق کی وجہ سے ان پر کفر اور ارتداد کا حکم لگانا مشکل ہے اس لئے کہ ان سے کوئی ایسا امر متحقق نہیں ہوا ہے جو ان کے ارتداد پر دلالت کرے اور نہ ہی یہ ثابت ہے کہ اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو حلال سمجھ کر قتل کیا ہو' اسی طرح ان (یزید و شمر) پر لعنت کرنے سے بھی احتراز اولیٰ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازیوں اور اہلبیت پر لعنت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر علماء محققین نے اس مسئلہ میں توقف کے پہلو کو اختیار فرمایا ہے۔ اس لئے کہ ایمان کا دارومدار خاتمہ پر ہے اور اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے کہ کس کا خاتمہ ایمان پر ہو گا یا نہیں۔

اولیاء کرام اور انکی کرامت

ولی ہونیکا معیار کیا ہے؟ جو شخص پابند شرع نہ ہو وہ ولی ہو سکتا ہے؟ اگر ایسے شخص سے خلاف عادت کوئی چیز ظاہر ہو تو؟

سوال: قصبہ خیرالو "گجرات" میں ایک باپو (بناوٹی پیر) ظاہر ہوا ہے ان کا دعویٰ ہے اور عوام

کا بھی تاثر ہے کہ ان کی پھونک کا اثر ایک میل تک پہنچتا ہے اور ایک میل کے احاطہ میں بوتلوں میں جو پانی وغیرہ بھر کر رکھا جاتا ہے اس میں ازالہ مرض کی تاثیر پیدا ہو جاتی ہے' عوام اس باپو کو خدا کا ولی اور ان کی پھونک کو کرامت سمجھتے ہیں اور پانی پر دم کرانے کے لیے مرد و زن کا اژدھام ہوتا ہے' لوگوں کی نمازیں بھی قضا ہوتی ہیں' وہ باپو صاحب نہ نماز کے پابند ہیں اور نہ جماعت کا اہتمام کرتے ہیں نہ متبع سنت ہیں' ڈاڑھی بھی نہیں رکھتے' نامحرم عورتوں سے مصافحہ کرتے ہیں' لوگ ان کے آگے جھکتے ہیں' سجدہ کرتے ہیں' وہ روکتے بھی نہیں' ان کا کیا حکم ہے؟

جواب: صورت مسؤلہ میں جب نماز باجماعت کے پابند نہیں اور ان کی داڑھی بھی نہیں تو یہ فاسق ہے ولی نہیں ہو سکتا' لہٰذا اس سے کوئی کرشمہ ظاہر ہو تو وہ کرامت نہیں استدراج ہے' سفلی عمل اور سحر ہے اس کے پاس جانا' اس سے ملنا اور اس کے دم کیے ہوئے پانی کو متبرک سمجھنا جائز نہیں' اسی میں ایمان وعقائد کی حفاظت ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۳)

وحی' کشف والہام کی تعریف

سوال: کشف' الہام اور وحی میں کوئی فرق ہے یا نہ؟ جواب: وحی وہ علم ہے جو پیغمبر کو "اللہ تعالیٰ کی جانب سے القاء" کے وقت حاصل ہوتا ہے (خواہ بواسطہ ملک ہو یا بلا واسطہ) الہام وہ علم ہے جو قلب مبارک میں بغیر اپنے فعل اور استدلال کے ہو' گر نبی کو ہو تو وحی کہلاتا ہے' یعنی وحی کی قسم ہوتا ہے۔

اسی طرح "کشف" لغۃً کھولنے کو کہتے ہیں' اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی علم کو نبی یا ولی پر کھول دینا کشف ہے۔ (خیر الفتاویٰ)

مہدی اور مجدد کی علامات کیا ہیں؟

سوال: مہدی اور مجدد کے مذہب میں کیا تفاوت ہے؟" اور ان کی علامات کیا ہے؟"

جواب: مہدی ایک شخص معین ہے' کوئی عہدہ نہیں کہ ہر شخص کو حاصل ہو سکے' مہدی کے متعلق علامات حدیث نبوی میں وارد ہوئی ہیں جو کہ یہ ہیں:

۱۔ اس کا نام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہوگا۔

۲۔ اس کے والد کا نام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کے ہم نام ہوگا۔

۳۔ اہل بیت یعنی اولاد فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوگا۔

۴۔ سات سال زمین میں خلافت کرے گا اور زمین کو عدل سے پُر کر دے گا۔

۵۔ بیعت کی صورت یہ ہوگی کہ کسی خلیفہ کے فوت ہونے کے بعد اختلاف واقع ہوگا تو اس

وقت مہدی صاحب مدینہ طیبہ میں ہوں گے۔ اس ڈر سے مدینہ طیبہ سے نکل کر مکہ کی طرف روانہ ہوں گے کہ ایسا نہ ہو مجھے خلافت کے لیے مجبور کیا جائے کیونکہ اہل مدینہ اس کے فضل و کمال سے واقف ہوں گے لیکن جب مکہ پہنچیں گے تو اہل مکہ بھی انہیں پہچان لیں گے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ دراں حالیکہ یہ مہدی صاحب اس امر خلافت کے قبول کرنے کو مکروہ سمجھیں گے یہ بیعت رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان ہوگی اس طرح کی اور بھی بہت سی علامات ہوں گی۔

اب مجدد کے متعلق تحقیق درج کی جاتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر سو سال کے اوپر ایک شخص کو بھیجیں گے جو دین کی تجدید کر دے گا۔ اس حدیث کی بناء پر اظہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر صدی میں اللہ تعالیٰ ایک ایسی جماعت قائم فرماتے ہیں جن کا ہر فرد ہر بلاد میں تقریر و تحریر کے ذریعے سے دین کو قائم رکھتا ہے اور دین کی گمراہ لوگوں کی تحریف سے حفاظت کرتا ہے۔ (خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۰۷)

مولانا اسماعیل شہید کو کافر کہنا

سوال: جو شخص کہ مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کو کافر اور مردود کہتا ہے تو وہ شخص خود کافر ہے یا فاسق؟

جواب: مولانا محمد اسماعیل صاحب کو جو لوگ کافر کہتے ہیں وہ بتاویل کہتے ہیں اگرچہ وہ تاویل ان کی غلط ہے۔ لہٰذا ان لوگوں کو کافر کہنا اور معاملہ کفار کا سا نہ کرنا چاہیے جیسا کہ روافض و خوارج کو بھی اکثر علماء کافر نہیں کہتے حالانکہ وہ شیخین وصحابہ کو اور حضرت علیؓ کو کافر کہتے ہیں۔ پس جب بسبب تاویل باطل کے ان کے کفر سے بھی آئمہ نے تحاشی کی (کنارہ کیا) ہے تو مولوی محمد اسماعیل علیہ الرحمۃ کو بطریق اولیٰ کافر نہ کہنا چاہیے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۰)

قیاس امام ابوحنیفہ کا حق نہیں' کافر ہوا

سوال: نواب مولوی قطب الدین صاحب دھلوی نے نقل عالمگیری سے کیا ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ قیاس امام ابوحنیفہ کا حق نہیں' کافر ہوا' اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب: علماء کی توہین وتحقیر کو چونکہ علماء نے کفر لکھا ہے جو توہین کہ علم اور امر دین کی وجہ سے ہو لہٰذا جب قیاس مجتہد کو حق نہ کہا تو اس عالم کی امر دین اور علم میں اہانت کی لہٰذا کفر ہوا۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۷)

مولانا شبلی اور مولانا حمید الدین فراہی کو کافر کہنے کا حکم

سوال: آجکل اکثر اخبارات ورسائل میں تکفیر کے جھگڑے دیکھے جاتے ہیں' علماء حق میں

سے اکثر لوگ مولانا شبلی اور مولانا حمید الدین فراہی کو کافر سمجھتے ہیں اور اکثر لوگ اس کے مخالف ہیں' جیسے حضرت مولانا مدنی' اس کے متعلق حضور کا کیا خیال ہے؟ کیا واقعی وہ لوگ قابل تکفیر ہیں؟ آپ کے فتویٰ سے مولانا حمید الدین فراہی اور دیگر کارکنان مدرسۃ الاصلاح کی بریت تو ثابت ہوتی ہے مگر مولانا شبلی صاحب کی بریت ثابت نہیں ہوتی۔ اب دریافت طلب یہ ہے کہ مولانا شبلی کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں' اور ظاہر ہے کہ وہ مادہ کو حادث اور نبوت کو اکتسابی مانتے ہیں' جیسا کہ ان کی کتابوں میں مصرح ہے' پس ایسے شخص کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب: مولانا شبلی مرحوم کی ایک تحریر مولانا سید سلیمان ندوی مرحوم نے شائع کی ہے جس میں یہ تصریح ہے کہ مولانا شبلی نے مادہ کے قدیم ہونے اور نبوت کے اکتسابی ہونے کے عقیدہ سے بتری کی ہے' کوئی وجہ نہیں کہ اس تحریر کو نظر انداز کر دیا جائے اس لیے مولانا شبلی کی تکفیر نہ کرنی چاہیے۔ (کفایت المفتی ج ۱ ص ۳۴۸)

یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ کا وظیفہ پڑھنے کا حکم

سوال: کلمہ یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ کے ورد کے متعلق جناب کی رائے مبارک کیا ہے؟ قرآن کریم کی صدہا آیات ظاہری طور پر تو اس کے مخالف نظر آتی ہے' نیز قاضی ثناء اللہ پانی پتی جیسے متبحر عالم اور صوفی بھی اس سے منع کرتے ہیں' گو دوسری طرف غلام علی شاہ اور حضرت مرزا جان جاناں جیسے اعلیٰ صوفی اس کے عامل نظر آتے ہیں اور یہ اختلاف حنفی' شافعی' مالکی' حنبلی یا مقلدین وغیر مقلدین کے خفیف اختلافات سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا' اس کا ایک فریق تو زبردست دلائل سے اس کو شرک ٹھہراتا ہے اور دوسرا فریق اس کی حمایت میں ویسے ہی زبردست دلائل پیش کرتا ہے' امید ہے کہ اپنی رائے مبارک کا اظہار فرمائیں گے؟

جواب: ایسے امور و معاملات میں تفصیل یہ ہے کہ صحیح العقیدہ' سلیم الفہم کے لیے جواز کی گنجائش ہو سکتی ہے' تاویل مناسب کر کے اور سقیم الفہم "کم عقل کے لیے" اعتقادی اور عملی مفاسد کی وجہ سے اجازت نہیں دی جاتی چونکہ اکثر عوام بدفہم اور کج طبع ہوتے ہیں ان کو بالکل منع کیا جاتا ہے اور منع کرتے وقت اس کی علت کو اس لیے نہیں بیان کیا جاتا کہ قیاس فاسد کر کے ناجائز امور کو جائز قرار دے لیں گے جیسے عوام کی عادت ہے کہ دو امروں کو جن میں فرق ہے برابر سمجھ کر ایک کے جواز سے دوسرے کے جواز کا حکم لگا دیتے ہیں' اس لیے ان کو مطلقاً منع کیا جاتا ہے۔ اس قاعدہ کے دریافت کر لینے کے بعد ہزارہا اختلافات جو ان امور میں واقع ہیں ان کی حقیقت کھل جائے گی۔ اس کی ایسی

مثال ہے کہ کوئی ڈاکٹر کسی فصلی چیز کو کھانے سے عام طور پر منع کر دے مگر تنہائی میں کسی خاص صحیح المزاج آدمی کو بعض طرق و شرائط کے ساتھ اسی چیز کی اجازت دے دے اس تقریر سے مانعین و مجوزین کے قول میں تعارض نہ رہا مگر یہ اجازت عوام کے حق میں سم قاتل ہے۔ (امداد الفتاوی ج۵ص ۳۵۲)

ارواح مشائخ سے مدد طلب کرنے کے معنی

سوال: ضیاء القلوب میں ہے استعانت استمداد از ارواح مشائخ طریقت بواسطہ مرشد خود کردہ الخ استعانت و استمداد کے معنی ذرا کھٹکتے ہیں غیر اللہ سے مدد طلب کرنے کا جائز طریقہ کیا ہے؟ خالی الذہن ہونے کی تاویل بالکل جی کو نہیں لگتی ایسی بات ارشاد ہو جس سے قلب کو تشویش نہ رہے؟

جواب: مخلوق میں سے جس سے مدد چاہی جارہی ہے اگر اس کے علم اور قدرت کے مستقل ہونے کا عقیدہ ہو تو یہ شرک ہے اور اگر اس کے علم و قدرت کے غیر مستقل ہونے کا عقیدہ ہو مگر وہ علم و قدرت کسی دلیل صحیح سے ثابت نہ ہو تو یہ معصیت ہے اور اگر اس کے علم و قدرت کے غیر مستقل ہونے کا عقیدہ ہو اور اس کی قدرت و علم کسی دلیل سے ثابت ہو جائز ہے خواہ مستمد منہ "جس سے مدد چاہی جارہی ہے" زندہ ہو یا مردہ اور اگر کسی کے علم و قدرت کے نہ مستقل ہونے کا عقیدہ ہو نہ غیر مستقل۔ پس اگر وہ مدد چاہنے کا طریقہ مفید ہو تب بھی جائز ہے جیسے آگ پانی یا ماضی کے قصے اور واقعات سے مدد مانگنا ورنہ لغو ہے یہ کل پانچ قسمیں ہیں پس مشائخ کی روحوں سے مدد طلب کرنا جس شخص کو ارواح کا کشف ہو جاتا ہے اس کے لیے تیسری قسم ہے اور جس کو کشف نہیں ہوتا محض ان حضرات کے ذکر اور تصور سے قسم رابع ہے کیونکہ اچھے لوگوں کے خیال کرنے سے ان کے اتباع کی ہمت ہوتی ہے اور طریقہ بھی مفید ہے اور غیر صاحب کشف کے لیے قسم خامس ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج۵ص ۳۶۴)

اہل قبور سے مدد لینا

سوال: اولیاء اللہ مرحوم سے مراد مانگنا جائز ہے یا نہیں؟ اور دور سے مدد کے لیے پکارنا؟

جواب: مراد صرف حق تعالیٰ سے مانگی جائے کسی مرحوم ولی کو مدد کے لیے پکارنا منع ہے۔ اگر یہ عقیدہ ہو کہ ہم جہاں سے پکاریں ولی مرحوم ہماری پکار کو سنتے ہیں اور مدد کے لیے آتے ہیں تو یہ عقیدہ تعلیمات اسلام کے خلاف ہے سخت خطرناک ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج اص ۱۱۱)

کسی بزرگ کے مزار پر اجتماعی قرآن خوانی کرنا

سوال۔ کسی بزرگ کے مزار شریف پر اجتماعی حیثیت سے بہ نیت ایصال ثواب قرآن خوانی

کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ جواب۔ ایصالِ ثواب جائز ہے اور وہ ہر جگہ ہر وقت ہوسکتا ہے‘ مگر کسی کی قبر پر اجتماعی طور پر قرآن خوانی کر کے ایصال ثواب کرنے کا صحابہ کرامؓ سے کوئی ثبوت نہیں ہے۔ لہٰذا اس طریقے سے اجتناب بہتر ہے۔ فتاویٰ عثمانی ج ۱ ص ۱۰۲۔

امام غزالی کے ایک قول کے معنی

سوال: امام غزالی افعال کے باب میں لکھتے ہیں ”کہ جیسا عالم پیدا ہوا اس سے بہتر غیر ممکن ہے“ کیونکہ باوجود امکان کے اگر نہ پیدا کرے تو عجز لازم آوے گا یا بخل اور یہ دونوں اس کے لیے محال ہیں‘ اس مضمون کا مطلب تحریر فرمادیں؟

جواب: یہ نفی امکان کی اللہ تعالیٰ کی قدرت کے اعتبار سے نہیں بلکہ باعتبار مخلوق کی حالت کے ہے‘ کہ اس عالم کے مجموعی مصالح باعتبار اس کی استعداد خاص کے اس ہیئت موجودہ نظام خاص پر موقوف ہیں‘ اس معنی خاص کے افادہ کے لیے اس سے بہتر نظام ممکن نہیں۔ (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۳۷۵)

مزارات اولیاء سے فیض

سوال: مزارات اولیاء رحمہم اللہ سے فیض حاصل ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر ہوتا ہے تو کس صورت سے؟

جواب: مزارات اولیاء سے کاملین کو فیض ہوتا ہے مگر عوام کو اس کی اجازت دینی ہرگز جائز نہیں اور تحصیل فیض کا طریقہ کوئی خاص نہیں ہے‘ جب جانے والا اہل ہوتا ہے تو اس طرف سے حسب استعداد فیضان ہوتا ہے مگر عوام میں ان امور کا بیان کرنا کفر و شرک کا دروازہ کھولنا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۰۴)

بزرگ یا پیر کی نیاز اور میت کی مختلف رسومات کا حکم

سوال۔ اکثر لوگ کہتے ہیں کہ آج فلاں پیر یا بزرگ کی نیاز ہے‘ اس کا کیا مطلب ہے؟ اور یہ جائز ہے یا نہیں؟ ۲۔ میت اور اس سے متعلق مختلف رسومات ہمارے یہاں رائج ہیں‘ اس سلسلے میں شرعی احکام کیا ہیں؟

جواب۔ آج کل نیاز کے نام سے جو رسمیں رائج ہیں‘ قرآن و سنت اور شریعت مطہرہ میں ان کا کوئی ثبوت نہیں‘ ان بدعات کو ترک کرنا واجب ہے‘ البتہ کسی بزرگ کے ایصال ثواب کا طریقہ یہ ہے کہ جتنی توفیق ہو نقد روپیہ یا کھانا‘ کپڑا صدقہ کر کے اس کا ثواب خاموشی سے ان بزرگ کو پہنچا دیا جائے‘ اس غرض کیلئے یہ دعوتیں اور اجتماعات کرنا شرعاً ناجائز اور بدعت ہے۔

وفی الدرالمختار ج۲ ص۴۳۹ (طبع سعید) واعلم ان النذر یقع للاموات ومن اکثر العوام ومایوخذ من سیما هم والشمع والزیت ونحوها الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیهم فهوبالا جماع باطل وحرام مالم یقصدوا صرفها للفقراء الانام وقد ابتلی الناس بذلک وکذا فی البحر الرائق ج ۳ ص ۲۹۸ (طبع سعید)

۲۔ بہشتی زیور اور بہشتی گوہر میں نماز جنازے اور میت کے احکام تفصیل سے موجود ہیں اس کا مطالعہ فرمالیں۔ فتاویٰ عثمانی ج ۱ ص ۱۰۷۔

پیر، فقیر وغیرہ سے حاجتیں مانگنا

سوال: جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بشر نہیں بلکہ نور ہیں یعنی خدا کے نور سے جدا ہیں یا ان کو خدا نے نوری ذات سے پیدا کیا ہے اور تمام انبیاء علیہم السلام عالم الغیب ما کان ما یکون اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں اسی طرح تمام پیغمبر، پیر و فقیر خدائی طاقتوں کے مالک ہیں لہٰذا ہمیں پیروں فقیروں سے حاجت مانگنی چاہیے ایسے عقیدے والا آدمی شریعت محمدی میں مسلمان ہے یا کافر؟

جواب: ایسے عقیدے رکھنا درست نہیں، ایسے شخص کو توبہ لازم ہے ان عقیدوں کے اعتبار سے دلائل کی روشنی میں اگر دیکھا جائے اور تاویل بعید کر کے اس کو نہ بچایا جائے تو اس کو مومن موحد نہیں کہا جائے گا بلکہ مشرک ہونے کا حکم لگے گا مگر چونکہ شریعت محمدی کا یہ حکم بھی ہے کہ مسلمان پر کفر کا حکم نہ لگایا جائے اس لیے ایسے آدمی پر کفر کا فتویٰ لگا کر اسلام سے خارج نہیں کیا جاتا اور مسلمانوں کی طرح تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ کو منع نہیں کیا جاتا۔ بس اسی سے سمجھ لیجئے کہ ایسے عقیدے کتنے غلط اور خطرناک ہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱ ص ۱۰۸)

شیخ کے قلب سے فیض کا تصور کرنا

سوال: ایک شخص لوگوں کو تعلیم کرتا ہے کہ تم لوگ وقت مراقبہ کے یہ خیال کیا کرو کہ میرا قلب متوجہ ہے پیر کے قلب کی طرف آیا یہ شرک ہے کہ نہیں؟ یہ کسی معتبر کتاب سے ثابت ہے یا نہیں؟

جواب: اگر توجہ باعتقاد معبودیت پیر کے ہے تو کفر و شرک صریح ہے اور اگر اس اعتقاد سے ہے کہ پیر کو اطلاع ہوتی ہے تو اطلاع بالذات کا اعتقاد کفر و شرک ہے اور اگر اس اعتقاد سے ہے کہ پیر کو اللہ تعالیٰ مطلع فرمادیتے ہیں تو اعتقاد گو شرک نہ ہو لیکن چونکہ اس اطلاع کی کوئی دلیل نہیں، اعتقاد فاسد و موہم شرک ہے اور اگر محض اس توجہ کو سبب عادی فیض کا اعتقاد کرتا ہے بدون اعتقاد علم وغیرہ کے تو خواص کے لیے گنجائش ہے اور عوام کے لیے مقدمہ فساد ہے۔ (امدادالفتاویٰ ج ۵ ص ۳۸۵)

بزرگوں کے غلام ہونے کا اقرار کرنا

سوال: بزرگان وخواجگان کی غلامی کا اگر کوئی شخص اقرار کرے حالانکہ وہ ان کا زر خرید نہیں تو یہ جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: لفظ غلام دو معنی میں استعمال ہوتا ہے' ایک بمعنی مملوک زر خرید' دوسرے بمعنی خادم تو جب غلام کی نسبت مالک کے ساتھ کی جاتی ہے تو اس سے مقصود معنی اول ہوتا ہے اور لوگوں کا یہ فعل یعنی غلامی کی نسبت بزرگان کے ساتھ باعتبار معنی اول کے کرنا غلط ہے اس واسطے کہ یہ لوگ بزرگان کے زر خرید نہیں ہوتے' البتہ باعتبار دوسرے معنی کے یعنی بمعنی خادم کے ایسی نسبت کر سکتے ہیں لیکن اس لفظ میں فعل ناجائز کا وہم ہوتا ہے اس واسطے اہل اسلام کو چاہیے کہ ایسا لفظ استعمال نہ کریں کیونکہ شرک جس طرح عبادت و قدرت میں ہوتا ہے ویسا ہی شرک نام رکھنے میں بھی ہوتا ہے۔ (فتاویٰ عزیزی ج ۱ ص ۹۶)

کیا حضرت تھانوی نے اپنا کلمہ پڑھوایا؟

سوال: آپ کے ایک مرید خاص نے خط لکھا کہ میں سویا ہوں' خواب میں کلمہ پڑھ رہا ہوں جس میں بجائے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور کا نام یعنی اشرف علی رسول اللہ ادا کر رہا ہوں' بعدہ پھر مرید خاص نے تحریر فرمایا کہ اب بیدار ہوں اور کلمہ کی صحت کی کوشش کر رہا ہوں مگر پھر حضور کا نام آتا ہے اور پھر درود شریف کا رخ کیا تو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا اَشْرَفْ عَلِیُّ ہی پڑھ رہا ہوں۔ حضرت تھانوی نے جواب دیا کہ مطلب یہ ہے کہ تم جس کے پیرو ہو وہ متبع سنت ہے' میرا خیال فاسد ہو کر یہ کہہ رہا ہے کہ حضرت مولانا تھانوی نے اس پردہ میں نبوت کا دعویٰ کر دیا ورنہ کفر کا حکم لگا کر توبہ کرنے کو فرماتے؟

جواب: حضرت مولانا تھانوی نے تو یہ فرمایا ''تم جس کے پیرو ہو وہ متبع سنت ہے'' آپ اس جواب پر غور فرمالیں کہ جو شخص متبع سنت ہو کیا وہ دعویٰ نبوت کر سکتا ہے' اصل یہ ہے کہ بغض و عناد انسان کی باطنی آنکھیں بند کر دیتا ہے جس کی وجہ سے دماغ خراب ہو کر سیدھے اور صاف کلام کا مطلب بھی اُلٹا سمجھتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱ ص ۱۶۷)

حضرت سید سالار غازی مسعود کی نذر

سوال: غازی مسعود سالار غازی کی یادگار سالانہ تازہ کرنے کے لیے اپنے مکان میں نشان مٹی کے گولے کی طرح بناتے اور اس سے ڈرتے' نیز تبرک مانتے ہیں اور سالانہ غازی صاحب کے نام

پر خصی و مرغ ذبح کرتے ہیں' خصی و مرغ کا خون' نیز ہڈیاں' سب اسی مٹی کے ڈھیر میں دفن کر دیتے ہیں' یہ سب ان کی خوشنودی حاصل کرنے کی غرض سے کرتے ہیں خصی نیز مرغ کا گوشت کھاتے ہیں' نیز اقرباء میں تقسیم کرتے ہیں' اگر کوئی منع کرے تو اس کو برا تصور کرتے ہیں' ایسا کرنا اور مدد کرنا کیسا ہے؟

جواب: یہ سب مشرکانہ رسمیں ہیں' ان سے توبہ واجب ہے' نذر صرف اللہ پاک کے لیے جائز ہے اور کسی کے لیے جائز نہیں' غیر اللہ پر ذبح کیا ہوا جانور مرغ' خصی وغیرہ کھانا قطعاً حرام ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱ص ۱۸۷)

حیات خضر کے قائل کو کافر کہنا

سوال: حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں یا انتقال کر گئے' ایک شخص کہتا ہے کہ حضرت خضر کا انتقال ہو چکا' ان کی حیات کا قائل ہونا کفر ہے اور بعض لوگوں کے واقعات جو مشہور ہیں کہ ان کو خضر علیہ السلام ملے وہ خضر علیہ السلام نہیں ہوتے بلکہ شیطان ہوتا ہے' لہٰذا دریافت ہے کہ وہ زندہ ہیں یا نہیں؟ اور جو کچھ یہ شخص کہتا ہے وہ صحیح ہے یا نہیں؟

جواب: جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ خضر علیہ السلام زندہ ہیں۔ ہاں بعض اس کے قائل ہیں کہ انتقال کر چکے اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر تعزیت کے لیے تشریف لائے اور صحابہؓ کے مجمع کی تعزیت کی ہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ خضر علیہ السلام ہیں' لہٰذا ان کی زندگی کے قائل ہونے کو کفر کہنا ناواقفیت پر مبنی ہے اور غلط ہے' اس سے توبہ لازم ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۸ص ۳۲۰)

کسی کے ہاتھ اور پیروں کو بوسہ دینا

سوال: قدم اور ہاتھ چومنے کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ اس کا ثبوت کیا ہے؟
کس کے لیے جائز اور کس کے لیے ناجائز اور کس وجہ سے؟

جواب: عالم صاحب ورع کے ہاتھ کو بوسہ دینا بطور تبرک اس میں کچھ حرج نہیں درر اور مصنف نے جامع سے نقل کیا ہے کہ دیانت دار حاکم اور سلطان عادل کے ہاتھ کو بوسہ دینے میں کچھ حرج نہیں اور کہا گیا ہے کہ سنت ہے اور ان کے علاوہ کے ہاتھ کو بوسہ دینے کی اجازت نہیں ہے۔ یہی مختار اور محیط میں ہے کہ اگر اس کے اسلام کی تعظیم اور اکرام کی بناء پر ہو تو جائز ہے اور اگر حصول دنیا کے لیے ہو تو مکروہ ہے۔ کسی عالم یا زاہد سے ان کے قدم کے بوسہ دینے کی اجازت طلب کی جائے تو ان کو اس کا موقع دے دینا چاہیے اور کہا گیا ہے کہ اس کی اجازت نہیں۔ شامی نے لکھا ہے

کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا مجھے ایسی چیز دکھایئے جس سے میرے یقین میں اضافہ ہو جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس درخت کو بلا لاؤ' وہ گیا اور اس درخت سے کہا کہ تجھ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بلا رہے ہیں' اس پر وہ حاضر خدمت ہوا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واپس جاؤ' وہ چلا گیا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو اجازت دی' اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک اور قدمین کو بوسہ دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو غیر اللہ کے لیے سجدہ کرنے کی اجازت دیتا تو عورت کو حکم کرتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج۹ ص ۱۷)

بزرگ سے ملاقات کے موقع پر خود اپنے ہاتھ کو چومنا

سوال: کسی عالم دین یا بزرگ سے ملاقات کرنے کے بعد خود اپنے ہاتھ کو چومنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: **فی الدر المختار: وکذا مایفعله الجهال من تقبیل یدنفسه اذا لقی غیره فهو مکروه فلا رخصة فیه. (شامی حظر و اباحت ج:۵ ص:۳۳۷) (الدرالمختار' حظر و اباحت ج:٦ ص:۳۸۳' وفی مجمع الانهر شرح ملتقی الابحر: ج۴ ص:۲۰۵ (طبع دار الکتب العلمیة بیروت) کتاب الکراهیة وتقبیل یدالعالم' وفی الدر المنتقی تحته ان لنیل الدنیا کره کتقبیل ید نفسه او ید صاحبه)**

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی دوسرے سے ملاقات کے وقت اپنے ہاتھ چومنا مکروہ تحریمی ہے' البتہ کسی بزرگ کے ہاتھ کبھی کبھی بقصد تبرک چوم لیے جائیں تو مضائقہ نہیں۔ (**کمافی الدر**)

الجواب صحیح: بندہ محمد شفیع   واللہ سبحانہ اعلم (فتاویٰ عثمانی ج ا ص ۳۴۹)

کسی بزرگ کو شمس الکونین کے لقب سے پکارنا

سوال: زید ایک بزرگ کو ''شمس الکونین'' کے لقب سے اعتقاداً مخاطب کرتا ہے جو شخص اس اعتقاد میں نہ ہو تو وہ اس سے سخت ناراض ہوتا ہے کیونکہ وہ اس کو ملہم سمجھتا ہے' عمرو کہتا ہے کہ ایسے الفاظ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کے لیے کچھ ایسے خاص ہو چکے ہیں کہ ذہن فوراً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منتقل ہوتا ہے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اُمتی کے لیے ایسے الفاظ کا استعمال کرنا دھوکہ میں ڈالتا ہے' دونوں میں سے کس کا خیال صحیح ہے؟

جواب: زید کا قول نامناسب اور عمرو کا قول صحیح ہے' کسی بزرگ متبع شریعت شیدائے سنت کی

بزرگی کا اعتراف تو ناجائز نہیں مگر حد سے بڑھا دینا اور آخرت کی نجات کا شخصی طور پر حکم لگا دینا درست نہیں۔ (کفایت المفتی ج ۱ ص ۱۰۷)

شیخ عبدالحق کا توشہ اپنے ذمہ ماننا شرک ہے

سوال: جو عوام لوگ توشہ شیخ عبدالحق کا اپنے ذمہ مانتے ہیں اور حقہ نوش کو اس میں شریک نہیں کرتے اور اسی طرح گیارہویں پیران پیر کی اپنے ذمہ لازم جانتے ہیں اگر کسی نے مذکورہ امور کے خلاف عمل کیا' بعدازاں اس کا کچھ نقصان ہوا تو کہا جاتا ہے کہ توشہ یا گیارہویں کو تاریخ مقررہ پر ادا نہ کرنے سے شیخ عبدالحق یا پیران پیر نے اس کو نقصان پہنچایا' آیا ایسا عمل کرنا گو بظاہر خدا کا نام بھی اس میں لیا جائے شرعاً جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: ایسا فعل کرنے والے شرعاً مشرک ہیں' خدا کا نام جو بعض لوگ ہر وقت استفسار زبان پر لاتے ہیں محض ظاہرداری ہے۔ (فتاویٰ قادریہ ص ۱۷۵)

کسی پیر یا شہید کے سر پر آنے کی حقیقت

سوال: بکر بعمر تیرہ سال مرض وباء میں فوت ہوا' تین مہینے کے بعد اپنے چچا اور چچی ہندہ کو خواب میں کہا کہ مجھ کو قبر سے نکال کر دوسری جگہ دفن کرو جہاں دیگر مسلمانوں کی قبریں نہ ہوں' چنانچہ انہوں نے رات میں دوسری جگہ دفن کیا اور یہ جگہ غیر کی ملکیت ہے' اب مسماۃ ہندہ کے سر پر آ کر ہفتہ وار گھومتا ہے اور بیان کرتا ہے میں شہید ہوا ہوں' بہت سے لوگ اس سے حاجت مانگنے کو جاتے ہیں' چنانچہ قاضی شہر اور پنچ مسلمانوں نے ان لوگوں کو ہدایت کی کہ اس فعل نامشروع سے باز آئیں مگر کچھ اثر نہ ہوا تو مسلمانوں نے کھانا' پینا' جنازہ' شادی و غمی میں شریک نہ ہونے کا فیصلہ کیا' کچھ مسلمانوں نے تعمیل کی مگر کچھ مسلمان ان کے مددگار رہوئے اور زمین جس کی ملکیت ہے وہ اپنی زمین سے میت کو اکھاڑنا چاہتا ہے' کیا حکم ہے؟

جواب: یہ جو عوام جاہلوں کا عقیدہ ہے کہ فلاں شہید یا پیر لپٹتا ہے' بالکل غلط ہے کیونکہ ہر شخص مرنے کے بعد دو حال سے خالی نہیں یا جنت میں ہے یا دوزخ میں' اگر جنت میں ہے تو اس کو کیا ضرورت پڑی کہ جنت چھوڑ کر ناپاک دنیا میں آ کر کسی کو لپٹے اور اگر دوزخ میں ہے تو اس کو فرصت ہی کون دے گا کہ فلاں کو جا کر لپٹ جا' یہ خیال بالکل غلط ہے یا تو کوئی خبیث شیطان ہے کہ ایذا دیتا ہے یا اس کا مکروفریب ہے' بہرحال اس سے حاجتیں مانگنا' متصرف اور غیب داں جاننا محض شرک ہے۔ جن لوگوں نے ان کے کھانے' پینے سے کنارہ کیا بہت اچھا کیا' خدا تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے اور جو لوگ ان گمراہوں کی مدد کرتے ہیں وہ بھی انہی میں ہیں' ان سے بھی علاقہ ختم کرنا چاہیے۔

اور اس مسماۃ پر اگر قرائن سے کوئی خبیث یا شیطان معلوم ہوتا ہو تو اسمائے الٰہی سے اس کو دور کریں اور اگر مکر و فریب ہو تو اگر قدرت ہو ماریں' پیٹیں' توبہ کرائیں کہ اس نے فتنہ اٹھا رکھا ہے اور جو قدرت نہ ہو خاموش ہو جائیں اور جو مالک زمین مدعی ہے تو اس کا دعویٰ صحیح ہے اب اسے اختیار ہے کہ مدفون کے وارثوں کو نکالنے کے لیے کہے' وہ نہ نکالیں تو اسے جائز ہے کہ زمین برابر کر کے چاہے کھیتی کرے چاہے مکان بنائے جو چاہے کرے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۳۸۶)

کسی پیر کے نام کی بچہ کے سر پر چوٹی رکھنا

سوال: بزرگوں سے منت ماننا اور بزرگوں کے نام پر بچوں کے سر پر چوٹی رکھنا پھر وقت مقررہ پر درگاہوں میں جا کر منڈوانا' از روئے شرع کیسا ہے؟

جواب: یہ حرام اور شرک ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱ ص ۲۰۹)

پیران پیر کا کلمہ اور جلوس

سوال: دونوں عیدوں میں چاندی پنجہ حضرت محی الدین جیلانی کے علموں پر چڑھانا اور دف سے تال ھواللہ لا اللہ' ھواللہ لا اللہ محی الدین ایک چھوٹی نقاری' سرنائی' الوانی' تلوار' شیخ سلانی کے ساتھ جلوس نکالنا جس میں نہ تکبیرات تشریق ہوں نہ ذکر ہو تو ایسے جلوس میں شامل ہونا کیسا ہے؟

جواب: یہ جلوس مشرکانہ ہے' اس میں شرکت حرام ہے' ایمان کا خطرہ ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱ ص ۲۰۹)

کیا حج کیلئے خواجہ اجمیری کی زیارت لازم ہے؟

سوال: (الف): بعض جگہ عوام سمجھتے ہیں کہ حرمین شریفین کی زیارت سے پہلے خواجہ اجمیری کے مزار کی زیارت کرنا ضروری ہے' یہ بھی مشہور ہے کہ جو شخص سات مرتبہ خواجہ اجمیری کے عرس میں شرکت کرے اس کو ایک حج کے برابر ثواب ملتا ہے' ایسا سمجھنا کہاں تک درست ہے؟

(ب): بعض جگہ لوگ اپنے بزرگوں کا فوٹو اور ان کا مجسمہ تبرک کے لیے اپنے گھروں میں رکھتے ہیں' تبرک کے علاوہ اس فوٹو کے آگے نذر و نیاز چڑھاتے ہیں اور ان بزرگوں کو اپنا حاجت روا سمجھتے ہیں' ایسا کرنا اور سمجھنا کیسا ہے؟

جواب: یہ دونوں شرکیہ افعال و عقائد ہیں' ان سے ایمان سلامت رہنا دشوار ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ج ۱ ص ۲۱۳)

او برہ شاہ لطیف کا نعرہ لگانا

سوال: ایک مسجد میں چند قبریں ہیں جو بعض بزرگوں کی بتائی جاتی ہیں' زید ان قبروں پر جھنڈا گاڑتا

ہے اور مسجد میں ہر وقت اور یہ شاہ لطیف کا نعرہ لگاتا ہے' اس کے چند چیلے بھی اس کے ساتھ شریک ہیں' جب ان کو منع کیا جاتا ہے' جھگڑا کرنے پر تیار ہو جاتے ہیں' زید غیب دانی کا دعویٰ بھی کرتا ہے اور مستقبل کی باتیں بتاتا رہتا ہے جس مسجد میں اس قسم کے افعال ہوتے ہوں اس میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: سوالات مذکورہ بالا کا شرعی جواب یہ ہے کہ زید کے یہ افعال شرعاً ناجائز اور حرام ہیں' نعرے لگانا' غیب دانی کا دعویٰ کرنا بدعت و شرک ہے' مسجد کے اندر اسے ان افعال کے ارتکاب کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ اہل محلہ اسے منع کر سکتے ہیں اور جو لوگ اس کی ان افعال میں اعانت وحمایت کریں گے وہ بھی گنہگار ہوں گے' مسجد میں نماز جائز ہے اور اس کے مسجد میں رہنے اور افعال ناجائز کرنے سے مسجد میں کوئی خرابی نہیں آ گئی۔ (کفایت المفتی ج ۱ ص ۲۴۵)

امام مہدی کی پیدائش کے متعلق شیعوں کی غلط فہمیاں

سوال: ایک صاحب نے دریافت کیا ہے کہ امام مہدی کی پیدائش کے متعلق محققین کا کیا مذہب ہے؟ اور بعض صوفیاء کا خیال کہ پیدا ہو کر غائب ہو گئے' قریب قیامت ظاہر ہوں گے' جیسا کہ شیعوں کا زعم ہے' کیسا ہے؟ جواب: صوفیاء ہوں یا غیر صوفیاء اصول شرع کے سب پابند ہیں' ان اصول میں سے یہ اصول بھی ہے کہ منقولات کے لیے خبر صحیح کی ضرورت ہے' پس جب تک کوئی خبر صحیح قواعد معتبرہ کے موافق نہ پائی جائے اس وقت تک کوئی امر منقول ثابت نہیں ہو سکتا اور اس بارے میں کوئی خبر ایسی ثابت نہیں ہوئی۔ پس ان کی پیدائش کا اعتقاد درست نہ ہوگا اور غالب یہ ہے کہ اصل اس دعویٰ کی شیعوں سے شروع ہوئی ہے اور صوفیاء کی طرف اس کی نسبت کرنا تہمت ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۲۱۶)

امام مہدی

سوال: کیا امام مہدی کے ظہور کا عقیدہ از روئے قرآن وحدیث ضروریات دین سے ہے؟ اگر کوئی امام مہدی کے ظہور کا قائل نہ ہو تو اس کے متعلق شرع شریف کا کیا حکم ہے؟

جواب: خلیفۃ اللہ المہدیٰ کے متعلق ابوداؤد شریف میں مذکور ہے ان کی علامات ان کے ہاتھ پر بیعت اور ان کے کارنامے ذکر کیے ہیں جو شخص ان امام مہدی کے ظہور کا قائل نہیں وہ ان احادیث کا قائل نہیں' اس کی اصلاح کی جائے تاکہ وہ صراط مستقیم پر آ جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱ ص ۱۱۱)

فرقہ مہدویہ کے عقائد

سوال۔ فرقہ مہدویہ کے متعلق معلومات کرنا چاہتا ہوں' ان کے کیا گمراہ کن عقائد ہیں؟ یہ

لوگ نماز، روزہ کے پابند اور شریعت کے دعویدار ہیں، کیا مہدویہ، ذکریہ ایک ہی قسم کا فرقہ ہے؟ مہدی کی تاریخ کیا اور مدفن کہاں ہے؟

جواب۔ فرقہ مہدویہ کے عقائد ونظریات پر مفصل کتاب مولانا عین القضاۃ صاحب نے ''ہدیہ مہدویہ'' کے نام سے لکھی تھی، جواب نایاب ہے، میں نے اس کا مطالعہ کیا ہے۔

فرقہ مہدویہ سید محمد جون پوری کو مہدی موعود سمجھتا ہے، جس طرح کہ قادیانی مرزا غلام احمد قادیانی کو مہدی سمجھتے ہیں۔ سید محمد جون پوری کا انتقال افغانستان میں۔ غالباً ۹۱۰ھ میں ہوا تھا۔

فرقہ مہدویہ کی تردید میں شیخ علی متقی محمد طاہر پٹنی اور امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نے رسائل لکھے تھے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح دیگر جھوٹے مدعیوں کے ماننے والے فرقے ہیں اور ان کے عقائد ونظریات اسلام سے ہٹے ہوئے ہیں، اسی طرح یہ فرقہ بھی غیر مسلم ہے۔ جہاں تک مختلف فرقوں کے وجود میں آنے کا تعلق ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ کچھ لوگ نئے نئے نظریات پیش کرتے ہیں اور ان کے ماننے والوں کا ایک حلقہ بن جاتا ہے، اس طرح فرقہ بندی وجود میں آجاتی ہے۔ اگر سب لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر قائم رہتے اور صحابہ کرامؓ اور بزرگان دین کے نقش قدم پر چلتے تو کوئی فرقہ وجود میں نہ آتا۔ رہا یہ کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ اس کا جواب اوپر کی سطروں سے معلوم ہو چکا ہے کہ ہمیں کتاب وسنت اور بزرگان دین کے راستہ پر چلنا چاہئے اور جو شخص یا گروہ اس راستہ سے ہٹ جائے ہمیں ان کی پیروی نہیں کرنی چاہئے۔ آپ کے مسائل ج ۱ص ۲۶۶۔

کیا عبدالقادر جیلانی کا نام لینے سے بال گھٹ جاتے ہیں؟

سوال: مسلمان کہتے ہیں کہ عبدالقادر جیلانی کا نام لینے سے بال گھٹ جاتے ہیں، اگر لاکھ مرتبہ نام لیا جائے تو بال تراشنے کی ضرورت نہیں پڑے گی؟

جواب: ہمارا یہ عقیدہ نہیں اگر کسی نے ہماری طرف منسوب کیا ہے تو غلط منسوب کیا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ص ۱۹۷)

کسی بزرگ کی دوہائی دینا شرک ہے

سوال: دوہائی کے کیا معنی اور غیر اللہ کی دوہائی دینا جیسے کہے کہ سلیمان علیہ السلام اور پیران پیر کی دوہائی سے بولتا ہوں کہ ایسا کام نہ کرو، یہ درست ہے یا نہیں؟

جواب: دوہائی اس طرح ناجائز ہے بلکہ شرک ہے کہ غیر اللہ کو اللہ تعالیٰ کی طرح متصرف مانتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۰ص ۴۲)

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عبارت سے علم غیب پر استدلال کا جواب

سوال: ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا مدعی ہے وہ کہتا ہے کہ رطب و یابس پتہ پتہ ہر چیز کا علم اللہ تعالیٰ کے عطا کرنے سے آپ کو حاصل ہے ہر گل و ہر شئی میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہے اور جو شخص حاضر و ناظر نہ سمجھے وہ مردود ہے خارج از اسلام ہے کیا یہ درست ہے؟

جواب: زید کے یہ خیالات وعقائد اہل السنۃ کے خلاف ہیں سلف صالحین آئمہ اربعہ اور ان کے بعد کسی امام و مجتہد و بزرگ و عالم ربانی کے یہ عقائد نہیں۔ (خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۸۴)

"اور قرآن وحدیث کی تصریحات کے خلاف ہیں" (م ع)

اولیاء کی کرامت حق ہے

سوال: اولیاء اللہ کی کرامت حق ہے یا نہیں؟

جواب: بیشک کرامات اولیاء حق ہیں قرآن مجید اور احادیث سے ثابت ہیں مگر یہ بھی یاد رہے کہ شیطان کی شرارت بھی حق ہے اور بزرگان دین کی کرامت اور شیطان کی شرارت میں امتیاز کرنا ہر کس و ناکس کا کام نہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۱۵)

اولیاء کرام کو ایرے غیرے نتھو خیرے کہنا

سوال: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تین روز تک غار میں رہے مگر کچھ کھا نہ سکے یعنی بالکل بے بس تھے اگر استطاعت ہوتی تو بھوکے نہ رہتے حضرت حمزہ حضرت علی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم شہید کر دیئے گئے مگر خود سے نہ بچ سکے تو یہ ایرے غیرے نتھو خیرے اولیاء اللہ اور مشائخ تم کو کیا دے سکتے ہیں؟ یہ حضرات اگر کچھ نہ دے سکیں تو ہم ان کو ایرے غیرے نتھو خیرے کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: اتنی بات صحیح ہے کہ بغیر ارادہ خداوندی کے کوئی کچھ نہیں کر سکتا انبیاء علیہم السلام کوئی مسئلہ بھی بغیر اجازت خداوندی نہیں بیان فرماتے تھے نہ کچھ کسی کو دیتے تھے اور قہار مطلق کی قدرت کاملہ کے سامنے بے بس تھے اور تقدیر الٰہی پر راضی تھے پھر اولیاء اللہ اور شہداء کا مقام انبیاء سے کم ہے اولیاء کرام کے متعلق ایرے غیرے نتھو خیرے کہنا ہرگز درست نہیں کہ یہ تحقیر کے الفاظ ہیں۔ حضرات انبیاء اولیاء اور مشائخ عظام کی قبور سے یا ان کی ارواح مبارکہ سے براہ راست و مستقل

قرار دے کر مانگنا بھی درست نہیں اس سے بچنا بھی لازم ہے کسی پیغمبر کا مذاق اڑانا توہین کرنا ہرگز جائز نہیں اس سے ایمان سلب ہوجائے گا۔ صحابہ کرامؓ اور اہل بیت کا پورا پورا ادب لازم ہے ہرگز کوئی کلمہ ان کی شان میں گستاخی کا کہنا جائز نہیں بزرگان دین کو جو لوگ بعد وفات متصرف مان کر ان سے مرادیں مانگتے ہیں ان کی اصلاح بھی ضروری ہے کچھ لوگ ارواح خبیثہ کافرہ سے بھی مدد مانگتے ہیں ان کو ایرے غیرے نتھو خیرے کہنا درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۲۷)

ولایت

کیا ولایت نبوت سے افضل ہے؟

سوال...... اس قول کے معنی کیا ہیں کہ ولایت نبوت سے افضل ہے؟

جواب...... مگر اس سے یہ تو لازم نہیں آتا کہ ولایت کا ہر علم "شعبہ" نبوت کے ہر علم "شعبہ" سے افضل ہے۔ (امدادی الفتاویٰ ص ۱۴۷ ج ۵) اس قول کا مطلب یہ ہے کہ نبی کا وہ وقت جس میں توجہ الی اللہ بلا واسطہ ہو افضل ہے اس وقت سے جس میں توجہ الی الخالق بواسطہ خلق ہو۔ م ع۔

کیا وحی کی طرح الہام کے وقت بھی اعضاء مغلوب ہوجاتے ہیں؟

سوال...... نزول وحی کی جو کیفیت بخاری وغیرہ میں لکھی ہے کہ سونے کے وقت کی سی آواز کا ہونا اور چہرہ مبارک کا سرخ ہونا اس کے متعلق اولیاء اللہ نے جو تحقیق بیان فرمائی ہو کہ یہ حالت کس قسم کی تھی؟ اور اس میں راز کیا تھا؟ اور آیا وقت الہام بھی اسی قسم کی حالت جو مشابہ وحی کے ہوتی ہے اولیاء اللہ کو ہوتی ہے یا کوئی دوسری حالت جس سے الہام حق کا ہونا معلوم ہوجاتا ہے تحقیق سے مشرف فرمائیں۔

جواب...... جب پیش آنے والی چیز طاقتور ہوتی ہے تو انسانی اعضاء اس سے مغلوب ہوجاتے ہیں اور اس قسم کی حالت پیش آجاتی ہے کچھ تخصیص الہام کی نہیں۔ ہر وارد میں یہ عمل ہوسکتا ہے مگر لازم نہیں (امداد الفتاویٰ ص ۱۴۴ ج ۵) کہ حق ہونا اس پر منحصر ہو۔ م ع

کیا منصور ولی تھے؟

سوال...... کیا حضرت منصور بن حلاج ولی کامل تھے؟ جواب...... ان کا نام حسین بن منصور ہے یہ ولی تھے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۵۴ ج ۱) اس میں کوئی شبہ نہیں۔ م ع۔

کیا اولیاء بھی معصوم ہوتے ہیں؟

سوال...... کیا اولیاء اللہ بھی انبیاء کی طرح معصوم ہوتے ہیں؟

جواب...... عصمت تو انبیاء علیہم السلام کا خاصہ ہے۔ البتہ بہت سے اولیاء کو اللہ پاک گناہوں سے محفوظ رکھتے ہیں اور بعض اولیاء کاملین سے کبھی گناہ سرزد ہو جاتا ہے۔ مگر وہ عین گناہ کی حالت میں خائف رہتے ہیں اور گناہ پر اس قدر نادم ہوتے ہیں جس کا دوسرے لوگ اندازہ نہیں کر سکتے۔ حتیٰ کہ ساری عمر ان کو اس کا ملال رہتا ہے' عصمت اور حفاظت کا فرق فتاویٰ عزیزی ص (۱۳۵ ج ۱) میں مذکور ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۴۳ ج ۱)

صاحب نسبت کس کو کہتے ہیں؟

سوال...... بعض بزرگوں کو کہا جاتا ہے کہ صاحب نسبت ہے' اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب...... ہر مخلوق کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ بے شمار نسبتیں ہیں' مثلاً وہ خالق ہم مخلوق' وہ رازق ہم مرزوق' وہ قادر ہم مقدور' ان نسبتوں کے استحضار اور اتباع شریعت کی بدولت انسان کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک خاص تعلق پیدا ہو جاتا ہے اس کو اصطلاح صوفیاء میں نسبت کہا جاتا ہے' حضرت تھانویؒ نے نسبت کی تعریف باللازم یوں فرمائی ہے ''دوام طاعت و کثرت ذکر'' جس شخص کو یہ دو امور حاصل ہو جائیں اسے صاحب نسبت کہتے ہیں۔ (احسن الفتاویٰ ص ۵۵۰ ج ۱)

علم لدنی کی تعریف

سوال...... اگر علم بواسطہ بشر حاصل نہ ہو عام اس سے کہ وحی کے ذریعے سے ہو' یا الہام و فراست سے تو اسے علم لدنی کہتے ہیں اس تعریف سے انبیاء کا علم' علم لدنی معلوم ہوتا ہے اور شریعت وطریقت اس کی شاخیں ہیں۔

جواب...... ہاں یہ صحیح ہے (امداد الفتاویٰ ص ۱۴۷ ج ۵) اور فراست سے فراست صادقہ مراد ہے۔ م ع۔

جاہل آدمی ولی ہو سکتا ہے یا نہیں؟

سوال...... جاہل آدمی عارف ولی ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور قسمت کی تیزی سے ہو جائے تو اس کو علم لدنی حاصل کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب...... عرفی طور پر جاہل یعنی لوگ جس کو جاہل سمجھتے ہوں' وہ ولی ہو سکتا ہے۔ اور ولایت

کے لئے جس قدر علم ضروری ہے وہ خداوند تعالیٰ اس کو عطا فرما دیتے ہیں۔(کفایت المفتی ص۸۳ج۲)

''ولی ہونے کے لئے اصطلاحی عالم ہونا شرط نہیں'' ۔م'ع

ہر جگہ ایک ولی ہونے سے مراد قطب ارشاد ہے یا قطب تکوین؟

سوال...... تعلیم الدین میں ہر جگہ ایک ولی کا ہونا لازم لکھا ہے۔اس سے مراد قطب ارشاد ہے یا قطب تکوین؟

جواب...... عام مراد ہے خواہ وہ ہو یا وہ (امداد الفتاویٰ ص ۱۴۱ ج ۵) ''قطب الارشاد کے لئے اپنی قطبیت کا علم ہونا ہی ضروری نہیں م ع

حضرت خضرؑ کے متعلق ایک تحقیق

سوال...... حضرت خضرؑ کو انسان تسلیم کر لینے سے ایک الجھن پیدا ہوتی ہے وہ یہ کہ جو تین کام انہوں نے کئے ان میں سے پہلے دو کام احکام شریعت کے خلاف تھے یہ تو درست ہے کہ یہ کام انہوں نے اللہ کے حکم سے کئے تھے۔مگر سوال یہ ہے کہ اللہ کے ان احکام کی نوعیت کیا تھی؟ ظاہر ہے کہ یہ تشریعی احکام تو نہ تھے اور اگر یہ احکام تکوینی تھے تو ان کے مخاطب صرف فرشتے ہو سکتے ہیں۔کسی انسان کے لئے یہ گنجائش نہیں کہ وہ حکم شرعی کے خلاف کرے خواہ اسے الہام کے ذریعے مصلحت بتا دی گئی ہو۔

جواب...... جمہور علماء سلف کے نزدیک حضرت خضر علیہ السلام نبی تھے۔اور ان کی شریعت کا زیادہ تعلق حقائق باطنیہ شرعیہ سے تھا۔اکثر انبیاء کی شریعت کا تعلق احکام ظاہرہ سے تھا' خضر علیہ السلام کے وہ افعال بھی اللہ کی جانب سے شریعت تھی اور وہی منزل تھی۔اسی واسطے جب خضر علیہ السلام نے فرمایا۔''وما فعلته عن امری'' تو موسیٰ علیہ السلام نے انکار نہیں فرمایا۔(خیر الفتاویٰ ص ۳۲۴ ج ۱)

اولیاء کبار کے بعض افعال کا حکم

حضرت بدیع الزماںؒ حبس دم کیا کرتے تھے اور اس دوران کی تمام نمازیں چھوٹ جایا کرتی تھیں' ان کا یہ فعل کیسا ہے؟

۲۔حضرت صابرؒ بارہ سال عالم حیرت میں کھڑے رہے۔بارہ سال کی تمام نمازیں چھوٹ گئیں۔روزے چھوٹے گئے' ان کا یہ فعل کیسا ہے؟ اگر وہ تصوف میں نہ لگتے تو عالم حیرت پیدا ہی

نہ ہوتا اور نماز چھوٹنے کی نوبت ہی نہ آتی۔

۳۔ شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ حالت یک بنی میں فرماتے تھے کہ ہر چیز خدا ہے۔

۴۔ حضرت خواجہ اجمیریؒ چالیس دن کا چلہ کھینچتے تھے۔ چلے کے دوران نماز با جماعت پڑھنے کا موقع نہیں ملتا تھا' حضرت خواجہ اجمیریؒ کا یہ فعل کیسا ہے؟

۵۔ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ نے قطب عالم حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ کی تصنیف میں فقہی کمی ہونے کا اعلان فرمایا تھا' ان کا یہ فعل کیسا ہے؟

جواب......(۱'۲) حضرت صابر کلیریؒ کی نماز عالم حیرت میں نہیں چھوٹتی تھی۔ بلکہ جب نماز کا وقت آتا تھا تو ہوش آ جاتا تھا۔ اور نماز با جماعت ادا فرماتے۔ ایسے ہی شاہ مدارؒ کا حال ہوگا۔ کیونکہ صوفیاء محققین ہر حال میں شریعت کو طریقت پر مقدم فرماتے تھے۔

(۳) حضرت شیخ حالت یک بنی میں ہمہ اوست فرماتے ہوں گے''ہر چیز خدا ہے'' اس کا غلط ترجمہ ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ ہر چیز اسی کی طرف سے ہے' وجود اصلی اور واقعی اللہ تعالیٰ کا ہے۔ اور باقی ظل وسایہ ہے۔

۴۔ یہ بھی غلط نقل ہے۔ خواجہ صاحب نے تو کبھی کوئی سنت بھی نہیں چھوڑی۔ جماعت تو کیا چھوڑتے۔ ایک مرتبہ بھولے سے انگلیوں میں وضو کرتے ہوئے خلال چھوٹ گیا تھا اس کے کفارے میں روزانہ سو نفلیں پڑھا کرتے تھے۔

۵۔ تصحیح نقل کے لئے حضرت کی کسی تصنیف کا حوالہ دیجئے اگر نقل صحیح ہو تو حاجی صاحبؒ چونکہ با قاعدہ عالم نہیں تھے' تو اگر کسی جگہ میں قاعدے سے چوک ہوگئی تو کچھ بعید نہیں' علماء جانتے ہیں کہ اس میں دونوں اکابر میں سے کسی پر اعتراض نہیں ہو سکتا۔

تنبیہ: عام لوگوں کو ایسی باتوں میں الجھانا شرع شریف کے بالکل خلاف ہے۔ آئندہ ایسے شبہات سے احتراز کلی کیا جائے۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

بلا واسطہ مرشد راہ سلوک طے کرنا

سوال......۱۔ بلا واسطہ مرشد کامل کسی کو رسول خدا طریق مذکور سے تعلیم و تلقین ہوئی ہے یا نہیں؟ اور ایسا ہونا ممکن الوقوع ہے یا نہیں؟

۲۔ بدون اجازت مرشد اس طرح کا کشفی حکم رسول صلی اللہ علیہ وسلم مسند ارشاد میں بیٹھ کر

تعلیم وتلقین دینا علمائے تصوف کے نزدیک جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... ممکن عقلی تو ہے مگر عادت عامہ کے بالکل خلاف ہے۔ تجربے اور مشاہدے سے یہی ثابت ہے کہ کوئی فرض بغیر معلم نہیں آتا' بالخصوص سلوک کہ بغیر شیخ کامل کے اس کا طے ہونا عادتاً متعذر ہے' ابن عربی امام فن اپنے رسالے "الامر المحکم المربوط" میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس طریق کی تحصیل بغیر شیخ ومعلم کے عادتاً ناممکن ہے' کوئی ولی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔

البتہ بطور خرق عادت کبھی کسی کو بلاواسطہ شیخ بھی یہ نوبت آتی ہے کہ اس کا سلوک طے ہو گیا۔ لیکن مولانا رومی اس کو بھی یہی فرماتے ہیں کہ درحقیقت بلاواسطہ پیر نہ تھا بلکہ یہاں بھی کسی کامل کی توجہ اور دعاء وہمت نے ضرور کام کیا ہے اگرچہ اس کو خبر نہ ہو۔

۲۔ نادر طور پر جن حضرات کو بلاواسطہ شیخ حاصل ہوا ہے' جس کو "طریقہ اویسیہ" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے ان لوگوں کا عام طریقہ سلف صالح سے یہ رہا ہے کہ وہ ارشاد وتعلیم وبیعت وتلقین نہیں کرتے' اس لئے اگر کوئی شخص اس طرح خلاف عادت فیض یاب ہو تو اس کے لئے مسند ارشاد پر بیٹھنا اور تعلیم وتلقین کرنا مناسب نہیں۔ (امداد المفتیین ص ۱۴۴)

کسی شخص کو جنتی یا دوزخی کہنا

سوال...... کسی مرد صالح کی وفات ہوتی ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ فلاں صاحب ولی ہیں یہ امر اہل سنت کے عقیدے کے خلاف ہے یا نہیں؟ اس واسطے کہ عقیدہ اہل سنت کی دس خصلتیں ہیں' ان میں سے ایک یہ کہ کسی شخص کو یقینی طور پر بہشتی یا دوزخی نہیں کہنا چاہئے۔

جواب...... کسی بزرگ کو ان کی زندگی میں اور ان کی وفات کے بعد جو ولی کہتے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ولی کے افعال واقوال ان سے صادر ہوا کرتے تھے اور ولی کی صفتیں ان میں ظاہر تھیں۔ البتہ اہل سنت کے عقیدے کے خلاف یہ ہے کہ قطعی اور یقینی طور پر کہا جائے کہ فلاں شخص یقیناً بہشتی ہے اس واسطے کہ علام الغیوب کے سوا کسی کو دوسرے کے باطن اور خاتمے کا حال معلوم نہیں۔ اور "امساک عن الشهادتین" سے یہی مراد ہے کہ یقینی طور پر نہ کہنا چاہئے کہ فلاں شخص بہشتی ہے یا فلاں شخص دوزخی ہے۔ البتہ اس قدر کہہ سکتے ہیں کہ فلاں شخص بہشتی کام کرتا ہے ہم کو امید ہے کہ اس کی نجات ہو جائے گی اور فلاں شخص دوزخی کام کرتا ہے ہم کو خوف ہے کہ اس پر عذاب ہوگا۔ (فتاویٰ عزیزی ص ۱۸۷ ج ۱)

تقدیر کے متعلق بعض شبہات کا ازالہ

تقدیر کے متعلق ایک شبہ کا جواب

سوال: کمترین کو تقدیر کے بارے میں خلجان پیش آتا ہے' اگرچہ حسب طاقت اپنے نفس کو سمجھاتا ہوں' مگر نجات نہیں ہوتی اس لیے گزارش ہے کہ مسئلہ تقدیر میں اپنے خداداد فہم سے مختصر مضمون تحریر فرمادیں تاکہ بندہ کو اطمینان ہو اور نیز جواب باصواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تقدیر کے بارے میں یعنی "كُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ" سمجھ میں نہیں آتا اس کی بھی تقریر فرمائیں؟

جواب: اگر آپ کوئی خاص تقریر وسوسہ کی لکھتے تو اس کے مناسب جواب عرض کرتا چونکہ آپ نے مجمل لکھا ہے اس لیے جواب بھی مجمل لکھتا ہوں کہ اتنا سمجھ لینا چاہیے کہ حق تعالیٰ مالک وحاکم ہیں اور حکیم بھی ہیں' مالکیت وحاکمیت کے اعتبار سے وہ جو کچھ کریں سب درست و بجا ہے۔

ع ہرچہ آں خسرو کند شیریں بود

لیکن ہمارا علم وحکمت ان کے علم وحکمت کے روبرو محض لاشے ہے' اس لیے ہر راز کو سمجھ لینا ضروری نہیں' پس یہ اعتقاد کافی ہے کہ وہ مالک ہیں جو چاہیں کریں اور حکیم بھی ہیں جو کچھ کرتے ہیں ٹھیک ہوتا ہے لیکن ہم وجوہ حکمت کو نہیں سمجھ سکتے' ایسے اعتقاد میں کوئی وسوسہ نہیں آسکتا۔

زباں تازہ کردن باقرار تو   نینگیختن علت از کار تو

اور حدیث شریف کی تقریر یہ ہے کہ صحابہ کا "اَفَلَا نَتَّكِلُ عَلٰى كِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ" کہنے سے مقصود یہ تھا کہ پھر عمل میں کوئی فائدہ نہیں' آپ نے جواب میں بتلا دیا کہ یہ عمل مفید ہے' وہ فائدہ یہ ہے کہ سعادت کی دلیل اِنّی ہے' دلیل انّی کو کیا کوئی بے فائدہ کہہ سکتا ہے۔ پس سعادت مثلاً اس طرح مقدر ہے کہ زید ایسا عمل کرے گا اور یہ ثمرات اس طرح مرتب ہوں گے پس سعادت کے ثمرات کا قریبی واسطہ اعمال ہی ہوئے اور سبب بعید گو اصل اور سبب السبب ہے لیکن سبب قریب کو بھی بے فائدہ تو نہیں کہہ سکتے' پس عمل کے غیر مفید ہونے کا شبہ دفع فرمانا مقصود ہے۔

(امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۳۷۵)

تقدیر وتدبیر میں کیا فرق ہے؟

سوال۔ جناب سے گزارش ہے کہ میرے اور میرے دوست کے درمیان اسلامی نوعیت کا ایک سوال مسئلہ بنا ہوا ہے' اگر ہم لوگ اس مسئلہ پر خود ہی بحث کرتے ہیں تو اس کا نتیجہ غلط بھی نکال سکتے ہیں' میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ اس مسئلے کو حل کر کے ہم سب لوگوں کو مطمئن کریں۔

یہ حقیقت ہے کہ تقدیریں اللہ تعالیٰ نے بنائی ہیں' لیکن جب کوئی شخص کسی کام کو کئی بار کرنے کے باوجود ناکام رہتا ہے تو اسے یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ: ''میاں تمہاری تقدیر خراب ہے' اس میں تمہارا کیا قصور؟'' تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ انسان کی کوششیں رائیگاں جاتی ہیں جب تک کہ اس کی تقدیر میں اس کام کا کرنا لکھا نہ گیا ہو' لیکن جب کوئی شخص اپنی تدبیر اور کوشش کے بل بوتے پر کام کرتا ہے تو خدا کی بنائی ہوئی تقدیر آڑے آتی ہے۔

جواب۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ہم تقدیر کے مسئلہ پر بحث کر رہے تھے کہ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے' ہمیں بحث میں الجھے ہوئے دیکھ کر بہت غصے ہوئے' یہاں تک کہ چہرہ انور ایسا سرخ ہو گیا۔ گویا رخسار مبارک میں انار نچوڑ دیا گیا ہو اور بہت ہی تیز لہجے میں فرمایا: ''کیا تمہیں اس بات کا حکم دیا گیا ہے؟ کیا میں یہی چیز دے کر بھیجا گیا ہوں؟ تم سے پہلے لوگ اسی وقت ہلاک ہوئے جب انہوں نے اس مسئلہ میں جھگڑا کیا' میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ اس میں ہرگز نہ جھگڑنا''۔ (ترمذی' مشکوٰۃ ص ۲۲)

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''جو شخص تقدیر کے مسئلہ میں ذرا بھی بحث کرے گا' قیامت کے دن اس کے بارے میں اس سے باز پرس ہوگی اور جس شخص نے اس مسئلہ میں گفتگو نہ کی اس سے سوال نہیں ہوگا''۔ آپ کے مسائل ج ۱ ص ۲۴۴۔ (ابن ماجہ' مشکوٰۃ ص ۲۳)

مسئلہ تقدیر پر ایک سوال

سوال: تقدیر کے متعلق نہ بدلنے کا عقیدہ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جو لکھا گیا وہ ہوئے بغیر نہ رہے گا' خواہ سعی کرے یا نہ کرے۔ چنانچہ آیت:

اِذَا جَاءَ اَجَلُهُمْ لَایَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَایَسْتَقْدِمُوْنَ'' مگر دوسری آیت یَمْحُو اللّٰهُ مَایَشَاءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَهٗ اُمُّ الْكِتَابِ.

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تبدیلی بھی ممکن ہے پھر تقدیر نہ بدلنے کا عقیدہ کیسے جم سکتا ہے؟

جواب: تقدیر نہ بدلنے کا عقیدہ صحیح اور قطعی ہے اور جس آیت سے شبہ ہوتا ہے وہاں اصلی تقدیر "تقدیر مبرم" مراد نہیں، فرعی تقدیر "تقدیر معلق" مراد ہے اور اگر اس آیت کی دوسری تفسیر کیجائے، جیسا میری تفسیر میں ہے تو شبہ ہی نہیں ہوتا۔

اور وہ تفسیر یہ ہے کہ خدا تعالیٰ جس حکم کو چاہیں موقوف کر دیتے ہیں اور جس حکم کو چاہیں قائم رکھتے ہیں، یعنی کسی پیغمبر کے اختیار میں یہ امر نہیں کہ ایک آیت یعنی ایک حکم بھی بدون خدا کے حکم کے اپنی طرف سے لاسکے بلکہ احکام کا مقرر ہونا اذن واختیار خداوندی پر موقوف ہے۔ (بیان القرآن ص ۵۰۹ پ ۱۳۔ ناصر)

تتمۃ السوال: اس مسئلہ میں ان دونوں حدیثوں میں بھی تضاد ہے۔

اول لَارَادَّلِقَضَائِہٖ ثانی لَایَرُدُّ الْقَضَاءَ اِلَّا الدُّعَاءُ؟

جواب: قضا حقیقی رد نہیں ہوتی اور جو رد ہوتی ہے وہ قضاء صوری ہے حقیقتاً قضا ہی نہیں۔

تتمۃ السوال: نیز دعا کو عبادت لکھا ہے اور دعا کرتے وقت مقبولیت کا پختہ یقین رکھنے کا بھی حکم ہے مگر جب دل میں اس کا بھی خیال ہے کہ جس چیز کے لیے دعا کر رہا ہوں اگر تقدیر میں نہیں تو کیسے ملے گی، پھر مقبولیت کا یقین دل میں جمانا کیوں کر ہوسکتا ہے؟ البتہ آیت ثانی یا حدیث ثانی کے اعتبار سے یقین بلاشبہ جم سکتا ہے مگر پھر اول آیت اور حدیث پر یقین جمانا محال ہوگا؟

جواب: مقبولیت ظاہری حدیث میں مراد نہیں، معنوی مراد ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ کسی طبیب سے درخواست کی میرا علاج مسہل سے کر دیجیے، اس نے مرض کا علاج کیا مگر مسہل سے نہیں کیا کیونکہ اس کی حالت کے مناسب نہ تھا تو طبیب کے اس فعل کو اس درخواست علاج کی منظوری کہا جائے گا یا نہیں؟ ضرور کہا جائے گا مگر ظاہر ہے کہ منظوری ظاہری نہیں بلکہ معنوی ہے جو اس ظاہری منظوری سے بدرجہا زیادہ نفع بخش ہے۔ ظاہری منظوری میں تو ضرر کا بھی احتمال تھا کیونکہ مسہل اس کے مزاج کے مناسب نہ تھا، اسی طرح معنوی مقبولیت دعا میں یقینی ہے اور اس کے یقین کا حکم ہے۔

تتمۃ السوال: دوسرے جب تقدیر کے نہ مٹنے پر عقیدہ رکھنے کا حکم ہے تو جو گناہ یا نیکی انسان سے ہوتی ہے، تحریر ازلی کے موافق ہی سمجھی جائے۔ اگر تقدیر ازلی میں گناہ کا ہونا ہی لکھا ہے تو کیا سعی کرنے سے اس گناہ کا نہ ہونا ممکن ہے، اگر ہے تو وہی تقدیر کا بدلنا لازم آئے گا اور اگر نہیں تو انسان گناہ کرنے پر مجبور سمجھا جائے گا، پھر اس گناہ پر گرفت کی کیا وجہ؟

جواب: اصل اشکال کا حقیقی جواب تو حق تعالیٰ کی محبت سے ہوسکتا ہے کہ محبت میں اشکال ہی نہیں ہوتا اور لفظی جواب یہ ہے کہ گرفت کی وجہ یہ ہے کہ گناہ اختیار سے کیا اور مقدر غیر مبدل ہونے

سے مجبور ہونا لازم نہیں آتا بلکہ وہ اختیار سے کرنا بھی مقدر ہے اس لیے اختیار اور زیادہ مؤکد اور قوی ہو گیا نہ کہ مغلوب یعنی تقدیر میں یوں لکھا ہے کہ زید اس کام کو اپنے اختیار سے کرے گا اور باقی اختیار اور جبر میں فرق وہ اس قدر ظاہر ہے کہ احمق سے احمق بھی اس کا ادراک کر سکتا ہے۔ حتیٰ کہ اگر کسی درندہ کو بھی لاٹھی سے مارو تو وہ ضارب "مارنے والے" سے انتقام لیتا ہے' لاٹھی پر حملہ نہیں کرتا تو جانور بھی جانتا ہے کہ ضارب مختار ہے اور عصا مجبور' باقی اس سے آگے اور بھی تدقیقات ہیں' وہاں تک کسی کی رسائی نہیں ہو سکتی اس لیے اس مسئلہ کی طرف غور کرنے سے ممانعت فرمادی جیسے آفتاب کی طرف گھورنے سے منع کیا جاتا ہے۔ اگر میری تفسیر بیان القرآن میں آیت **خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ** کی تفسیر مع فوائد دیکھ لی جائے۔ شاید سمجھنے میں کچھ سہولت ہو جائے۔

تتمۃ السوال: تحقیق طلب امر یہ ہے کہ جو چیز انسان کی تقدیر میں لکھی گئی کسی تدبیر سے دفع ہو سکتی ہے یا نہیں؟ جواب نہیں۔

تتمۃ السوال: اور جو نہیں لکھی گئی وہ دعا کرنے سے مل سکتی ہے یا نہیں؟ جواب: نہیں۔

تتمۃ السوال: چونکہ مسئلہ نہایت نازک ہے' بغیر سمجھ میں آئے عقیدہ میں تذبذب کا اندیشہ ہے' لہٰذا امیدوار ہوں کہ مسئلہ بخوبی حل فرما کر احقر کو مطمئن فرمایا جائے گا؟

جواب: سب اشکالات کا جواب اوپر ہو چکا ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۳۹۱)

حالت نزع میں ایمان لانے کی شرعی حیثیت

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ نزع کی حالت میں مسلمان کافر اور کافر مسلمان ہو سکتا ہے یا نہیں؟ جواب۔ نزع کی حالت میں ایمان لانا عند اللہ مقبول نہیں ہے۔

وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله يقبل توبة العبد مالم يغرغر۔ (ابوداؤد)

اور ایسے وقت میں ایک مسلمان سے کفریہ کلمات کا زبان سے ادا کرنا غیر متصور ہے۔ لانہ یشاہد ما کان یؤمن بہ بالغیب۔ اور ظاہراً ایسے کلمات اگر منہ سے نکل بھی جائیں تو غلبہ حالت کی وجہ سے معاف ہو جائیں گے۔

قال العلامة ابن عابدينؒ: وما ايمان الياس فذهب اهل الحق انه' لا ينفع عند الغرغرة ولا عند معاينة عذاب الاستئصال لقوله تعالىٰ فلم يک ينفعهم ايمانهم لمارأ وباسنا ولذا اجمعوا علىٰ كفر فرعون الخ

(رد المحتار حاشیہ علی الدر المختار ج ۳ ص ۳۱۷ مطلب توبۃ الیاس و ایمان الیاس)

قبر میں سوال وجواب وغیرہ

توبہ کا وقت کب تک ہے' دو حدیثوں میں تعارض کا جواب

سوال: امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات سے معلوم ہوتا ہے کہ توبہ مقبول ہوگی جب تک آفتاب پچھم کی طرف سے نہ نکلے اور عقائد الاسلام مصنفہ مولانا عبدالحق صاحب میں ایک حدیث نقل کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دجال کے ظاہر ہونے کے بعد ایمان لانا و نیکی کرنا نفع نہ دے گا' ان دونوں باتوں میں تطبیق کس طرح ہے؟

جواب: صحیح کتاب الایمان میں یہ حدیث پوری اس طرح ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان کے بعد ایمان قبول نہ ہوگا' دجال کا نکلنا' مغرب کی جانب سے سورج کا نکلنا' جانور کا نکلنا اور اس میں صرف خروج دجال نہیں ہے۔ پس حاصل حدیث کا یہ ہوا کہ جب مجموعہ ان تینوں امر کا پایا جائے گا تو ایمان قبول نہ ہوگا' اب رہی یہ بات کہ اس مجموعہ میں اصل مؤثر کون "یعنی مدار کس پر" ہے۔ آیا ہر جز ہے یا کوئی خاص جز' تو یہ حدیث اس سے ساکت ہے اور دوسری حدیث میں صرف طلوع من المغرب کو مانع فرمایا ہے' پس یہ دلیل ہوگئی اس پر کہ اس مجموعہ میں اصل مؤثر یہی ہے' پس تعارض نہ رہا۔

اور بعض علماء نے اس میں ترتیب اس طرح فرمائی ہے کہ اول خروج دجال ہوگا' پھر سورج مغرب سے نکلے گا' پھر جانور نکلے گا' اگر یہ کسی دلیل سے ثابت ہوجائے تو صرف اتنا شبہ رہے گا کہ جب سورج مغرب سے نکلنے کے بعد توبہ قبول نہ ہونا ثابت ہے تو دابہ نکلنے سے پہلے ہی اس کا تحقق ہوگیا' پھر خروج دابہ پر توقف کے کیا معنی؟ جواب یہ ہے کہ حدیث سے توقف ثابت نہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوا کہ دو کے مجموعے کے بعد بھی یہ حکم ہوگا اور تین کے مجموعے کے بعد بھی یہ حکم ہوگا' باقی یہ کہ پھر اس کے ذکر ہی کی کیا ضرورت ہے؟ سو اول تو یہ قریب قریب زمانے میں ہوں گے' پس گویا دونوں شئی واحد کی طرح ہوگئے' پس اس میں اشارہ ہوجائے گا کہ یہ دونوں بہت قریب قریب ہوں گے' گویا جو امر ایک پر موقوف ہے وہ دوسرے پر بھی موقوف ہے اور یا اشارہ اس طرف ہے کہ طلوع کے بعد جو عدم قبول ہے وہ منقطع نہیں ہے برابر رہے گا۔ پس دابہ کا ذکر بطور مثال کے ہوگا یعنی چونکہ یہ قیامت کے بہت قریب ہوگا' پس معنی یہ ہوئے کہ پھر قیامت تک یہ ہی حکم عدم قبول کا برابر رہے گا۔ (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۴۱۳)

حالت نزع میں انگریزی میں کلمہ پڑھنا

سوال: ایک شخص نے حالت نزع میں انگریزی زبان میں کلمہ شہادت پڑھا اور انتقال کرگیا'

اس کا خاتمہ ایمان پر ہوا یا نہیں؟ جواب: بلاشبہ ایمان دار مرا۔ (فتاویٰ نذیریہ ج ۱ ص ۴)" اسی سے اور زبانوں کا حکم بھی سمجھ لینا چاہیے۔" (م ع)

کیا ظاہری اسباب تقدیر کے خلاف ہیں؟

سوال۔ تقدیر پر ایمان لانا ہر مسلمان کا فرض ہے، یعنی اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لانا لیکن جب اسے نقصان پہنچے یا مصیبت میں گرفتار ہو تو وہ ظاہری اسباب کو اس کا ذمہ دار ٹھہراتا ہے، وہ کیوں ایسے کہتا ہے کہ: "اگر ایسا نہیں ایسا کیا جاتا تو ایسا ہوتا اور یہ نقصان نہ ہوتا اور یہ مصیبت نہ آتی" تو کیا اس طرح کہنے سے گناہ تو نہیں ہوتا؟ اور تقدیر پر ایمان رکھنے کے سلسلہ میں اس طرح کہنے سے اس کی ایمانیت میں تو کوئی فرق نہیں پڑتا؟ اور کیا انسان کو تقدیر کے بارے میں سوچنا نہیں چاہئے؟

جواب۔ شرعی حکم یہ ہے کہ جو کام کرو خوب سوچ سمجھ کر بیدار مغزی کے ساتھ کرو، اس کے جتنے جائز اسباب مہیا کئے جاسکتے ہیں۔ ان میں بھی کوتاہی نہ کرو۔ جب اپنی ہمت و بساط اور قدرت واختیار کی حد تک جو کچھ تم کر سکتے ہو کرلیا، اس کے بعد نتیجہ خدا کے حوالے کردو اگر خدانخواستہ کوئی نقصان وغیرہ کی صورت پیش آجائے تو یوں خیال کرو کہ اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا، جو کچھ اللہ تعالیٰ کو منظور تھا وہ ہوا، اور اسی میں حکمت تھی۔ ایسی صورت میں یہ کہنا کہ اگر یوں کر لیتے تو یوں ہو جاتا، اس سے طبیعت بلاوجہ بدمزہ اور پریشان ہوگی، جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہو چکا، اسے تو کسی صورت میں واپس نہیں لایا جاسکتا، تو اب "اگر، مگر" کا چکر سوائے بدمزگی و پریشانی کے اور کیا ہے؟ اس لئے حدیث میں اس کی ممانعت فرمائی گئی ہے، اور اس کو "عمل شیطان" کی کنجی فرمایا گیا ہے۔ درحقیقت یہ ضعف ایمان، ضعفِ ہمت، حق تعالیٰ شانہ سے صحیح تعلق نہ ہونے کی علامت ہے۔ آپ کے مسائل ج ۱ ص ۲۴۷۔

قاتل کو سزا کیوں جبکہ قتل اس کا نوشتہ تقدیر تھا

سوال۔ ایک شخص نے ہم سے سوال کیا ہے کہ ایک آدمی کی تقدیر میں یہ لکھا ہے کہ اس کے ہاتھوں فلاں شخص قتل ہو جائے گا، تو پھر اللہ پاک کیوں اس کو سزا دے گا؟ جبکہ اس کی تقدیر میں یہی لکھا تھا، اس کے بغیر کوئی چارہ ہو ہی نہیں سکتا، جب کہ ہمارا تقدیر پر ایمان ہے کہ جو تقدیر میں ہے وہی ہوگا تو پھر اللہ پاک نے سزا کیوں مقرر کی ہوئی ہے؟۔

جواب۔ تقدیر میں یہ لکھا ہے کہ فلاں شخص اپنے ارادہ واختیار سے فلاں کو قتل کر کے سزا کا مستحق ہوگا، چونکہ اس نے اپنے ارادہ واختیار کو غلط استعمال کیا اس لئے سزا کا مستحق ہوا۔

خودکشی کو حرام کیوں قرار دیا گیا جب کہ اس کی موت اسی طرح لکھی تھی

سوال۔ جب کسی کی موت خودکشی سے واقع ہوئی ہے تو خودکشی کو حرام کیوں قرار دیا گیا جب کہ اس کی موت ہی اس طرح لکھی ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ رہنمائی فرمائیں اور تفصیل کے ساتھ جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں' اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔

جواب۔ موت تو اسی طرح لکھی تھی مگر اس نے اپنے اختیار سے خودکشی کی' اس لئے اس کے فعل کو حرام قرار دیا گیا اور عقیدہ تقدیر رکھنے کے باوجود آدمی کو دوسرے کے برے افعال اختیاریہ پر غصہ آتا ہے' مثلاً کوئی شخص کسی کو ماں بہن کی گالی دے تو اس پر ضرور غصہ آئے گا' حالانکہ یہ عقیدہ ہے کہ حکم الٰہی کے بغیر پتہ بھی نہیں ہل سکتا! آپ کے مسائل ج ا ص ۲۵۱۔

قبر میں سوال و جواب اسی اُمت کے ساتھ خاص ہے

سوال: پہلی اُمتوں سے قبروں میں سوال و جواب ہوتا تھا یا نہیں؟

جواب: اس میں علماء کا اختلاف ہے' حافظ ابن قیم نے کہا ہے کہ یہ سوال و جواب اس اُمت کے ساتھ خاص نہیں بلکہ عام ہے' علامہ شامی نے راجح قول یہ نقل کیا ہے کہ یہ اس اُمت کے ساتھ خاص ہے۔ (خیر الفتاویٰ ص ۸۶) ''اور حقیقت یہ ہے کہ جب تک قرآن و حدیث میں صراحت نہ ملے' برزخی امور میں فیصلہ کن بات کون کہہ سکتا ہے۔'' (م'ع)

میت سے سوال کس زبان میں ہوگا؟

سوال: میت سے سوال کس زبان میں ہوتا ہے' عربی میں یا میت کی اپنی زبان میں؟

جواب: بعض کا قول ہے کہ سریانی زبان میں سوال ہوتا ہے لیکن علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق یہ ہے کہ ظاہر حدیث یہ ہے کہ سوال عربی زبان میں ہوتا ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ ہر ایک سے اس کی زبان میں خطاب ہو۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ا ص ۱۹) ''آخری احتمال زیادہ سہل معلوم ہوتا ہے اور ظاہر حدیث دیگر نصوص اور واقعات سے اقرب ہے' اعتقاد اس امر کا ضروری ہے کہ قبر میں سوال ہوتا ہے خواہ کسی زبان میں ہوتا ہو۔'' (م'ع)

بچوں سے قبر میں سوال نہ ہوگا

سوال: قبر میں سوال نکیرین ہر ایک سے ہوتا ہے یا نابالغ بچے اس سے مستثنیٰ ہیں؟

جواب: فِي الدُّرِّ الْمُخْتَارِ اَوَّلَ بَابِ الْجَنَائِزِ اَلْاَصَحُّ اَنَّ الْاَنْبِيَاءَ لَايُسْئَلُوْنَ وَلَا اَطْفَالُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَيُتَوَقَّفُ فِيْ اَطْفَالِ الْمُشْرِكِيْنَ. اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء اور نابالغ بچوں سے سوال قبر نہیں ہوتا اور مشرکین کے بچوں کا حال معلوم نہیں۔ (امدادالفتاویٰ ج ۵ ص ۳۸۴)

ثواب وعذاب کا آغاز کب ہوتا ہے؟

سوال: عذاب وثواب مرنے کے بعد ہی شروع ہوجاتا ہے یا قیامت کے دن کے واسطے ملتوی ہوجاتا ہے' شب معراج میں جولوگ عذاب میں گرفتار دکھلائے گئے تھے وہ کون لوگ تھے اور عذاب ان کو قیامت سے قبل کیوں دیا گیا جبکہ قیامت کے روز پر عذاب وثواب موقوف ہے؟

جواب: مرنے کے بعد عالم برزخ شروع ہوجاتا ہے اس میں عذاب وثواب ہوتا ہے۔ البتہ قیامت کا عذاب وثواب زیادہ ہے۔ پس دونوں عذابوں میں ایسی نسبت ہے جیسے جیل خانہ اور حوالات کی تکلیف میں اور شب معراج میں اسی عالم برزخی کے مبتلا لوگ دیکھے گئے تھے۔ (امدادالفتاویٰ ج ۵ ص ۳۸۴)

مشرکین کی اولاد بلوغ سے پہلے

سوال: مشرکین کی اولاد نابالغ دین کفر پر ہے یا اسلام پر؟

جواب: احادیث اس بارے میں مختلف ہیں اور محققین نے اگرچہ راجح اسی کو کہا ہے کہ وہ اہل جنت ہیں لیکن یہ حکم اخروی ہے اور دنیاوی حکم اس تفصیل سے ہے کہ حکم اسلام صبی والدین میں سے کسی ایک کے تابع ہو کر کیا جاتا ہے یا دارالاسلام کے تابع کر کے یا یہ کہ بچہ عاقل ہو کر خود اسلام لاوے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۱۲ ص ۳۵۲)

رمضان المبارک میں بھی مشرک کو عذاب قبر دیا جاتا ہے

سوال: رمضان المبارک میں عذاب قبر صرف مسلمانوں سے اٹھایا جاتا ہے یا مشرکین سے بھی؟

جواب: حدیث شریف میں ہے کہ جو مسلمان جمعہ کے دن یا رات میں انتقال کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو عذاب قبر سے محفوظ رکھیں گے' پس مسلمان کی قید سے معلوم ہوا کہ کافر کے لیے یہ حکم نہیں۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۱۲ ص ۴۴۶)

عبادت کی نیت سے قبر کو بوسہ دینا کفر ہے

سوال: قبر کو بوسہ دینا شرعاً جائز ہے یا حرام؟ جواب: قبر کو بوسہ بہ نیت عبادت وتعظیم کفر

ہے اور بلانیت عبادت بوسہ دینا گناہ کبیرہ ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۶)

قبر کا طواف کرنا

سوال: طواف کرنا قبر کا کیسا ہے؟ جواب: طواف کرنا قبر کا حرام ہے؟ اگر مستحب اور ضروری جان کر کرے گا کفر ہوگا۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۴۳)

مُردوں کو وسیلہ بنانا جائز ہے

سوال: بعد وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم استسقاء کے لیے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وسیلہ بنانا اس بات کی طرف مشیر ہے کہ مُردوں کا وسیلہ بنانا جائز نہیں، پھر جواز کی کیا دلیل ہے؟

جواب: مشیر ہونا دلالت کے لیے کافی نہیں، طبرانی نے کبیر اور اوسط میں عثمان بن حنیف کا ایک شخص کو خلافت عثمانیہ میں ایک دعا سکھلانا جس میں بِمُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَةِ آیا ہے نقل کیا ہے، یہ جواز میں صریح ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۴۰۶)

اہل قبور سے مدد مانگنا

سوال: مُردوں سے بطریق دعاء مدد چاہنا جائز ہے یا نہیں؟ جواب: مدد چاہنا تین قسم کا ہے، ایک یہ کہ اہل قبور سے مدد چاہے، اسی کو سب فقہاء نے ناجائز لکھا ہے، دوسرے یہ کہ کہے اے فلاں خدائے تعالیٰ سے دعا کر کہ فلاں کام میرا پورا ہو جائے یہ مبنی ہے اس بات پر کہ مُردے سنتے ہیں کہ نہیں، جو سماع موتیٰ کے قائل ہیں ان کے نزدیک درست، دوسروں کے نزدیک ناجائز، تیسرے یہ کہ دعا مانگے الٰہی بحرمت فلاں میرا کام پورا کر دے یہ بالاتفاق جائز ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۷)

بارش کیلئے شہداء کی قبروں پر جانور ذبح کرنا

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ہم شہر کوٹ تگر کے لوگ اللہ کے نام پر شہر کے لوگوں سے خیرات جمع کراتے ہیں اس وقت جب قحط سالی یا بارش وغیرہ نہیں ہوتی اس جمع کردہ خیرات کا بکرہ خرید کر (خیرات بانٹنے کی تجویز کی جاتی ہے کہ ہمارے شہر سے 3 میل کے فاصلے پر پہاڑ میں ایک مقام ہے، جس کو گگل درہ کہتے ہیں اور اس کے آگے ۳ میل کے فاصلے پر شہداء کی چند قبور واقع ہیں۔ ہم یہاں سے یہ نیت کر کے جاتے ہیں کہ گگل درہ میں جا کر بکرہ کو ذبح کریں اور شہر میں منادی بھی کی جاتی ہے کہ کل آ کر خیرات لیں۔ یہ منزل کا راستہ اس لئے طے کرتے ہیں تاکہ اللہ

تعالیٰ ہم پر راضی ہو جائے اور ہمارے گناہ بخش دے اور وہاں بارش کے واسطے نفلیں بھی پڑھتے ہیں اور اس خیرات کا ثواب ان شہداء کو بخش دیتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام اور سب مسلمان بھائیوں کی ارواح کو بخشتے ہیں اور اللہ میاں سے یہ التجاء کرتے ہیں کہ یا اللہ ہم لوگ گنہگار ہیں ہم کو ہمارے گناہ بخش دے اور اپنے نیک بندوں کے واسطے ہم پر رحم کر اور بارش برسا۔ جبکہ اس خیرات والے بکرے کو شہداء کے نام سے موسوم نہیں کیا جاتا اور صرف اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کیا جاتا ہے اس خیرات کا ثواب شہداء اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی ارواح کو بخش دیا جاتا ہے جیسا کہ مذکورہ بالا لکھا گیا ہے اگر ہمارا یہ فعل ناجائز ہے تو ہمارے لئے کیا سزا ہے۔ صحیح جواب مرحمت فرمائیں۔

جواب۔ اگرچہ بظاہر تو سوال میں یہ لکھا گیا ہے ہم صرف ایصال ثواب کی خاطر وہاں لے جاتے ہیں لیکن عوام اکثر اشیاء کو جو قبروں پر لے جاتے ہیں تو تقرب کے عقیدہ سے لے جاتے ہیں اس خیرات والوں میں اکثر ایسے ہوں گے جو تقرب کا عقیدہ رکھتے ہوں گے ورنہ وہاں لے جانا بے فائدہ ہوگا ثواب تو یہاں سے بھی پہنچتا ہے اس لئے وہاں قبروں کے قریب لے جا کر خیرات کرنا ٹھیک نہیں ہے گاؤں ہی میں خیرات کر دیں نیز وہاں کوئی محتاج لوگ بھی نہیں تا کہ ان کو کھلانے کیلئے لے جائے۔

فمایؤخذ من الدراهم والشمع والزیت وغیرها وینقل الی ضرائح الاولیاء تقربا الیهم فحرام باجماع المسلمین مالم یقصدوا بصرفها للفقراء الاحیاء قولا واحدا بحر الرائق جلد ۲ ص ۲۹۸.

اور علامہ شامی نے اس عبارت کو نقل کر کے لکھا ہے **وقد ابتلی الناس بذلک ولا سیما فی هذه الاعصار**۔ شامی ج ۲ ص ۱۳۹۔ واللہ اعلم۔

نوٹ۔ تقرب الی الاموات کے عقیدہ سے ایسا کرنے والوں کو توبہ کرنی چاہئے۔ واللہ اعلم۔

مُردے سنتے ہیں یا نہیں؟

سوال: اہل قبور سنتے ہیں یا نہیں؟

جواب: دونوں طرف اکابر اور دلائل ہیں ایسے اختلافی امر کا فیصلہ کون کرے۔

(امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۳۷۹) "جب اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں تو اہل قبور سن لیتے ہیں۔" (م ع)

سماع موتیٰ

سوال: مُردوں کا سننا عادت ہے یا کرامت؟ جواب: اکابر کی بعض عبارت سے ایہام

ہوتا ہے کہ جن مواضع میں سماع موتیٰ ثابت ہے یہ بطور خرق عادت ہے لیکن تحقیق یہ ہے کہ نفس سماع موتیٰ اگرچہ خرق عادت ہے لیکن ان جگہوں میں اللہ تعالیٰ نے اسے عادت بنادیا ہے اب اس کے بعد یہ عادت ہے' کرامت نہیں۔ (خیر الفتاویٰ ج ۱ص ۱۷۸)

آئمہ مذہب سے نفی سماع موتیٰ صراحتہً منقول نہیں

سوال: امام اعظمؒ وصاحبین اپنی تحقیق میں مُردوں کا قبروں میں سننے کے قائل ہیں یا نہیں؟

جواب: باوجود تلاش کرنے کے ان حضرات کی کوئی تحقیق نظر سے نہیں گزری' حضرت علامہ کشمیریؒ سے بھی قریب قریب ایسے ہی منقول ہے۔ (خیر الفتاویٰ ج ۱ص ۱۴۰) "کہ تحقیق نظر سے نہیں گزری" (م' ع)

ایصال ثواب کا ثواب زیادہ ہے یا اپنے لیے ذخیرہ کرنیکا

سوال: اگر ایک شخص الحمد پڑھتا ہے اس کا ثواب زید کو بخشتا ہے' اس میں ثواب زیادہ ہے یا اپنے لیے ذخیرہ کرنے میں؟ جواب: کوئی نص اس میں نہیں دیکھی اور رائے اس میں کافی نہیں۔ (امداد الفتاویٰ ج ۶ ص ۵۹) "اس لیے کوئی ایک شق متعین نہیں کی جاسکتی" (م' ع)

کیا ایصال ثواب کرنے کے بعد اس کے پاس کچھ باقی رہتا ہے؟

سوال۔ میں قرآن شریف ختم کرکے اس کا ثواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے خاندان کے مرحومین اور امت مسلمہ کو بخش دیتا ہوں' تو کیا اس میں میرے لئے ثواب کا حصہ نہیں ہے؟ ایک صاحب فرماتے ہیں کہ تم نے جو کچھ پڑھا وہ دوسروں کو دے دیا' اب تمہارے لئے اس میں کیا ہے؟

جواب۔ ضابطہ کا معاملہ تو وہی ہونا چاہئے جو ان صاحب نے کہا' لیکن اللہ تعالیٰ کے یہاں صرف ضابطہ کا معاملہ نہیں ہوتا' بلکہ فضل وکرم اور انعام واحسان کا معاملہ ہوتا ہے' اس لئے ایصال ثواب کرنے والوں کو بھی پورا اجر عطا فرمایا جاتا ہے' بلکہ کچھ مزید۔

شفاعت رسول پر اشکال کا جواب

سوال: رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تین بار شفاعت چاہ کر چوتھی مرتبہ موحدین کی شفاعت کے لیے اجازت طلب فرماویں گے تو اجازت نہ ملے گی اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا: "اَنْتَ لَسْتَ لَهٗ اَوْ كَمَا قَالَ" اور پھر اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ حدیث واضح ہے کہ یہ لوگ صرف لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے قائل ہوں گے؟

جواب: کیا یہ بھی کسی دلیل سے ثابت ہے کہ ان کو رسالت کی خبر پہنچی تھی پھر بھی انہوں نے انکار کیا۔ (امداد الفتاویٰ ج ۶ ص ۲۲) ''جواب نفی میں ہے اس لیے اشکال ختم ہوا'' (م'ع)

بہشتی زیور کی عبارت پر ایک شبہ کا جواب

سوال: بہشتی زیور باب جن باتوں سے کفر وشرک ہوتا ہے اس کا بیان (اگر کسی کو دور سے پکارے اور یہ سمجھے کہ اس نے سن لیا تو کفر ہے) کسی سے کیا مراد' آیا شخص مردہ مراد ہے یا زندہ' مردہ یہاں نہیں کہہ سکتے کیونکہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر قریب جا کر پکارے تو جائز ہے اور اگر زندہ پکارنا کفر ہے تو حوالہ تحریر فرمایئے؟ جواب: مطلب یہ ہے کہ جس جگہ سے عادۃً سننا محال ہے اس جگہ سے پکارنا عالم الغیب جان کر جیسے عادت اہل غلو کی ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۲۱)

آسیب کی حقیقت

سوال: کیا بعض ارواح اجسام سے جدا ہونے کے بعد دنیا میں اس لیے بھیجی جاتی ہیں کہ لوگوں پر بطور آسیب وارد ہوں اور یہ بھیجنا خود ان ارواح کے لیے عذاب شمار کیا جاتا ہے' کیا یہ امر صحیح ہے؟

جواب: ظاہری نصوص کے خلاف ہے اور اس کے ثبوت کی کوئی دلیل نہیں اس کے لیے نصوص میں تاویل کی بھی ضرورت نہیں اور وہ نصوص یہ ہیں: ''وَمِنْ وَّرَائِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ وَمِثْلُ ذَالِکَ'' (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۲۱۶) ''اس بات کی ایک تحقیق مولانا عبدالحیٔ لکھنویؒ کی آرہی ہے'' (م'ع)

ہمزاد کی حقیقت

سوال: کہتے ہیں کہ آدمی کے ساتھ پیدا ہوا شیطان جس کو ہمزاد کہتے ہیں عموماً اس کے ساتھ ہی مار دیا جاتا ہے' مگر حالت جنابت' یا غرق' یا حرق' یا ہدم وغیرہ میں اگر موت ہوئی تو ایسی اموات کا ہمزاد ویسے ہی زندہ چھوڑ دیا جاتا ہے کیا یہ امر صحیح ہے؟

جواب: آدمی کے ساتھ پیدا ہونے کے معنی اگر یہ ہیں کہ اس بچہ کی ماں سے وہ بھی پیدا ہوتا ہے تو لغو ہے' اور اگر یہ معنی ہیں کہ آدمی یہاں پیدا ہوتا ہے اور وہ اپنی ماں کے پیدا ہوتا ہے تو ممکن ہے مگر حاجت دلیل ہے' حدیث میں اتنا وارد ہے کہ ہر شخص کے ساتھ ایک شیطان رہتا ہے' باقی اس کا ساتھ مر جانا سب مہملات ہیں اور آسیب صرف یہ ہے کہ خبیث شیاطین تصرف کرتے ہیں اور جھوٹ موٹ کسی کا نام لے دیتے ہیں۔ (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۲۱۶)

ماں کو گالی اور اس کی قبر پر پیشاب کرنا

سوال: مسمی ایوب نے اپنی ماں اور بہن کو گالیاں دیں اور کہا کہ میں نہیں مانتا' وہ تو میرا جوتا ہے اور قرآن پاک اٹھا کر پھینک دیا' برائے مہربانی شرعاً اس کا کوئی جرمانہ ہو تو مطلع فرمائیں؟

نیز اپنی ماں کی قبر پر جا کر پیشاب کیا' گالیاں دیں اور کہا تو یہاں سے بہت دور چلی جا' ایسے شخص کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: یہ واقعہ اگر اسی طرح ہے تو نہایت افسوس کی بات ہے کہ اس کا ایمان سلامت نہیں رہا' شخص مذکور کو تجدید ایمان اور علی الاعلان توبہ و استغفار کے ساتھ تجدید نکاح بھی لازم ہے ورنہ اس کے ساتھ سب لوگ سلام وکلام' بیاہ و شادی کا تعلق ختم کر کے اس کی اصلاح کر دیں۔

والدہ کے انتقال کے بعد قبر پر جا کر اس طرح کہنے سے تو معلوم ہوتا ہے کہ دماغی توازن بھی صحیح نہیں اور غصہ سے عقل مغلوب ہو چکی ہے تاہم اس کے غصہ فرو ہونے پر سمجھا دیا جائے کہ یہ کبیرہ گناہ ہے' ایمان والا ایسا نہیں کرتا ہے اس سے عاقبت برباد ہوتی ہے' دنیا میں بھی تباہی آتی ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۳ص ۵۵)

خانہ کعبہ کو حضرت آدم علیہ السلام کی قبر کہنا

سوال: زید مسجد کا امام ہے' وہ کہتا ہے کہ خانہ کعبہ حضرت آدم علیہ السلام کی قبر ہے اور یہ عقیدہ ہمارے دلوں سے نہیں نکل سکتا۔ (ب) کہتا ہے کہ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ کے معنی نماز قائم کرنے کے ہیں' پڑھنے کے نہیں ہیں' پڑھنے اور قائم کرنے میں فرق ہے' علماء نے ترجمہ میں غلطی کی ہے۔ (ج) کہتا ہے کہ نماز کبھی قضا نہیں ہوتی۔ (د) کہتا ہے کہ احتلام یا ناپاکی ہونے پر بغیر غسل کے نماز ہو جاتی ہے کیونکہ آدمی غسل و وضو کر کے پیدا ہوا ہے۔ (ہ) زید کہتا ہے کہ جانور کی قربانی کرنے سے قربانی ادا نہیں ہوتی اور نہ یہ جانور پل صراط طے کرائے گا' اصل قربانی نفس کی قربانی ہے۔ (و) کہتا ہے کہ دین ہم سے ہے' ہم دین سے نہیں ہیں۔ ایسے عقائد رکھنے والے کے پیچھے نماز درست ہوگی یا نہیں؟ اور ایمان کا کیا حال سمجھا جائے؟

جواب: زید کی بعض باتیں گناہ کبیرہ ہیں اور بعض جملے کفریہ' چنانچہ نمبر ۴ میں قرآن مجید کے حکم "وَاِنْ کُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا" کا انکار کر رہا ہے اور نمبر ۵ میں قربانی کا انکار کر رہا ہے' پس زید پر لازم ہے کہ توبہ و تجدید ایمان و تجدید نکاح کرے اور بغیر تجدید ایمان وغیرہ کے اس کے پیچھے نماز درست نہ ہوگی۔ (احیاء العلوم ج ۱ص ۹۸)

کسی میت کا کفن چبانا اور اس سے کسی کی موت واقع ہونا بے اصل ہے

سوال: ہمارے علاقہ میں ایک بات مشہور ہے کہ جب کسی گھرانے میں اموات بکثرت ہوں تو کہتے ہیں کہ اس گھر کا اول میت قبر میں کفن چبا رہا ہے' چنانچہ اس میت کو نکال کر اس کے منہ میں پتھر بھر دیتے ہیں اور سر میں کیلیں لگائی جاتی ہیں' کیا یہ خیال درست ہے؟ نیز اس عمل کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: یہ عقیدہ مشرکانہ توہم ہے' موت و حیات صرف اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے' میت کے کفن چبانے کا نہ کوئی ثبوت ہے اور نہ اس سے کسی کی موت واقع ہوسکتی ہے اور بلا عذر شرعی قبر کو اکھیڑنا بھی حرام ہے' لاش نکالنے کے بعد اس میں کیل گاڑنا بھی کسی صورت سے جائز نہیں' اہل علاقہ کو چاہیے کہ عوام کو اس مشرکانہ عقیدہ ''اور عمل'' سے بچاویں۔ (خیر الفتاویٰ ج ۱ص ۱۴۳)

میت کو ثواب پہنچتا ہے؟ اور پہنچانے والے کی بھی خبر ہوتی ہے؟

سوال: بذریعہ فاتحہ میت کو ثواب پہنچتا ہے یا نہیں؟ اور پہنچنے کی صورت میں اس کو معلوم ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: مذہب اہل سنت کا یہ ہے کہ مسلمان مُردوں کو عبادات مالیہ و بدنیہ کا ثواب پہنچتا ہے' خواہ فاتحہ ہو یا کوئی اور خیرات و حسنات ہو۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا......الخ پس اگر زندوں کی دعا مُردوں کے لیے نافع نہ تھی تو کیوں تعلیم کی گئی۔ وَقَالَ اللّٰہُ لِنَبِیِّہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّھُمْ پس اگر نماز جنازہ مؤمنین کو نافع نہ ہوتی رسول علیہ السلام کیوں مامور ہوتے اور اس کو سکن کیوں فرماتے۔ نیز حدیث میں ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا انتقال ہوگیا تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا کہ کون سا صدقہ افضل ہے؟ تو ارشاد ہوا پانی' تو حضرت سعدؓ نے اپنی والدہ کے ایصال ثواب کے لیے کنواں وقف فرمایا' پس اگر ثواب نہ پہنچتا تو کیوں فرماتے۔

ایصال ثواب ثابت ہے اور کرنے والے کو بھی ثواب ملتا ہے

سوال۔ تلاوت کلام پاک کے بعد ثواب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر تمام مسلمان مرد' عورت کو پہنچایا جاتا ہے' ہر روز اور ہر دفعہ بعد تلاوت اس طرح ثواب پہنچانا اپنے ذخیرہ آخرت اور سبب رحمت خداوندی حاصل کرنے کیلئے مناسب ہے یا نہیں؟ کیونکہ میں نے سنا ہے کہ اس طرح اپنا دامن خالی رہ جاتا ہے اور جس کو ثواب پہنچایا اس کو مل جاتا ہے۔

جواب۔ پہلے میں بھی اس کا قائل تھا کہ ایصال ثواب کرنے کے بعد ایصال کرنے والے کو کچھ نہیں ملتا' لیکن دو حدیثیں اور ایک فقہی عبارت کسی دوست نے لکھ بھیجی جس سے معلوم ہوا کہ ایصال ثواب کا اجر ملتا ہے' اور وہ یہ ہیں:

"من مرعلى المقابر فقرأ فيها احدى عشرة مرة قل هو الله احد ثم وهب اجره للأموات اعطى من اجر بعدد الأموات"۔ (الرافعی' عن علی' کنز العمال ج ۱۵ص ۶۵۵ حدیث ۴۲۵۹۵ اتحاف ج ۱۰ص ۳۷۱)

ترجمہ۔ "جو شخص قبرستان سے گزرا اور قبرستان میں گیارہ مرتبہ قل ہو اللہ شریف پڑھ کر مُردوں کو اس کا ایصال ثواب کیا تو اسے مردوں کی تعداد کے مطابق ثواب عطا کیا جائے گا"۔

"من حج عن ابيه وامه فقد قضى عنه حجته وكان له فضل عشر حجج"

(دار قطنی' عن جابر' فیض القدیر ج ۶ص ۱۱۶)

ترجمہ:۔...... "جس شخص نے اپنے باپ یا اپنی ماں کی طرف سے حج کیا' اس نے مرحوم کا حج ادا کر دیا اور اس کو دس حجوں کا ثواب ہوگا"۔ (یہ دونوں حدیثیں ضعیف ہیں' اور دوسری حدیث میں ایک راوی نہایت ضعیف ہے)

"وقدمنا فى الزكوٰة عن التار خانية عن المحيط الافضل لمن يتصدق نفلاً ان ينوى لجميع المومنين والمومنات لأنها تصل اليهم ولا ينقص من اجره شيئا" (شامی ج ۲ص ۵۹۵)

ترجمہ...... "اور ہم کتاب الزکوٰۃ میں تا تارخانیہ کے حوالے سے محیط سے نقل کر چکے ہیں کہ جو شخص نفلی صدقہ کرے اس کیلئے افضل یہ ہے کہ تمام مومن مردوں اور عورتوں کی طرف سے صدقہ کی نیت کر لے' کہ یہ صدقہ سب کو پہنچ جائے گا اور اس کے اجر میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی"۔ آپ کے مسائل ج ۳ص ۲۳۰۔

اور روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ارواح اموات کو خبر بھی ہوتی ہے کہ کس شخص نے یہ ثواب پہنچایا ہے۔ فِی الْبَیْهَقِیّ مَاالْمَیِّتُ فِی الْقَبْرِ اِلَّا کَالْغَرِیْقِ الْمُتَغَوِّثِ ......الخ یعنی میت قبر میں باپ' بھائی یا کسی دوست کی دعاء کا اس طرح منتظر رہتا ہے' جس طرح ڈوبنے والا' پس جب اس کو دعاء پہنچتی ہے تو وہ اس کے لیے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتی ہے۔ اس حدیث سے میت کا اپنے بھائی وغیرہ کی دعاء کا منتظر ہونا ثابت ہوتا ہے۔ پس یہ لوگ اگر ثواب پہنچائیں گے تو ضرور اس کو شعور ہونا چاہیے ورنہ اس کا انتظار ختم نہ ہوگا اور بزرگان کے اخبار و آثار سے یہ امر حد تواتر کو پہنچا ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۵ص ۲۸۸)

فاسق اگر شہید ہو جائے تو قبر میں سوال و جواب ہوگا یا نہیں؟

سوال: احادیث میں ہے کہ پانی میں ڈوب کر مرنے والا' حادثہ میں ہلاک ہونے والا' جل کر مرنے والا' وضو کی حالت میں مرنے والا شہید کا اجر پاتا ہے' ان گروہوں میں مرنے والا اگر کوئی فاسق ہو یعنی نماز' روزہ کو ترک کرنے والا' گناہ کبیرہ کرنے والا تو وہ قبر کے عذاب سے رہائی پائے گا؟ اور جنت میں شہیدوں کی جگہ پائے گا؟

جواب: اللہ تعالیٰ جس بندہ پر اپنی رحمت نازل کرنا چاہتا ہے تو اس کے لیے وہ کسی قانون کا پابند نہیں' وہ چاہے تو بڑے سے بڑے فاسق کے سارے گناہ معاف کردے' بے تردد جنت میں بھیج دے اور چاہے تو بہت چھوٹے سے عمل پر بہت بڑا اجر دیدے اور چاہے تو چھوٹی سی بات پر بھی گرفت کرلے اس کے یہاں دو قسم کی کچہری ہے ایک عدل کی ایک فضل کی۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۶۱)

منکر نکیر دونوں سوال کرتے ہیں یا ان میں سے ایک؟

سوال: مرنے کے بعد مردہ سے دونوں فرشتے سوال کرتے ہیں یا یکے بعد دیگرے؟ اور جو لوگ آگ میں جل جاتے ہیں یا کسی درندے کی خوراک بن جاتے ہیں تو ان سے یہ فرشتے کہاں سوال کرتے ہیں؟

جواب: اس کی تفصیل نہیں دیکھی' کسی روایت میں ہے کہ ایک فرشتہ سوال کرتا ہے' کسی میں ہے دونوں سوال کرتے ہیں' اگر درندے نے کھالیا ہو تو اس کے پیٹ میں ہی میت سے سوال ہوگا' غرض جہاں اس کا مستقر ہوگا وہیں سوال ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۸۲)

قبر میں مومن کامل کا جواب

سوال: قبر میں مؤمن کامل جو جواب دیتا ہے وہ کیا ہے؟

جواب: وہ جواب یہ ہے:

اَشْهَدُاَنْ لَّااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَاَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ○ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا وَّرَسُوْلاً وَّبِالْقُرْآنِ اِمَامًا وَّبِالْكَعْبَةِ قِبْلَةً وَّبِالْمُؤْمِنِيْنَ اِخْوَانًا وَّبِالصِّدِّيْقِ وَبِالْفَارُوْقِ وَبِذِى النُّوْرَيْنِ وَبِالْمُرْتَضٰى اَئِمَّةً رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ مَرْحَبًا بِالْمَلَكَيْنِ الشَّاهِدَيْنِ الْحَاضِرِيْنِ وَاَشْهَدُ بِاَنَّا نَشْهَدُ اَنْ لَّااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَلٰى هٰذِهِ الشَّهَادَةِ نُحْيِيْ وَعَلَيْهَا نَمُوْتُ وَعَلَيْهَا نُبْعَثُ اِنْشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى ○

یہ جواب ورد زبان کرنا چاہیے اور نئے کپڑے پر خوشبو سے لکھوا کر اپنے پاس رکھنا چاہیے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج۶ص ۳۶۸) ''لیکن یہ شرعاً واجب نہ سمجھے'' (مُ ع)

میت کا مدت دراز کے بعد ملاقات کرنا

سوال: ایک مرحوم بزرگ اپنے مرنے کے پانچ سو برس بعد زندہ انسانوں کی طرح ایک شخص کو ملے اور ایک خط کا جواب لکھ کر سنایا' کیا ایسا واقعہ پیش آ سکتا ہے؟

جواب: پانچ سو سال کے بعد جس طرح کسی بزرگ کا زندہ ہو کر یہاں رونما ہونا قدرت خداوندی سے خارج نہیں' اسی طرح اس کا شرعی ثبوت بہم پہنچانا بھی ''کہ یہ وہی بزرگ ہیں'' کچھ آسان کام نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج۱۲ص ۴۲۹) ''ایسا واقعہ مستبعد نہیں'' (مُ ع)

بشارت کی وجہ سے قبر پر گنبد بنانا

سوال: ایک شخص کہتا ہے کہ مجھ کو بشارت ہوئی ہے کہ یہ مزار خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمتہ اللہ علیہ کا ننگا پڑا ہے' اس پر گنبد پختہ بناؤ' چنانچہ ایک شخص مستعد ہو گیا ہے کہ ان کے مزار پر گنبد بنا دے لہٰذا علماء کرام سے سوال ہے کہ اس بشارت پر عمل کرنا اور گنبد وغیرہ پختہ بنانا درست ہے یا نہیں؟

جواب: قبر پر عمارت گنبد بنانا' قبر کو پختہ بنانا ناجائز ہے' صریح طور پر حدیث شریف میں اس کی ممانعت آئی ہے' ایسی بشارت (یعنی خواب) جو کسی نامشروع فعل کے ارتکاب کی ترغیب دے قابل التفات و قابل عمل نہیں ہے اس کا جب خیال آئے تو لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ پڑھنا چاہیے' حتیٰ کہ یہ خیال جاتا رہے۔ (کفایت المفتی ج۹ص ۲۳) ''یہ لَهُمُ الْبُشْرٰی کے قبیل سے نہیں' یہ شیطانی تصرف ہے'' (مُ ع)

روح کا مقام مرنے کے بعد

سوال: انسان میں ایک روح ہے یا دو؟ اور مرنے کے بعد کس جگہ چلی جاتی ہے اور ان کا نام کیا ہے؟

جواب: انسان میں تین طرح کی روح ہوتی ہے' اول روح ہوائی اس کو نسمہ' روح طبعی' بدن ہوائی بھی کہتے ہیں۔ دوم نفس ناطقہ' سوم روح ملکوت ''کما فی الطاف القدس'' مرنے کے بعد نیکوں کی روح علیین میں بدوں کی سجین میں جاتی ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج۸ص ۳۱۷) ''علیین اور سجین کہاں ہیں' ہماری سمجھ کے لیے اتنا کافی ہے کہ علیین مقام فوق ہے اور سجین مقام تحت'' (مُ ع)

قبر میں جسم سے روح کا تعلق

سوال۔ انسان جب مر جاتا ہے تو اس کی روح اپنے مقام پر چلی جاتی ہے لیکن مردے سے جب قبر میں سوال و جواب ہوتا ہے تو کیا پھر روح کو مردہ جسم میں لوٹا دیا جاتا ہے۔ یا اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے مردے کو قوت گویائی عطا کر دیتا ہے؟ قبر میں عذاب صرف جسم کو ہوتا ہے یا روح کو بھی برابر کا عذاب ہوتا ہے؟

جواب۔ حدیث پاک میں روح کے لوٹانے کا ذکر آتا ہے، جس سے مراد ہے جسم سے روح کا تعلق قائم کر دیا جانا ہے۔ روح خواہ علیین میں ہو یا سجین میں، اس کو بدن سے ایک خاص نوعیت کا تعلق ہوتا ہے، جس سے بدن کو بھی ثواب و عذاب اور رنج و راحت کا ادراک ہوتا ہے، عذاب و ثواب تو روح و بدن دونوں کو ہوتا ہے، مگر دنیا میں روح کو بواسطہ بدن راحت و الم کا ادراک ہوتا ہے اور برزخ یعنی قبر میں بدن کو بواسطہ روح کے احساس ہوتا ہے، اور قیامت میں دونوں کو بلا واسطہ ہوگا۔

نوٹ۔ علیین کا مادہ علو ہے، اور اس کا معنی بلندی ہے، یعنی علیین آسمانوں پر ایک بہت ہی عالی شان مقام ہے، جہاں نیک لوگوں کی ارواح پہنچائی جاتی ہیں وہاں ملاء اعلیٰ کی جماعت ان مقربین کی ارواح کا استقبال کرتی ہیں۔

۲۔ سجین کا مادہ سجن ہے اور سجن عربی زبان میں قید خانے کو کہتے ہیں، اس میں تنگی، ضیق اور پستی کا معنی پایا جاتا ہے۔ اسی لئے کہتے ہے کہ سجین ساتوں زمینوں کے نیچے ہے۔ غرض بدکاروں کے اعمال و ارواح مرنے کے بعد اسی قید خانے میں رکھی جاتی ہیں جب کہ نیک لوگوں کے اعمال اور ارواح ساتوں آسمانوں سے اوپر موجود علیین میں نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ رکھی جاتی ہیں۔

دفنانے کے بعد روح اپنا وقت کہاں گزارتی ہیں؟

سوال۔ دفنانے کے بعد روح اپنا وقت آسمان پر گزارتی ہے یا قبر میں یا دونوں جگہ؟

جواب۔ اس بارے میں روایات بھی مختلف ہیں اور علماء کے اقوال بھی مختلف ہیں۔ مگر تمام نصوص کو جمع کرنے سے جو بات معلوم ہوتی ہے وہ یہ کہ نیک ارواح کا اصل مستقر علیین ہے (مگر اس کے درجات بھی مختلف ہیں) بد ارواح کا اصل ٹھکانہ سجین ہے اور ہر روح کا ایک خاص تعلق اس کے جسم کے ساتھ کر دیا جاتا ہے، خواہ جسم قبر میں مدفون ہو یا دریا میں غرق ہو یا کسی درندے کے پیٹ میں۔ الغرض جسم کے اجزاء جہاں جہاں ہوں گے روح کا ایک خاص تعلق ان

کے ساتھ قائم رہے گا اور اسی خاص تعلق کا نام برزخی زندگی ہے' جس طرح نور آفتاب سے زمین کا ذرہ چمکتا ہے' اسی طرح روح کے تعلق سے جسم کا ہر ذرہ "زندگی" سے منور ہو جاتا ہے۔ اگرچہ برزخی زندگی کی حقیقت کا اس دنیا میں معلوم کرنا ممکن نہیں۔

کیا روح کو دنیا میں گھومنے کی آزادی ہوتی ہے؟

سوال۔ روح کو دنیا میں گھومنے کی آزادی ہوتی ہے یا نہیں؟ کیا وہ جن جگہوں کو پہچانتی ہے' مثلاً گھر' وہاں جا سکتی ہے؟

جواب۔ کفار و فجار کی روحیں تو "سجین" کی جیل میں مقید ہوتی ہیں' ان کے کہیں آنے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور نیک ارواح کے بارے میں کوئی ضابطہ بیان نہیں فرمایا گیا۔ اس لئے اس سلسلہ میں قطعیت کے ساتھ کچھ کہنا مشکل ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ روح اپنے تصرفات کیلئے جسم کی محتاج ہے' جس طرح جسم روح کے بغیر کچھ نہیں کر سکتا۔ اسی طرح روح بھی جسم کے بغیر تصرفات نہیں کر سکتی۔ یہ تو ظاہر ہے کہ موت کے بعد اس ناسوتی جسم کے تصرفات ختم کر دیئے جاتے ہیں۔ اس لئے مرنے کے بعد روح اگر کوئی تصرف کر سکتی ہے تو مثالی جسم سے کر سکتی ہے' چنانچہ احادیث میں انبیاء کرام' صدیقین' شہداء اور بعض صالحین کے مثالی جسم دیئے جانے کا ثبوت ملتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ جن ارواح کو مرنے کے بعد مثالی جسم عطا کیا جاتا ہے وہ اگر باذن اللہ کہیں آتی جاتی ہوں تو اس کی نفی نہیں کی جا سکتی۔ مثلاً لیلۃ المعراج میں انبیاء کرام علیہم السلام کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کیلئے بیت المقدس میں جمع ہونا' شہداء کا جنت میں کھانا پینا اور سیر کرنا' اس کے علاوہ صالحین کے بہت سے واقعات اس قسم کے موجود ہیں لیکن جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا کہ اس کیلئے کوئی ضابطہ متعین کرنا مشکل ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب احد سے واپس ہوئے تو حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی قبر پر ٹھہرے اور فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ کے نزدیک زندہ ہو۔ (پھر صحابہؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا) پس ان کی زیارت کرو' اور ان کو سلام کہو' پس قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! انہیں سلام کہے گا ان کو کوئی شخص مگر یہ ضرور جواب دیں گے اس کو قیامت تک۔ (حاکم' وصحہ' بیہقی' طبرانی)

مسند احمد اور مستدرک حاکم کے حوالہ سے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد نقل کیا ہے کہ "میں اپنے گھر میں (یعنی حجرہ شریف روضہ مطہرہ میں) داخل ہوتی تو پردہ کے کپڑے

اتار دیتی تھی، میں کہا کرتی تھی کہ یہ تو میرے شوہر (صلی اللہ علیہ وسلم) اور میرے والد ماجد ہیں، لیکن جب سے حضرت عمرؓ دفن ہوئے اللہ کی قسم! میں کپڑے لپیٹے بغیر کبھی داخل نہیں ہوئی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حیا کی بنا پر"۔ (مشکوٰۃ باب زیارۃ القبور ص ۱۵۴)

کیا روحوں کا دنیا میں آنا ثابت ہے؟

سوال۔ کیا روحیں دنیا میں آتی ہیں یا عالم برزخ میں ہی قیام کرتی ہیں؟ اکثر ایسی شہادتیں ملتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ روحیں اپنے اعزہ کے پاس آتی ہیں، شب برأت میں بھی روحوں کی آمد کے بارے میں سنا ہے۔ آپ اس مسئلے کی ضرور وضاحت کیجئے مرنے کے بعد سوم، دسواں اور چہلم کی شرعی حیثیت وضاحت بھی بذریعہ اخبار کر دیجئے تاکہ عوام الناس کا بھلا ہو۔

جواب۔ دنیا میں روحوں کے آنے کے بارے میں قطعی طور پر کچھ کہنا ممکن نہیں اور نہ اس سلسلہ میں کوئی صحیح حدیث ہی وارد ہے۔ سوئم، دسواں اور چہلم خودساختہ رسمیں ہیں،

کیا روحیں جمعرات کو آتی ہیں

سوال۔ سنا ہے کہ ہر جمعرات کو ہر گھر کے دروازے پر روحیں آتی ہیں، کیا یہ صحیح ہے [illegible] جمعرات کی شام کو ان کیلئے دعا کی جائے؟

جواب۔ جمعرات کو روحوں کا آنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں، نہ اس کا کوئی شرعی ثبوت ہے باقی دعاء واستغفار اور ایصال ثواب ہر وقت ہو سکتا ہے اس میں جمعرات کی شام کی تخصیص بے معنی ہے۔

کیا مرنے کے بعد روح چالیس دن تک گھر آتی ہے؟

سوال۔ کیا چالیس دن تک روح مرنے کے بعد گھر آتی ہے؟ جواب۔ روحوں کا گھر آنا غلط ہے۔

حادثاتی موت مرنے والے کی روح کا ٹھکانہ

سوال۔ ایک صاحب کا دعویٰ ہے کہ جو ہنگامی موت یا حادثاتی موت مر جاتے ہیں یا کسی کے مار ڈالنے سے، سو ایسے لوگوں کی روحیں برزخ میں نہیں جاتیں وہ کہیں خلاء میں گھومتی رہتی ہیں اور متعلقہ افراد کو بسا اوقات دھمکیاں دینے آجاتی ہیں۔ مگر مجھے یہ سب باتیں سمجھ میں نہیں آتی، میرا خیال ہے کہ روح پرواز کے بعد علیین یا سجین میں چلی جاتی ہیں اور ہر ایک کیلئے برزخ ہے اور قیامت تک وہ وہیں رہتی ہے، براہ کرم قرآن وسنت کی روشنی میں میری تشفی فرمایئے۔

جواب۔ ان صاحب کا دعویٰ غلط ہے اور دور جاہلیت کی سی توہم پرستی پر مبنی ہے۔ قرآن وسنت کی روشنی میں آپ کا نظریہ صحیح ہے' مرنے کے بعد نیک ارواح کا مستقر علیین ہے اور کفار و فجار کی ارواح سجین کے قید خانہ میں بند ہوتی ہیں۔

روح پرواز کرنے کے بعد قبر میں سوال کا جواب کس طرح دیتی ہے

سوال۔ موت واقع ہوتے ہی روح پرواز کر جاتی ہے' جسم دفن ہونے کے بعد یہ روح دوبارہ واپس آ کر منکر ونکیر کے سوالوں کے جواب کیسے دیتی ہے؟

جواب۔ قبر میں روح کا ایک خاص تعلق جس کی کیفیت کا ادراک ہم نہیں کر سکتے جسم سے قائم کر دیا جاتا ہے جس سے مردہ میں حس وشعور پیدا ہو جاتا ہے۔

مرنے کے بعد روح دوسرے قالب میں نہیں جاتی

سوال۔ کیا انسان دنیا میں جب آتا ہے تو دو وجود لے کر آتا ہے' ایک فنا اور دوسرا بقاء فنا والا وجود تو بعد مرگ دفن کر دینے پر مٹی کا بنا ہوا تھا' مٹی میں مل گیا۔ بقا ہمیشہ قائم رہتا ہے؟ مہربانی فرما کر اس سوال کا حل قرآن وحدیث کی رو سے بتائیں کیونکہ میرا دوست الجھ گیا ہے' یعنی دوسرے جنم کے چکر میں۔

جواب۔ اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ مرنے کے بعد روح باقی رہتی ہے اور دوبارہ اس کو کسی اور قالب میں دنیا میں پیدا نہیں کیا جاتا' آواگون والوں کا عقیدہ یہ ہے کہ ایک ہی روح لوٹ لوٹ کر مختلف قالبوں میں آتی رہتی ہے' کبھی انسانی قالب میں' کبھی کتے' گدھے اور سانپ وغیرہ کی شکل میں۔ یہ نظریہ عقلاً ونقلاً غلط ہے۔

کیا قیامت میں روح کو اٹھایا جائے گا؟

سوال۔ سنا ہے کہ مرنے کے بعد قبر کے اندر انسان جاتے ہیں یہی اعضاء گل سڑ کر کیڑوں مکوڑوں کی نذر ہو جاتے ہیں' اگر یہی اعضاء کسی ضرورت مند کو دے دیئے جائیں تو وہ شخص زندگی بھر اس عطیہ دینے والے کو دعائیں دیتا رہے گا۔ کہا جاتا ہے کہ انسان جس حالت میں مرا ہو گا اسی حالت میں اٹھایا جائے گا یعنی اگر اس کے اعضاء نکال دیئے گئے ہوں گے تو وہ بغیر اعضاء کے اٹھایا جائے گا' مثلاً اندھا وغیرہ جب کہ اسلامی کتابوں سے ظاہر ہے کہ قیامت کے روز انسان کے جسموں کو نہیں بلکہ اس کی روح کو اٹھایا جائے گا۔

جواب۔اعضاء کا گل سڑ جانا خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اس سے یہ استدلال نہیں کیا جا سکتا کہ میت کے اعضاء بھی کاٹ لینا جائز ہے۔ معلوم نہیں آپ نے کون سی اسلامی کتابوں میں یہ لکھا دیکھا ہے کہ قیامت کے روز انسان کے جسم کو نہیں بلکہ صرف اس کی روح کو اٹھایا جائے گا؟ میں نے جن اسلامی کتابوں کو پڑھا ہے ان میں تو حشر جسمانی لکھا ہے۔ آپ کے مسائل ج ۳ ص ۲۲۷۔

جنت اور دوزخ

جنت قائم ہونے کے معنی

سوال: جنت و دوزخ قائم ہو چکی ہے؟ یا بعد قیامت قائم کی جائے گی؟ چونکہ کتاب مظاہر حق میں یہ عبارت ہے کہ معراج میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے کہا کہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت سے میرا سلام کہہ دیجئو اور یہ فرما دیجئو کہ جنت صرف چٹیل میدان ہے اس عبارت سے کیا ثابت ہوتا ہے جواب سے مشرف فرمائیں؟

جواب: دوزخ جنت، پیدا ہو چکی البتہ احادیث سے یہ بات ضرور معلوم ہوتی ہے کہ علاوہ ان نعمتوں کے جو جنت میں پیدا ہو چکی ہیں یوماً فیوماً اور نعمتیں بھی پیدا ہوتی جاتی ہیں۔ اب اس حدیث کے معنی ظاہر ہو گئے کہ جنت چٹیل میدان ہے مطلب یہ ہے کہ جنت کا بعض حصہ ایسا ہے اور ذکر و تسبیح سے اس میں اشجار پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۸۲)

جنت اور اس کے پھل وغیرہ کبھی فنا نہیں ہوں گے

سوال: جنت کے متعلق یہ اعتقاد ہے کہ وہ کبھی فنا نہیں ہوگی پھر کیا بات ہے کہ آدم علیہ السلام نے جنت میں ان پھلوں کو کھایا پھر بھی ان کو ابدیت نہ ملی اور ان کے ساتھ جنت کا درخت گیہوں نازل کیا گیا اور وہ فانی ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کے قول ''کھاؤ اور چکھو'' کے کیا معنی ہیں اگر اس کے معنی یہ ہیں کہ منہ کے ذریعے سے پیٹ میں اتار لو تو وہ دو صورتوں سے خالی نہیں ہضم ہوں گے یا نہیں؟ اگر ہضم ہوں گے تو وہ پھل فانی ہوئے نہ کہ ابدی اس خدشہ کا جواب عنایت فرمائیں؟

جواب: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا ''یعنی اس کے پھل اور سایہ دائمی ہے'' وَقَالَ اللّٰہ تعالٰی كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا قَالُوْا هٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ''یعنی جب کبھی دیئے جائیں گے وہ لوگ ان بہشتوں سے کسی پھل کی غذا تو ہر بار میں یہی کہیں گے کہ یہ تو وہی

ہے جو ہم کو ملا تھا' اس سے پیشتر اور ملے گا بھی ان کو دونوں بار کا پھل ملتا جلتا'' پہلی آیت سے جنت کے پھل وغیرہ کا دائمی ہونا معلوم ہوا اور دوسری آیت سے اس کا فانی ہونا' تطبیق کی صورت یہ ہوسکتی ہے کہ جنت کے پھل وغیرہ نوع کے اعتبار سے ابدی اور دائمی ہیں اور جزئی ''شخصی'' اعتبار سے فانی ہیں۔ (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۴۸) ''جیسے انسان کی عمر مثلاً چھ ہزار سال ہے' نوع کے اعتبار سے' یہ صحیح ہے اور زید کی عمر جو کہ شخص ہے اس کی عمر چھ ہزار سال ہے' یہ غلط ہے ایسے ہی جنت کے پھلوں کا حال ہے'' (ناصر)

جنت ایک ہے یا دو؟

سوال: مندرجہ ذیل اعتقاد رکھنے والا کیسا ہے؟ اور اس کے اعتقاد کو کتاب و سنت سے مطابقت ہے یا نہیں؟

۱۔ جنت دو قسم کی ہے ایک صغریٰ' ایک کبریٰ' صغریٰ جبل یاقوت پر ہے اس کو جنت برزخ بھی کہتے ہیں اور کبریٰ میں قیامت کے بعد مستحقین داخل ہوں گے' وہ اللہ کے علم میں ہے۔

۲۔ حضرت آدم علیہ السلام جس جنت سے نکالے گئے وہی جنت البرزخ ہے' قیامت کے بعد لوگ اس کے علاوہ ایک اور جنت میں داخل ہوں گے جس کا نام کبریٰ ہے۔

۳۔ قبر میں جنت و نار کا جو دریچہ کھولا جاتا ہے یہ بھی جنت و نار صغریٰ ہے' کبریٰ تو قیامت سے پہلے کسی کو نصیب ہی نہیں ہے۔

جواب: آیات و روایات سے یہ امر بلاشبہ ثابت ہے کہ وہ جنت جس میں اہل اسلام بعد حساب و کتاب داخل ہوں گے وہی جنت ہے جس میں آدم و حوا رہتے تھے اور بسبب صادر ہونے گناہ کے زمین پر بھیجے گئے تھے اور اسی جنت کا دریچہ قبر میں کھولا جاتا ہے اور مقام اس کا ساتویں آسمان کے اوپر ہے۔

وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی' عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی' عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰی

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل امین کو دوبارہ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا اور اسی کے پاس جنت ہے اور جہنم بھی ایک ہی ہے جو فی الحال ساتویں زمین کے نیچے ہے اس میں کفار دائمی طور پر اور عاصی مسلمان عارضی طور پر داخل ہوں گے اور اسی کا دریچہ قبر میں کفار کے لیے کھلتا ہے اور سوائے اس کے دوسری جنت و جہنم کا شریعت سے نشان نہیں معلوم ہوتا۔ اور یہ اعتقاد کہ جنت و جہنم دو قسم کے ہیں اور آدم و حوا کا مسکن برزخ والی جنت تھی اور قبر میں اس جنت کا دریچہ نہیں کھولا جاتا جس میں جن و انس حساب کے بعد داخل ہوں گے بلکہ صغریٰ سے کھولا جاتا ہے' جہالت ہے بلکہ دلائل واضح ہو جانے کے بعد ضلالت ہے' ہاں یہ قول بعض اہل کشف سے منقول ہے مگر چونکہ قرآن

وحدیث کے بالکلیہ مخالف ہے بالضرورت خطاء کشفی پر محمول ہوگا۔ (فتاویٰ عبدالحیٔ ص ٦٥)

ہم جہنم میں رہیں گے تم جنت میں رہنا یہ کلمہ کفر ہے

سوال: جو شخص یہ کہتا ہے کہ جاؤ ہم جہنم میں رہیں گے تم جنت میں رہنا وہ مسلمان رہا یا نہیں؟

جواب: یہ کلمات کفر کے ہیں' چاہیے کہ توبہ کرے اور تجدید اسلام وتجدید نکاح کرے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۱۲ ص ۴۳۷)

تناسخ کا قائل اور جنت دوزخ کا منکر کافر ہے

سوال: ایک مسلمان تناسخ کا قائل' دوزخ و جنت کا منکر قرآن کو مثل دیگر تصانیف کے سمجھنے والا' واقعات یاجوج وماجوج کا منکر' قرآن کو لیٹ کر پڑھنے والا اور ایک فلسفہ کی کتاب کو قرآن پر ترجیح دینے والا ہے' ایسے شخص کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: ان عقائد وافعال میں بعض کفر والحاد اور بعض غیر ثابت وحرام ہیں اور بعض سوئے ادبی میں داخل ہیں۔ پس جس شخص کے یہ تمام عقائد ہوں وہ مومن ومسلم نہیں ہے' کافر وملحد و زندیق ہے' ایسا شخص اگر توبہ نہ کرے تو اس سے علیحدگی لازم ہے اور اگر حکومت اسلام کی ہو تو ایسا شخص اگر توبہ نہ کرے تو واجب القتل ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۱۲ ص ۳۵۹)

کیا جنت میں اولاد ہوگی؟

سوال: جو لوگ جنت میں جائیں گے کیا ان کو اولاد ہوگی؟ ان سے جوان کو حوریں ملیں گی؟

جواب: اگر اولاد کی خواہش کریں گے تو ہو جائے گی۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۸ ص ۳۲۳)

''اور خواہش اس وقت کریں گے اگر خواہش کی گنجائش بھی ہوگی'' (م'ع)

علاماتِ قیامت

وقیامِ قیامت

عمدۃ المفسرین۔۔سند المحدثین

حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب رحمہ اللہ

نے آیات قرآنیہ واحادیث صحیحہ سے مع اسناد بزبان فارسی تحریر فرمایا تھا جو قیامت نامہ کے نام سے مشہور ہوا۔ بعد میں اس کے اردو تراجم ہوئے اور شائع ہوتے رہے اب ہم اس اُردو ترجمہ کو قدرے تسہیل اور مضامین پر عنوان کے ساتھ پیش کر رہے ہیں تا کہ قارئین کو پڑھنے اور سمجھنے میں آسانی رہے۔

پیش لفظ

خدائے بزرگ و برتر کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اپنی ظاہری و باطنی بیشمار نعمتوں سے ہم کو سرفراز فرمایا کہ جن میں سب سے افضل حضور سرور کائنات محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ہے کہ آپ ہم کو قیامت اور اس کے احوال مثلاً حشر حساب جنت دوزخ وغیرہ سے آگاہ کریں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو وہاں کی شقاوت سے نجات اور تحصیل سعادت کے اسباب بتائے اور قیامت کو علامات صغریٰ و کبریٰ کے ذریعہ سے نہایت وضاحت کے ساتھ بیان فرما کر ہم پر روشن کر دیا۔ یہ فقیر رفیع الدین تحریر کرتا ہے کہ ایک مرتبہ خاندان تیموریہ کے اولوالعزم و ذی علم امرا کی مجلس میں قیامت کی بابت جو کچھ میرے دل میں حاضر تھا بیان کر رہا تھا اس پر انہوں نے کہا کہ اگر یہ مذکور قلمبند کر دیا جائے تو نہایت مفید ثابت ہوگا۔ پس حسب فرمائش میں نے اس کے متعلق کچھ لکھا تو دیگر اصحاب نے بھی اس مذکور کے مسطور ہونے میں تاکید کی لہذا تحریر ہوتا ہے۔

علامات قیامت

قیامت کی علامتوں میں سب سے پہلی علامت حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود سراپا مسعود اور وفات ہے کیونکہ آپ کے پیدا ہونے کے بعد کمالات میں سے سب سے بہترین کمال جو نبوت و رسالت ہے دنیا سے منقطع ہوا اور آپ کی وفات حسرت آیات کیوجہ سے آسمانی وحی اور خبر کا سلسلہ دنیا سے موقوف ہوا آپ پر جہاد کے حکم کی تکمیل[1] ہوئی تا کہ زمین کو مفسدوں سے پاک کر دیں یہ سب قیامت کی نشانیاں ہیں۔ حضور نے قیامت کی بہت سی علامتیں بیان فرمائی ہیں جو دو قسم پر منقسم ہیں۔

---

[1] اگر چہ جہاد کا حکم تمام پیغمبروں میں چلا آتا تھا لیکن اس کی پوری تکمیل اور اچھے اصول پر بنیاد آپ ہی کے زمانہ میں پڑی۔ ۱۲ مترجم

علامات صغریٰ

جو آپ کی وفات سے حضرت امام مہدی کے ظہور تک وجود میں آئیں گی۔

علامات کبریٰ

جو حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور سے نفخ صور تک وجود میں آتی رہیں گی اور آغاز قیامت یہیں سے ہوگا۔

۱: علامات صغریٰ

جو حضور ﷺ کی وفات سے لیکر امام مہدی علیہ السلام کے ظہور تک ظاہر ہوتی رہیں گی۔

علامات صغریٰ

قیامت کی علامات صغریٰ کے متعلق حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت[1] ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

(۱) جب حکام زمین وملک کے لگان محصول کو اپنی ذاتی دولت بنائیں (یعنی اس کو مصرف شرعی میں خرچ نہ کریں (۲) زکوٰۃ بطور تاوان کے ادا کریں۔(۳) لوگ امانت کو مال غنیمت کی طرح (جو کفار سے جہاد میں حاصل کیا جاتا ہے) حلال وطیب سمجھیں۔(۴) شوہر اپنی بیوی کی بے جا اطاعت کرے۔(۵) اولاد والدین کی نافرمانی اور بدلوگوں سے دوستی کرے (۶) علم دین حصول دنیا کی غرض سے سیکھا جاوے (۷) ہر قبیلہ وقوم میں ایسے لوگ سردار بن جاویں جو ان میں سب سے زیادہ کمینے بدخلق لالچی ہوں۔(۸) انتظامات ایسے اشخاص کے سپرد کیے جائیں جو ان کے لائق نہ ہوں۔(۹) نقصان کے ڈر کی وجہ سے ایسے آدمیوں کی تعظیم وتکریم کی جائے جو خلاف شرع ہوں۔(۱۰) شراب خوری کھلم کھلا ہونے لگے۔(۱۱) آلات لہو ولعب اور ناچ گانے کا رواج ہو جائے۔(۱۲) زناکاری کی کثرت ہو (۱۳) امت کے پچھلے لوگ اگلوں[2] پر لعنت وطعنہ زنی کرنے لگیں تو اس

---

[1] یہ حدیث ترمذی صفحہ ۳۲۲ مطبوعہ اصح المطابع وغیرہ میں موجود ہے۔۱۲

[2] افسوس آج کل جو لوگ مقتدا بننے کی کوشش کرتے ہیں اگرچہ وہ خود کیسے ہی (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

وقت جھکڑ نہایت سرخ رنگ کی آندھی اور دیگر علامات عذاب کے آنے کا انتظار کرو۔ جیسے زمین کا دھنسنا آسمان سے پتھروں کا برسنا صورتوں کا بدل جانا اس کے سوا اور علامات بھی اس طرح پے در پے ظہور پذیر ہونے لگیں گی۔ جیسے تسبیح کا ڈورا ٹوٹ کر اس کے دانے یکے بعد دیگرے گرنے لگتے ہیں۔

دیگر احادیث میں آیا ہے کہ (۱۴) قیامت کی علامتوں میں سے لونڈیوں کی اولاد کی کثرت (۱۵) بے علم و بے ادب و نو دولت لوگوں کی حکومت۔ (۱۶) اغلام بازی' چپی بازی' (۱۷) مساجد میں کھیل کود (۱۸) ملاقات کے وقت بجائے سلام کے گالی گلوچ بکنا۔ (۱۹) علوم (شرعیہ) کا کم ہونا۔ (۲۰) جھوٹ کو ہنر سمجھنا (۲۱) دلوں سے امانت و دیانت کا اٹھنا۔ (۲۲) فاسقوں کا علم سیکھنا (۲۳) شرم و حیا کا جاتا رہنا۔ (۲۴) مسلمانوں پر کفار کا چاروں طرف سے[۲] ہجوم کرنا (۲۵) ظلم کا اس قدر بڑھ جانا کہ جس سے پناہ لینی مشکل ہو۔ (۲۶) باطل مذاہب جھوٹی حدیثوں اور بدعتوں کا فروغ پانا ہے۔ (۲۷) عیسائیوں کی حکومت کا

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) گندے لالچی' دنیا پرست بناوٹی اور مجموعہ اخلاق قبیحہ کیوں نہ ہوں مگر دنیاوی مفاد و عزت یا سرکشی نفس امارہ کی بدولت قرون اولیٰ کے مقبول و صادق مسلمانوں پر طعنہ زنی کو اپنی فضیلت اور ترفع خیال کرتے ہوئے عوام کے درمیان پھوٹ ڈال کر تبوا باثمی و اثمک فتکون من اصحاب النار کا مصداق بنتے ہیں اور الذین ضل سعیھم فی الحیاۃ الدنیا و ھم یحسبون انھم یحسنون صنعا کے سچے مضمون کا اپنے تئیں نشانہ بناتے ہیں۔ افسوس ایسے بدبختوں کی حالت پر ۱۲۔ مترجم

[۱] دنیا میں آج کل جو ایک قوم دوسری قوم کی ہلاکت کی غرض سے سرخ رنگ کی آفتیں آندھیوں اور طوفانوں کو عمل میں لائی ہے وہ تو ظاہر ہے اور ممکن ہے کہ آسمانی طوفان بھی آئیں گے ۱۲

[۲] حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے جس میں کفار ایک دوسرے کو ممالک اسلامیہ پر قابض ہونے کے لئے اس طرح مدعو کریں گے جیسے کہ دسترخوان پر کھانے کے لئے ایک دوسرے کو بلاتے ہیں کسی نے عرض کیا یارسول اللہ کیا اس وقت ہماری تعداد قلیل ہوگی فرمایا نہیں بلکہ تم اس وقت کثرت سے ہو گے لیکن بالکل ایسے بے بنیاد جیسے رو کے سامنے خس و خاشاک اور تمہارا رعب وداب دشمنوں کے دل سے اٹھ جائے گا اور تمہارے دلوں میں سستی پڑ جائے گی۔ ایک صحابی نے عرض کیا حضور سستی کیا چیز ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم دنیا کو دوست رکھو گے اور موت سے خوف کرو گے۔ اس حدیث کو ابوداؤد امام احمد اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کیا ہے اور صحیح ہے موجودہ زمانہ کے مسلمانوں کو دینی و دنیوی و اخلاقی امور میں قرون گذشتہ کے مسلمانوں کے قدم بقدم چل کر خدا اور رسول کے احکام کے نہایت ہی خلوصیت کے ساتھ پابند ہونا چاہئے تاکہ یہ وہ بدترین مسلمان ثابت نہ ہوں جو ان احادیث کے مصداق ہوں گے۔ ۱۲ مترجم

خیبر تک پہنچ جانا۔ جب یہ تمام علامات و آثار نمایاں ہو جائیں تو عیسائی بہت سے ملکوں پر غلبہ کر کے قبضہ کر لیں گے۔ پھر ایک مدت کے بعد عرب اور شام کے ملک میں ابوسفیان کی اولاد میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جو سادات کو قتل کرے گا اس کا حکم ملک شام و مصر کے اطراف میں جاری ہو جائے گا۔ اسی اثناء میں بادشاہ روم کی عیسائیوں کے ایک فرقہ کے ساتھ جنگ اور دوسرے فرقہ سے صلح ہوگی۔ لڑنے والا فرقہ قسطنطنیہ پر قبضہ کر لے گا۔ بادشاہ روم دارالخلافہ کو چھوڑ کر ملک شام میں آ جائے گا اور عیسائیوں[1] کے مذکورہ فرقہ دوم کی اعانت سے اسلامی فوج ایک خونریز جنگ کے بعد فرقہ مخالف پر فتحمند ہوگی۔ دشمن کی شکست کے بعد فرقہ موافق میں سے ایک شخص بول اٹھے گا کہ صلیب غالب ہوئی اور اسی کی برکت کی وجہ سے فتح کی شکل دکھائی دی یہ سن کر اسلامی لشکر میں سے ایک شخص اس سے مار پیٹ کرے گا اور کہے گا کہ نہیں دین اسلام غالب ہوا اور اسی کی برکت سے فتح نصیب ہوئی۔ یہ دونوں اپنی اپنی قوم کو مدد کے لئے پکاریں گے جس کی وجہ سے فوج میں خانہ جنگی شروع ہو جائے گی۔ بادشاہ اسلام شہید ہو جائے گا۔ عیسائی ملک شام پر قبضہ کر لیں گے اور آپس میں ان دونوں عیسائی قوموں کی صلح ہو جائے گی۔

بقیۃ السیف مسلمان مدینہ منورہ چلے آئیں گے عیسائیوں کی حکومت خیبر تک (جو مدینہ منورہ سے قریب ہے) پھیل جائے گی۔

۲- علامات کبریٰ

جو حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے صور پھونکے جانے تک ظاہر ہوں گی۔

امام مہدیؑ کی تلاش

اس وقت مسلمان اس تجسس میں ہوں گے کہ حضرت امام مہدی کو تلاش کرنا چاہئے تاکہ ان مصائب کے دفعیہ کے موجب ہوں اور دشمن کے پنجہ سے نجات دلائیں۔ حضرت امام مہدی اس وقت مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوں گے مگر اس بات کے ڈر سے کہ مبادا لوگ مجھ جیسے ضعیف کو اس عظیم الشان کام کے انجام دہی کی تکلیف دیں مکہ معظمہ[2] چلے جائیں

---

[1] یہ حدیث ابوداؤد میں موجود ہے۔ [2] ابوداؤد میں ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے ۱۲

گے۔ اس زمانہ کے اولیاء کرام وابدال عظام آپ کو تلاش کریں گے۔ بعض آدمی مہدیت کے جھوٹے دعوے کریں گے اور اس اثناء میں کہ مہدی رکن ومقام ابراہیم کے درمیان خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوں گے۔

امام مہدیؑ پہچانے جائیں گے

آدمیوں کی ایک جماعت آپ کو پہچان لے گی۔ اور جبراً وکرہاً آپ سے بیعت کر لے گی اس واقعہ کی علامت یہ ہے کہ اس سے قبل گذشتہ ماہ رمضان میں چاند وسورج کو گرہن لگ چکے گا اور بیعت کے وقت آسمان سے یہ ندا آئے گی۔ ھٰذا خلیفة الله المھدی[1] فاستمعوا له، و اطیعوا اس آواز کو اس جگہ کے تمام خاص وعام سن لیں گے۔

امام مہدیؑ کا تعارف

حضرت امام مہدی[2] سید اور اولاد فاطمہ الزہراؓ میں سے ہیں۔ آپ کا قد وقامت قدرے لانبا بدن چست، رنگ کھلا ہوا، اور چہرہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے مشابہ ہوگا نیز آپ کے اخلاق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوری مشابہت رکھتے ہوں گے آپ کا اسم شریف محمدؐ والد کا نام عبداللہ والدہ صاحبہ کا نام آمنہ ہوگا۔ زبان میں قدرے لکنت ہوگی جس کی وجہ سے تنگ دل ہو کر کبھی کبھی ران پر ہاتھ مارتے ہوں گے آپ کا علم لدنی (خداداد) ہوگا۔ بیعت کے وقت عمر چالیس سال کی ہوگی۔

امام مہدیؑ کی افواج

خلافت کے مشہور ہونے پر مدینہ کی فوجیں آپ کے پاس مکہ معظمہ چلی آئیں گی۔ شام عراق اور یمن کے اولیائے کرام وابدال عظام آپ کی مصاحبت میں اور ملک عرب کے بے انتہا آدمی آپ کی افواج میں داخل ہو جائیں گے اور اس خزانہ کو جو کعبہ میں مدفون ہے جس کو تاج الکعبہ کہتے ہیں نکال کر مسلمانوں پر تقسیم فرمائیں گے۔

---

[1] ترجمہ یہ خدا کا خلیفہ مہدی ہے اس کا حکم سنو اور مانو ۱۲

[2] یہ حدیث بروایت ابوداؤد و مشکوٰۃ صفحہ ۴۰۱ مطبوعہ نظامی میں موجود ہے اور صحیح ہے۔

اہل خراسان کا لشکر

جب یہ خبر اسلامی دنیا میں منتشر ہوگی تو خراسان[1] سے ایک شخص کہ جس کے لشکر کا مقدمۃ الجیش منصور نامی کے زیر کمان ہوگا ایک بہت بڑی فوج لے کر آپ کی مدد کے لئے روانہ ہوگا جو راستہ میں ہی بہت سے عیسائی اور بددینوں کا صفایا کر دے گا وہ سفیانی (کہ جس کا ذکر اوپر گزر چکا ہے) جو اہل بیت کا دشمن ہوگا جس کی ننھیال قوم بنو کلب ہوگی۔ حضرت امام مہدیؒ کے مقابلہ کے واسطے فوج بھیجے گا۔ جب یہ فوج مکہ و مدینہ کے درمیان ایک میدان میں آ کر پہاڑ کے دامن میں مقیم ہوگی تو اسی جگہ اس فوج کے نیک و بدعقیدے والے سب کے سب دھنس جائیں گے اور قیامت کے دن ہر ایک کا حشر اس کے عقیدے و عمل کے موافق ہوگا مگر ان میں سے صرف دو آدمی بچ جائیں گے ایک حضرت امام مہدیؒ کو اس واقعہ سے مطلع کرے گا اور دوسرا سفیانی کو۔

عیسائیوں کی افواج کا اجتماع

افواج عرب کے اجتماع کا حال سن کر عیسائی بھی چاروں طرف سے فوجوں کے جمع کرنے میں کوششیں کریں گے اور اپنے اور روم کے ممالک سے فوج کثیر لے کر امام مہدی علیہ السلام کے مقابلہ کیلئے شام[2] میں مجتمع ہو جائیں گے ان کی فوج کے اس وقت ستر جھنڈے[3] ہوں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ بارہ ہزار فوجی ہوں گے یعنی آٹھ لاکھ چالیس ہزار فوجی ہونگے۔

امام مہدیؒ کی عیسائیوں سے جنگ

حضرت امام مہدیؒ مکہ سے کوچ فرما کر مدینہ منورہ پہنچیں گے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہو کر شام کی جانب[4] روانہ ہو جائیں گے۔ دمشق کے قرب و جوار میں عیسائیوں کی فوج سے آمنا سامنا ہوگا۔ اس وقت حضرت مہدیؒ کی فوج کے تین گروہ ہو جائینگے ایک گروہ نصاریٰ[5] کے خوف سے بھاگ جائے گا خداوند کریم ان کی توبہ ہرگز قبول نہ فرمائے گا باقی ماندہ فوج میں سے کچھ تو شہید ہو کر بدر و احد کے شہدا کے مراتب کو پہنچیں گے

---

[1] ابوداؤد [2] مسلم صفحہ ۳۹۳ [3] صحیح بخاری [4] صحیح مسلم [5] مسلم صفحہ ۳۱۰

اور کچھ بتوفیق ایزدی فتحیاب ہو کر ہمیشہ کیلئے گمراہی اور انجام بد سے چھٹکارا پالیں گے۔
حضرت مہدیؑ پھر دوسرے روز نصاریٰ کے مقابلہ کے لئے نکلیں گے اس روز مسلمانوں کی ایک بڑی جمعیت عہد کرلے گی کہ بغیر فتح یا موت کے میدان جنگ سے نہ پلٹیں گے بس یہ کل کے کل شہید ہو جائیں گے حضرت امام مہدی باقی ماندہ قلیل جماعت کے ساتھ لشکر گاہ میں معاودت فرمائیں گے۔ دوسرے دن پھر ایک جمعیت[1] کثیر عہد کرلے گی کہ موت یا فتح۔

پس حضرت امام کے ہمراہ میدان کارزار میں آکر بڑی بہادری کے بعد جام شہادت نوش کرینگے شام کے وقت حضرت مہدیؑ تھوڑی سی جمعیت کے ساتھ مراجعت فرمائیں گے تیسرے روز اسی طرح ایک بڑی جماعت قسم کھا کر پھر شہید ہو جائے گی۔ حضرت امام مہدیؑ جماعت قلیل کے ساتھ اپنی قیام گاہ میں واپس تشریف لے آئیں گے۔

امام مہدیؑ کی فتح

چوتھے روز حضرت مہدیؑ رسد گاہ کی محافظ جماعت کو لے کر جو مقدار میں بہت کم ہوگی دشمن سے نبرد آزما ہوں گے۔ اس دن خداوند کریم ان کو فتح مبین[2] عطا فرمائے گا۔ عیسائی اس قدر قتل و غارت ہوں گے کہ باقیوں کے دماغ سے حکومت کی بو جاتی رہے گی اور بے سروسامان ہو کر نہایت ذلت و رسوائی کے ساتھ بھاگیں گے مسلمان ان کا تعاقب کر کے بہتوں کو جہنم رسید کر دیں گے اس کے بعد حضرت مہدیؑ بے انتہا انعام و اکرام میں میدان کے شیروں جانبازوں پر تقسیم فرمائیں گے مگر اس مال سے کسی کو خوشی حاصل نہ ہوگی کیونکہ اس جنگ کی بدولت بہت سے خاندان وقبائل ایسے ہوں گے کہ جن میں فیصدی ایک ایک آدمی بچا ہوگا۔ بعد ازاں حضرت امام مہدیؑ بلاد اسلام کے نظم ونسق اور فرائض حقوق العباد کے انجام دہی میں مصروف ہوں گے۔ چاروں طرف اپنی فوجیں پھیلا دیں گے۔

قسطنطنیہ کی آزادی

اور ان مہمات سے فارغ ہو کر فتح قسطنطنیہ کے لئے کوچ فرمائیں گے۔ بحیرہ روم کے

---

[1] مسلم صفحہ ۳۹۲ [2] مسلم صفحہ ۳۹۲

ساحل پر پہنچ کر قبیلہ بنو اسحاق[1] کے ستر ہزار بہادروں کو کشتیوں پر سوار کر کے اس شہر کی خلاصی کے لئے جس کو آج کل استنبول کہتے ہیں معین فرمائیں گے۔ جب یہ فصیل شہر کے نزدیک پہنچ کر نعرہ اللہ اکبر بلند کریں گے تو اس کی فصیل نام خدا کی برکت سے منہدم[2] ہو جائے گی۔ مسلمان ہلا کر کے شہر میں داخل ہو جائیں گے۔ سرکشوں کو قتل کر کے ملک کا انتظام نہایت عدل وانصاف کے ساتھ کریں گے۔ ابتدائی بیعت سے اس وقت تک چھ سات[3] سال کا عرصہ گزرے گا۔

ظہور دجال

امام مہدیؓ ملک کے بندوبست ہی میں مصروف ہوں گے کہ افواہ اڑے گی کہ دجال نے مسلمانوں پر تباہی ڈالی ہے اس خبر کے سنتے ہی حضرت امام مہدیؓ ملک شام کی طرف مراجعت فرمائیں گے اور اس خبر کی تحقیق کیلئے پانچ یا نو سوار جن کے حق میں حضور سرور کائنات ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں ان کے ماں باپوں وقبائل کے نام اور ان کے گھوڑوں کا رنگ جانتا ہوں وہ اس زمانے کے روئے زمین کے آدمیوں سے بہتر ہوں گے لشکر کے آگے پیچھے بطور طلیعہ روانہ ہو کر معلوم کر لیں گے کہ یہ افواہ غلط ہے پس امام مہدیؓ عجلت وشتابی کو چھوڑ کر ملک کی خبر گیری کی غرض سے آہستگی اختیار فرمائیں گے اس میں کچھ عرصہ نہ گزرے گا کہ دجال ظاہر ہو جائے گا۔

دجال کی بد خلقی وبد خلقی

دجال قوم یہود میں سے ہوگا عوام میں اس کا لقب مسیح[4] ہوگا۔ دائیں آنکھ میں[5] پھلی ہوگی۔ گھونگردار بال ہوں گے۔ سواری میں ایک بڑا گدھا ہوگا۔ اولاً اس کا ظہور ملک عراق وشام کے درمیان ہوگا۔ جہاں نبوت ورسالت کا دعویٰ کرتا ہوگا پھر وہاں سے اصفہان[6] چلا جائے گا یہاں اس کے ہمراہ ستر ہزار یہودی ہوں گے یہیں سے خدائی کا دعویٰ کر کے چاروں طرف فساد برپا کرے گا۔ اور زمین کے اکثر مقامات پر گشت کر کے لوگوں سے اپنے تئیں خدا کہلوائے[7] گا۔

۱؎ مسلم صفحہ ۳۹۶ ۲؎ مطلب یہ کہ اسلامی فوج کے مقابلہ میں وہ کچھ کام نہ دے سکے گی اور شہر کی حفاظت اس سے نہ ہوگی۔ تو گویا اس کا ہونا نہ ہونے کے برابر ہو جائے گا۔ ۳؎ صحیح مسلم ۳۹۶ ۴؎ صحیح بخاری صفحہ ۲۵۲ و مسلم شریف ۱۲ ۵؎ ☆ صحیح بخاری صفحہ ۱۰۵۵ و مسلم صفحہ ۴۰۱ ۶؎ صحیح مسلم ۷؎ صحیح مسلم

دجال کی جادوگریاں اور مومنوں کی آزمائش

لوگوں کی آزمائش کے لئے خداوند کریم اس سے بڑے خرق عادات ظاہر[1] کرائے گا۔ اس کی پیشانی پر لفظ (ک[2]، ف، ر) لکھا ہوگا جس کی شناخت صرف اہل ایمان کر سکیں گے۔ اس کے ساتھ ایک آگ ہوگی جس کو دوزخ سے تعبیر کرے گا اور ایک باغ جو جنت کے نام سے موسوم ہوگا۔ مخالفین[3] کو آگ میں موافقین کو جنت میں ڈالے گا مگر وہ آگ در حقیقت باغ کے مانند ہوگی اور باغ آگ کی خاصیت رکھتا ہوگا۔ نیز اس کے پاس اشیائے[4] خوردنی کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہوگا جس کو چاہے گا دے گا جب کوئی فرقہ[5] اس کی الوہیت کو تسلیم کریگا تو اس کے لئے اس کے حکم سے بارش ہوگی۔ اناج پیدا ہوگا درخت پھلدار مویشی موٹے تازے اور شیر دار ہو جائیں گے۔ جو فرقہ اس کی مخالفت کرے گا تو اس سے اشیائے مذکورہ بند[6] کر دے گا۔ اور اسی قسم کی بہت سی ایذائیں مسلمانوں کو پہنچائے گا۔ مگر خدا کے فضل سے مسلمانوں[7] کو تسبیح و تہلیل کھانے پینے کا کام دے گی۔ اس کے خروج کے پیشتر دو سال تک قحط رہ چکا ہوگا۔ تیسرے[8] سال دوران قحط ہی میں اس کا ظہور ہوگا۔ زمین کے مدفون خزانے اس کے حکم سے اس کے ہمراہ ہو جائیں گے۔ بعض آدمیوں سے کہے گا کہ میں تمہارے مردہ ماں باپوں کو زندہ کرتا ہوں تا کہ تم اس قدرت کو دیکھ کر میری خدائی کا یقین کر لو پس شیاطین کو حکم دے گا کہ زمین میں سے ان کے ماں باپوں کی ہم شکل ہو کر نکلو۔ چنانچہ وہ ایسا ہی کرینگے۔

دجال مکہ و مدینہ میں داخل نہ ہو سکے گا

اس کیفیت سے بہت سے ممالک پر اس کا گزر ہوگا یہاں تک کہ وہ جب سرحد یمن میں پہنچے گا اور بد دین لوگ بکثرت اس کے ساتھ ہو جائیں گے تو وہاں سے لوٹ کر مکہ معظمہ کے قریب مقیم ہو جائے گا۔ مگر بسبب محافظت فرشتوں کے مکہ معظمہ[9] میں داخل نہ ہو سکے گا۔ پس وہاں سے مدینہ منورہ کا قصد کرے گا اس وقت مدینہ کے سات[10] دروازے ہوں گے ہر

---

[1] صحیح مسلم [2] بخاری صفحہ ۱۰۵۶ و مسلم صفحہ ۴۰۰ [3] صحیح بخاری [4] صحیح بخاری و مسلم شریف
[5] مسلم صفحہ ۴۰۱ [6] امام احمد۔ ابوداؤد طیالسی اور یہ حدیث صحیح ہے۔ مطلب یہ کہ صبر کریں گے برداشت کریں گے اور خدا پر بھروسہ کریں گے [7] امام احمد، ابوداؤد طیالسی [8] صحیح مسلم صفحہ ۴۰۱
[9] صحیح مسلم و بخاری شریف [10] صحیح بخاری صفحہ ۲۵۳

دروازے کی محافظت کے لئے خداوند کریم دو دو فرشتے تعین فرمائے گا جن کے ڈر سے دجال کی فوج داخل شہر نہ ہو سکے گی۔ نیز مدینہ منورہ میں تین مرتبہ زلزلہ آئے گا جس کی وجہ سے بدعقیدے ومنافق لوگ خائف ہو کر شہر سے نکل کر دجال کے پھندے میں گرفتار ہو جائیں گے۔

مدینہ کے ایک بزرگ کے ہاتھوں دجال کی رسوائی

اس وقت مدینہ منورہ میں ایک بزرگ ہوں گے جو دجال سے مناظرہ کرنے کے لئے نکلیں گے دجال کی فوج کے قریب پہنچ کر ان سے پوچھیں گے کہ دجال کہاں ہے وہ ان کی گفتگو کو خلاف ادب سمجھ کر قتل کرنے کا قصد کریں گے مگر بعض ان میں کے قتل سے مانع ہوں گے اور کہیں گے کیا تم کو معلوم نہیں کہ ہمارے اور تمہارے خدا (دجال) نے منع کیا ہے کہ کسی کو بغیر اجازت کے قتل نہ کرنا۔

پس وہ دجال کے سامنے جا کر بیان کریں گے کہ ایک گستاخ شخص آیا ہے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہے۔ دجال ان کو اپنے پاس بلائے گا جب وہ بزرگ دجال کے چہرے کو دیکھیں گے تو فرمائیں گے میں نے تجھے پہچان لیا تو وہی دجال ملعون ہے جس کی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی اور تیری گمراہی کی حقیقت بیان فرمائی تھی۔ دجال غصہ میں آ کر کہے گا کہ اس کو آرے سے چیر دو بس وہ آپ کے ٹکڑے کر کے دائیں بائیں جانب ڈال دیں گے پھر دجال خود ان دونوں ٹکڑوں کے درمیان سے نکل کر لوگوں سے کہے گا اگر اب میں اس مردے کو زندہ کر دوں تو تم میری خدائی پر پورا یقین کرو گے وہ کہیں گے ہم تو پہلے ہی آپ کی الوہیت کا یقین کر چکے ہیں اور کسی قسم کا شک وشبہ دل میں نہیں رکھتے ہاں اگر ایسا ہو جائے تو ہم کو مزید اطمینان ہو جائے گا۔ پس وہ ان دونوں ٹکڑوں کو جمع کر کے زندہ ہونے کا حکم دے گا۔ چنانچہ وہ خدائے قدوس کی حکمت وارادے سے زندہ ہو کر کہے گا کہ اب تو مجھ کو پورا یقین ہو گیا تو وہی مردود دجال ہے کہ جس کی ملعونیت کی خبر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ دجال جھنجھلا کر اپنے معتقدین کو حکم دے گا کہ اس کو ذبح کر دو پس وہ آپ کے حلق پر چھری پھیریں گے مگر اس سے آپ کو کوئی ضرر نہ پہنچے گا۔ دجال شرمندہ ہو کر

ان بزرگ کو اپنی دوزخ میں جس کا ذکر اوپر گزر چکا ڈال دے گا مگر خداوند کریم کی قدرت سے وہ آپ کے حق میں بردوسلام ہو جائے گی اس کے بعد دجال کسی مردہ کے زندہ کرنے پر قدرت نہ پائے گا اور یہاں سے ملک شام کی جانب روانہ ہو جائے گا۔

حضرت عیسیٰؑ کا نزول

دجال کے دمشق پہنچنے سے پہلے حضرت امام مہدیؑ علیہ السلام دمشق آ چکے ہوں گے اور جنگ کی پوری تیاری وترتیب فوج کر چکے ہوں گے۔ جنگ کا ساز وسامان وآلات تقسیم ہوں گے کہ مؤذن عصر کی اذان دے گا لوگ نماز کی تیاری ہی میں ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو فرشتوں کے کاندھوں پر تکیہ کئے آسمان سے دمشق کی جامع مسجد کے شرقی منارہ پر جلوہ افروز ہو کر آواز دیں گے کہ سیڑھی لے آؤ پس سیڑھی حاضر کر دی جائے گی۔

حضرت عیسیٰؑ وحضرت مہدیؑ کی ملاقات

آپ اس کے ذریعہ سے نیچے اتر کر امام مہدی سے ملاقات فرمائیں گے۔ امام مہدی نہایت تواضع وخوش خلقی کے ساتھ آپ سے[1] پیش آئیں گے اور فرمائیں گے یا نبی اللہ امامت کیجئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ارشاد فرمائیں گے کہ امامت تم ہی کرو کیونکہ تمہارے بعض بعض کے لئے امام ہیں اور یہ عزت اسی امت کو خدا نے دی ہے۔ پس امام مہدی نماز پڑھائیں گے حضرت عیسیٰؑ اقتدا کریں گے۔

حضرت مہدیؑ اور حضرت عیسیٰؑ کا مل کر دجال کی فوج سے لڑنا اور دجال کو قتل کرنا

پھر حضرت عیسیٰؑ سے کہیں گے یا نبی اللہ اب لشکر کا انتظام آپ کے سپرد ہے جس طرح چاہیں انجام دیں وہ فرمائیں گے نہیں یہ کام بدستور آپ ہی کے تحت میں رہے گا۔ میں تو صرف قتل دجال کے واسطے آیا ہوں جس کا مارا جانا میرے ہی ہاتھ سے مقدر ہے۔ رات امن امان کے ساتھ بسر کر کے امام مہدیؑ فوج ظفر موج کو لے کر میدان کارزار میں تشریف لائیں

---

[1] مسلم صفحہ ۴۰۱ انصاری ۱۲

گے۔ حضرت عیسیٰؑ فرمائیں گے کہ میرے لئے گھوڑا و نیزہ لاؤ تاکہ اس ملعون کے شر سے زمین کو پاک کردوں پس حضرت عیسیٰؑ دجال پر اور اسلامی فوج اس کے لشکر پر حملہ آور ہوگی۔ نہایت خوفناک وگھمسان کی لڑائی شروع ہوجائے گی۔ اس وقت دم[1] عیسوی کی یہ خاصیت ہوگی کہ جہاں تک آپ کی نظر کی رسائی ہوگی وہیں تک یہ بھی پہنچے گا اور جس کافر تک آپ کا سانس پہنچے گا تو وہ وہیں نیست و نابود ہوجایا کرے گا۔

دجال کا فرار

دجال آپ کے مقابلہ سے بھاگے گا آپ اس کا تعاقب کرتے کرتے مقام لد[2] میں جا لیں گے۔ اور نیزے سے اس کا کام تمام کر کے لوگوں پر اس کی ہلاکت کا اظہار کریں گے کہتے ہیں کہ اگر حضرت عیسیٰؑ اس کے قتل میں عجلت نہ کرتے تو بھی وہ آپ کے سانس سے اس طرح پگھل جاتا جیسے پانی میں نمک۔ اسلامی فوج دجال کے لشکر کے قتل و غارت کرنے میں مشغول ہوجائے گی۔ یہودیوں کو جو اسکے لشکر میں ہونگے کوئی چیز پناہ نہ دیگی۔ یہاں تک کہ اگر بوقت شب[3] کسی پتھر یا درخت کی آڑ میں ان میں سے کوئی پناہ گزین ہو تو وہ بھی آواز دیگا کہ اے خدا کے بندے دیکھ اس یہودی کو پکڑ اور قتل کر۔ مگر درخت غرقد ان کو پناہ دیکر اخفائے حال کریگا۔

دجالی فتنہ کے چالیس روز

زمین[4] پر دجال کے شر و فساد کا زمانہ چالیس روز تک رہے گا کہ جن میں سے ایک دن ایک سال کے ایک ایک مہینہ کے اور ایک ایک ہفتہ کے برابر ہوگا۔ باقی ماندہ ایام معمولی دنوں کے برابر ہوں گے۔ بعض روایتوں میں ہے کہ دنوں کی درازی بھی دجال کے استدراج کی وجہ سے ہوگی کیونکہ وہ ملعون آفتاب کو حبس کرنا چاہے گا خداوند کریم اپنی قدرت کاملہ سے اس کی حسب مرضی آفتاب کو روک دے گا۔ اصحاب کرامؓ نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جو روز[5] ایک سال کے برابر ہوگا اس میں ایک دن کی نماز پڑھنی چاہئے یا سال بھر

۱؎ مسلم صفحہ ۴۰۰ ۲؎ لمعات شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ لد بضم لام وتشدید دال ملک شام میں ایک پہاڑ کا نام ہے بعض کہتے ہیں کہ بیت المقدس کے قریب ایک گاؤں ہے۔ مترجم ۳؎ صحیح مسلم و ابن ماجہ ۱۲
۴؎ صحیح مسلم و ترمذی و بخاری ۱۲ ۵؎ ترمذی صفحہ ۱۳۲۵ صح المطابع

کی؟ آپ نے فرمایا کہ اندازہ وتخمینہ کر کے ایک سال ہی کی نماز ادا کرنی چاہئے۔ شیخ محی الدین ابن عربیؒ جوارباب کشف وشہود کے محققین میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ اس دن کی تصویر دل میں یوں آتی ہے کہ آسمان پر ایک ابر محیط طاری ہوگا اور ضعیف وخفیف روشنی جو عموماً ایسے ایام میں ہوا کرتی ہے تاریکی محض سے مبدل نہ ہوگی اور آفتاب بھی نمایاں نہ ہوگا پس لوگ بموجب شرع اندازہ تخمینہ سے اوقات نماز کے مکلف ہوں گے۔ واللہ اعلم بالصواب

دجالی شرانگیزیوں سے متاثرہ شہروں کی تعمیر نو اور روئے زمین پر انصاف کا قیام

دجال کے فتنہ کے خاتمہ پر حضرت امام مہدیؑ وحضرت عیسیٰؑ ان شہروں میں کہ جن کو دجال نے تاخت وتاراج کر دیا ہوگا دورہ فرمائیں گے دجال سے تکلیف[1] اٹھائے ہوئے لوگوں کو خدا کے یہاں اجر عظیم ملنے کی خوشخبری دیکر دلاسا وتسلی دیں گے اور اپنی عنایات[2] و نوازشات عامہ سے ان کے دنیاوی نقصانات کی تلافی کریں گے۔ حضرت عیسیٰؑ قتل خنزیر[3]، شکست صلیب اور کفار سے جزیہ نہ قبول کرنے کے احکام صادر فرما کر تمام کفار کو اسلام کی طرف مدعو کریں گے۔ خدا کے فضل وکرم سے کوئی کافر بلاد اسلام میں نہ رہے گا تمام زمین حضرت امام مہدیؑ کے عدل وانصاف کے چمکاروں سے منور وروشن ہو جائے گی۔ ظلم وبے انصافی کی بیخ کنی ہوگی۔ تمام لوگ عبادت وطاعت الٰہی میں سرگرم ومشغول ہوں گے آپ کی خلافت کی میعاد[4] سات آٹھ یا نو[5] سال ہوگی۔

واضح رہے کہ سات سال عیسائیوں کے فتنہ اور ملک کے انتظام میں آٹھواں سال دجال کے ساتھ جنگ وجدال میں اور نواں سال حضرت عیسیٰؑ کی معیت میں گزرے گا۔ اس حساب سے آپ کی عمر ۴۹ سال کی ہوگی۔

امام مہدیؑ کے وصال کے بعد حضرت عیسیٰؑ پر وحی

بعد ازاں حضرت امام مہدیؑ کا وصال ہو جائے گا۔

---

[1] مسلم صفحہ ۴۰۱ ج۲ انصاری۔ [2] ترمذی صفحہ ۱۳۲۵ اصح المطابع وصحیح مسلم ۱۲ [3] ابوداؤد وترمذی
[4] حاکم [5] ترمذی صفحہ ۱۳۲۴ اصح المطابع

حضرت عیسیٰؑ آپ کے جنازے کی نماز پڑھا کر دفن فرمائیں گے اس کے بعد تمام چھوٹے بڑے انتظامات حضرت عیسیٰؑ کے ہاتھ میں آ جائیں گے۔ تمام مخلوق نہایت امن وامان کے ساتھ زندگی بسر کرتی ہوگی کہ خدا کی طرف سے آپؑ پر وحی نازل ہوگی کہ میں اپنے بندوں میں سے ایسے طاقتور بندوں کو ظاہر کرنے والا ہوں کہ کسی شخص کو ان کے مقابلہ کی تاب نہ ہوگی پس میرے خالص بندوں کو کوہ طور پر لے جا تاکہ وہاں پناہ گزیں ہو جائیں۔

یاجوج ماجوج کا خروج

حضرت عیسیٰؑ کوہ طور کے قلعہ میں جو آج کل موجود ہے نزول فرما کر اسباب حرب وسامان رسد مہیا کرنے میں سرگرم ہوں گے کہ اس اثنا میں قوم یاجوج وماجوج سد سکندر کو توڑ کر ٹڈی دل کی طرح چاروں طرف پھیل جائیں گے۔ سوائے مضبوط قلعہ[۲] کے کہیں ان سے خلاصی کی صورت نہ ہوگی لوگوں کے قتل وغارت کرنے میں بالکل دریغ نہ کریں گے۔ یہ لوگ یافث بن نوح کی اولاد سے ہیں ان کا ملک انتہائے بلاد شمال مشرق بیرون ہفت اقلیم میں ہے ان کے جانب شمال دریائے شور ہے کہ جس کا پانی شدت برودت کی وجہ سے اس قدر غلیظ ومنجمد ہے کہ جس میں جہاز رانی ناممکن ہے ان کے شرقی وغربی اطراف میں دیواروں کی مانند دو بڑے پہاڑ واقع ہیں جن میں آمد ورفت کا راستہ نہیں۔ ان دونوں پہاڑوں کے درمیان ایک گھاٹی تھی جس میں سے یاجوج وماجوج نکل نکل کر ادھر کے لوگوں کو لوٹ[۳] لیا کرتے تھے کہ جس کو ذوالقرنین[۴] نے ایک ایسی آہنی دیوار سے کہ جس کی بلندی

۱؎ صحیح مسلم صفحہ ۴۰۱ انصاری ۱۲ ۲؎ معالم التنزیل میں لکھا ہے ان کے شر سے لوگ قلعوں میں پناہ گزین ہو جائیں گے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قلعوں میں ان کی دسترس نہ ہوگی۔ ۳؎ بخاری مجتبائی ۱۲

۴؎ ذوالقرنین کے معنے ہیں دو سینگھ والا چونکہ اس بادشاہ کی پیشانی کے ہر دو جانب ابھرے ہوئے تھے اس وجہ سے اس نام سے مشہور ہوا تھا یہ تاریخ کے دور کے آغاز سے بہت پہلے ان قوموں کا بادشاہ تھا جن کی تہذیب وتمدن و بود وباش کا پتہ آج تک کسی کو معلوم نہ ہو سکا۔ اہرام مصر اس کا شاہد ہیں سیاد بابعہ کے اجداد اعلیٰ میں گزرا ہے پائے تخت مین میں تھا۔ تمام روئے زمین پر اس کی سلطنت رہی بڑا نیک خدا پرست بادشاہ تھا۔ سکندر رومی کے متعلق جو عوام میں مشہور ہے کہ وہ ذوالقرنین تھا یہ ٹھیک نہیں ہے کہ قرآن اور احادیث اور تمام اسلامی تاریخ کے خلاف ہے بلکہ سکندر رومی بت پرست تھا تاریخ سے ثابت ہے کہ وہ سبعہ سیارہ کے نام عبادت خانے بناتا اور پرستش کرتا تھا علاوہ اس کے وہ تمام روئے زمین کا بادشاہ بھی نہ تھا۔ بلکہ یونان سے ایران سے ہندوستان میں پنجاب تک آ کر واپس ہوتے ہی مر گیا۔

ان دونوں پہاڑوں کی چوٹیوں تک پہنچی ہے اور موٹائی ۶۰ گز کی۔ ہے بند کر دیا ہے پس وہ دن بھر نقب زنی اور توڑنے میں مصروف رہتے ہیں مگر رات کو خداوند کریم اپنی قدرت کاملہ سے ویسا ہی کر دیتا ہے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اس میں اتنا سوراخ ہو گیا تھا کہ جتنا انگوٹھے[1] اور کلمہ کی انگلی کے درمیان حلقہ سے پیدا ہوتا ہے مگر ابھی تک اس قدر نہیں کہ آدمی نکل سکے۔ جب ان کے خروج کا وقت آئے گا تو یہ دیوار ٹوٹ جائے گی اور وہ اس میں سے نکلیں[2] گے۔

یاجوج ماجوج کی تباہ کاریاں

ان کی تعداد اس قدر ہے کہ جب ان کی اول جماعت بحیرہ طبریہ[3] میں پہنچے گی تو اس کا کل پانی پی کر خشک کر دے گی۔ بحیرہ طبریہ طبرستان میں ایک مربع چشمہ ہے کہ جس کا پاٹ سات سات یا دس دس کوس تک ہے اور نہایت گہرا ہے جب پچھلی جماعت وہاں پہنچے گی تو کہے گی کہ شاید اس جگہ کبھی پانی ہوگا۔ ظلم قتل غارت گری پردہ دری عذاب دہی اور قید کرنے میں مشغول ہو جائیں گے اسی کیفیت سے چلتے ہوئے جب ملک[4] شام میں آئیں گے تو کہیں گے اب ہم نے زمین والوں کو تو نیست و نابود کر دیا چلو آسمان والوں کا بھی خاتمہ کر دیں پس آسمان پر تیر پھینکیں گے خداوند کریم اپنی قدرت سے ان کو خون آلود کر کے لوٹا دے گا یہ دیکھ کر وہ بڑے خوش ہوں گے کہ اب تو ہمارے سوا کوئی نہیں رہا۔ اس فتنہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر غلہ کی اس قدر تنگی ہوگی کہ گائے کا کلہ سو سو اشرفی تک ہو جائے گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا اور یاجوج ماجوج کی ہلاکت

آخر حضرت عیسیٰ دعا کے لئے کھڑے ہوں گے آپ کے اصحاب آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر آمین کہیں گے۔ پس خداوند کریم ایک قسم کی بیماری کو جس کو عربی میں نغف کہتے ہیں نازل کرے گا۔ یہ ایک قسم کا دانہ ہے جو بھیڑ یا بکری کی ناک و گردن میں نکلتا ہے اور طاعون کی طرح تھوڑی سی دیر میں ہلاک کر دیتا ہے۔

---

[1] قولہ تعالیٰ حتیٰ اذا فتحت یاجوج و ماجوج و ھم من کل حدب ینسلون
[2] مسلم صفحہ ۴۰۱ انصاری ۱۲ [3] مسلم صفحہ ۴۰۲ انصاری ۱۲ [4] مسلم شریف ۴۰۱

پس قوم یاجوج وماجوج اس مہلک مرض سے ایک ہی رات میں تباہ ہو جائے گی۔

یاجوج ماجوج کی نعشوں سے نجات

حضرت عیسیٰؑ اس حال سے آگاہ ہو کر چند آدمیوں کو بیرون قلعہ تفتیش حال کے لئے بھیجیں گے اوران سڑی ہوئی لاشوں کی بدبو سے لوگوں کی زندگی مکدر ہوگی۔ اس مصیبت کے دفعیہ کی غرض سے حضرت عیسیٰؑ پھر مع اپنے ساتھیوں کے دست بدعا ہوں گے تب خداوند تعالیٰ لمبی لمبی گردن اور جسم والے جانوروں کو جن کو عربی میں عنقا کہتے ہیں بھیجے گا پس وہ جانور بعضوں کو تو کھالیں گے اور بعضوں کو مختلف جزیروں اور دریائے شور میں پھینک دیں گے اوران کے خون وزردآب سے زمین کو پاک کرنے کی غرض سے بہت بڑی بابرکت بارش ہوگی جو متواتر چالیس روز تک رہے گی جس سے کوئی پختہ وخام مکان بڑا خیمہ اور چھپر بغیر ٹپکے نہ رہے گا۔[1]

امن وبرکت کے سات سال اور حضرت عیسیٰؑ کی وفات

اس بارش کی وجہ سے پیداوار نہایت ہی بابرکت وباافراط ہوگی یہاں تک کہ ایک سیر اناج اور ایک گائے وبکری کا دودھ ایک کنبہ کے لئے کافی ہوگا تمام لوگ آرام وآسائش میں ہوں گے زندہ لوگ مردوں کی آرزو کریں گے۔ روئے زمین پرسوائے اہل ایمان کے اور کوئی نہ رہے گا۔ کینہ وحسد لوگوں سے اٹھ جائے گا سب کے سب احسان وطاعت وبندگی میں مصروف ہو جائیں گے۔ سانپ اور درندے لوگوں کو ایذا نہ پہنچائیں گے۔ قوم یاجوج وماجوج کی تلواروں کی نیام دکمانیں ایک عرصہ تک بطور ایندھن کام آئیں گی[2] حالات مذکورہ بالا سات سال تک روبہ ترقی رہیں گے۔

اس کے بعد باوجود کثرت خیرات وطاعات کے خواہشات نفسانی قدرے ظہور پذیر ہونے لگیں گی۔ یہ سب واقعات حضرت عیسیٰؑ کے عہد میں ہوں گے دنیا میں آپ کا قیام چالیس سال رہے گا آپ کا نکاح ہوگا اولاد پیدا ہوگی پھر آپ انتقال فرما کر حضرت رسول

---

[1] مسلم صفحہ ۳۰۲ انصاری [2] ترمذی اور یہ حدیث صحیح ہے ۱۲

مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مطہرہ میں مدفون ہوں گے۔

حضرت عیسیٰ کے بعد کے حالات

حضرت عیسیٰ کی وفات کے بعد قبیلہ قحطان[1] میں سے ایک شخص مسمی جہجاہ بادشاہ ملک یمن آپ کے خلیفہ ہوں گے جو نہایت ہی عدل وانصاف کے ساتھ امور خلافت کو انجام دیں گے ان کے بعد چند[2] اور بادشاہ ہوں گے جن کے عہد میں کفر وجہل کی رسوم عام ہو جائیں گی اور علم بہت کم ہو جائیگا۔

منکرین تقدیر کی ہلاکت اور بڑا دھواں

اسی اثناء میں ایک مکان مشرق میں دوسرا مغرب میں دھنس جائے گا۔ جن میں منکرین تقدیر[3] ہلاک ہو جائیں گے نیز انہیں دنوں میں ایک بڑا دھواں[4] نمودار ہو کر زمین پر چھا جائے گا جس سے آدمی تنگ آ جائیں گے مسلمان تو صرف ضعف دماغ وکدورت حواس وزکام میں مبتلا ہونگے مگر منافقین وکفار[5] ایسے بیہوش ہو جائیں گے کہ بعض ایک دن بعض دو بعض تین دن میں ہوشیار ہوں گے یہ دھواں چالیس روز تک مسلسل رہے گا پھر مطلع صاف ہو جائے گا۔

رات کا لمبا ہونا اور توبہ کے دروازہ کا بند ہو جانا

اس کے بعد ماہ ذی الحجہ میں یوم نحر کے بعد رات اس قدر لمبی ہو جائے گی کہ مسافر تنگدل بچے خواب سے بیدار مویشی چراگاہ کے لئے بے قرار ہو جائیں گے۔ یہاں تک کہ لوگ ہیبت وبے چینی کی وجہ سے نالہ وزاری شروع کر کے توبہ توبہ پکاریں گے۔ آخر تین[6] چار رات کی مقدار کے برابر دراز ہونے کے بعد حالت اضطرابی میں آفتاب مانند چاند گرہن کے ایک قلیل روشنی کے ساتھ جانب[7] مغرب سے طلوع ہوگا۔ اس وقت تمام لوگ خدائے قدوس کی وحدانیت کا اعتراف واقرار کر لیں گے۔ مگر اس وقت توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا

---

[1] کتاب الوفا ابن جوزی ومشکوٰۃ [2] مسلم شریف [3] بخاری ومسلم شریف [4] صحیح مسلم
[5] ابوداؤد اور ترمذی اور یہ حدیث صحیح ہے [6] صحیح مسلم [7] چنانچہ قرآن مجید میں آیا ہے یوم یاتی بعض ایات ربک یہاں مراد لفظ بعض آیات سے آفتاب کا مغرب سے طلوع کرنا ہے جیسا کہ صحیحین میں آیا ہے۔

اس کے بعد اپنی معمولی روشنی ونورانیت کے ساتھ مشرق سے طلوع ہوتا رہے گا۔

عجیب الخلقت جانور کا ظہور

دوسرے روز لوگ اسی چرچہ وتذکرہ میں ہوں گے کہ کوہ صفا جو کعبہ کے شرقی جانب واقع ہے زلزلہ سے پھٹ جائے گا جس میں سے ایک نادر شکل کا جانور[1] جس کے خروج کی افواہ اس سے پہلے دومرتبہ ملک یمن ونجد میں مشہور ہو چکی ہوگی برآمد ہوگا۔

بلحاظ شکل یہ حسب ذیل سات جانوروں سے مشابہت رکھتا ہوگا (۱) چہرے میں آدمی سے (۲) پاؤں میں اونٹ سے (۳) گردن میں گھوڑے سے (۴) دم میں بیل سے (۵) سرین میں ہرن سے (۶) سینگوں میں بارہ سنگے سے (۷) ہاتھوں میں بندر سے اور نہایت فصیح اللسان ہوگا۔ اس کے ایک ہاتھ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور دوسرے میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگشتری ہوگی تمام شہروں میں ایسی سرعت وتیزی کے ساتھ دورہ کرے گا کہ کوئی فرد بشر اس کا پیچھا نہ کرسکے گا اور کوئی بھاگنے والا اس سے چھٹکارا نہ پاسکے گا۔ ہر شخص پر نشان لگاتا جائے گا اگر وہ صاحب ایمان ہے تو حضرت موسیٰؑ کے عصا سے اس کی پیشانی پر ایک نورانی خط کھینچ دے گا جس کی وجہ سے اس کا تمام چہرہ منور ہو جائے گا اگر صاحب ایمان نہ ہو تو حضرت سلیمانؑ کی انگشتری سے اس کی ناک یا گردن پر سیاہ مہر لگائے گا۔ جس کے سبب سے اس کا تمام چہرہ مکدر وبے رونق ہو جائے گا یہاں تک کہ اگر ایک دستر خوان پر چند آدمی جمع ہو جائیں گے تو ہر ایک کے کفر وایمان میں بخوبی امتیاز ہوسکے گا اس جانور کا نام دابۃ الارض ہے جو اس کام سے فارغ ہو کر غائب ہو جائے گا۔ آفتاب کے مغرب سے طلوع اور دابۃ الارض کے ظہور سے نفخ صور تک ایک سو بیس سال کا عرصہ ہوگا۔

اہل ایمان کی موت کی ہوا

دابۃ الارض کے غائب ہونے کے بعد جنوب کی طرف سے ایک نہایت فرحت افزا ہوا

---

[1] جیسا کہ سورۂ نمل میں ہے واذا وقع القول علیھم اخرجنا لھم دابۃ من الارض تکلمھم ان الناس کانوا بآیتنا لا یوقنون (ترجمہ) جب قیامت کا وعدہ ان لوگوں پر پورا ہونے کو ہوگا تو ہم زمین سے ان کے لئے بطور نشان ایک جانور نکالیں گے وہ ان سے کہے گا کہ لوگ خدا کی باتوں کا یقین نہیں کرتے تھے۔ ۱۲

چلے گی جس کے سبب سے ہر صاحب ایمان کی بغل میں ایک درد پیدا ہوگا جس کے باعث افضل فاضل سے فاضل ناقص سے ناقص فاسق سے پہلے بالترتیب مرنے شروع ہو جائیں گے۔

حیوانات و جمادات کا بولنا

قرب قیامت کے وقت[1] حیوانات' جمادات' چابک اور جوتے کا تسمہ وغیرہ کثرت کے ساتھ گویا ہوں گے۔ جو گھروں کے احوال اور دیگر امور سے خبر دیں گے۔

جاہل وبدکار حبشیوں کا غلبہ اور لوگوں کا شام میں اجتماع

جب تمام اہل ایمان اس جہان سے کوچ کر جائیں گے تو اہل حبش کا غلبہ ہوگا اور تمام ممالک میں ان کی سلطنت پھیل جائے گی خانہ کعبہ کو ڈھا[2] دیں گے۔ حج موقوف[3] ہو جائے گا۔ قرآن شریف دلوں' زبانوں اور کاغذوں سے اٹھالیا جائے گا۔ خدا ترسی' حق شناسی' خوف آخرت لوگوں کے دلوں سے معدوم ہو جائے گا۔ شرم وحیا جاتی رہے گی۔ برسر راہ گدھوں[4] اور کتوں کی طرح سے زنا کریں گے۔ حکام کا ظلم وجہل اور رعایا کی ایک دوسرے پر دست درازی رفتہ رفتہ بڑھ جائے گی۔

پس دیہات ویران ہو جائیں گے۔ بڑے بڑے قصبے گاؤں کے مانند اور بڑے بڑے شہر معمولی قصبوں کے مانند ہو جائیں گے۔ قحط وبا اور غارت گری کی آفتیں پے در پے نازل ہونے لگیں گی۔ جماع[5] زیادہ ہوگا اولاد کم۔ رجحانیت الی الحق دلوں سے اٹھ جائے گی۔ جہالت اس قدر بڑھ جائے گی کہ کوئی لفظ[6] اللہ تک کہنے والا نہ رہے گا۔ اس اثناء میں ملک شام میں امن وارزانی نسبتاً زیادہ ہوگی۔ پس دیگر ممالک سے ہر قسم کے لوگ آفتوں سے تنگ آکر مع عیال واطفال کے ملک شام کی طرف چلنے[7] شروع ہو جائیں گے۔

ہوا جو لوگوں کو شام میں جمع کر دے گی

کچھ عرصہ کے بعد ایک بہت بڑی آگ جنوب[8] کی طرف سے نمودار ہو کر لوگوں پر

---

[1] ترمذی [2] صحیح بخاری ومسلم شریف ۱۲ [3] صحیح بخاری ۱۲ [4] صحیح مسلم ۱۲
[5] صحیح بخاری ومسلم شریف ۱۲ [6] صحیح مسلم وترمذی [7] صحیح بخاری ومسلم [8] صحیح بخاری ۱۲

بڑھے گی جس سے لوگ بے تحاشا بھاگیں گے آگ ان کا تعاقب کرے گی جب لوگ دوپہر کے وقت تھک تھکا کر پڑ جائیں گے تو آگ بھی ٹھہر جائے گی جب دھوپ تیز نکل آئے گی تو آگ پھر ان کا پیچھا کرے گی جب شام ہو جائے تو ٹھہر جائے گی۔

اور آدمی بھی آرام لیں گے صبح ہوتے ہی آگ پھر تعاقب کرے گی اور آدمی اس سے بھاگیں گے اس طرح کرتے کرتے ملک شام تک پہنچا دے گی۔ اس کے بعد آگ لوٹ کر غائب ہو جائے گی۔ بعد ازاں کچھ لوگ حب وطن اصلی کی وجہ سے اپنے ملکوں کی طرف روانہ ہوں گے مگر بحیثیت مجموعی بڑی آبادی ملک شام میں رہے گی۔ قرب قیامت کی یہ آخری علامات ہیں۔

قیام قیامت

☆ صور اسرافیل کا پھونکا جانا ☆ زمین و آسمان، سمندر و پہاڑ وغیرہ سب فنا
☆ تمام ذی روح کی موت ☆ دوبارہ تخلیق و پیدائش
☆ میدان حشر کی حشر سامانیاں

غفلت کا عام ہونا

اس کے بعد قیام قیامت کی اول علامت یہ ہوگی کہ لوگ تین چار سال تک غفلت میں پڑے رہیں گے۔ اور دنیاوی نعمتیں، اموال اور شہوت رانیاں بکثرت ہو جائیں گی۔

صور کی آواز لوگوں کی موت' نظام کائنات کی ٹوٹ پھوٹ اور فنا

جمعہ کے دن جو یوم عاشورہ[1] بھی ہوگا صبح ہوتے ہی لوگ اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہو جائیں گے کہ ناگاہ ایک باریک لمبی آواز آدمیوں کو سنائی دے گی یہی نفخ صور ہوگا۔ تمام اطراف کے لوگ اس کے سننے میں یکساں ہوں گے اور حیران ہوں گے کہ یہ آواز کیسی ہے کہاں سے آتی ہے۔ پس رفتہ رفتہ یہ آواز مانند کڑک بجلی کے سخت و بلند ہوتی جائے گی۔ آدمیوں میں اس کی وجہ سے بڑی بے چینی و بے قراری پھیل جائے گی۔ جب وہ پوری سختی پر آ جائے گی تو لوگ خوب و ہیبت کی وجہ سے مرنے شروع ہو جائیں گے۔ زمین میں[2] زلزلہ

---

[1] صحیح مسلم [2] جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا

آئے گا جس کے ڈر سے لوگ گھروں کو چھوڑ کر میدانوں میں بھاگیں گے اور وحشی[1] جانور خائف ہو کر لوگوں کی طرف میل کریں گے زمین[2] جابجا شق ہو جائے گی۔ سمندر ابل کر قرب وجوار[3] کے مواضعات پر چڑھ جائیں گے۔ آگ بجھ جائے گی نہایت محکم وبلند پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے[4] ہو کر تیز ہوا کے چلنے سے ریت کے موافق اڑیں گے گردوغبار کے اٹھنے اور آندھیوں کے آنے کے سبب جہان تیرہ وتار ہو جائے گا۔ وہ آواز دم بدم سخت ہوتی جائے گی۔ یہاں تک کہ اس کے نہایت ہولناک ہونے پر آسمان پھٹ جائیں گے ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائینگے۔

ابلیس۔ ملائکہ وغیرہ کی موت

جب آدمی مرجائیں گے تو ملک الموت ابلیس کی قبض روح کے لئے متوجہ ہوں گے۔ یہ ملعون چاروں طرف دوڑتا پھرے گا۔ ملائکہ آگ کے کوڑوں سے مار مار کر لوٹا دیں گے اور اس کی روح قبض کر لیں گے۔ سکرات موت کی جتنی تکالیف تمام افراد بنی آدم پر گزری ہیں اس تنہا پر گزریں گی۔ نفخ صور کے مسلسل چھ ماہ تک پھکنے کے بعد نہ آسمان رہے گا نہ ستارے نہ پہاڑ نہ سمندر نہ اور کوئی چیز سب کے سب نیست ونابود ہو جائیں گے۔ فرشتے بھی مرجائیں گے۔

آٹھ چیزیں جو فنا نہ ہوں گی

مگر کہتے ہیں کہ آٹھ چیزیں فنا سے مستثنٰی ہیں۔ اول عرش' دوم کرسی' سوم لوح' چہارم قلم' پنجم بہشت' ششم صور' ہفتم دوزخ' ہشتم ارواح۔ لیکن ارواحوں کو بھی بیخودی وبیہوشی لاحق ہو جائے گی۔ بعضوں کا قول ہے کہ یہ آٹھ چیزیں بھی تھوڑی دیر کیلئے معدوم ہو جائیں گی۔

سوائے اللہ کے کوئی نہ رہے گا

حاصل کلام جب سوائے ذات باری تعالیٰ کوئی اور باقی نہ رہے تو خداوند رب العزت فرمائے گا کہاں ہیں بادشاہان ومدعیان سلطنت کس[5] کے لئے آج کی سلطنت ہے پھر خود ہی

---

[1] قرآن مجید میں ہے واذا الوحوش حشرت یعنی جس وقت وحشی جانور آدمیوں کے ساتھ اکٹھے کئے جائیں گے۔ شاہ رفیع الدینؒ [2] قولہ تعالیٰ وتنشق الارض [3] قولہ تعالیٰ واذا البحار فجرت یعنے جب دریا بہ چلیں شاہ عبدالقادرؒ [4] قولہ تعالیٰ واذا الجبال نسفت (ترجمہ) جب پہاڑ اڑا دیئے جائیں ۱۲ [5] لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار ۱۲

ارشاد فرمائے گا خدائے یکتا وقہار کے لئے ہے پس ایک وقت تک ذات واحد ہی رہے گی۔

از سر نو پیدائش وتخلیق

پھر ایک مدت کے بعد کہ جس کی مقدار سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا از سر نو سلسلہ پیدائش کی بنیاد قائم کرے گا۔ آسمان زمین اور فرشتوں کو پیدا کریگا زمین کی ہیئت اس وقت ایسی ہوگی کہ اس میں عمارتوں درختوں پہاڑوں اور سمندروں وغیرہ کا نشان نہ ہوگا اسکے بعد جس جس مقام سے لوگوں کو زندہ کرنا منظور ہوگا تو اسی جگہ پہلے اسکی ریڑھ[1] کی ہڈی کو پیدا کر کے رکھ دیا جائیگا۔ اور انکے دیگر اجزائے جسمانی کو اس ہڈی کے متصل رکھ دینگے۔ ریڑھ کی ہڈی اس ہڈی کو کہتے ہیں جس سے تمام جسم کی ہڈیوں کی پیدائش شروع ہوئی ہے۔ ترتیب اجزا کے بعد ان اجزائے مرکبہ پر گوشت و پوست چڑھا کر جو جو صورت ان کے مناسب حال ہو عطا ہو جائے گی۔ قالب جسمانی کے تیار ہونے کے بعد تمام ارواحوں کو صور میں داخل کر کے حضرت اسرافیل کو حکم ہوگا کہ ان کو پوری طاقت سے پھونکیں اور خود خداوند کریم ارشاد فرمائے گا قسم ہے میرے عزوجلال کی کوئی روح اپنے قالب سے خطا نہ کرے۔ پس روحیں اپنے اپنے جسموں میں اس طرح آئیں گی جیسے گھونسلوں میں پرندے صور اسرافیل میں تعداد ارواح کے موافق سوراخ ہیں جن میں سے روحیں پھونکنے پر مور وملخ کی طرح نکل کر اپنے اپنے قالبوں میں داخل ہو جائیں گی اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ان کا رابطہ جسموں سے قائم ہو جائے گا اور سب کے سب زندہ ہو جائینگے۔

صور کا دوسری دفعہ پھونکا جانا اور سب کا قبروں سے اٹھنا

اس کے بعد صور پھر پھونکا جائے گا جس کی وجہ سے زمین پھٹ کر تمام لوگ برآمد ہوں گے اور گرتے پڑتے آواز صور کی جانب دوڑیں گے یہ صور بیت المقدس کے اس مقام پر جہاں صخرہ معلق ہے پھونکا جائے گا۔ نفخ ارسال ارواح الی الابدان میں اور اس نفخ ثانی میں چالیس[2] برس کا عرصہ ہوگا۔ قبروں میں سے آدمی اسی شکل[3] میں پیدا ہوں گے جیسے کہ ماں کے

---

[1] بخاری ومسلم صفحہ ۷۰۴ [2] صحیح بخاری [3] قولہ کما بدانا اول خلق نعیدہ جیسا کہ ہم نے (اس خلقت کو) اول مرتبہ پیدا کیا ہے (اسی طرح) دوبارہ بھی پیدا کریں گے ۱۲

پیٹ سے یعنی ننگے[1] بدن بے ختنہ بے ریش ہوں گے۔ مگر صرف سروں پر بال اور منہ میں دانت ہوں گے۔ سب سے پہلے زمین[2] میں سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھیں گے آپ کے بعد حضرت عیسیٰؑ پھر جگہ جگہ سے انبیاء صدیقین شہداء صالحین اٹھیں گے بعد ازاں عام مومنین پھر فاسقین پھر کفار تھوڑی دیر بعد یکے بعد دیگرے برآمد ہوں گے۔

میدان حشر میں جمع ہونا

حضرت ابوبکر اور حضرت عمر[3] رضی اللہ عنہ آنحضرت علیہ اور حضرت عیسیٰؑ کے درمیان ہوں گے حضور سرور کائنات علیہ کی امت آپ کے پاس اور دیگر امتیں اپنے اپنے پیغمبروں کے پاس مجتمع ہوجائینگی شدت ہول وخوف کے سبب تمام کی آنکھیں آسمان کی طرف لگی ہوں گی۔ کوئی شخص کسی کی شرمگاہ پر[4] نظر نہیں ڈال سکے گا۔ اگر ڈالے[5] بھی تو وہ بچوں کی طرح شہوانی جذبات سے خالی ہوگا۔

محشر کی گرمی وتکلیف

جب تمام لوگ اپنے اپنے مقام پر کھڑے ہوجائیں گے تو آفتاب اس قدر نزدیک کردیا جائے گا کہ کہیں گے کوئی ایک میل[6] کے فاصلے پر ہے آسمان کی طرف سے چمکنے والی بجلیاں اور خوفناک آوازیں سنائی دیں گی۔ آفتاب کی گرمی کی وجہ سے تمام کے بدنوں سے پسینہ جاری ہوجائے گا۔ پیغمبروں اور نیک بخت مومنوں کے تو صرف تلوے تر ہوں گے۔ عام مومنین کے ٹخنے پنڈلی گھٹنے' زانو' کمر' سینہ اور گردن تک اعمال کے مطابق چڑھ جائے گا کفار منہ اور کانوں تک پسینہ میں غرق ہوجائیں گے۔ اور اس سے ان کو سخت تکلیف ہوگی۔ بھوک پیاس کی وجہ سے لوگ لاچار ہوکر خاک پھانکنے لگیں گے اور پیاس بجھانے کی غرض سے حوض کوثر کی طرف جائیں گے۔ دیگر انبیاء علیہم السلام کو بھی حوض عطا کئے جائیں گے مگر وہ لطافت و وسعت میں حوض کوثر سے بہت کم ہوں گے گرمی آفتاب کے سوا اور بھی نہایت ترسناک و ہولناک امور پیش آئیں گے ایک ہزار سال کی مقدار تک لوگ انہیں تکالیف ومصائب میں مبتلا رہیں گے اور سات گروہوں کو جن کا ذکر آگے آئے گا سایہ میں جگہ دی جائے گی تمام

---

[1] صحیح بخاری وصحیح مسلم صفحہ ۳۸۴ [2] صحیح مسلم [3] ترمذی ۱۱۲ [4] صحیح بخاری وصحیح مسلم صفحہ ۳۸۴ [5] ترمذی

روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ سایہ والے گروہ چالیس فرقوں پر مشتمل ہوں گے۔

شفاعت کبریٰ

جب تمام انسانیت میدان حشر میں جمع ہوگی۔ وہاں کا ہیبت ناک وتکلیف دہ ماحول ہر ایک کا پتا پانی کررہا ہوگا۔ تو لوگ کہیں گے آگے کا فیصلہ جو ہو سو ہو کسی نہ کسی طرح حساب کتاب تو شروع ہو جائے۔ میدان حشر کی گرمی وہولناکی سے تو نکلیں۔

تب سارے لوگ جمع ہو کر حضرت آدمؑ سے لے کر رحمۃ اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر ایک کی خدمت میں یہ عرض لے کر حاضر ہوں گے کہ بارگاہ ذوالجلال میں حساب شروع کرنے کی سفارش تو کریں۔

حضرت آدم سے لیکر حضرت عیسیٰ تک کوئی بھی حامی نہیں بھرے گا بلکہ عذر خواہی کریگا مگر۔

شفاعت کی درخواست پر حضرت آدمؑ کا عذر

لوگ آخر میدان حشر کی گرمی وتکلیف سے لاچار ہو کر شفاعت کی غرض سے حضرت آدمؑ کے پاس جا کر عرض کریں[1] گے کہ یا ابوالبشر تم ہی وہ شخص ہو جن کو خداوند نے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا۔ فرشتوں سے سجدہ کرایا جنت میں سکونت عطا فرمائی اور تمام اشیاء کے نام سکھائے پس آج ہماری شفاعت کیجئے تاکہ ہم کو خداوند کریم ان مصائب سے نجات دے آپ فرمائیں گے کہ خداوند کریم آج اس قدر برسر غضب ہے کہ ایسا کبھی نہ تھا اور نہ آئندہ ہوگا چونکہ مجھ سے ایک لغزش[2] سرزد ہوئی ہے وہ یہ کہ باوجود ممانعت میں نے گیہوں کا دانہ کھالیا تھا پس اس کے مواخذہ سے ڈرتا ہوں مجھ میں شفاعت کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ مگر حضرت نوحؑ کے پاس جاؤ کہ وہ اول پیغمبر ہیں جن کو خدا نے لوگوں کی ہدایت کے لئے بھیجا۔

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کی ایک ذات گرامی ہوگی جو بارگاہ الٰہ العالمین میں شفاعت کی درخواست پیش کرے

---

[1] یہ حدیث صحاح ستہ میں آئی ہے [2] قولہ تعالیٰ ولا تقربا هذه الشجرة فتكونا من الظالمين فازلهما الشيطن عنها الأية ۱۲

گی اور آپ کی یہ شفاعت کو شرف قبولیت سے نوازا جائے گا۔

حضرت نوح علیہ السلام کی معذرت

لوگ حضرت نوح کے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ اے نوح علیہ السلام آپ ہی وہ پیغمبر ہیں جو سب سے پہلے آدمیوں کی ہدات کے لئے بھیجے گئے اور آپ کو خدا نے بندہ شکر گزار کا لقب[1] عطا فرمایا ہماری حالت زار کو دیکھ کر ہماری شفاعت کیجئے۔

آپ فرمائیں گے کہ آج خداوند کریم ایسا برسر غضب ہے کہ نہ کبھی تھا نہ ہوگا اور مجھ سے ایک لغزش ہوئی ہے وہ یہ کہ میں نے ادب کا لحاظ نہ کر کے اپنے بیٹے کی غرقابی کے وقت بارگاہ الٰہی[2] میں اس کی نجات کا سوال کیا تھا پس اس کے مواخذہ سے ڈرتا ہوں میرا منہ نہیں کہ شفاعت کر سکوں مگر ہاں حضرت ابراہیم کے پاس جاؤ کہ خداوند قدوس نے ان کو اپنا خلیل[3] فرمایا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عذر خواہی

لوگ حضرت ابراہیم کے پاس آئیں گے اور کہیں گے خدا تعالیٰ نے آپ کو خلیل کے خطاب سے ملقب کیا ہے اور آگ کو آپ کے واسطے برد[4] وسلام کر دیا امام پیغمبران بنایا پس ہماری شفاعت کیجئے تا کہ ان تکالیف سے رہائی ہو۔ آپ فرمائیں گے آج خدائے قدوس اس قدر برسر غضب ہے کہ نہ کبھی ایسا ہوا نہ ہوگا۔ مجھ سے تین مرتبہ ایسا کلام سرزد ہوا ہے کہ جس میں جھوٹ کا وہم ہو سکتا ہے پس اس کے مواخذہ سے ڈرتا ہوں اس لئے مجھ میں

---

[1] قولہ تعالیٰ ذریۃ من حملنا مع نوح انہ کان عبداً شکوراً

[2] ونادیٰ نوح ربہ' فقال رب ان ابنی من اھلی و ان وعدک الحق و انت احکم الحاکمین (ترجمہ) اس مشکل گھڑی میں) نوح نے اپنے خدا کو پکارا کہ میرا بیٹا بھی تو میرے اہل میں سے ہے اور تیرا وعدہ (جو میرے اہل کو طوفان سے بچانے کی نسبت ہے) سچا ہے اور اس کا فیصلہ تو بہتر کر سکتا ہے خدا نے نوح کو جواب دیا کہ وہ تیرے اہل میں سے ہرگز نہیں ہے کہ وہ برے افعال کر چکا ہے تو مجھ سے ایسی بات کا سوال نہ کرنا جس کا تجھے علم نہیں ہے یہ میں تجھے اس لئے سمجھاتا ہوں کہ جاہل لوگوں کی طرح سے رشتہ کی محبت میں آ کر کہیں تو خدا سے دور نہ جا پڑے) (یعنی خدا کو نیکی کے سوا اور کسی قسم کے رشتہ کی پروا نہیں ہے ۱۲ مترجم قال ینوح انہ لیس من اھلک انہ' عمل غیر صالح فلاتسئلن ما لیس لک بہ علم انی اعظک ان تکون من الجاھلین. سورہ ہود ۱۲ (اس آیت کا ترجمہ بھی اوپر ہے) [3] قولہ واتخذ اللہ ابراھیم خلیلاً سورۂ نسا ۱۲

[4] قولہ تعالیٰ قلنا یا نار کونی برداً و سلاماً علیٰ ابراھیم سورۂ انبیاء ۱۲

شفاعت کرنے کی قوت نہیں ہے یہ بات معلوم کرنے کے قابل ہے کہ حضرت ابراہیمؑ سے حسب ذیل تین موقعوں پر ایسا کلام سرزد ہوا ہے جس میں جھوٹ کا وہم ہوسکتا ہے اول یہ کہ ایک مرتبہ آپ کی قوم نے عید کے دن عمدہ عمدہ کھانے پکا کر اپنے بتوں کے سامنے رکھ دیئے پھر بت خانہ کے دروازوں کو بند کر کے عید منانے کے لئے نہایت کروفر کے ساتھ میدان میں گئے۔ حضرت ابراہیمؑ سے بھی کہا کہ آپ بھی ہمارے ساتھ چلئے۔ آپ نے ستاروں[1] کی طرف دیکھ کر جواب دیا کہ میری طبیعت ناساز معلوم ہوتی ہے۔ یہ اول کلام ہے جس میں ایہام کذب ہوسکتا ہے دوم یہ کہ جب قوم میدان مذکور میں چلی گئی تو آپ تبر ہاتھ میں لے کر بتخانہ میں قفل کھول کر داخل ہوئے اور بتوں سے کہنے لگے کہ یہ لذیذ نعمتیں کیوں نہیں کھاتے جب انہوں نے کچھ جواب نہ دیا تو فرمانے لگے کہ مجھ سے کیوں نہیں بولتے۔ جب اس پر بھی وہ خاموش رہے تو آپ نے تمام کو توڑ ڈالا[2] مگر بڑے بت کے صرف ناک کان توڑے اور تبر کو اس کے کاندھے پر رکھ دیا اور دروازے کو بدستور مقفل کر کے گھر تشریف لے آئے۔ کفار جب میدان سے واپس آئے تو اس ماجرے کو دیکھ کر آگ بگولا ہو گئے اور اس فعل کے مرتکب کے تجسس[3] میں ہوئے ان میں سے بعض کہنے لگے کہ ہم نے ایک جوان مسمی[4] ابراہیم کو بتوں کی مذمت کرتے ہوئے سنا ہے یہ کام اس کا معلوم ہوتا ہے پس ابراہیم[6] کو بلا کر پوچھا کیا یہ کام[7] تو ہی نے کیا ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں[8] بلکہ اس بڑے بت نے کیا ہے۔ دیکھو تبر کو کاندھے پر دھر رکھا ہے۔ اور غصہ میں آ کر بیچاروں کو توڑ ڈالا ہے۔ پس تم لوگ انہیں شکستہ اور مجروح بتوں سے پوچھو تا کہ وہ حقیقت حال کو خود بیان کر دیں یہ دوسرا ایہام کذب ہے۔ سوم یہ کہ جب حضرت ابراہیمؑ[9] اپنے شہر کو چھوڑ کر بحران میں چچا کے پاس تشریف لے گئے اور وہاں چچازاد بہن سارہ سے شادی کر لی اور پھر یہاں سے بھی بوجہ مخالفت دینی چچا سے جدا ہو کر

---

[1] قولہ تعالیٰ فنظر نظرۃً فی النجوم فقال انی سقیم ۱۲ ☆ قولہ تعالیٰ فقال الا تاکلون مالکم لاتنطقون سورۃ الصافٰت ۱۲ [2] قولہ تعالیٰ فجعلھم جذا اذا الا کبیراً لھم سورۃ انبیاء [3] قولہ تعالیٰ قالوا من فعل ھذا بالھتنا انہ' لمن الظٰلمین سورۃ انبیاء [4] قالوا سمعنا فتی یذکرھم یقال لہ' ابراھیم سورۃ انبیاء ۱۲ [5] قولہ قالوا فاتوا بہ علیٰ اعین الناس لعلھم یشھدون سورۃ انبیاء ۱۲ [7] قالواء انت فعلت ھذا بالھتنا یآ ابراھیم سورہ انبیاء [8] قال بل فعلہ' کبیرھم ھذا فسئلوھم ان کانوا ینطقون سورۃ انبیاء ۱۲ [9] یہ حدیث اخیر تک صحیح بخاری و مسلم شریف میں موجود ہے ۱۲

اور سارہ کو اپنے ساتھ لے کر مصر کی طرف ہجرت کی اس وقت مصر میں ایک ظالم بادشاہ تھا جو ہر خوبصورت عورت کو زبردستی چھین لیتا تھا۔ اگر عورت اپنے شوہر کے ساتھ ہوتی تھی تو اس کو قتل کرا دیتا تھا اگر سوائے شوہر کے کوئی اور وارث ساتھ ہوتا تھا تو اس کو کچھ دے دلا کر راضی کر لیتا تھا جب ابراہیمؑ وہاں پہنچے تو اس ماجرے کو سن کر حیران ہو گئے اتنے میں اس ظالم بادشاہ کے سپاہیوں نے آ کر پوچھا کہ یہ عورت تیری کون ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ میری بہن ہے یہ اس لئے فرمایا کہ سارہ آپ کی چچازاد بہن تھیں نیز بموجب اس حکم کے **انما المؤمنون اخوۃ** (سب مومن آپس میں دینی بھائی بہن ہوتے ہیں) اور سارہ رضی اللہ عنہا کو بھی سمجھا دیا کہ تم سے کوئی پوچھے تو یہ کہنا کہ یہ میرا بھائی ہے۔ یہ تیسرا ایہام کذب ہے قصہ مختصر یہ ہے کہ اس ظالم بادشاہ کے آدمی حضرت سارہ کو لے گئے تو حضرت ابراہیمؑ نماز میں مشغول ہوئے۔ خداوند کریم نے اپنی قدرت کاملہ سے ان تمام پردوں اور دیواروں کو جو درمیان میں حائل تھیں اٹھا دیا۔ یہاں تک کہ ایک لحہ بھی حضرت سارہؓ آپ کی نظر سے غائب نہ ہوئیں سپاہیوں نے حضرت سارہؓ کو اس ظالم کے مکان میں لے جا کر بٹھا دیا جب وہ ظالم آپ کے پاس آیا تو تین مرتبہ نیت بد سے ہاتھ بڑھانا چاہا لیکن ہر مرتبہ اس کے اعضاء شل ہو کر بیہوشی کی سی حالت طاری ہو جاتی تھی۔ اور تائب ہو کر حضرت سارہؓ سے طالب دعا ہوتا تھا کہ میری رہائی ہو۔ پس آپ کی دعا سے بحال ہو جاتا تھا۔ آخرکار اس نے سپاہیوں کو بلا کر کہا کہ یہ جادوگرنی ہے اس کو فوراً یہاں سے لے جاؤ اور ہاجرہ کو اس کے ہمراہ کر کے نہایت احتیاط کے ساتھ حضرت ابراہیمؑ کے پاس پہنچا دو۔ آپ مصر کو ناپسند کر کے ملک شام کی طرف روانہ ہوئے اور وہیں سکونت اختیار کی یہاں تک حضرت ابراہیمؑ کے ایہام کذب کا قصہ تمام ہوا۔ آمدم برسر مطلب حضرت ابراہیمؑ لوگوں سے فرمائیں گے کہ حضرت موسیٰؑ کے پاس جاؤ کیونکہ خداوند کریم نے ان کو اپنا کلیم بنایا ہے۔

حضرت موسیٰؑ کا جواب

لوگ حضرت موسیٰؑ کی طرف آئیں گے اور کہیں گے کہ اے موسیٰ آپ ہی وہ شخص ہیں جن سے بغیر کسی واسطہ خداوند تعالیٰ نے گفتگو کی اور توریت اپنے دست قدرت سے لکھ کر دی ہماری

شفاعت کیجئے آپ جواب دیں گے اللہ تعالیٰ آج اس قدر برسر غضب ہے کہ نہ کبھی ایسا ہوا تھا نہ ہو گا۔ میرے ہاتھ سے ایک قبطی شخص[1] بغیر اس کی اجازت مقتول ہو چکا ہے اسکے مواخذہ سے ڈرتا ہوں اسلیئے مجھ میں شفاعت کرنے کی قدرت نہیں ہے ہاں حضرت عیسیٰؑ ابن مریمؑ کے پاس جاؤ۔

حضرت عیسیٰؑ کا عذر

چنانچہ وہ حضرت عیسیٰؑ کے پاس آ کر کہیں گے اے عیسیٰ خدا نے آپ کو روح اور کلمہ کہا۔ جبرئیلؑ کو آپ کا رفیق بنایا آیات بینات عطا کیں آج ہماری شفاعت کیجئے تا کہ خداوند تعالیٰ ان مصائب سے نجات دے۔ آپ فرمائیں گے خدا تعالیٰ آج کے دن اس قدر برسر غضب ہے کہ نہ کبھی۔ ایسا ہوا تھا نہ ہوگا۔ چونکہ میری امت نے کبھی تو مجھ کو خدا کا بیٹا قرار دیا اور کبھی عین خدا اور ان اقوال کی تعلیم کو میری طرف منسوب کیا پس میں ان اقوال کی تحقیقات کے مواخذہ سے ڈرتا ہوں۔ میں تاب شفاعت نہیں رکھتا۔ البتہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ۔

حضورؐ کا شفاعت کے لئے حامی بھرنا

تو لوگ آنحضرت ﷺ کے پاس آ کر کہیں گے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ محبوب خدا ہیں خدا نے آپ کو اگلے پچھلے تمام[2] گناہوں کی معافی کی خوشخبری دی ہے پس اگر دیگر لوگوں کو خدا کی طرف سے ایک قسم کے عتاب کا خوف ہو تو سہی مگر آپ تو اس سے محفوظ و مامون ہیں۔ آپ خاتم النبیین[3] ہیں اگر آپ بھی ہم کو نفی میں جواب دیں تو ہم کس کے پاس جائیں آپ ہمارے لئے درگاہ الٰہی میں شفاعت کیجئے تا کہ ہم کو ان مصیبتوں سے رہائی ہو آپ ارشاد فرمائیں گے کہ ہاں مجھ ہی کو خدا نے اس لائق بنایا ہے۔ تمہاری شفاعت کرنی آج میرا حق ہے۔

---

[1] قولہ تعالیٰ ودخل المدینۃ علیٰ حین غفلۃ من اھلھا فوجدفیھا رجلین یقتتلان الیٰ ان قال فوکزہ موسیٰ فقضیٰ علیہ الآیۃ (ترجمہ) موسیٰ شہر میں ایسے وقت پہنچے کہ وہاں کے باشندے بے خبر تھے وہاں شہر میں اس نے دو آدمیوں کو لڑتے ہوئے پایا (ایک اپنا ایک غیر) تو اس نے غیر کو گھونسا مار کر ہلاک کیا ۱۲ [2] قولہ تعالیٰ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر سورۂ فتح [3] قولہ تعالیٰ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین • کان اللہ بکل شیء علیماً سورۂ احزاب (ترجمہ) محمد گو تو کسی شخص کا باپ دادا نہ سمجھو) بلکہ وہ تو خدا کی طرف سے (تمام خلقت کے لئے) خاص پیغام الٰہی پہنچانے والا (سب کا روحانی باپ) ہے اور پیغمبروں کا سلسلہ آمد وشد اس پر ختم کر دیا گیا اور خدا کو ہر ایک چیز کا علم ہے (کہ اس کے نسبی باپ ہونے سے روحانی باپ ہونا زیادہ زیبا ہے ۱۲

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقام محمود پر

پس آپ درگاہ ایزدی کی جانب متوجہ ہوں گے حق تعالیٰ اس روز جبرئیل کو براق دیکر تمام لوگوں کے سامنے بھیجے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوار ہوکر آسمان کی طرف روانہ ہوں گے۔ آدمیوں کو آسمان پر ایک نہایت نورانی وکشادہ مکان دکھائی دے گا جس میں حضور داخل ہو جائیں گے۔ اس مکان کا نام مقام محمود[1] ہے پس جب تمام لوگ اس مکان میں آپ کو داخل ہوتے ہوئے دیکھ لیں گے۔ تو آپ کی تعریف وتوصیف کرنے لگیں گے۔

بارگاہ الٰہی میں شفاعت کی درخواست

حضور کو یہاں سے عرش معلے پر تجلی الٰہی نظر آئے گی جس کو دیکھتے ہی آپ سات روز تک مسلسل سربسجود رہیں گے۔ تب ارشاد الٰہی ہوگا کہ اے محمد سر اٹھاؤ جو کہو گے سنوں گا جو مانگو گے دوں گا اگر شفاعت کرو گے قبول کروں گا۔ پس حضور اپنے سر مبارک کو اٹھا کر خدائے قدوس کی اس قدر حمد وثنا بیان کریں گے کہ اولین وآخرین میں سے کسی نے نہ کی ہوگی۔ آپ فرمائیں گے کہ اے خدا تو نے بذریعہ جبرئیل وعدہ فرمایا تھا کہ قیامت کے دن جو چاہے گا سو دوں گا پس میں اس عہد کا ایفا چاہتا ہوں۔

شفاعت کی قبولیت

حق تعالیٰ جواباً ارشاد فرمائے گا۔ جبرئیل نے جو کچھ پیغام پہنچایا تھا وہ بالکل بجا اور درست تھا۔ آج بیشک میں تجھ کو خوش کروں گا اور تیری شفاعت قبول کروں گا۔

زمین کی طرف جاؤ میں بھی زمین پر جلوہ افروز ہونے والا ہوں۔ بندوں کا حساب لے کر ہر ایک کو حسب اعمال جزا دوں گا۔ پس حضور سرور کائنات زمین پر واپس تشریف لے آئیں گے۔ لوگ آپ سے دریافت کریں گے کہ خدا نے ہمارے حق میں کیا ارشاد فرمایا۔ آپ جواب دیں گے خدائے قدوس زمین پر جلوہ افروز[2] ہونے والا ہے۔ ہر ایک کو حسب اعمال جزا دے گا۔

---

[1] قولہ تعالیٰ ومن اللیل فتهجد بہ نافلة لک عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً ۱۲

[2] قولہ تعالیٰ وجآء ربک والملک صفاً صفاً و جآئی یومئذ بجهنم یومئذ یتذکر الانسان و انی لہ الذکری ترجمہ اور اے پیغمبر تمہارا پروردگار رونق افروز ہوگا اور فرشتے صف بستہ ہوں گے اور اس دن جہنم سب کے روبرو لا کر حاضر کی جائے گی۔ اس دن انسان چیتے گا مگر اس وقت اس کے چیتنے سے کیا فائدہ

بارگاہ الٰہی میں پیشی

☆الٰہی سرکار کے کارکنان کی تنظیم ☆عرش الٰہی کا نزول اجلا
☆تمام لوگوں کی بیہوشی و بیداری ☆عرش الٰہی کے سایہ میں جگہ پانیوالے خوش بخت
☆حساب کے آغاز کا اعلان ☆جنت و جہنم کی نمائش
☆اعمال واسلام کی موجودگی ☆اعمال ناموں کی تقسیم

آسمان دنیا کے فرشتوں کا نزول

اسی اثناء میں ایک بہت بڑا نور نہایت ہولناک آواز کے ساتھ آسمان سے زمین پر اترے گا۔قریب آنے پر فرشتوں کی تسبیح وتہلیل کی آوازیں سنائی دیں گی لوگ ان سے پوچھیں گے کہ ہمارا پروردگار اسی نور میں ہے فرشتے جواب میں کہیں گے خداوند کریم کی شان اس سے کہیں برتر ہے ہم تو آسمان دنیا کے فرشتے ہیں اور اتر کر زمین کے دورترین کناروں پر صف بستہ ہوجائیں گے۔

دوسرے آسمانوں کے فرشتوں کا اترنا

بعد ازاں اس سے کہیں زیادہ نور مع ہولناک آواز کے آسمان سے نازل ہوگا۔نزدیک پہنچنے پر لوگ پھر پوچھیں گے کیا تجلیات الٰہی اسی نور میں ہیں۔فرشتے جواب دیں گے کہ خدائے قدوس اس سے کہیں برتر ہے ہم دوسرے آسمان کے فرشتے ہیں پس یہ فرشتے بھی پہلے فرشتوں کے قریب صف بستہ ہوجائیں گے۔اسی طرح ہرایک آسمان کے فرشتے پہلے سے زیادہ عظمت وجلال کے ساتھ یکے بعد دیگرے اتر کر سابق فرشتوں کے قریب سلسلہ وار صف بستہ ہوجائیں گے۔اس کے بعد عرش معلیٰ کے فرشتے نازل ہوکر سب کے آگے صف بستہ ہوجائیں گے۔

لوگوں کی بے ہوشی اور عرش الٰہی کا نزول

پھر حضرت اسرافیل[1] کو صور کے پھونکنے کا حکم ہوگا جس کی آواز سنتے ہی تمام لوگ بیہوش ہو

---

[1] قولہ تعالیٰ ونفخ فی الصور فصعق من فی السموات ومن فی الارض الامن شآء اللہ سورۃ زمر (ترجمہ) اور صور پھونکا جائے گا۔پس تمام آسمان اور زمین کے رہنے والے بیہوش ہوجائیں گے مگر وہ جس کو خدا چاہے (کہ بیہوش نہ ہو☆ صحیح بخاری وصحیح مسلم ۱۲

جائیں گے۔ مگر صرف حضرت موسیٰ جو تجلیات الٰہی کو کوہ طور پر دیکھ کر بیہوش ہو گئے تھے برداشت کر سکیں گے۔ پس حق تعالیٰ عرش پر جلوہ فرما کر نزول فرمائے گا۔ اس عرش[1] کو آٹھ فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے اس کے اگلے حصے کو اس مقام پر جہاں آج کل بیت المقدس میں صخرہ[2] معلق ہے رکھ دیں گے۔

عرش الٰہی کے سایہ میں جگہ پانے والے

اس عرش کے زیر سایہ بموجب[3] حدیث ذیل سات گروہوں کو جگہ دی جائے گی۔ (۱) بادشاہ عادل؛ (۲) نوجوان عابد (۳) وہ شخص جو محض ذکر الٰہی اور نماز کی غرض سے ہمیشہ مسجد سے دلی لگاؤ رکھے۔ (۴) وہ شخص[4] جو خلوت وتنہائی میں شوق وخوف الٰہی کی وجہ سے تضرع وزاری کرے (۵) وہ دو شخص جو خالصاً لوجہ اللہ ایک دوسرے سے محبت کریں اور ظاہر و باطن میں یکساں ہوں (۶) وہ شخص جو خیرات اس طرح کرے کہ سوائے خدا کے اور اس کے کوئی نہ جانے (۷) وہ شخص جس کو زن حسینہ وجمیلہ وصاحب ثروت بغرض فعل بد طلب کرے اور وہ محض خوف الٰہی کی وجہ سے باز رہے۔ بعض روایتوں[5] میں ان کے علاوہ کچھ اور گروہوں کا بھی ذکر آیا ہے یہ واضح رہے کہ عرش کا سایہ ان گروہوں پر نہایت سخت گرمی وتیز آفتاب کی حالت میں ہوگا جیسا کہ پہلے مذکور ہو چکا۔ کیفیت نزول عرش بوجہ بیہوشی کے کسی کو معلوم نہ ہوگی۔

سب کا دوبارہ ہوش میں آنا

اس کے بعد پھر اسرافیل کو صور پھونکنے کا حکم ہوگا جس کے سبب تمام لوگ ہوش میں آجائیں گے اور عالم غیب وشہود کے درمیان جو پردے آج تک حائل تھے اٹھ جائیں گے اور فرشتوں جن اعمال اقوال بہشت دوزخ عرش تجلیات الٰہی وغیرہ سب کو لوگ دیکھ لیں گے۔ سب سے پہلے[6] پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہوش میں آئیں گے بعد اس کے مرضی الٰہی کے موافق بالترتیب تمام لوگ ہوشیار ہو جائیں گے۔

---

[1] صحیح بخاری و صحیح مسلم [2] قولہ تعالیٰ ویحمل عرش ربک فوقھم یومئذ ثمانیۃ ۱۲ [3] صحیح بخاری و مسلم [4] صحیح مسلم ۱۲ [5] ثم نفخ فیہ اخریٰ فاذا ھم قیام ینظرون [6] صحیح بخاری و مسلم شریف ۱۲

حساب کے آغاز کا اعلان

اس وقت چاند سورج کی روشنی بیکار ہوجائے گی۔ آسمان وزمین[1] خدا کے نور سے روشن ہوں گے اول جو حکم خداوند کی طرف سے بندوں پر صادر ہوگا وہ یہ ہے کہ بندے خاموش کر دیئے جائیں گے۔ اس کے بعد یہ ارشاد ہوگا کہ اے بندو عہد آدم سے لے کر اختتام دنیا تک جو بھلی بری باتیں تم کرتے تھے میں سنتا تھا اور فرشتے ان کو لکھتے تھے۔ پس آج تم پر کسی[2] قسم کا جور وظلم نہ ہوگا بلکہ تمہارے اعمال تم کو دکھا کر جزا وسزا دی جائے گی۔ جو شخص اپنے اعمال کو نیک پائے اس کو چاہئے کہ خدا کا شکر کرے جو اپنے اعمال کو بری صورت میں پائے وہ اپنے تئیں ملامت کرے۔

جنت اور دوزخ کی نمائش

اس کے بعد جنت[3] ودوزخ[4] کے حاضر کرنے کا حکم ہوگا تا کہ لوگ ان کی حقیقت کا معائنہ کرلیں پس جنت کو تجلیات الٰہی سے نہایت آراستہ وپیراستہ کر کے حاضر کردیا جائے گا۔ اور دوزخ بھی اس حالت میں کہ اس میں سے آگ کے شعلے وچنگاریاں بڑے بڑے محلوں کی مقدار میں اونٹوں کی قطار کے مانند پے درپے[5] اٹھتی ہوں گی اور نہایت مہیب آوازوں کے ساتھ خدا کی تسبیح جن وانس اور بتوں کو اپنے لئے بطور غذا طلب کرتی ہوئی جن کو لوگ سن کر لرز جائیں گے۔ اور ڈر کے مارے زانو کے بل گر پڑیں گے حاضر کردی جائے گی۔ اس دن اگر کوئی شخص ستر پیغمبروں کے اعمال کے موافق بھی عمل رکھتا ہو تو بھی یہ کہے گا کہ آج کے لئے میں نے کچھ بھی تو نہیں کیا۔ دوزخ کی گرمی وبدبو اس قدر ہوگی کہ ستر سال کی مسافت تک پہنچتی ہوگی۔

جنت کی راحت اور دوزخ کی سختی کا مظاہرہ

اس وقت حکم ہوگا کہ دوزخیوں میں سے ایک ایسے شخص کو جس کے برابر دنیا میں کسی نے

---

[1] واشرقت الارض بنور ربھا (ترجمہ) زمین خدا کے نور سے روشن ہوجائے گی ۱۲ [2] وقضی بینھم بالحق وھم لا یظلمون (ترجمہ) ان کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کردیا جائے گا ۱۲ [3] قولہ تعالیٰ واذا الجنۃ ازلفت [4] وجایٓ یومئذ بجھنم ۱۲ [5] قولہ تعالیٰ انھا ترمی بشرر کالقصر کانہ جمالۃ صفر ۱۲

آسائش وراحت کی زندگی نہ اٹھائی ہواور ایک ایسے جنتی کو جس کے برابر تکالیف ومصائب دنیوی کسی نے نہ برداشت کی ہوں حاضر کرو۔ جب دونوں پیش کر دیئے جائیں گے تو پھر ملائکہ کو حکم ہوگا کہ بہشتی کو بہشت کے دروازے پر اور دوزخی کو دوزخ کے دروازے پر تھوڑی تھوڑی دیر کے لئے کھڑا کر کے واپس لے آؤ۔ جب وہ دونوں میدان محشر میں واپس آئیں گے تو بہشتی سے پوچھا جائے گا کہ کیا تو نے اپنی تمام عمر میں کبھی سختی بھی دیکھی ہے کہے گا کہ نہیں کیونکہ میرے رگ وریشہ میں اس قدر راحت وفرحت سما گئی ہے کہ کوئی سختی میرے خیال تک میں نہیں رہی پھر دوزخی سے سوال ہوگا کہ تو نے اپنی تمام عمر میں کبھی آرام بھی پایا تھا کہے گا کہ میرے روئیں روئیں میں اس قدر تکالیف' رنج والم و بے آرامی سرایت کر گئی ہے کہ راحت کا خیال وو ہم بھی تو نہیں رہا۔

اعمال واسلام کی موجودگی

اس کے بعد اعمال ذی صورت بنا کر حاضر کر دیئے جائیں گے۔ نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ' عتاق' تلاوت قرآن' ذکر الٰہی وغیرہ وغیرہ عرض کریں گے خداوندا ہم حاضر ہیں۔ سب کو حکم ہوگا کہ تم سب نیک اعمال ہو اپنی اپنی جگہ پر کھڑے رہو موقع پر تم سے دریافت ہوگا۔ ان کے بعد اسلام حاضر ہو کر کہے گا خداوندا تو سلام ہے میں اسلام ہوں۔ حکم ہوگا قریب آ۔ کیونکہ آج تیری ہی وجہ سے لوگوں سے مواخذہ ہوگا اور تیرے ہی سبب سے لوگوں سے درگزر کی جائے گی۔ لفظ اسلام سے مضمون کلمہ توحید مراد ہے۔ واللہ اعلم۔

اعمال ناموں کی تقسیم

اس کے بعد ملائکہ کو حکم ہوگا کہ ہر ایک کے اعمال نامہ کو اس کے پاس بھیج دو۔ پس ہر ایک کا اعمال نامہ اس کے ہاتھ میں آ جائے گا۔ مومنین کے سامنے کے رخ سے دائیں ہاتھ میں۔ کفار کو پشت کی طرف سے بائیں ہاتھ میں۔ جب ہر ایک اپنے اپنے اعمال نامہ کو دیکھیں گے تو بموجب حکم خدا کے ایک ہی نظر میں اپنے نیک وبد اعمال کو ملاحظہ کرے گا لیکن ہر ایک کی حالت اصلی اور مرتبہ کے اظہار کے لئے خداوند کی حکمت اس بات کی مقتضی ہوگی کہ ہر ایک سے اعمال کے متعلق سوال کیا جائے۔

مومنین کا حساب اور گناہگاروں کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت

اعلیٰ مرتبہ کے مومنین کا اعزاز واکرام
مختلف اعمال کے لحاظ سے مختلف جماعتیں
مختلف گناہوں کی مختلف سزائیں
نیکیوں کا وزن
پل صراط پر گزر
منافقوں کا انجام
حضور کی شفاعت سے تمام گناہگاروں کو بالآخر نجات ملے گی۔
وہ موحد جو انبیاء کے فیض سے محروم رہے۔

جنتیوں کی دوزخیوں سے بات چیت

حاصل کلام جب تمام اہل جنت اپنے اپنے مقاموں پر برقرار ہو جائیں گے تو ملاقات کے وقت ایک دوسرے سے کہیں گے فلاں دوزخی ہم سے حق باتوں میں جھگڑتا تھا نامعلوم اب وہ کس حالت میں ہے۔ پس ایک کھڑکی کھول دی جائے گی۔ اور بینائی میں قوت عطا کی جائے گی کہ جس سے وہ دوزخی کو دیکھ لیں گے۔ دوزخی بہت آہ وزاری کر کے جنت کے کھانے اور پانی کو طلب[1] کرے گا یہ جواب دیں گے کہ جنت کی نعمتوں کو خدا نے تم پر حرام کر دیا ہے مگر یہ تو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کو کیونکر سچا پایا کیونکہ ہم نے تو تمام وعدوں کو بے کم وکاست بجا و درست پایا۔ وہ نہایت ہی پشیمانی اور عاجزی ظاہر کرے گا اس کے بعد اہل جنت کھڑکی بند کر لیں گے۔

اہل جنت کے ساتھ ان کے اہل وعیال کا آملنا

پھر اہل جنت اپنے اہل وعیال کی حالت دریافت کریں گے۔ فرشتے جواب دیں گے

---

[1] قولہ تعالیٰ ونادیٓ اصحب النار اصحب الجنة ان افیضوا علینا من المآء اوممارزقکم الله قالوٓا ان الله حرمهما علی الکٰفرین سورۃ اعراف ۱۲

کہ وہ سب حسب اعمال جنت میں اپنے اپنے مکانوں میں موجود ہیں۔ اہل جنت کہیں گے کہ ہم کو بغیر ان کے کچھ لطف نہیں آتا ان کو ہم تک پہنچاؤ۔ ملائکہ جواب دیں گے کہ یہاں ہر شخص اپنے عمل کے موافق رہ سکتا ہے اس سے تجاوز کا حکم نہیں پس وہ خدائے قدوس کی بارگاہ میں عرض کریں گے کہ خداوندا تجھ پر روشن ہے کہ ہم جب تک دنیا میں تھے تو کسب معاش کرتے تھے اور اس سے اپنے اہل وعیال کی پرورش ہوتی تھی اور وہ ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث ہوتے تھے اب جب تو نے بلا مشقت ایسی ایسی نعمتیں عنایت فرمائیں تو ہم ان کو کیونکر محروم کر سکتے ہیں امیدوار ہیں کہ ان کو ہم سے ملایا جائے ارشاد باری تعالیٰ ہوگا کہ ان کی اولادوں کو ان تک پہنچادو اور ان کو عیش وآرام کے سامان بھی ساتھ ہی پہنچادو تا کہ ان کو کسی بات کی تنگی نہ ہو۔ پس اہل وعیال کو ان سے ملادیا جائے گا اور ان کو اصلی اعمال کی جزا[1] کے علاوہ والدین کے طفیل سے بہت کچھ عطا ہوگا۔

حضور پر سے محنت کا اجر

اندرون جنت میں بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو درجات عالیہ کے لئے شفاعت کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ اور لوگ جتنی زیادہ حضور سے محبت رکھتے ہوں گے اتنے ہی مراتب اپنے استحقاق سے زیادہ حاصل کریں گے۔

مسلمانوں میں اعلیٰ مراتب کے لوگ

میدان محشر میں مسلمانوں کی حالت حسب مراتب گوناگوں ہوگی۔ ایک جماعت جو خالصاً لوجہ اللہ ایک دوسرے سے ملاقات ومحبت وجدائی وفراق کرتی تھی۔ خدا کے دائیں طرف نور کے منبروں پر ہوگی۔ اور بعض کو جو توکل سے آراستہ تھے اور مہمات دین ودنیا کو نہایت راستی سے انجام دیتے تھے ان کے چہرے کو چودھویں رات کے چاند کے مانند بنا کر بے حساب وکتاب جنت کے لئے جدا کر دیا جائے گا اور وہ لوگ بھی جو ترک دنیا کر کے اعلائے کلمہ توحید میں شب وروز کوشاں تھے بے حساب وکتاب جنت کے لئے علیحدہ کر دیئے جائیں گے۔ اور ان لوگوں کو بھی جو راتوں میں نہایت ادب وحضور قلب سے ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔

---

[1] قولہ تعالیٰ سواء علینا اجزعنا ام صبرنا مالنا من محیص. سورہ ابراھیم ۱۲

سادات الناس کا خطاب دیکر بے حساب و کتاب جنت کے لئے جدا کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد وہ جماعت جو ظاہراً و باطناً ہمیشہ ذکر و طاعت الٰہی میں مصروف رہتی تھی اور سختی و آسائش کی حالت میں یکساں حمد الٰہی کرتی تھی اشرف الناس کے خطاب سے ملقب کی جائیگی۔

عوام مسلمانوں کی جماعتیں

باقی ماندہ مسلمان و منافقین مختلف گروہوں پر تقسیم کر دیئے جائیں گے۔ مثلاً نمازی نمازیوں میں روزہ دار روزہ داروں میں حاجی حاجیوں میں سخی سخیوں میں' مجاہدین مجاہدین میں منکسر المزاج اہل تواضع میں محسنین وخوش اخلاق اپنی جنس میں اہل ذکر وظیفہ گزار اہل خوف وترحم عادل ومنصب اہل شہادت اہل صدق ووفا علماء راسخین ' زہاد عوام کالانعام حکام ظالم خونی وقاتل' زانی دروغ گو چور رہزن' ماں باپ کو تکلیف دینے والے سود خوار' رشوت خوار' حقوق العباد کے تلف کرنے والے شراب خوار یتیموں وبیکسوں کے مال کھانے والے' زکوٰۃ نہ دینے والے' نماز نہ پڑھنے والے' امانت میں خیانت کرنے والے عہد کے توڑنے والے وغیرہ وغیرہ مختلف گروہوں میں منقسم ہو کر اپنی جنس میں جا ملیں گے پھر ان گروہوں میں سے وہ لوگ جو مذکورہ صفات میں سے دو تین یا چار یا اس سے زیادہ اوصاف رکھتے ہوں جدا کر کے الگ گروہوں میں تقسیم کر دیئے جائیں گے۔

مختلف گناہوں کی مختلف سزائیں

مویشیوں کی زکوٰۃ نہ دینے[۱] والوں کو میدان حشر میں پشت کے بل لٹا کر جانوروں کو حکم[۲] ہوگا کہ ان پر سے گزر کر پائمال کر دو پس وہ بار بار گزر کر ان کو روندتے رہیں گے۔ سود خواروں کے پیٹوں کو پھلا کر ان میں سانپ[۳] بچھو بھر دیئے جائیں گے اور آسیب زدہ حالت میں ہوں گے۔ مصوروں[۴] کو یہ عذاب دیا جائے گا کہ اپنی بنائی ہوئی تصویروں میں روح ڈالیں۔ جھوٹا خواب بیان کرنے والوں کو مجبور[۵] کیا جائے گا کہ دو جو کے دانوں میں گرہ لگائیں۔ چغلخوروں کے کانوں[۶] میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا۔ اسی طرح بعض فاسقین پر سرزنش ومواخذہ ہوگا۔

مومنین پر اللہ تعالیٰ کی تجلی

جس وقت میدان محشر کافروں سے بالکل خالی ہو جائے گا اور ہر ملت و ہر قرن کے

---

۱ صحیح مسلم ۱۲ ۲ امام احمد وابن ماجہ ۱۲ ۳ صحیح بخاری ۱۲ ۴ صحیح بخاری ۱۲ ۵ صحیح بخاری ۱۲ ۶ صحیح بخاری ۱۲

مسلمان میدان حشر میں ایک جگہ جمع ہو جائیں گے تو خدائے قدوس ان پر ظاہر ہو کر فرمائے گا اے لوگو تمام مذاہب وادیان کے لوگ اپنی جگہ چلے گئے تم کیوں اب یہاں ہو وہ عرض کریں گے کہ وہ تو اپنے معبودوں کے ساتھ چلے گئے۔ جب ہمارا معبود ہم کو اپنے ساتھ لے گا اس وقت ہم بھی اس کے ساتھ چلیں گے۔ ارشاد باری ہوگا کہ میں ہوں تمہارا معبود۔ آؤ میرے ساتھ چلو لیکن چونکہ آدمی اس صورت کو نہ پہچانیں گے کہ یہ خدا کی تجلی ہے۔ کہیں گے کہ ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں تو ہمارا معبود نہیں ہے۔ خداوند تعالیٰ فرمائے گا کیا تم نے اپنے معبود کو دیکھا ہے۔ وہ کہیں گے ہماری کیا طاقت تھی کہ ہم اس کو دیکھ سکتے۔ پھر خداوند کریم ارشاد فرمائے گا تمہارے علم میں کوئی ایسی نشانی ہے جس کے ذریعہ سے اس کو پہچان سکو۔ وہ کہیں گے ہاں[1] بس وہ تجلی پوشیدہ ہو کر دوسری تجلی نمایاں ہوگی جس کی پنڈلی سے پردہ اٹھے گا۔ اس کو دیکھتے ہی سب کہیں گے کہ تو ہی ہمارا پروردگار ہے اور سب سربسجود ہو جائیں گے مگر منافقین بجائے سجدہ کرنے کے پشت کے بل گریں گے حکم ہوگا کہ دوزخ و جنت کو میدان حشر کے درمیان رکھو۔

نماز دیگر عبادات اور معاملات کا حساب

اس کے بعد اعمال کا حساب میدان حشر میں لیا جائے گا۔ سب سے پہلے نماز کا حساب اس طور پر لیا جائے گا کہ اپنی تمام عمر میں کتنی نمازیں اس نے پڑھی ہیں اور کتنی ذمہ واجب ہیں اور ارکان وآداب ظاہری و باطنی اس نے کیونکر ادا کئے ہیں۔ اور کس قدر نوافل پڑھے ہیں۔ اور اگر اس نے فرائض ترک کئے ہوں تو ایک فرض کے عوض میں ستر نوافل قائم ہو سکیں گے۔ نماز انسانی صورت میں حاضر ہو جائے گی جو نمازیں بلا خشوع و خضوع و ذکر الٰہی و درود و وظائف پڑھی گئی ہوں وہ بے دست و پا ہوں گی جن نمازوں میں ان امور مذکورہ کا لحاظ رکھا گیا ہو وہ نہایت آراستہ و پیراستہ ہوں گی۔ اس کے بعد دیگر عبادات بدنی کا بھی مثلاً روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد کا اسی طور پر حساب و کتاب ہوگا۔ نیز زہد، حرص دینی علوم خون زخم اکل و شرب ناجائز خرید و فروخت حقوق العباد وغیرہ وغیرہ کا حساب ہوگا۔ ظالموں سے مظلوموں

---

[1] قولہ تعالیٰ یوم یکشف عن ساق ویدعون الی السجود سورۃ القلم ۱۲ [2] امام احمد وابوداؤد ۱۲

کو اس طور سے بدلہ دلایا جائے گا کہ اگر ظالم نے نیکیاں کی ہیں تو اس کے حسب ظلم مظلوموں کو دلوائی جائیں گی اور اگر نیکیاں نہیں ہیں تو مظلوم کے گناہ حسب اندازہ ظلم ظالم کی گردن پر ڈالے جائیں گے۔ البتہ ظالموں کا ایمان وعقیدہ نہ دیا جائے گا۔

بلند ہمت جو اپنی نیکی ضرورتمند کو دیدیگا

بعض ایسے عالی ہمت بھی ہوں گے کہ خدا کے فضل وکرم پر بھروسہ کر کے اپنی نیکیوں کو بغیر کسی عوض کے دوسروں کو بخش دیں گے چنانچہ ایک روایت میں آیا ہے کہ دو آدمی مقام میزان میں اس قسم کے حاضر ہوں گے کہ ایک کی نیکیاں و برائیاں برابر ہوں گی دوسرا ایسا ہو گا کہ جس کی صرف ایک نیکی ہوگی اول الذکر کو حکم ہوگا کہ تو کہیں سے اگر ایک نیکی مانگ لائے تو نیکیوں کا پلڑا بڑھ جائے گا اور تو جنت کا مستحق ہو جائے گا وہ بیچارہ تمام لوگوں سے استدعا کرے گا مگر کہیں سے کامیابی نہ ہوگی آخر مجبوراً واپس آئے گا جب آخر الذکر کو یہ حال معلوم ہو جائے گا تو کہے گا کہ بھائی میری تو صرف ایک ہی نیکی ہے اور باوجود اتنی خوبیوں کے تجھ کو ایک نیکی بھی کسی نے نہ دی بھلا مجھ کو کون دے گا۔ لے یہ ایک نیکی بھی تو ہی لے لے تا کہ تیرا کام تو بن جائے میرا اللہ مالک ہے۔ خداوند کریم اپنے بے انتہا فضل وکرم سے ارشاد فرمائے گا ان دونوں کو جنت میں لے جا کر ایک درجہ میں چھوڑ دو۔

نیکیوں کا وزن

تمام چھوٹی و بڑی نیکیاں میزان میں داخل کر دی جائیں گی۔ لیکن ان کا وزن حسب عقیدہ ہوگا یعنی جس قدر عقیدہ پختہ و خالص ہوگا اتنی ہی زیادہ وزنی ہوں گی جیسا کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ ایک شخص کی ننانوے[1] برائیاں ہوں گی اور صرف ایک نیکی اور تولتے وقت بارگاہ ایزدی میں عرض کرے گا اے خداوند میری اس نیکی کی اتنی برائیوں کے مقابلہ میں کیا حقیقت ہے کہ تولی جائے۔ جب میں دوزخ ہی کے لائق ہوں تو بغیر تولے مجھ کو بھیج دے اس وقت ارشاد باری ہوگا کہ ہم ظالم نہیں۔ یہ ضرور تولی جائے گی۔ چنانچہ جس وقت وہ

---

[1] یہ حدیث آخر تک ترمذی میں ہے ۱۲

برائیوں کے مقابلہ میں تولی جائے گی تو اس کا پلڑا جھک جائے گا اور وہ مستحق جنت قرار پائے گا۔ (شاہ رفیع الدینؒ صاحب فرماتے ہیں کہ میرے علم میں یہ نیکی شہادت فی سبیل اللہ ہے جو تمام عمر کے گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔ واللہ اعلم۔

اعمال کا ترازو

اگرچہ پل صراط اور میزان کے متعلق علماء کا اختلاف ہے مگر اظہر یہ ہے کہ میزان بہت سی ہوں گی۔ چنانچہ آیہ کریمہ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ سے یہی مفہوم ہے۔ اسی طور سے یہ بھی قیاس میں آتا ہے کہ پل صراط بھی بہت سے ہوں گے خواہ ہر امت کے لئے یا ہر قوم کے لئے واللہ اعلم۔

اہل ایمان کا نور

قبل اس کے کہ میدان محشر سے پل صراط پر گزرنے کا حکم ہو تمام میدان محشر میں اندھیرا چھا جائے گا۔ پس[1] ہر امت کو اپنے اپنے پیغمبروں کے ساتھ چلنے کا حکم ہوگا اہل ایمان کو نور کی دو دو مشعلیں[2] عنایت ہوں گی ایک آگے چلے گی دوسری دائیں جانب اور جوان سے کمتر ہوں گے ان کو ایک ایک مشعل دی جائے گی اور جوان سے کم ہوں ان کے صرف پاؤں کے انگوٹھے کے آس پاس خفیف روشنی ہوگی اور ان سے جو گئے گزرے ہوں گے ان کو ٹمٹماتے ہوئے چراغ کی طرح روشنی دی جائے گی جو کبھی بجھے گی اور[3] کبھی روشن ہوگی جو منافق ہوں گے وہ ذاتی نور سے بالکل خالی ہوں گے بلکہ دوسروں[4] کے نور کی مدد سے چلیں گے۔

پل صراط سے گزرنے کا حکم

یہاں تک کہ جس وقت یہ سب لوگ دوزخ کے کنارے کے قریب جا پہنچیں گے تو دیکھیں گے کہ دوزخ کے اوپر پل صراط ہے جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار کی دھار سے

---

[1] قولہ تعالیٰ یوم ندعوا کل اناس بامامھم ۱۲ [2] قولہ تعالیٰ یسعیٰ نورھم بین ایدیھم وبایمانھم سورہ حدید ۱۲ [3] معالم التنزیل ۱۲ [4] قولہ تعالیٰ یوم یقول المنافقون والمنافقات للذین اٰمنوا انظرونا نقتبس من نورکم قیل ارجعوا وراءکم فالتمسوا نوراً ۱۲

زیادہ تیز ہے حکم ہوگا کہ اس پر ہو کر جنت میں چلو وہ پندرہ ہزار سال کی مسافت میں ہے جن میں سے پانچ ہزار تو اوپر چڑھنے کے اور پانچ ہزار بیچ میں چلنے کے اور پانچ ہزار اترنے کے ہیں۔ حاصل کلام جب میدان محشر سے پل صراط پر پہنچیں گے تو آواز ہوگی کہ اے لوگو اپنی آنکھوں کو بند کرلو تا کہ فاطمہؓ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پل سے گزر جائیں اس کے بعد بعض لوگ تو تجلی[1] کی چمک کی طرح بعض ہوا۔ بعض گھوڑے بعضے اونٹ بعض معمولی رفتار کی مانند پل صراط سے گزر جائیں گے۔ بعض لوگ نہایت محنت و مشقت کے ساتھ پل پر چلیں گے۔

پل صراط پر اعمال کی دستگیری

اس وقت دوزخ میں سے بڑے بڑے انکس نکلیں گے جو ان میں سے بعض کو تو چھوڑ دیں گے بعض کو کچھ کچھ کاٹیں گے اور بعض کو کھینچ کر دوزخ میں ڈال دیں گے اسی طرح سے رشتہ امانتیں لوگوں کے ساتھ ہو جائیں گی۔ پس جنہوں نے ان کی رعایت نہ کی ہو ان کو دوزخ میں کھینچ کر ڈال دیں گے۔ اس وقت اعمال صالحہ مثلاً نماز روزہ درود وظائف وغیرہ لوگوں کے دستگیر ہوں گے اور خیرات آگ کے[2] اور ان کے درمیان حائل ہو جائے گی۔ قربانی سواری کا کام دے گی اور اس مقام کے ہول کی وجہ سے کسی کی آواز تک نہ نکلے گی۔ مگر پیغمبران امتوں کے حق میں[3] (رب سلم سلم) کہیں گے۔

منافقوں کا انجام

جب مسلمان پل صراط پر چڑھ جائیں گے تو منافقین اندھیرے میں گرفتار ہو کر فریاد[4] کریں گے۔ بھائیو ذرا ٹھہرنا تا کہ تمہارے نور کے طفیل سے ہم بھی چلے چلیں وہ جواب دیں گے ذرا پیچھے چلے جاؤ۔ جہاں سے ہم نور لائے ہیں تم بھی وہیں سے لے آؤ۔ پس جب پیچھے

---

[1] ترمذی و دارمی ۱۲ [2] صحیح بخاری میں آیا ہے اتقوا النار ولو بشق تمرۃ [3] صحیح بخاری و مسلم ۱۲

[4] قولہ تعالیٰ یوم یقول المنافقون والمنافقات للذین امنوا انظرونا نقتبس من نورکم قیل ارجعوا ورآءکم فالتمسوا نوراً فضرب بینھم بسور لہ باب باطنہ فیہ الرحمۃ و ظاھرہ من قبلہ العذاب ینادونھم الم نکن معکم قالوا بلیٰ ولکنکم فتنتم انفسکم و تربصتم و ارتبتم وغرتکم الامانی الآیۃ ۱۲

جائیں گے تو وہاں بے انتہا تاریکی اور ہول دیکھیں گے۔ آخر نہایت بے قرار ہو کر واپس لوٹیں گے اور دیکھیں گے کہ پل صراط کے سرے پر ایک بہت بڑی دیوار قائم ہے اور دروازہ بند ہو گیا ہے پس نہایت ہی گڑگڑا کر مسلمانوں کو پکاریں گے کہ کیا دنیا میں ہم تمہارے ساتھ نہ تھے جواب ہمیں چھوڑے چلے جاتے ہو۔ وہ جواب دیں گے کہ بے شک تم ہمارے ساتھ تو تھے لیکن بظاہر اور دل میں شک وشبہ کرتے ہوئے ہمارے حق میں برائیاں اور کفاروں کی بھلائیاں چاہتے تھے لہذا مناسب ہے کہ جن کا ساتھ دیتے تھے انہیں سے جا ملو۔ اسی اثناء میں آگ کے شعلے ان کو گھیر کر جہنم کے سب سے نیچے کے درجے[1] میں پہنچا دیں گے۔

پل صراط سے سلامتی کے ساتھ گزر جانے والے

وہ مسلمان جو بجلی وہوا کی رفتار کے موافق پل صراط پر سے گزریں گے وہ پل کو عبور کر کے کہیں گے کہ ہم نے تو سنا تھا کہ راستہ میں دوزخ آئے گی لیکن ہم نے تو دیکھا بھی نہیں اور وہ لوگ جو سلامتی کے ساتھ گزریں گے وہ بھی پل صراط سے اتر کر میدان میں ان سے جا ملیں گے دنیا میں جو ایک دوسرے سے شکایت رکھتے تھے وہ سب ایک ہو جائیں گے۔

امت کے گنہگاروں کے لئے حضور علیہ وسلم صلی اللہ کی شفاعت

جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے[2] دست مبارک سے جنت کا قفل کھول کر لوگوں کو داخل فرمائیں گے یہاں پہنچ کر آپ اپنی امت کی تفتیش حال کریں گے۔ اس وقت آپ کی امت تمام اہل جنت کا چہارم حصہ ہو گی دریافت حال کے بعد جب آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ ابھی میری امت میں سے ہزار ہا آدمی دوزخ میں پڑے ہیں تو بوجہ اس کے کہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں غمگین ہو کر درگاہ الٰہی میں عرض کریں گے اے خدا میری امت کو دوزخ سے خلاصی دے یا شفاعت بھی شفاعت کبریٰ اے کے مانند جو آنجناب نے کی تھی ہو گی۔ یعنی سات روز تک سربسجود رہ کر عجیب وغریب حمد وثنا بیان فرمائیں گے تب بارگاہ الٰہی سے حکم ہو گا کہ جس کے دل میں جو کے دانے[3] کے برابر ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لاؤ۔

---

[1] قولہ تعالیٰ ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار (ترجمہ) منافق (مسلمانوں کے بدخواہ کافروں کے خیرخواہ) دوزخ کے سب سے نیچے کے طبقے میں ہونگے ۱۲ [2] ترمذی میں ہے المفاتیح یومئذ بیدی وانا اول من یحرک من حلق الجنۃ [3] صحیح بخاری ومسلم شریف ۱۲

آپ کو دیکھ کر دوسرے پیغمبر[1] بھی اپنی اپنی امتوں کی شفاعت کریں گے۔ پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بحکم الٰہی فرشتوں کو اپنے ساتھ لے کر بعیت امت دوزخ کے کنارے پہنچیں گے اور فرمائیں گے اپنے اپنے رشتہ داروں اور واقف کاروں کو یاد کر کے ان کی نشانی بتاؤ۔ تاکہ یہ فرشتے ان کو دوزخ سے نکال لیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوگا۔ علاوہ ازیں شہداء کو ستر حافظوں کو دس علماء کو حسب مراتب لوگوں کی شفاعت کا حق ہوگا۔ جب آپ ان کو لے کر جنت میں تشریف لائیں گے تو آپ کی امت اس وقت تمام اہل جنت کا تیسرا حصہ ہوگی۔

دوسری بار شفاعت اور رائی برابر ایمان والوں کی نجات

پھر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تفتیش فرمائیں گے کہ اب میری امت میں سے کس قدر دوزخ میں باقی ہیں۔ جواب ہوگا کہ حضور ابھی تو ہزار ہا دوزخ میں موجود ہیں آپ پھر بدستور سابق بارگاہ ایزدی میں شفاعت کریں گے حکم ہوگا کہ جس کسی کے دل میں[1] رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لاؤ۔ پس آپ بدستور سابق علماء اولیاء شہداء وغیرہ کو دوزخ کے کنارے لے جا کر فرمائیں گے کہ اپنے اپنے رشتہ داروں واقف کاروں وغیرہ کو یاد اور پہچان کر کے دوزخ سے نکلواؤ۔ اس وقت بھی ہزار ہا آدمی دوزخ سے رہا ہو کر جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ اب آپ کی امت تمام اہل جنت کا نصف حصہ ہوگی۔

تیسری شفاعت اور آدھے ذرہ کے برابر ایمان والوں کی نجات

اس شفاعت کے بعد آپ پھر دریافت فرما کر بدستور ہائے سابق شفاعت کریں گے ارشاد باری ہوگا کہ جس کے دل میں[2] آدھے ذرہ کے برابر بھی ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لو پس بدستور سابق ایک بہت بڑی تعداد جہنم سے برآمد ہو کر جنت میں داخل ہوگی۔ اس وقت آپ کی امت تمام اہل جنت سے دوچند ہو جائے گی۔ اور موحدین میں سے کوئی شخص دوزخ میں نہیں رہیگا۔

وہ موحد جو انبیاء کی تعلیمات سے محروم رہے

وہ موحدین جن کو انبیاء علیہم السلام کا توسل حاصل نہ ہو یعنی ان کو پیغمبروں کے آنے کا

---

[1] صحیح بخاری و مسلم شریف ۱۲ [2] صحیح بخاری و مسلم شریف

علم نہیں ہوا ہو نہ کہ وہ جو پیغمبروں کو معلوم کر کے منحرف ہو گئے ہوں ان کے حق میں بھی حضور اقدس ﷺ شفاعت کریں گے مگر خداوند کریم فرمائے گا کہ ان سے تمہارا کوئی تعلق نہیں بلکہ ان کو میں خود بخشوں گا۔ اسی اثناء میں مشرکین اور ان موحدین میں نزاع ہو گا۔ مشرکین بطور طعنہ کہیں گے کہ تم تو توحید[1] کے متعلق دنیا میں ہم سے جھگڑتے تھے اور اپنے تئیں سچے بتاتے تھے مگر معلوم ہوا کہ تمہارا خیال محض خام تھا۔ دیکھو ہم اور تم یکساں ایک ہی بلا میں مبتلا ہیں پس اس وقت خدائے قدوس فرمائے گا کیا انہوں نے شرک وتوحید کو یکساں سمجھ لیا ہے۔ قسم ہے عزت وجلال کی کہ میں کسی موحد کو مشرک کے برابر نہ کروں گا۔ پس ان تمام موحدین کو اس روز کے آخر میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال کی ہے دوزخ سے اپنے دست قدرت سے نجات دے گا۔ اس وقت ان لوگوں کے جسم کوئلہ[2] کی طرح سیاہ ہوں گے۔ لہذا آب حیات کی نہر میں جو جنت کے دروازوں کے سامنے ہے غوطہ دیں گے جس سے ان کے بدن صحیح وسالم ہو کر تر وتازہ ہو جائیں گے اور ایک مدت کے بعد جنت میں داخل ہوں گے مگر ان کی گردنوں پر ایک سیاہ داغ رہے گا اور اہل جنت میں ان کا لقب جہنمی ہو گا پس وہ ایک مدت کے بعد درگاہ الٰہی میں عرض کریں گے خداوندا جب تو نے دوزخ سے ہم کو نجات دی تو اس نشان ولقب کو بھی اپنے فضل وکرم سے ہم سے دور کر دے۔ پس خدا کی مہربانی سے وہ نشان اور لقب بھی ان سے دور ہو جائے گا۔

آخری شخص جو دوزخ سے نکلے گا

سب سے آخری شخص جو دوزخ سے برآمد ہو کر جنت میں داخل کیا جائے گا ایک ایسا شخص ہو گا کہ اس کو دوزخ سے نکال کر کنارہ پر بٹھا دیا جائے گا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب اس کو ہوش آئے گا تو کہے گا کہ میرے منہ کو اس طرف سے پھیر دو۔ پس اس سے عہد لیا جائے گا اس کے سوا اور کچھ تو نہ مانگے گا۔ جب وہ پختہ عہد کر لے گا تو اس کا منہ پھیر دیا جائے گا۔ جب وہ جنت کی جانب نظر کرے گا تو اس کو نہایت تر وتازہ درخت دکھائی دیں گے پس وہ شور مچائے گا الٰہی مجھ کو وہاں پہنچا دے پھر اس سے بدستور سابق عہد لے کر وہاں پہنچا دیا

۱؎ صحیح بخاری ومسلم شریف ۲؎ صحیح بخاری ومسلم شریف

جائے گا اور اسی ترتیب سے خوشنما درخت وعمدہ مکانات کو دیکھ کر نقض عہد کرتا ہوا جنت کے پاس پہنچ جائے گا اور جب وہ جنت کی تروتازگی ورونق دیکھے گا تو تمام عہد سابقہ کو توڑ کر نہایت گڑگڑا کر جنت میں داخل ہونے کا خواستگار ہوگا لیکن جب اس کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت مل جائے گی تو اس خیال میں پڑ جائے گا کہ جنت تو معمور ہو چکی ہے اب میرے لئے اس میں مکان کی گنجائش کہاں ہوگی۔ حق تعالیٰ فرمائے گا جا وہاں جگہ کی کمی نہیں ہے۔ عرض کرے گا کہ خداوند شاید تو مجھ سے تمسخر کرتا ہے حالانکہ تو رب العالمین ہے خداوند کریم فرمائے گا کہ جس قدر تجھے مانگنا ہو مانگ، لے میں اس سے دوچند عطا کروں گا چنانچہ ایسا ہی ہوگا اور یہ اہل جنت میں سے ادنیٰ مرتبہ کا ہے۔

کافروں کا حساب وانجام

کافروں پر شرک کی فرد جرم

اول کافروں سے توحید وشرک کے متعلق سوال ہوگا۔ وہ جواب دیتے ہوئے شرک سے صاف انکار کردیں گے کہ ہم نے ہرگز شرک[1] نہیں کیا ان کے قائل کرنے کے لئے زمین کے اس قطعہ کو جس پر وہ شرک کرتے تھے اور اس رات دن اور مہینے کو جس میں وہ کفر کرتے تھے اور حضرت آدم کو جن پر ان کی اولاد کے روزانہ افعال ظاہر کئے جاتے تھے اور ملائکہ کو جو ان کے اقوال وافعال کو قلمبند کرتے تھے بطور گواہ بلایا جائے گا۔ مگر جب کمال انکار کی وجہ سے تمام مذکورہ بالا شہادتیں ان کے لئے مسکہت ثابت نہ ہوں گی تو ان کی زبانوں پر مہریں[2] کردی جائیں گی تب ان کا ہر عضو اعمال سیۂ پر گویا ہوجائے گا۔

کافروں کا اعتراف جرم

شہادت ختم ہونے پر اولاً وہ اپنے اعضاء پر لعن[3] وطعن کریں گے کہ ہم نے جو کچھ کیا تھا تمہارے ہی لئے کیا۔ وہ جواب دیں گے کہ ہم خدا کے حکم سے تمہاری تابعداری میں تھے اب اسی کے حکم سے گویا[4] ہوئے بیشک تم ظالم تھے کیونکہ تم نے مالک حقیقی کی خلاف ورزی کرکے ہم کو بھی اپنے ساتھ مصیبت میں مبتلا کردیا خدا نے جو ہم کو تمہارا مطیع بنایا تھا اس کا کچھ تم نے شکریہ ادا

---

[1] قولہ تعالیٰ واللہ ربنا ما کنا مشرکین خدا کی قسم ہم تو مشرک نہیں تھے ۱۲ [2] قولہ تعالیٰ الیوم نختم علیٰ افواھھم و تکلمنا ایدیھم و تشھدا رجلھم بما کانوا یکسبون سورۂ یٰس ۱۲

[3] قولہ تعالیٰ وقالوا لجلودھم لم شھد تم علینا سورۂ حم سجدہ ۱۲ [4] قولہ تعالیٰ قالوٓا انطقنا اللہ الذی انطق کل شی وھو خلقکم اول مرۃ والیہ ترجعون سورۂ حم سجدہ ۱۲

نہیں کیا نہ ہماری تابعداری کی اصلی غرض سمجھنے کی کوشش کی ہم تو سوائے سچ کے اور کچھ نہیں کہہ سکتے۔ پس وہ لاچار ہوکر اپنے شرک وکفر بد کا اقرار[1] کرلیں گے اور ملزم قرار پا جائیں گے۔

کافروں کا عذر کہ ہم بے خبر تھے

ثانیاً وہ طرح طرح کے عذر پیش کریں گے اول یہ کہیں گے کہ ہم احکام الٰہی کے جاننے سے بالکل بے خبر تھے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوگا کہ میں نے پیغمبروں کو معجزات دیکر بھیجا۔ انہوں نے میرے احکام کو نہایت امانت داری کے ساتھ پہنچایا تم نے کیوں غفلت کی اور احکام کو کیوں نہیں تسلیم کیا۔ جواب میں کہیں گے نہ تو ہمارے پاس کوئی پیغمبر آیا نہ کوئی حکم پہنچا۔

حضرت نوح کی گواہی

پس اول حضرت نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کے سامنے پیش کیا جائے گا آپ ارشاد فرمائیں گے کہ اے جھوٹو۔ اے حق سے منہ موڑنے والو۔ کیا تم کو یاد نہیں کہ میں نے تم کو ساڑھے نو سو[2] برس کی مدت دراز تک طرح طرح کے وعظ سنا کر عذاب الٰہی سے ڈرایا۔ احکام الٰہی پہنچائے کتنی محنت وکوشش کی علانیہ[3] وپوشیدہ طور پر خدا کی وحدانیت اور اپنی رسالت کے اثبات میں کس قدر کوشش وجانفشانی کی کھلی دلیلوں اور معجزوں سے ان کو ثابت کیا۔ کیا تمہیں یاد نہیں کہ فلاں مجلس میں میں نے تم سے اس طرح کہا تھا اور تم نے ایسا جواب دیا تھا اسی طرح اپنی تبلیغ اور ان کے انکار کے دیگر قصص یاد دلائیں گے۔ مگر وہ صاف مکر جائیں گے اور کہیں گے کہ ہم تو تمہیں جانتے بھی نہیں اور نہ کبھی تم سے کوئی خدائی حکم سنا۔

حضرت نوحؑ کے حق میں امت محمدیہ کی گواہی

اس پر خداوند کریم ارشاد فرمائے گا کہ اے نوح اپنی تبلیغ رسالت کے گواہ پیش کرآپ عرض کریں گے۔ میرے گواہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں۔ پس اس امت کے

---

[1] قولہ تعالیٰ فاعترفوا بذنبہم فسحقاً لاصحاب السعیر سورۂ ملک ۱۲

[2] صحیح بخاری وصحیح مسلم قولہ تعالیٰ فلبث فیہم الف سنة الا خمسین عاماً پس وہ اپنی قوم میں پچاس برس کم ایک ہزار سال تک رہے حضرت نوح کی عمر کل چودہ سو برس کی تھی جن میں سے ساڑھے نو سو برس وعظ میں صرف ہوئے۔

[3] قولہ تعالیٰ انی اعلنت لہم واسررت لہم اسراراً سورہ نوح ۱۲

علماء صدیقین اور شہداء حاضر کر دیئے جائیں گے۔ وہ عرض کریں گے ہاں ہم ان کے گواہ ہیں بے شک تو نے ان کو رسول بنا کر تبلیغ احکام کے لئے اس قوم کے پاس بھیجا تھا ہماری دلیل یہ ہے ولقد ارسلنا نوحاً الیٰ قومه فلبث فیهم الف سنة الا خمسین عاماً فاخذهم الطوفان الخ امت نوح کے کافر کہیں گے۔ کہ تو تم ہمارے زمانے میں تھے نہ تم نے ہماری حالت دیکھی نہ ہماری گفتگو سنی پھر تمہاری شہادت ہمارے مقدمہ میں کیونکر قابل سماعت ہو سکتی ہے اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمائیں گے کہ جو کچھ میری امت نے کہا وہ بالکل بجا و درست ہے کیونکہ ان کو اس حقیقت حال کا ثبوت دنیا میں بذریعہ خبر الٰہی جو معائنہ و مشاہدے سے کہیں قوی ہے پہنچا ہے۔ تب جا کر یہ کافر ساکت ہو کر ملزم قرار پائیں گے۔ ان کے بعد اسی طرح حضرت ہودؑ حضرت صالحؑ حضرت ابراہیمؑ حضرت شعیبؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ وغیرہ علیہما السلام کی امتیں بالترتیب مقابلہ و مباحثہ کر کے بالآخر قائل ہو جائیں گی اور ملزم قرار پائیں گی۔

کافروں کی معذرت کی ناکامی

اس کے بعد عذر و معذرت کرتے ہوئے کہیں گے۔ اے خداوند فی الواقع ہم نے نہیں سمجھا۔ خطا وار گنہگار ہیں لیکن ان تمام خرابیوں کے باعث اور لوگ تھے پس ہمارے عذاب کو ان کی گردنوں پر رکھ اور ہم کو دنیا میں واپس بھیج دے تا کہ وہاں تیرے احکام کو قبول کر کے نیک عمل کریں۔ بارگاہ ایزدی سے جواباً ارشاد ہوگا کہ تمہارا عذر قابل سماعت نہیں جو سمجھانے کا حق تھا وہ ادا ہو چکا تم کو ہم نے مدت[2] دراز تک فرصت دی تھی اب دنیا میں واپس جانا ناممکن ہے پس ان کے جو کچھ نیک اعمال ہوں گے وہ نیست[3] و نابود کر دیئے جائیں گے اور اعمال بد کو برقرار رکھا جائے گا کیونکہ انہوں نے اپنے زعم میں جو کچھ نیک اعمال بتوں کے لئے کئے تھے وہ بارگاہ الٰہی میں مقبول نہیں ماسوا ان کے جو کچھ انہوں نے خدا کے لئے

---

[1] ویکون الرسول علیکم شهیداً [2] قولہ تعالیٰ اولم نعمر کم ما یتذکر فیه من تذکر وجآء کم النذیر سورۂ فاطر۔ کیا دنیا میں ہم نے تم کو اس قدر عمر نہیں دی تھی کہ سچائی کا طالب سچائی کو بخوبی معلوم کر سکتا اور حالانکہ سمجھانے والا (پیغمبر) بھی تمہارے پاس آ گیا تھا۔ (پس اب یہ لیت و لعل کیسی

[3] و قدمنا الیٰ ماعملوا من عمل فجعلناه هباً منثوراً ۱۲

گئے تھے ان کا بسبب جہالت معرفت و مخالفت احکام الٰہی دنیا میں صلہ دیدیا گیا اس لئے آخرت میں جزا کے مستحق نہ رہے۔

امت آدم میں فی ہزار ایک جنتی

پس حضرت آدم علیہ السلام کو حکم ہوگا کہ اپنی اولاد میں سے دوزخیوں کا گروہ علیحدہ کردو۔ آپ عرض کریں گے کس حساب سے۔ ارشاد باری ہوگا کہ فی ہزار ایک آدمی جنت کے لئے اور نو سو ننانوے دوزخ کے واسطے۔ اس وقت لوگوں میں اس قدر ہل چل ہوگی کہ بیان سے باہر ہے۔

اپنے اپنے جھوٹے معبودوں سے اجر لے لو

پھر حکم ہوگا کہ جس جس شخص نے عمل کیا ہے وہ اپنے اپنے معبود سے خود جا کر طالب جزا ہو پس جس وقت وہ اپنے اپنے معبودوں کی جستجو میں ہوں گے۔ تو بت پرستوں کے واسطے وہ شیاطین جو بتوں سے تعلق رکھ کر بت پرستی و سرکشی کے باعث بنے تھے اور خواب و بیداری میں نئے نئے کرشمے دکھاتے تھے۔ سامنے آ جائیں گے اور جو جماعتیں کہ حضرت عیسیٰ و ملائکہ و دیگر انبیاء و اولیاء کو پوجتی تھیں چونکہ یہ صالحین ان کے بداعمال سے بیزار تھے اور در حقیقت ان کی گمراہی کے باعث بھی شیاطین ہی تھے لہٰذا وہی شیاطین ان کے سامنے آ جائیں گے پس جو فرشتے انتظام پر مامور ہوں گے وہ ان سے دریافت کریں گے کیا تمہارے معبود یہی ہیں وہ اپنے پورے یقین کے ساتھ بوجہ اس مناسبت معنوی کے جو ان کو بتوں کے ساتھ تھی کہیں گے در حقیقت ہمارے معبود یہی ہیں ملائکہ ان سے کہیں گے کہ انہیں کے ساتھ چلے جاؤ تا کہ تم کو تمہارے اعمال کی جزا و سزا تک پہنچا دیں۔

کافروں کو پانی کی طلب جہنم میں جا دھکیلے گی

پس یہ بسبب شدت پیاس اپنے معبودوں سے پانی طلب کریں گے اس پر ان کے لئے سراب یعنی چمکتا ہوا ریتا نمودار ہو جائے گا۔ وہ اس کو پانی سمجھ کر دوڑ پڑیں گے پہنچنے پر ان کو

۱؎ صحیح بخاری و صحیح مسلم ۱۲ ۲؎ قولہ تعالیٰ من اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب لہ الیٰ یوم القیٰمۃ وھم عن دعاء ھم غافلون واذا حشر الناس کانوا لھم اعدآءً و کانوا بعبادتھم کٰفرین سورۂ احقاف ۱۲

معلوم ہوگا کہ وہ تو آگ ہے جو بڑی لپٹوں سے ان کو اپنی طرف کھینچتی ہے اس وقت دوزخ میں سے لمبی لمبی گردنیں نکلیں گی جو دانوں کی طرح ان کو چن چن کر دوزخ میں ڈال دیں گی۔

جہنم میں شیطان کی تقریر

جب کفار آگ میں مجتمع ہو جائیں گے تو شیطان[1] آگ کے منبر پر چڑھ کر سب کو اپنی طرف بلائے گا وہ اس گمان سے کہ یہ ہمارا سردار ہے کسی نہ کسی مکر وحیلہ سے ہم کو نجات دلائے گا اس کے پاس آ جائیں گے۔ پس[2] شیطان کہے گا کہ خدا کے تمام احکام بجا و درست تھے میں تمہارا اور تمہارے باپ کا دشمن تھا مگر یہ یاد رہے کہ تم میں سے کسی کو زبردستی سے اپنی طرف نہیں کھینچا البتہ برے کاموں کی ترغیب دی تم نے بسبب کم عقلی و خام طبعی میرے وسوسوں کو سچا جان کر اختیار کیا پس اس وقت اپنے آپ پر ہی ملامت کرو نہ کہ مجھ پر۔ علاوہ ازیں مجھ سے کسی قسم کی نجات وخلاصی دلانے کی امید نہ رکھنا۔

ٹال مٹول کا کوئی حربہ کام نہ دے گا

اس یاس و ناامیدی کے جواب کو سن کر آپس میں لعن وطعن کرنے لگیں گے تابع و متبوع سب یہ چاہیں گے کہ اپنے وبال کو دوسرے پر ڈال کر خود سبکدوش ہو جائیں مگر یہ خیال محال و بے سود ہوگا۔ اور قہر کے فرشتے ان کو کشاں کشاں اس مقام تک پہنچا دیں گے۔ جو ان کے اعمال وعقائد سے مناسبت رکھتا ہوگا۔

جہنم، اس کے طبقات اور عذاب

دوزخ کی آگ یہاں کی آگ سے ستر[3] (۷۰) حصے زیادہ گرم ہے۔ اس کا رنگ شروع میں[4] سفید تھا پھر ہزار برس بعد سرخ ہو گیا اب سیاہ ہے اس کے سات[5] طبقے ہیں جن

---

[1] تفسیر معالم التنزیل میں مقاتل سے روایت ہے کہ دوزخ میں ابلیس کے لئے ایک منبر رکھا جائے گا جس پر وہ کھڑا ہوگا۱۲ [2] قولہ تعالیٰ وقال الشیطان لما قضی الامر ان اللہ وعدکم وعد الحق ووعدتکم فاخلفتکم وما کان لی علیکم من سلطان الا ان دعوتکم فاستجبتم لی فلا تلوموني ولوموا انفسکم ما انا بمصرخکم وما انتم بمصرخی الآیہ سورہ ابراہیم۱۲ [3] صحیح بخاری و مسلم شریف۱۲ [4] جامع ترمذی و مشکوٰۃ شریف ان میں سرخی کو سفیدی پر مقدم کہا ہے۱۲ [5] قولہ تعالیٰ لها سبعة ابواب لکل باب منهم جزء مقسوم معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ آٹھ دروازوں سے آٹھ طبقے مراد ہیں۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ آٹھ دروازے اوپر تلے ہیں۔

میں ایک ایک بڑا پھاٹک ہے۔ اول طبقہ گناہگار مسلمانوں اور ان کفار کے لئے جو باوجود شرک پیغمبروں کی حمایت کرتے تھے مخصوص ہے۔ دیگر طبقات مشرکین' آتش پرست دہریئے' یہودی' نصاریٰ اور منافقین کے لئے مقرر ہیں۔ ان طبقوں کے نام یہ ہیں[1]۔

(۱) جحیم' (۲) جہنم (۳) سعیر' (۴) سقر (۵) لظی (۶) ہاویہ (۷) حطمہ۔ ان طبقات میں سے ہر ایک میں نہایت وسعت قسم قسم کے عذاب اور رنگ برنگ کے مکانات ہیں۔ مثلاً ایک مکان ہے جس کا نام غی[2] ہے۔ جس کی سختی سے باقی دوزخ بھی ہر روز چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے۔ ایک اور مکان ہے جس میں بے انتہا سردی ہے جس کو زمہریر کہتے ہیں اور ایک مکان ہے جس کو جب الحزن یعنی غم کا کنواں کہتے ہیں اور ایک کنواں ہے جس کو طینۃ الخبال یعنی راد پیپ کی کیچڑ کہتے ہیں۔ ایک پہاڑ ہے جس کو صعود[3] کہتے ہیں اس کی بلندی ستر سال کی مسافت کے برابر ہے جس پر کفاروں کو چڑھا کر نار دوزخ کی تہہ میں پھینکا جائے گا۔ ایک تالاب ہے جس کا نام آب حمیم ہے پانی اس کا اتنا گرم ہے کہ لبوں تک پہنچنے سے اوپر کا ہونٹ اس قدر سوجھ جاتا ہے کہ ناک اور آنکھیں تک ڈھک جاتی ہیں اور نیچے کا لب سوجھ کر سینے و ناف تک پہنچتا ہے زبان جل جاتی ہے اور منہ تنگ ہو جاتا ہے۔ حلق سے نیچے اترتے ہی پھیپھڑے' معدے اور انتڑیوں[4] کو پھاڑ دیتا ہے ایک اور تالاب ہے جس کو غساق[5] کہتے ہیں اس میں کفاروں کا پسینہ' پیپ اور لہو بہہ کر جمع ہوتا ہے ایک چشمہ ہے جس کا نام غسلین[6] ہے اس میں کفاروں کا میل کچیل جمع ہوتا ہے۔ اس قسم کے اور بھی بہت سے خوفناک مکانات ہیں۔

جہنم کے عذاب کی نوعیتیں

اہل دوزخ کے بہت چوڑے چکلے جسم بنا دیئے جائیں گے تاکہ سختی عذاب زیادہ ہو۔ اور ان کے ہر ایک رگ وریشہ کو ظاہراً و باطناً طرح طرح کے عذاب پہنچائیں گے۔ مثلاً جلانا' کچلنا' سانپ بچھوؤں کا کاٹنا' کانٹوں کا چبھونا۔ کھال کا چیرنا۔ مکھیوں کو زخم پر بٹھانا

---

[1] ان طبقوں کے نام قرآن مجید میں جابجا مذکور ہیں ۱۲ [2] فسوف یلقون غیا ۱۲ [3] قولہ تعالیٰ سارھقہ' صعوداً ۱۲ [4] قولہ تعالیٰ یغلی فی البطون کغلی الحمیم ۱۲ [5] قولہ تعالیٰ الاحمیماً وغساقاً جزاءً وفاقاً ۱۲ [6] قولہ تعالیٰ الامن غسلین لایاکلہ الا الخاطؤن ۱۲

وغیرہ وغیرہ۔ بسبب شدت گرمی آگ کے پہنچتے ہی ان کے جسم جل کر نئے جسم[1] پیدا ہوجایا کریں گے۔ یہاں تک کہ ایک گھڑی میں سات سو جسم بدلتے رہیں گے مگر یہ واضح رہے کہ جسم کے اصلی اجزاء برقرار رہیں گے۔ صرف گوشت و پوست جل کر دوبارہ پیدا ہوتا رہے گا اور غم حسرت[2] ناامیدی خلل شکم وغیرہ تکلیفات بقدر جسامت برداشت کریں گے۔ بعض کافروں کی کھال بیالیس بیالیس گز موٹی ہوگی۔ دانت[3] پہاڑوں[4] کی مانند بیٹھنے میں تین تین[5] منزل کی مسافت کے برابر جگہ گھیریں گے۔

بھوک کا عذاب

مدت دراز کے بعد سوائے دیگر عذاب کے بھوک کا عذاب[6] اس قدر سخت کردیا جائے گا کہ جو تمام عذابوں کے مجموعہ کے برابر ہوگا۔ آخر کار نہایت بے چین و بے قرار ہوکر غذا طلب کریں گے حکم ہوگا کہ درخت زقوم[7] کے پھل جو نہایت تلخ خاردار اور سخت ہے اور جو جہنم کی تہ میں پیدا ہوتا ہے ان کو کھانے کو دیدو۔ جب اس کو کھانا شروع کریں گے تو گلے میں پھنس جائے گا۔ پس کہیں گے کہ دنیا میں جب ہمارے گلوں میں لقمہ اٹک جاتا تھا تو پانی سے نگل لیا کرتے تھے۔ لہذا طالب آب ہوں گے۔ حکم ہوگا کہ جہنم میں سے پانی پلادو پانی کے منہ تک پہنچتے ہی ہونٹ جل کر اتنے سوجھ جائیں گے کہ پیشانی و سینہ تک پہنچ جائیں گے۔ زبان سکڑ جائے گی حلق ٹکڑے ٹکڑے ہوجائے گا انتڑیاں پھٹ کر پاخانہ کے راستہ سے نکل پڑیں گی۔

کافروں کی التجائیں جو کامیاب نہ ہوں گی

اس حالت سے بے قرار[8] ہوکر جہنم کے نگران کے سامنے آہ وزاری کریں گے کہ ہم کو تو مار دے تاکہ ان مصائب سے نجات پالیں۔ ہزار سال کے بعد وہ جواب دے گا کہ تم تو ہمیشہ اسی[9] میں رہو گے۔ پھر ہزار سال کے بعد خداوند کریم سے دعا کریں گے اے خدائے

۱؎ قولہ تعالیٰ کلما نضجت جلودھم بدلنا ھم جلوداً غیرھا لیذوقوا العذاب ۱۲ ۲؎ یہ مضمون متفرق آیتوں اور حدیثوں میں آیا ہے ۱۲ ۳؎ ترمذی ۴؎ ترمذی میں آیا ہے کہ ان کے بیٹھنے کی جگہ میں اتنی مسافت ہوگی جتنی مکہ و مدینہ میں ہے اور مسلم میں ہے کہ ان کے دونوں شانوں کے درمیان تین روز کی راہ کا فاصلہ ہوگا ۱۲ ۵؎ یہ حدیث آخر تک ترمذی میں ہے ۱۲ ۶؎ قولہ تعالیٰ ان شجرۃ الزقوم طعام الاثیم ۷؎ قولہ تعالیٰ وطعاماً ذاغصۃ وعذاباً الیماً ۸؎ قولہ تعالیٰ ونادوا یا مالک لیقض علینا ربک ۹؎ قولہ تعالیٰ انکم ماکثون ۱۲

قدوس ہماری جان لے لے اور اپنی رحمت سے اس عذاب سے نجات دیدے۔ ہزار سال کے بعد بارگاہ ایزدی سے جواباً ارشاد ہوگا۔ خبردار خاموش[1] رہو۔ ہم سے استدعانہ کرو تم کو یہاں سے نکلنا نصیب نہ ہوگا۔

آخرکار مجبور ہوکر کہیں گے آؤ بھائی صبر کرو کیونکہ صبر کا پھل اچھا ہے اور خداوند کریم کو تضرع وزاری کے ساتھ ایک ہزار برس تک یاد کریں گے آخر بالکل ناامید ہوکر کہیں گے بیقراری وصبر[1] ہمارے حق میں برابر ہے کسی طرح شکل نجات نظر نہیں آتی۔ ان کو سر[2] کے بل کھڑا کیا جاوے گا ان کے جسم مسخ ہوکر کتوں، گدھوں، بھیڑیوں، بندروں سانپوں اور دیگر حیوانات وغیرہ وغیرہ کی شکل میں ہوجائیں گے۔ دنیا میں جو لوگ تکبر کرتے ہیں ان کو میدان حشر میں لٹا کر پاؤں میں روندد یا جائے گا۔ یہ کافروں کی حالت کا بیان ہے۔

۱؎ قولہ تعالیٰ اخسؤ فیہا ولا تکلمون ۱۲ ۲؎ قولہ تعالیٰ الحقنابھم ذریتھم سورہ طور اہل جنت سے ان کی اولاد کو ملادیں گے ۳؎ صحیح بخاری ومسلم شریف ۱۲

عالم آخرت کی کبھی ختم نہ ہونے والی زندگی

موت کی موت
اہل جنت کی عیش ونشاط کی زندگی
اللہ تعالیٰ کا دیدار
جنوں کا انجام
پرندوں اور جانوروں کا انجام
وہ انسانوں اور جنوں کے علاوہ وہ چیزیں جو کبھی فنا نہ ہوں گی

موت کو ذبح کرنا اور ہمیشہ رہنے کا اعلان

جب تمام لوگ دوزخ و جنت میں داخل ہو چکیں گے تو جنت و دوزخ کے درمیان منادی ہوگی کہ اے اہل جنت، جنت کے کناروں پر آ جاؤ اور اے اہل دوزخ دوزخ کے کناروں پر آ جاؤ۔ اہل جنت کہیں گے ہم کو تو ابدلآ باد کا وعدہ دلا کر جنت میں داخل کیا ہے اب کیوں طلب کرتے ہو اور اہل دوزخ نہایت خوش ہو کر کناروں کی طرف دوڑیں گے اور کہیں گے شاید ہماری مغفرت کا حکم ہو گا۔ پس جس وقت سب کناروں پر آ جائیں گے تو ان کے مابین موت کو چتکبرے مینڈھے کی شکل میں حاضر کر دیا جائے گا اور لوگوں سے کہا جائے گا کہ کیا اس کو پہچانتے ہو سب کہیں گے ہاں جانتے ہیں کیونکہ کوئی شخص ایسا نہیں کہ جس نے موت کا پیالہ نہ پیا ہو اس کے بعد اس کو ذبح کر دیا جائے گا۔ کہتے ہیں کہ اس کو حضرت یحییٰ ذبح کریں گے۔ پھر وہ منادی۔

آواز دے گا اے اہل جنت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہو کہ اب موت نہیں اور اے اہل دوزخ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہو کہ اب موت نہیں اہل جنت اس قدر خوش ہوں گے کہ اگر موت ہوتی تو یہ شادی مرگ ہو جاتی اور اہل دوزخ اس قدر رنجیدہ ہوں گے کہ اگر موت ہوتی تو یہ غم کے مارے مر جاتے۔ اس کے بعد حکم ہوگا کہ دوزخ کے دروازوں کو بند کر کے

اس کے پیچھے بڑے بڑے آتشی شہتیر بطور پشتیبان لگا دوتا کہ دوزخیوں کو نکلنے کا خیال بھی نہ رہے اور اہل جنت کو جنت میں ابدالآباد تک رہنے کا یقین و اطمینان ہو جائے۔

جنت کے در و دیوار اور باغات

جنت کی دیواریں سونے[1] اور چاندی کی اینٹوں اور مشک و زعفران کے گارے سے بنی ہوئی ہیں اس کی سڑکیں اور پٹڑیاں زمرد یاقوت اور بلور سے۔ اس کے باغیچے نہایت پاکیزہ ہیں جن میں بجائے بجری زمرد یاقوت اور موتی وغیرہ پڑے ہیں۔ اس کے درختوں کی چھالیں طلائی ونقرئی ہیں۔ شاخیں بے خار و بے خزاں اس کے میووں میں دنیا کی نعمتوں کی گوناگوں لذتیں ہیں۔ ان کے نیچے ایسی نہریں ہیں جن کے کنارے پاکیزہ اور جواہرات سے مرصع ہیں۔

جنت کے درخت باوجود نہایت بلند و بزرگ و سایہ دار ہونے کے اس قدر باشعور ہیں کہ جس وقت کوئی جنتی کسی میوہ کو رغبت کی نگاہ سے دیکھے گا تو اس کی شاخ اس قدر نیچے کو جھک جائے گی کہ بغیر کسی مشقت کے وہ اس کو توڑ لیا کرے گا۔

جنت کی نہریں

جنت کی نہروں کی چار قسمیں ہیں۔ ایک وہ کہ جن کا پانی نہایت شیریں[2] و خنک ہے۔ دوسری وہ جو ایسے دودھ[3] سے لبریز ہیں جس کا مزا نہیں بگڑتا۔ تیسری ایسی شراب[4] کی ہیں جو نہایت فرحت افزا و خوش رنگ ہے چوتھی نہایت صاف و شفاف[5] شہد کی ہیں۔

جنت کے چشمے

علاوہ ان کے تین قسم کے چشمے ہیں ایک کا نام کافور[6] ہے جس کی خاصیت خنکی ہے۔ دوسرے کا نام زنجبیل[7] ہے جس کو سلسبیل بھی کہتے ہیں اس کی خاصیت گرم ہے مثل چاء و قہوہ۔ تیسرے کا نام تسنیم[8] ہے جو نہایت لطافت کے ساتھ ہوا میں معلق جاری ہے ان تینوں چشموں

---

[1] امام احمد و ترمذی و دارمی ۱۲ [2] قولہ تعالیٰ فیھا انھار من مآء غیر اٰسن ۱۲ [3] قولہ تعالیٰ وانھار من لبن لم یتغیر طعمہ ۱۲ [4] قولہ تعالیٰ وانھار من خمر لذۃ للشاربین ۱۲ [5] قولہ تعالیٰ وانھار من عسل مصفی ۱۲ [6] قولہ تعالیٰ ان الابرار یشربون من کاس کان مزاجھا کافوراً عینا یشرب بھا عباداللہ یفجرونھا تفجیراً ۱۲ [7] قولہ تعالیٰ یسقون فیھا کاسا کان مزاجھا زنجبیلا عینا فیھا تسمی سلسبیلاً ۱۲ [8] قولہ تعالیٰ و مزاجہ من تسنیم عیناً یشرب بھا المقربون ۱۲

کا پانی مقربین کے لئے مخصوص ہے لیکن اصحاب یمین کو بھی جوان سے کمتر ہیں ان میں سے سر[1] بمہر گلاس مرحمت ہوں گے جو پانی پینے کے وقت گلاب اور کیوڑہ کی طرح سے اس میں سے تھوڑا تھوڑا ملا کر پیا کریں گے اور دیدار الٰہی کے وقت ایک اور چیز عنایت ہوگی جس کا نام شراب طہور[2] ہے جوان تمام چیزوں سے افضل و اعلیٰ ہے۔

جنت کے فرش ولباس

جنت کے فرش وفروش ولباس وغیرہ نہایت عمدہ و پاکیزہ ہیں اور ہر شخص کو وہی لباس عطا کیے جائیں گے جو اس کو مرغوب ہوں گے۔ اور مختلف اقسام کے لباس ہونگے۔ سندس[3] استبرق اطلس زربفت وغیرہ اور بعض ان میں سے ایسے نازک و باریک ہوں گے کہ ستر ہوئیں[4] میں بھی بدن نظر آئے گا۔

اندرون جنت کے موسم

جنت میں نہ سردی ہے نہ گرمی نہ آفتاب کی شعاعیں نہ تاریکی بلکہ ایسی حالت ہے جیسے طلوع آفتاب سے کچھ پیشتر ہوتی ہے مگر روشنی میں ہزار ہا درجے اس سے برتر ہوگی۔ جو عرش کے نور کی ہوگی نہ کہ چاند سورج کی چنانچہ ایک روایت[5] میں ہے کہ اگر وہاں کا لباس و زیور زمین پر لایا جائے تو وہ اپنی چمک دمک سے جہان کو اس قدر روشن کر دے گا کہ آفتاب کی روشنی اس کے سامنے ماند ہو جائے گی۔

جنت کا پاکیزہ ماحول

جنت میں ظاہری کثافت و غلاظت یعنی پیشاب[6] و پاخانہ حدث تھوک بلغم ناک کا ریبنٹ' پسینہ ومیل بدن وغیرہ بالکل نہ ہوں گے صرف سر پر بال ہوں گے اور ڈاڑھی مونچھ و دیگر قسم کے بال جو جوانی میں[7] پیدا ہوتے ہیں بالکل نہ ہوں گے اور نہ کوئی بیماری ہوگی اور

---

[1] قولہ تعالیٰ یسقون من رحیق مختوم ختامہ' مسک ۱۲ [2] قولہ تعالیٰ وسقاھم ربھم شرابا طھورا ۱۲ [3] قولہ تعالیٰ عالیھم ثیاب سندس خضر واستبرق ۱۲ [4] ترمذی ۱۲ [5] ترمذی ۱۲
[6] صحیح بخاری ومسلم شریف ۱۲ [7] ترمذی شریف

باطنی کثافتوں یعنی کینہ، بغض، حسد[1]، تکبر، عیب جوئی، غیب وغیرہ سے دل صاف ہوں گے۔

اہل جنت کا عیش ونشاط میں رہنا

جنت میں سونے کی حاجت نہ ہوگی۔ اور خلوت واستراحت کے لئے پردہ والے مکانوں میں میلان کریں گے۔ ملاقات اور ترتیب مجلس کے وقت صحن اور میدانوں میں میلان کریں گے۔ ان کی غذاؤں کا فضلہ[2] خوشبودار ڈکاروں اور معطر پسینہ سے دفع ہوا کرے گا۔ جس قدر کھائیں گے فوراً ہضم ہوجایا کرے گا بدہضمی اور گرانی شکم کا نام تک نہ ہوگا۔ جماع میں نہایت حظ حاصل ہوگا اور انزال ایک نہایت فرحت بخش ہوا کے نکلنے سے ہوا کرے گا نہ کہ منی سے جماع کے بعد عورتیں پھر باکرہ ہوجایا کریں گی مگر بکارت کے ازالہ کی تکلیف اور خون وغیرہ کے نکلنے سے پاک ہوں گی۔ سیر وتفریح کے واسطے ہوائی سواریاں اور تخت ہوں گے۔ جو ایک گھنٹہ میں ایک مہینے کا راستہ طے کرتے ہوں گے۔ جنت میں ایسے قبے برج اور بنگلے ہوں گے جو ایک ہی یاقوت یا موتی یا زمرد یا دیگر جواہرات سے رنگ برنگ بنے ہوں گے جن کی بلندیاں وعرض ساٹھ ساٹھ گز ہوں گی۔ کیونکہ قاعدہ ہے کہ کسی مکان کی بلندی وعرض یکساں نہ ہو تو مکان ناموزوں ہوتا ہے۔ اہل جنت کی خدمت راحت آسائش وآرام وغیرہ کے لئے حور وغلمان وازواج موجود ہوں گے۔

جنت کے آٹھ درجات

جنت آٹھ ہیں جن میں سے سات تو سکونت کے لئے مخصوص ہیں اور آٹھویں دیدار الٰہی کے لئے جس کو بارگاہ الٰہی بھی کہہ سکتے ہیں۔ جنتوں کے نام حسب ذیل ہیں۔

جنت الماویٰ۔ دارالمقام، دارالسلام، دارالخلد، جنت النعیم، جنت الفردوس، جنت العدن، جنت الفردوس۔ یہ جنت الفردوس تمام جنتوں سے برتر واعلیٰ ہے۔ اور اس میں سب سے بہترین طبقہ جنت العدن ہے۔ جہاں تجلیات الٰہی نمودار ہوتی ہیں اور گوناگوں بے اندازہ نعمتیں عطا فرمائی جاتی ہیں۔ مگر آٹھوں جنت کے نام میں علماء کا اختلاف ہے۔ حضرت ابن

---

[1] صحیح بخاری وصحیح مسلم [2] صحیح مسلم ۱۲

عباسؓ فرماتے ہیں کہ وہ علیین ہے لیکن قرآن مجید میں یہ آیا ہے کہ علیین[1] اہل جنت کا دفتر اور مقرب فرشتوں اور بنی آدم کی حاضری کا مقام ہے نہ کہ طبقہ جنت بعض علماء نے اس کو جنت الکثیف کہا ہے اور اس کی تائید اس حدیث[2] سے ہوتی ہے کہ مسلمان مشک کے ٹیلوں پر جمع ہونگے پس ایک ہوا چلے گی کہ جس سے مشک اڑ کر ان کے کپڑوں اور چہروں پر پڑے گا اور ان کی معطری پہلے سے دگنی ہو جائے گی۔ اسی اثناء میں خدائے قدوس کی تجلیات کا ظہور ہو گا۔ جس سے ہر شخص کو بقدر استعداد انوار و برکات مرحمت ہوں گے اور کلام بھی ہوگا۔ اس فقیر کے خیال میں اس کا نام مقعد صدق معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس آیہ کریمہ[3] اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ ﴿۵۴﴾ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۵۵﴾ سے یہی مفہوم ہوتا ہے۔

جنت کا سب سے اعلیٰ درجہ اور اس کا مکین

ایک روایت میں آیا ہے کہ جنت کے درجے عدد میں اتنے ہیں جتنی کلام مجید کی آیتیں اور تمام درجوں سے برتر و بالا وہ درجہ ہے کہ جس کا نام وسیلہ[4] ہے اور یہ حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص ہے۔

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس کا رہنے والا وزیر کا حکم رکھتا ہے کیونکہ اہل جنت میں سے کسی کو کوئی نعمت بغیر اس کے طفیل کے نہ پہنچے گی۔

جنت کے درجات وطبقات کی ترتیب

جنت کے یہ طبقے اس طرح ایک دوسرے پر حائل نہیں ہیں جیسے مکانوں کی چھتیں بلکہ ان تمام کی چھت عرش الٰہی ہے اور یہ اس طریقہ پر ہیں جیسے باغ کے نیچے کا حصہ اوپر کا حصہ اور ان درجات کی وسعت پر سوائے رب العزت کے کوئی احاطہ نہیں کر سکتا اور نیچے کے درجہ والوں کو اوپر کے درجہ والے اس طرح نظر آئیں گے گویا آسمان کے کناروں پر ستارے ہیں۔ اس قدر معلوم رہے کہ جنت الماویٰ سب سے نیچے جنت العدن وسط میں اور جنت الفردوس[5] سب سے اوپر ہے۔

---

[1] قولہ تعالیٰ وما ادراک ما علیون کتاب مرقوم ۱۲ [2] ترمذی وابن ماجہ ۱۲ [3] ترجمہ جو لوگ پرہیزگار ہیں وہ بہشت کے باغوں اور نہروں میں سچی (عزت کی) جگہ بادشاہ (دوجہان) قادر مطلق کے مقرب ہونگے ۱۲ [4] صحیح بخاری و مسلم شریف ۱۲ [5] صحیح بخاری و مسلم

ایک جنتی کی ملکیت

اہل جنت میں سے ادنیٰ شخص کو دنیاوی آرزوؤں سے دس گناہ زیادہ مرحمت ہوگا۔ اور بعض روایتوں میں ہے کہ ادنیٰ اہل جنت کی ملک حشم وخدم اسباب لذت وغیرہ وغیرہ اسی سال کی مسافت کے برابر پھیلاؤ میں ہوں گے اور جنت کے بعض بڑے میوے ایسے ہوں گے کہ جس وقت اس کو جنتی توڑے گا تو اس میں سے نہایت خوبصورت پاکیزہ عورت مع لباس فاخرہ وزیور کے برآمد ہوگی اور اپنے مالک کے ہمنشین وخدمت گزار ہوگی۔

اہل جنت کا ذاتی تشخص

اہل جنت کے قد وقامت مانند حضرت آدمؑ[1] کے ساٹھ ساٹھ ہاتھ ہوں گے اور دیگر اعضاء بھی انہیں قد وقامت کے مناسب ہوں گے۔ بلحاظ صورت نہایت حسین وجمیل ہوں گے۔ اور ہر ایک عین[2] شباب کی حالت میں ہوگا۔ ذکر الٰہی اس طرح بے تکلف دل اور زبانوں[3] پر جاری ہوگا جیسے کہ دنیا میں سانس اور جیسا کہ جنت کی نعمتوں سے بدن کو لذت حاصل ہوگی اسی طرح سے باطنی لذات یعنی انوار وتجلیات الٰہی بھی حاصل ہوتی رہیں گی۔ مثلاً جنت میں ایک درخت ہے جس کا نام سبحان اللہ ہے جیسا کہ ذائقہ میں لذت دیتا ہے اسی طرح خدا کی تنزیہ وتسبیح کی لذات سے آگاہ کرتا ہے۔

جنت کی سب سے اعلیٰ نعمت...... دیدار الٰہی

جنت کی سب سے بہتر وافضل نعمت[4] دیدار الٰہی ہے۔ دیدار الٰہی سے مشرف ہونے کی حیثیت سے لوگوں کی چار قسمیں ہوں گی ایک تو وہ جو سال بھر میں ایک مرتبہ دوسرے وہ جو ہر جمعہ[5] کو تیسرے وہ جو دن میں دو دفعہ مشرف ہوں گے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ صبح وعصر کی نماز نہایت خضوع وخشوع سے پڑھنے سے اس دیدار میں بڑی مدد ملتی ہے۔ چوتھی جماعت اخص الخاص بمنزلہ غلمان وخدام[6] ہر وقت بارگاہ الٰہی میں حاضر رہیں گے۔ طریقہ دیدار[7] یہ ہوگا کہ سات طبقوں کے اوپر آٹھویں طبقہ میں ایک کشادہ ووسیع میدان

---

[1] صحیح بخاری ومسلم ۱۲ [2] صحیح بخاری ومسلم ۱۲ [3] صحیح مسلم ۱۲ [4] صحیح مسلم ۱۲
[5] صحیح مسلم ۱۲ [6] صحیح مسلم وترمذی وابن ماجہ [7] مسند امام احمدؒ وترمذی ۱۲

زیرعرش موجود ہے۔ وہاں نور زمرد یاقوت' موتی چاندی اور سونے وغیرہ کی کرسیاں حسب مراتب رکھی جائیں گی اور جن لوگوں کے لئے کرسیاں نہیں ہیں ان کو مشک وعنبر کے ٹیلوں پر بٹھائیں گے۔ اور ہر شخص اپنی جگہ نہایت خوش وخرم ہوگا۔ دوسروں کے مراتب کی افزونی کی وجہ سے اس کو کسی طرح کا خیال نہ ہوگا اور اسی اثناء میں ایک نہایت فرحت افزا ہوا چل کر ان پر ایسی ایسی پاکیزہ خوشبوئیں چھڑک دے گی جو انہوں نے نہ کبھی دنیا میں اور نہ بہشت میں دیکھی ہوں گی اس وقت خداوند کریم ان پر اس طور سے جلوہ افروز ہوگا کہ کوئی شخص ایک دوسرے کے درمیان حائل نہ ہوگا اور ہر شخص کو اس قدر قرب حاصل ہوگا کہ وہ اپنے دل کے رازوں کو اس طرح عرض کرے گا کہ دوسرے کو خبر نہ ہوگی اور خدائے قدوس کے خطاب سرأو جہراً سنے گا اسی اثناء میں حکم ہوگا کہ شراب طہور اور نہایت لذیذ دیدار کے سوا تمام چیزوں کو بھول جائیں گے جب یہاں سے رخصت ہوں گے تو راستہ میں ایک بازار دیکھیں گے کہ جس میں ایسے ایسے تحفے وتحائف مہیا ہوں گے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھے ہوں گے نہ کان نے سنے ہوں گے۔ جو شخص جس کا طالب ہوگا مرحمت کی جائے گی۔

جنت کے راگ رنگ

جنت میں تین قسم کے راگ ہوں گے ایک تو یہ کہ جس وقت ہوا چلے گی تو درخت طوبیٰ کے ہر پتے وشاخ سے خوش الحان آوازیں سنائی دیں گی کہ جس سے سامعین محو ہو جایا کریں گے اور جنت میں کوئی گھر ایسا نہ ہوگا کہ جس میں درخت طوبیٰ کی شاخ نہ ہو دوم یہ کہ جس طرح شادی بیاہ وغیرہ میں ترتیب اجتماع وسماع کرتے ہیں اسی طرح جنت میں حوریں اپنی خوش الحانیوں سے ہر روز اپنے شوہروں کو محظوظ کریں گی۔ تیسرے یہ کہ دیدار الٰہی کے وقت بعض مطرب خوش الحان بندوں کو جیسے حضرت اسرافیلؑ وحضرت داؤد علیہ السلام کو حکم ہوگا کہ خدا کی پاکی بیان کرو۔ اس وقت ایک ایسا عجیب لطف حاصل ہوگا کہ تمام سامعین پر وجد طاری ہو جائے گا۔

جنتیوں کے خادم

خدام اہل بہشت تین قسم کے ہوں گے ایک ملائکہ جو خدائے قدوس اور ان کے مابین

---

[1] یہ مضمون آخر تک ترمذی وابن ماجہ میں آیا ہے [2] ترمذی ۱۲

بطور قاصد ہوں گے۔ دوم غلمان[1] جو حوروں کی طرح ایک جدا مخلوق ہیں وہ ہمیشہ ایک عمر کے رہیں گے اور مثل بکھرے ہوئے موتیوں کے چاروں طرف خدمت کرتے پھریں گے۔ تیسرے اولاد مشرکین جو قبل از بلوغ انتقال کر چکی ہوگی۔ بطور خدام رہیں گے۔ بعض لوگ بوجہ اس کے کہ ان کی نیکیاں و بدیاں برابر ہوں گی نہ تو جنت کے مستحق ہوں گے نہ دوزخ کے بلکہ پل صراط سے اترتے ہی جہنم کے کنارے پر روک دیئے جائیں گے نیز وہ لوگ جن تک دعوت پیغمبران نہ پہنچی ہوگی اور انہوں نے نہ تو نیک اعمال کئے ہوں گے نہ کوئی بدی و شرک کیا ہو بلکہ چوپایوں کی طرح سے کھانے پینے اور جماع وغیرہ میں عمر بسر کرتے رہے ہوں اور وہ لوگ بھی جو فساد عقل و جنون کی وجہ سے حق اور باطل میں امتیاز کرنے سے قاصر رہے ہوں اس مقام میں جس کا نام اعراف[2] ہے تا اختتام روز حشر کہ جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے رہیں گے اور دخول جنت کی توقع رکھتے ہوں گے پھر ایک عرصہ کے بعد محض فضل الٰہی سے جنت میں داخل ہو جائیں گے اور بمنزلہ خدام رہیں گے۔

مومن وکافر جنوں کا کیا ہوگا

جنوں میں جو کافر ہوں گے وہ دوزخ میں رہیں گے اور جو صالحین ہوں گے وہ دائمی راحت میں رہینگے کیونکہ جن وانس دونوں مکلف بالشرع ہیں جیسا کہ سورہ رحمٰن[3] میں بار بار ذکر آیا ہے۔

پرندوں اور چوپایوں کا کیا ہوگا؟

اور پرندوں اور چوپایوں کا بھی حشر ہوگا اسی طرح پر کہ مظلوم ظالم سے بدلہ لے گا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ **وما من دآبة فی الارض ولا طآئر یطیر بجنا حیه الا امم امثالکم مافرطنا فی الکتاب من شیء ثم الیٰ ربهم یحشرون** جب ایک دوسرے سے بدلہ لے چکیں گے تو ان کو خاک کر دیا جائے گا۔

---

[1] قولہ تعالیٰ ویطوف علیهم غلمان لهم کانهم لؤلؤ مکنون ۱۲ [2] وعلی الاعراف رجال یعرفون کلا بسیمٰهم ۱۲ [3] اس سورۃ میں اول سے آخر تک اللہ تعالیٰ نے جن وانس کو تثنیہ کے صیغے سے مخاطب فرمایا ہے فبای الاء ربکما تکذبان سنفرغ لکم ایها الثقلان فبای الآء ربکما تکذبان یامعشر الجن والانس الایة ۱۲

دہ چیزیں جو فنا نہ ہوں گی

مگر حسب ذیل چند اشیاء کو فنا نہ ہوگی مثلاً جانوروں میں سے حضرت اسماعیلؑ کا دنبہ۔ حضرت صالح کی اونٹنی' اصحاب کہف کا کتا' نباتات میں سے اسطوانہ حنانہ (یعنی وہ ستون جو منبر بننے سے پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں اس کے سہارے سے وعظ فرمایا کرتے تھے) مکانات میں سے خانہ کعبہ' کوہ طور' صخرہ بیت المقدس اور وہ جگہ جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مقدسہ اور مابین منبر واقع ہے۔ ان کو مناسب صورتوں کے سامنے جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

حاصل کلام

حاصل کلام اہل دوزخ ہمیشہ دوزخ میں اہل جنت ابدالآباد تک جنت میں رہیں گے۔ اور بیشمار نعمتوں سے کہ ولا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علیٰ قلب بشر مالا مال رہیں گے۔ خداوند کریم ہم تمام مسلمانوں کا خاتمہ بالایمان کرے اور ہول قبر و حشر سے نجات دیکر جنت میں پہنچائے اور اپنی خوشنودی اور رضامندی میں رکھے بحق محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ واصحابہ الطاہرین۔

الراجی الیٰ راحمة ربه الصمد نور محمدٌ و فقه الله التزود لغد

تمت بالخیر

جنت

جنت میں اللہ کا دیدار

سوال۔ کیا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سب انسانوں کو نظر آئیں گے؟ جواب دے کر مشکور فرمائیں۔

جواب۔ اہل سنت والجماعت کے عقائد میں لکھا ہے کہ قیامت کے دن اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا' یہ مسئلہ قرآن کریم کی آیات اور احادیث شریفہ سے ثابت ہے۔

نیک عورت جنتی حوروں کی سردار ہوگی

سوال۔ جناب! آج تک یہ سنتے آئے ہیں کہ جب کوئی نیک مرد انتقال کرتا ہے تو اسے ستر حوریں خدمت کیلئے دی جائیں گی' لیکن جب کوئی عورت انتقال کرتی ہے تو اس کو کیا دیا جائے گا؟

جواب۔ وہ اپنے جنتی شوہر کے ساتھ رہے گی اور جنت کی حوروں کی سردار ہوگی۔ جنت میں سب کی عمر اور قد یکساں ہوگا اور بدن نقائص سے پاک' شناخت حلیہ سے ہوگی' جن خواتین کے شوہر بھی جنتی ہوں گے وہ تو اپنے شوہروں کے ساتھ ہوں گی اور حور عین کی ملکہ ہوں گی اور جن خواتین کا یہاں عقد نہیں ہوا ان کا جنت میں کسی سے عقد کر دیا جائے گا بہر حال دنیا کی جنتی عورتوں کی حوروں پر فوقیت ہوگی۔

بہشت میں ایک دوسرے کی پہچان اور محبت

سوال۔ بہشت میں باپ' ماں' بیٹا' بہن' بھائی ایک دوسرے کو پہچان سکیں گے تو ان سے وہی محبت ہوگی جو اس دنیا میں ہے یا محبت وغیرہ کچھ بھی نہیں ہوگی؟

جواب۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بہشت میں لے جائیں تو جان پہچان اور محبت تو ایسی ہوگی کہ دنیا میں اس کا تصور ہی ممکن نہیں۔

جنت میں مرد کیلئے سونے کا استعمال

سوال۔ قرآن کی سورہ حج کی آیت نمبر ۲۳ میں ہے کہ "جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے اللہ تعالیٰ انہیں (بہشت کے) ایسے باغوں میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں

جاری ہوں گی اور انکو وہاں سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے"۔ اس میں دریافت طلب امر یہ ہے کہ جنت میں نیکوکاروں کو سونا کیسے پہننا جائز ہو جائے گا جبکہ دنیا میں اچھے یا برے مرد کیلئے ہر حال میں سونا پہننا جائز نہیں؟

جواب۔ دنیا میں مرد کو سونا پہننا جائز نہیں، لیکن جنت میں جائز ہوگا اس لئے پہنایا جائے گا۔ آپ کے مسائل ج ا ص ۴۸۵۔

بعض اشعار کی تفصیل اور انکا حکم

بعض کفریہ اشعار

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل اشعار کے بارے میں:

جب پسند آیا نہ اللہ کو تنہا رہنا — نور احمد کو کیا نور احد نے پیدا

کیا پیدا انہیں تو اپنی صورت کا کیا پیدا — سراپا حسن دے کر آپ ہی خود ہو گیا پیدا

کیا دوسرا شعر کفریہ ہے؟ اور اگر کفریہ ہے تو سن کر شاباشی دینے والے برابر کے مجرم ہوں گے یا نہیں؟

جواب: ہاں یہ دوسرا شعر مذکورہ قطعی کفریہ ہے اور کلمہ کفر کا پڑھنا یا سن کر شاباشی دینا جس سے حوصلہ افزائی ہو یا اس کو پسند کرنا یا اس پر رضا ظاہر کرنا اور اس کو غلط نہ سمجھنا بھی کفر ہے۔

اور پہلا شعر مذکور اگرچہ کفریہ نہیں لیکن اس کا بھی مضمون درست نہیں، پس اس کا پڑھنا اور شاباشی دینا بھی درست نہ ہوگا۔ (احیاء العلوم ج ا ص ۹۷)

شعراء کا اپنے کلام میں غیر اللہ کو خطاب کرنا

سوال۔ ایک جگہ دو شخص آپس میں محو گفتگو تھے، اشخاص مذکورہ میں سے ایک شخص کا کہنا تھا کہ شاعری خواہ مجازی ہو یا حقیقی، ان دونوں کا اثر شاعر کے عقائد پر ہوتا ہے، جس طرح سے آج کل عامی شاعر جن کی شاعری بالکل غیر سنجیدہ اور اخلاق سے گری ہوئی ہوتی ہے یہاں تک کہ شاعر کا اپنے فرضی محبوب کو خدا کے ہم پلہ قرار دینے، یا موسم یا دوسرے موضوعات پر مبالغانہ انداز میں اپنے تخیل کو پیش کرنے سے شاعر کے عقائد اس کے زد میں آتے ہیں اور اس پر بہت گہرا اثر پڑتا ہے، یہاں تک کہ شاعر اپنے تخیل کو غلط انداز میں بیان کرنے کی وجہ سے گناہ اور بسا اوقات گناہ عظیم کا

مرتکب قرار پاتا ہے۔ یہ بات کہاں تک درست ہے؟

۲۔ لیکن اس کے برعکس دوسرے شخص کا کہنا یہ ہے کہ شاعری خواہ مجازی ہو یا حقیقی، محض تخیل ہے اور تخیل کا حقیقت سے بلاواسطہ یا بالواسطہ کوئی ربط نہیں۔

مہربانی فرما کر اس سوال کا جواب دیں کہ اشخاص مذکورہ میں سے کون صحیح ہے اور کون غلطی پر ہے؟ سادہ، عام فہم، مدلل، جامع، مفصل اور اگر کہیں عربی کی عبارت ہو تو اس کے بعد ترجمے کے ساتھ اس طرح جلد سے جلد ارقام فرمائیں کہ حجت تام ہو، عین نوازش ہوگی۔

جواب۔ محترمی ومکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کے خط کو موصول ہوئے کئی ماہ گزر گئے، لیکن میں مسلسل سفر اور مصروفیات کی بناء پر جواب نہ دے سکا، اب بمشکل تمام اتنا وقت نکال سکا ہوں کہ جواب لکھوں۔

آپ نے خاص دو صاحبان کی گفتگو نقل کی ہے ان میں سے کسی کی بات بھی علی الاطلاق صحیح نہیں ہے، بلکہ اس میں کچھ تفصیل ہے اور وہ یہ کہ اگر شاعر اپنے کلام میں ایسا کرے مجاز یا استعارہ استعمال کرتا ہے جس کی نظیریں اہل زبان میں معروف ومشہور ہوں اور دوسرے قرائن وشواہد سے یہ بھی معلوم ہو کہ شاعر نے یہ بات مجاز واستعارہ کے طور پر کہی ہے حقیقت سمجھ کر نہیں کہی، تب تو ایسا مجاز واستعارہ جائز ہے اور اس کی بنیاد پر انسان کو بدعقیدہ نہیں کہا جاسکتا۔ اس کے برخلاف اگر مجاز واستعارہ اس نوعیت کا ہے کہ اہل زبان میں اس کی نظیریں معروف نہیں ہیں یا پھر دوسرے قرائن وشواہد سے معلوم ہے کہ شاعر نے یہ بات مجاز کے طور پر نہیں کہی بلکہ حقیقت سمجھ کر کہی ہے تو اس کی بنیاد پر کہا جاسکتا ہے کہ اس کا عقیدہ یہی ہے۔

مثلاً حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف یہ اشعار منسوب ہیں کہ:

یا رسول اللہ! انظر حالنا، یا رسول اللہ! اسمع قالنا، حالانکہ یہ بات حضرت حاجی صاحبؒ کے حالات اور ان کی کتابوں وغیرہ سے معلوم ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرح حاضر وناظر نہیں سمجھتے تھے۔ اس لئے یہاں یہ کہا جائے گا کہ ان اشعار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خطاب کیا گیا ہے وہ مجازاً کیا گیا ہے اور یہ ایک معروف شاعرانہ روایت ہے کہ شاعر بہت سی غیر موجود اشیاء کو تخیل میں موجود فرض کر کے ان سے خطاب کرتا ہے، بلکہ بعض اوقات دریاؤں، پہاڑوں اور شہروں کو بھی خطاب کرتا ہے۔ گویا حضرت حاجی صاحبؒ کا یہ مجاز ایسا

ہے کہ اہل زبان کے کلام میں اس کی نظیریں موجود ہیں' لہٰذا اس سے فساد عقیدہ لازم نہیں آتا۔ ہاں! اگر کوئی ایسا شخص یہ بات کہے جس کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ وہ بطور مجاز یہ بات نہیں کہہ رہا ہے بلکہ اس کے نزدیک حقیقی عقیدہ ہی یہی ہے تو پھر فساد عقیدہ لازم آ جائے گا۔ مسئلہ مذکورہ کی تفصیل کیلئے دیکھئے: فتاویٰ رشیدیہ ص۱۰۴' وامداد الفتاویٰ ج۵ ص ۳۸۵۔

اس کے برخلاف بعض مبالغے یا مجاز ایسے ہوتے ہیں کہ اہل زبان میں اس کی معروف نظیریں نہیں ہوتیں' مثلاً کسی مخلوق کو خالق سے تشبیہ دینا یا کسی مخلوق کے اوصاف کو بڑھا چڑھا کر اسے خالق کے ساتھ ملا دینا' اس قسم کے مبالغے اور استعارے چونکہ متعارف نہیں ہوتے اور دین ومذہب کا پاس رکھنے والے لوگ ان کو ہمیشہ بے ادبی اور غلط سمجھتے ہیں' اس لئے ایسے مبالغوں اور استعاروں سے فساد عقیدہ کا شبہ ہوتا ہے' اور وہ ناجائز ہیں چونکہ اس میں مجاز ومبالغہ کا احتمال ہوتا ہے اس لئے محض اس کی بناء پر کسی کو کافر کہنے میں احتیاط کرنی چاہئے تاوقتیکہ وہ اپنے عقیدے کی خود وضاحت نہ کردے۔ هذا ما عندی واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ فتاویٰ عثمانی ج۱ ص۵۵۔

حضرت نانوتوی کا ایک شعر

سوال: اسی طرح ایک اور شعر پر اعتراض ہوا ہے' ایک میلاد میں یہ شعر پڑھا گیا:

جو چھو بھی دیوے سگ کوچہ تیرا اس کی نعش ۔۔۔ تو پھر تو خلد میں ابلیس کا بنائیں مزار

ابلیس کا کفر پر مرنا یقینی ہے اور کفر پر مرنے والے کو کسی چیز کی شفاعت یا برکت جہنم سے نجات نہیں دے سکتی' ایک نے کہا کہ یہاں بھی ''جو'' حرف شرط ہے لیکن اس کا رد کر دیا گیا کہ شرط اور جزاء میں تعلق درست نہیں؟

جواب: یہ شعر بہت بڑے قصیدے کا ہے' جس شاعر نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کہی ہے وہ سارا قصیدہ عشق رسول میں ڈوبا ہوا ہے اور اس عشق کا نتیجہ ہے کہ آپ کے دار ہجرت مدینہ منورہ سے بھی بڑی محبت ہے اور مدینہ طیبہ کے جانوروں سے بھی محبت ہے۔ حتیٰ کہ وہاں کے کتوں کے مناقب میں بیان کیا کہ اگر ابلیس کو وہ چھو دے یعنی ابلیس اس کی صحبت سے متاثر ہو جائے' ایمان لے آئے تو مخلوق کے لیے زیارت گاہ بن جائے' ابلیس کا جہنمی ہونا اس کے کفر کی وجہ سے ہے لیکن اس کو ایمان کی توفیق دینا قدرت خداوندی سے خارج نہیں' اس کے بعد دخول جنت میں کوئی اشکال نہیں مگر چونکہ اس کا کفر پر مرنا اور ایمان قبول نہ کرنے کی تصریح آ چکی ہے اس

لیے اللہ پاک اس کے خلاف کرے گا نہیں' ایمان قبول کر کے جنت میں جانا یقینی ہے' لہٰذا شرط و جزاء میں علاقہ تو موجود ہے جو کہ قرآن پاک میں منصوص ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۱۳۳)

علامہ اقبال کے بعض اشعار کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اشعار ذیل کے بارے میں اور شرعاً ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اشعار درج ذیل ہیں:

زمن بر صوفی و ملا سلامے — کہ پیغام خدا گفتند مارا
ولے تاویل شاں در حیرت انداخت — خدا و جبریل و مصطفیٰ را

(اقبال)

اشعار مذکورہ پر ایک شخص نے اعتراض کیا ہے کہ شاعر نے خدا پر جہل ثابت کیا ہے اور علمائے اُمت وصحابہ کرامؓ پر طنز کیا ہے؟

جواب: شعراء عام طور پر حدود شرع کی رعایت نہیں کرتے' بسا اوقات ان کا کلام جھوٹ کا پلندہ ہوتا ہے اس کے باوجود مستحق داد قرار دیئے جاتے ہیں' استعارات بعیدہ استعمال کرتے ہیں' حقیقت کم مجاز زیادہ ہوتا ہے' اگر سو احتمالات میں سے ۹۹ احتمالات کی بناء پر کفر ثابت ہوتا ہو اور ایک کی بناء پر اسلام' تو مفتی مامور ہے کہ کفر پر فتویٰ نہ دے' صحابہ کرام سے بے اعتمادی کرنا ان کی نقل دین اور فہم دین پر تخریبی تنقید کر کے ان سے بے نیاز ہو کر خود دین کی تشریح کرنا بڑے درجہ کی گمراہی ہے بلکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ ہے' ایسے لوگ خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باغی ہیں' معترض نے حیرت کو تعجب کے معنی میں لے کر اعتراض کیا ہے کہ یہ خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ملائکہ کی شان کے خلاف ہے حالانکہ متعدد مواقع پر لفظ عجب کا تذکرہ آیا ہے جس کی تشریح شراح حدیث نے کی ہے لہٰذا اس لفظ کی وجہ سے مسلمان کو ایمان سے خارج کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱ ص ۹۲)

غالب کا ایک شعر

سوال: ایک صاحب نے اپنے تاثرات میں مثیلی طور پر غالب کا یہ شعر

نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے تھے لیکن — بڑے بے آبرو ہو کر ترے کوچے سے ہم نکلے

لکھ دیا ہے' بکر کو یہ اعتراض ہوا کہ اس شعر کو پڑھ کر (نعوذ باللہ) زید نے حضرت آدم علیہ السلام کی توہین کی ہے' یہ بات بکر نے بھری محفل میں کہی' نتیجہ یہ ہوا کہ محفل کے بہت سے افراد زید کی طرف سے مشکوک ہو گئے جبکہ زید برابر ان سے یہ کہہ رہا ہے کہ میرے خیال وگمان میں بھی ان کی توہین مقصود نہ تھی' یہ برسوں کا پٹا ہوا شعر ہے' صرف تمثیل کے طور پر لکھ دیا ہے' آپ مہربانی فرما کر شرعی حالت سے آگاہ کریں؟

جواب: یہ انتہائی گستاخی اور حضرت آدم کی بے ادبی ہے' بسا اوقات شعراء اس قسم کی گستاخی کر جاتے ہیں' خدائے پاک ان کو ہدایت دے' ایسے شعر کو پڑھنا بھی بہت برا ہے' ہرگز نہیں پڑھنا چاہیے' اگرچہ اپنا عقیدہ صاف ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ا ص ۱۱۹)

''زید پر کفر کا فتویٰ نہیں لگانا چاہیے'' (م'ع)

سیماب اکبر آبادی کی ایک نظم کے متعلق سوال

سوال:

وہ اک تنہا موحد وحدت وکثرت کی محفل کا — وہ ایک یکتا مبلغ شعبہ عرفاں کامل کا
بذہن عشق خیط سجدہ آدم نمی گنجد — میان طالب ومطلوب سایہ ہم نمی گنجد
مگر یہ کفر تھا اس کا ترے اسلام سے بہتر — ادائے خاص تھی اس کی شعار عام سے بہتر

نوٹ: اشعار سینکڑوں ہیں مگر اختصار کی غرض سے چند لکھے گئے ہیں' الگ الگ تین نظمیں ہیں' مذکورہ بالا تینوں اشعار کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: ان اشعار سے شریعت غراء کے اصول وعقائد کا انکار لازم آتا ہے' بہت سے اشعار کفریات وہفوات پر مشتمل ہیں' ان کے سننے اور پڑھنے سے اجتناب ضروری ہے' شاعر نے ان نظموں میں جن خیالات کا اظہار کیا ہے وہ کفریات کو شامل ہیں' اگرچہ اس کی مراد نہ ہو مگر عقائد اسلامیہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے اس پر اور اس کے حامیان پر تجدید ایمان اور خالص توبہ واجب ہے کیونکہ کلمات کفر ہزلاً ولعباً کہنا بھی کفر ہے اور جب تک توبہ نہ کریں مسلمانوں پر واجب ہے کہ ان کے ساتھ مقاطعہ کریں۔ (فتاویٰ احیاء العلوم ج ا ص ۱۶۰)

فاضل بریلوی سے متعلق چند اشعار

سوال: بریلی کے اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب کے کسی مرید نے یہ لکھا ہے:

یہ دعا ہے' یہ دعا ہے' یہ دعا — تیرا اور سب کا خدا احمد رضا

تیری نسل پاک سے پیدا کرے   کوئی ہم رتبہ ترا احمد رضا
جو مدد فرمائیں دین پاک کی   جیسی تو نے کی ہے اے احمد رضا

اس پر کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ شاعر مولانا کو خدا مان کر مشرک ہو گیا' بریلوی لوگ اس کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ مولانا احمد رضا خان ہماری یہ دعا ہے کہ تیرا اور سب کا خدا تیسری نسل پاک سے بچہ پیدا کرے جو تیرے ہی دین پاک کی مدد کرے' ان دونوں میں کس کی بات صحیح ہے؟

جواب: اگر ان اشعار میں خدا سے دعا کی ہے اس نے مولانا احمد رضا خان صاحب کو خدا نہیں کہا تو محض اس دعاء سے مشرک نہیں ہوا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۱۳۱)

اسی طرح ایک اور شعر

سوال: اسی طرح ایک اور شعر پر جھگڑا ہو رہا ہے:

نکیرین آ کے مرقد میں جو پوچھیں گے تو کس کا ہے
ادب سے سر جھکا کر لوں گا نام احمد رضا خاں کا

اس پر اعتراض یہ ہے کہ قبر میں تین سوال ہوں گے:

۱۔ تیرا پروردگار کون ہے؟ ۲۔ تیرا دین کیا ہے؟ ۳۔ اس مرد کے بارے میں کیا کہتا ہے؟

یہ جواب کہ احمد رضا خان کا ہوں' بیچ والے سوال کا جواب تو ہو نہیں سکتا' لامحالہ پہلے یا تیسرے سوال کا جواب ہوگا' تو ضروری ہے کہ شاعر نے مولانا کو خدا یا رسول مانا اور یہ دونوں کفر ہیں؟

بریلوی لوگ اس کا جواب دیتے ہیں کہ پہلے مصرع میں ''جو'' حرف شرط ہے' مطلب یہ ہے کہ قبر میں نکیرین یہ پوچھیں گے تو کس کا مرید ہے تو میں کہہ دوں گا احمد رضا خان کا' کس کا ہے' اس کے معنی بندہ یا اُمتی ہونے کے نہیں' یہ جملہ شرطیہ ہے جس کے صحیح ہونے کے لیے جزاء اور شرط کا واقع میں پایا جانا ضروری نہیں' ان دونوں میں کس کی بات صحیح ہے؟

جواب: اگر کسی نے اس کو اس شعر کی وجہ سے کافر قرار دیا تو بریلوی لوگوں نے شعر کا مطلب بیان کر کے اس کو کفر سے بچا لیا' یہ بہت اچھا کیا' واقعی جب تک مسلمان کے کلام کا مطلب صحیح بن سکے' اس کو کفر سے بچانا چاہیے' البتہ شاعر کو بھی ضروری ہے کہ ایسے کلام سے پورا پرہیز کرے۔ جس کیوجہ سے اس کے اوپر شرک و کفر کی بحث چھڑ جائے اور فتنہ پیدا ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۱۳۱)

اس شعر کے کہنے والے کو کافر نہ کہنا
''وہ دن خدا کرے کہ خدا بھی جہاں نہ ہو''

سوال: زید نے ایک شاعر کا یہ شعر پڑھا:

وہ دن خدا کرے کہ خدا بھی جہاں نہ ہو   میں ہوں' صنم ہو اور کوئی درمیاں نہ ہو

اس شعر کے پڑھنے والے پر گناہ ہوگا' یا اس کی برائی شاعر تک ہی محدود رہے گی؟ پڑھنے والا مجرم نہ ہوگا' ایک مولانا صاحب نے دونوں کو مجرم قرار دے کر یہ تحریر فرمایا کہ شاعر و قائل دونوں کو تجدید نکاح و تجدید اسلام و اعادہ حج لازمی ہے اس جواب پر زید قائل شعر نے اپنی حالت پر افسوس کر کے توبہ کی اور بصدق دل کلمہ پڑھا اس میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب: مولانا کا فتویٰ منصب کے خلاف واقع ہوا ہے جبکہ اس میں تاویل ہوسکتی ہے کہ شاعر خداوند تعالیٰ سے اس دن کی تمنا و استدعا کرتا ہے کہ ایسا دن نصیب ہو جائے کہ معشوق سے ملنے کے لیے کوئی مزاحم باقی نہ رہے یہاں تک کہ خداوند تعالیٰ کا حکم مزاحم بھی باقی نہ رہے' یعنی نکاح ہو جائے تو اس صورت میں مطلق شائبہ کفر کا نہیں' علاوہ ازیں کفر کا مدار اعتقاد پر ہے اور وہ یقیناً اس کا معتقد نہیں ہے۔ چنانچہ جب اس کو شعر کے فساد معنی کی اطلاع ہوئی تو اس کو برا جانتا ہے اور توبہ کرتا ہے۔ (فتاویٰ مظاہر علوم ج ۱ ص ۲۶۲)

کلمات کفر

یہ کہنا میں آسمان پر عیسیٰ علیہ السلام کی عیادت کیلئے گیا تھا

سوال: ایک شخص باہر سے آیا' کسی نے پوچھا کہ تم کہاں گئے تھے؟ اس نے کہا کہ میں آسمان پر عیسیٰ علیہ السلام کی عیادت کیلئے گیا تھا' اس کے سر میں درد تھا اور بخار چڑھ رہا تھا' ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ مجنوں' کاذب یا مسخرہ ہے اور آخری صورت میں اس کے کلام سے استہزاء ٹپکتا ہے جس میں کفر کا قوی خطرہ ہے۔ (کفایت المفتی ج ۱ ص ۱۰۷)

مسجد کو زنا خانہ کہنا معصیت اور گناہ ہے

سوال: مسجد کو یہ کہنا کہ یہ زنا خانہ ہے اور یہاں گدھے بیل کی جگہ ہے' یہ مسجد نہیں' یہ کیسا ہے؟

جواب: یہ بھی سخت معصیت اور گناہ ہے' توبہ کرنی چاہیے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۱۲ص ۴۲۰)

یہ کہنے والے کو کافر نہ کہنا کہ تمہارا شرع ہی ہر جگہ چلتا ہے

سوال: قابل گزارش ہے کہ گھر میں کی حالت نہایت ابتر ہے' ہفتہ گزشتہ میں ان کی خالہ کا نواسہ آیا تھا' مجھ سے پوچھا میں اس کے سامنے آؤں یا نہیں؟ میں نے کہا یہ بالکل اجنبی ہے' شرعاً اس کے سامنے آنا درست نہیں تو جواب دیا کہ ''تمہارا شرع ہی ہر جگہ چلا کرتا ہے'' اس سے ملنے میں کیا اندیشہ ہے' کیا یہ مجھے بھگا لے جاوے گا' دو تین دن کے بعد میں نے اس کو یاد دلایا کہ یہ کفر کے کلمات ہیں' ہوش میں رہا کرو' زبان کو قابو میں رکھو' ان سے ایمان جاتا رہتا ہے تو جواب دیا کہ بس تم رہنے دو! بری ہوں یا بھلی' تمیز دار ہوں یا بدتمیز' کافر ہوں یا مسلمان میں تم سے نہیں سیکھوں گی' کوئی مسئلہ پوچھوں گی تو کسی اور سے پوچھوں گی' تمہارا کہنا نہیں مانوں گی' اب عرض ہے کہ ان کلمات سے کفر ہوا کہ نہیں؟ اور احکام کفر جاری ہوں گے یا نہیں؟ نکاح باقی رہا یا نہیں؟

جواب: مجموعہ مقولات میں غور کرنے سے دل کو یہ لگتا ہے کہ قائلہ کا مقصود شرع کا رد یا جحود نہیں ہے بلکہ اسی کا انکار ہے کہ یہ شرع ہے کہ نہیں' لفظ تمہارا شرع اس کا قرینہ ہے' نیز رد کی یہ دلیل کہ اس سے ملنے میں الخ بتلا رہی ہے کہ شرع کا حکم محل خوف فتنہ میں ہے اور یہاں یہ خوف نہیں اس لیے حکم شرع یہ نہیں۔

''نیز یہ قول کہ کسی اور سے پوچھوں گی'' دال ہے کہ نقل حکم میں آپ کو خاطی سمجھا نہ یہ کہ حکم کو رد کیا' پس کفر ثابت نہیں ہوا اور نکاح پہلے سے ثابت ہے۔ پس با قاعدہ الیقین لا یزول بالشک نکاح باقی ہے' ہاں ورع کا مقتضا یہ ہے کہ تجدید کر لی جائے' جب قائلہ میں آثار انسانیت کے دیکھیں۔ (امداد الفتاویٰ ج ۵ص ۳۵۲)

جمعہ کی نماز کو شر و فساد کی نماز کہنا کفر ہے

سوال: اگر کوئی شخص از روئے تحقیر کہہ دے کہ نماز جمعہ شر و فساد کی نماز ہے تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ کلمہ کفر ہے اور وہ شخص کافر و مرتد ہے۔ العیاذ باللہ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۲ص ۳۷۳)

تیرے مذہب کی ماں کو ایسا کروں یہ کلمہ کفر ہے

سوال: اگر کوئی شخص ہوش و حواس میں یوں کہے کہ تیرے پیر کی' اور تیرے مذہب کی ماں کو

یوں کروں گا تو اس کا کیا حکم ہے؟ اور اس کو امام بنانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ایسے کلمات کفریہ ہیں ان سے سلب ایمان کا اندیشہ ہے۔ پس ایسے شخص سے فوراً توبہ کرائی جائے اور تاوقتیکہ توبہ نہ کرے اس سے علیحدگی کر دی جائے اور اسکو امام نہ بنایا جاوے جب تک وہ توبہ نہ کرے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۱۲ ص ۳۱۴)

یہ کہنا شریعت ظاہری تو عین کفر ہے

سوال: ایک شخص نے دوران گفتگو کہا کہ "شریعت ظاہری تو عین کفر ہے" زبان سے یہ جملہ نکلنا داخل ارتداد ہے یا نہیں؟ اگر داخل ارتداد ہے تو ارکان ایمان اور تجدید نکاح ضروری ہے؟

جواب: ہاں اس کلام کے ظاہری معنی ارتداد کے موجب ہیں اور ان کے کہنے سے کہنے والا اسلام سے نکل جاتا ہے پس اس کو توبہ کرنا اور از سر نو تجدید نکاح کرنا لازم ہے۔ (کفایت المفتی ج ۶ ص ۱۲۹)

ارتداد سے چند منٹ کے بعد تائب ہو جانا

سوال: اگر مسلمان کلمہ کفر کہنے سے کافر ہو گیا مگر چند منٹ یا چند گھنٹہ کے بعد تائب ہو گیا' اس کا نکاح ٹوٹ گیا یا نہیں؟

جواب: اگر کسی کلمہ کفر یا کسی فعل کی وجہ سے مرتد ہو جائے تو خواہ کتنی ہی جلدی توبہ کر کے اسلام میں واپس آ جائے اس پر تجدید نکاح لازم ہو گی کیونکہ مرتد ہوتے ہی نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔ (کفایت المفتی ج ۶ ص ۱۴۳)

سیاسی اختلاف کی بناء پر کسی کو کافر کہنا

سوال: سیاسی اختلاف کی بناء پر کسی شخص کو کافر کہا جا سکتا ہے' مثلاً زید مہاتما گاندھی کے خیال کا آدمی ہے' بکر کہتا ہے کہ چونکہ مسلمانوں کی اکثریت گاندھی کے خلاف ہے اور تو نے کافر کی تقلید کی ہے اس لیے تیرا حشر کافر کے ساتھ ہو گا' کیا شرعاً ایسا کہنا جائز ہے؟

جواب: سیاسی اختلاف کی بناء پر کسی کو کافر کہہ دینا بہت بڑی غلطی ہے اور گاندھی جی کے ساتھ اگر کوئی سیاسی پروگرام میں متفق ہو اور اپنا مذہب ہر طرح محفوظ رکھے' عقائد میں بھی کسی طرح نقصان نہ آنے دے تو اس میں شرعی مواخذہ نہیں ہے جو شخص محض سیاسی اختلاف کی وجہ سے کسی کو کافر بتانے لگے اور مسلمان کو کہے تیرا حشر گاندھی کے ساتھ ہو گا' اس کو اپنے ایمان کی سلامتی کی فکر کرنا چاہیے کہ مسلمانوں کو کافر کہنا بہت سخت بری بات ہے۔ (کفایت المفتی ج ۱ ص ۶۱)

وطی من الدبر کو جائز کہنا کفر نہیں

سوال: ایک جلسہ میں وعظ ہوا جس میں اکثر دیہاتی جمع تھے' اثناء وعظ میں "فَأْتُوا حَرْثَكُمْ" کے تحت میں واعظ صاحب نے جو کہ جاہل بھی ہیں کہا کہ عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں' خواہ پیچھے سے آؤ یا آگے سے' دونوں طرف سے جوتنا جائز ہے' جب ایک عالم صاحب مطلع ہوئے تو انہوں نے کہا کہ وطی فی الدبر پیچھے کے راستہ میں وطی کرنا اجماع قطعی سے حرام ہے اور اس کا حلال جاننے والا اسلام سے خارج اور بیوی مطلقہ ہوئی' جب تک تجدید ایمان و نکاح نہ کرے' تب تک صحبت حرام اور اولاد حرامی اور اگر لاعلمی سے کہا ہو تو اسی طرح جلسہ کر کے ان لوگوں کو پھر بلاویں اور سب کے سامنے توبہ کریں اور جب تک توبہ نہ کرے اس کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے' جاہل واعظ صاحب کے متعلق یہ فتویٰ درست ہے یا نہیں؟

جواب: اس جاہل کو وعظ کہنا جائز نہیں' نہ مسلمانوں کو اس کا وعظ سننا جائز ہے مگر جو مضمون اس جاہل کا حصہ سوال میں مذکور ہے اس سے اس واعظ جاہل پر کفر عائد نہیں ہوا' نہ اس کی بیوی مطلقہ ہوئی' نہ نکاح فسخ ہوا اور جن مولوی صاحب نے کفر وغیرہ کا فتویٰ دیا انہوں نے غلطی کی۔ (امداد الاحکام ج ا ص ۱۲۴)

لوطی کی اقسام

فرمایا: فقہاء نے لکھا ہے کہ لوطی کی تین قسمیں ہیں قسم ینظرون وقسم یفعلوم وقسم یلمسون یعنی ایک قسم تو وہ ہے جو صرف دیکھتے ہیں اور دوسری قسم جو بوس و کنار کرتے ہیں تیسری قسم جو فعل کرتے ہیں اور میں عرض کرتا ہوں کہ چوتھی قسم ایک اور ہے اور وہ یہ ہے کہ یتصورون ویتخیلون یعنی تصور اور تخیل میں مبتلا ہیں یہ قلب کی لواطت ہے اور والقلب یزنی وزناہ ان یشتھی یعنی قلب بھی زنا کرتا ہے اور اس کا زنا خواہش کرنا ہے اور یہ فعل زیادہ سخت اس لئے ہے کہ عورت کسی وقت حلال ہونے کا تو محل ہے اور اس فعل خبیث (لواطت میں تو حلت کا وسوسہ بھی نہیں اور یہ فعل فطرت سلیمہ کے بالکل مبائن اور مخالف ہے اور اس فعل سے عقوبۃ بھی سخت بلائیں نازل ہوتی ہیں۔ (رفع الموانع ص ۵۱)

اس شخص کا حکم جو کہے میں فتویٰ پر پیشاب کرتا ہوں

سوال: اگر کوئی آدمی کہے میں فتویٰ پر پیشاب کرتا ہوں' اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس بیہودہ قول کی وجہ اگر فتویٰ پیش کرنے والے کی عداوت وغیرہ ہے تو کفر سے بچ

جاوے گا کیونکہ اس وقت فی الواقع حکم شرع کی توہین نہیں ہوئی اور جب فی الواقع توہین پائی جائے خواہ وہ نالائق ارادہ کرے یا نہ کرے ہر حال میں کافر ہو جائے گا۔ (امداد الاحکام ج ۱ ص ۵۵)

حقہ کے حرام نہ کہنے والے کو کافر کہنا

سوال: زید استعمال ناس کرتا تھا اور حقہ نوشی کو حرام نہیں کہتا تھا' بکر کہتا ہے کہ زید کافر تھا اور اس کے مریدین بھی کافر ہیں اور حقہ پینے والے کی نماز جنازہ نہ ہونی چاہیے' تو کیا بکر کا قول صحیح ہے؟

جواب: بکر کا قول محض لغو اور نا قابل اعتبار ہے' مسلمانوں کو چاہیے کہ بکر کو ایسے فتوے دینے سے منع کر دیں' واضح رہے کہ حقہ نوشی کے ابتدائی دور سے لے کر آج تک اس کے بارے میں علماء کے مختلف اقوال رہے ہیں' جواز و حرمت' کراہت تحریمی' تنزیہی لہٰذا استعمال ناس اور حقہ نوشی کی بناء پر کسی کی تکفیر کرنا کسی بھی طرح سمجھ میں نہیں آتا اور اس میں قول کراہت قابل اعتبار ہے اور تمباکو کھانا' ناس لینا بلا کراہت جائز ہے۔ (فتاویٰ عبدالحیٔ ص ۵۴۰)

ہندو کو رام رام کہنا

سوال: کیا کسی ہندو کو رام رام لینے یا کرنے سے کفر عائد ہو جاتا ہے یا جے رام کرنے سے؟

جواب: اسلامی شعار السلام علیکم ہے' غیر اسلامی شعار کو اختیار کرنا جائز نہیں ہے' پھر اگر وہ غیر کا شعار صرف قومی شعار ہو تو اس کو اختیار کرنا معصیت ہے' اگر مذہبی ہو تو کفر تک پہنچ جانے کا اندیشہ ہے اس لیے جواب میں "هَدَاکَ اللّٰهُ اِلَى الْاِسْلَامَ" کہہ دیا جاوے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۳ ص ۳۰۵)

"اور رام رام یا نمسکار نہ کہا جاوے" (م'ع)

داڑھی منڈانے کی تائید میں کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ کہنا

سوال: داڑھی منڈانے والے اپنی تائید میں کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ پیش کرتے ہیں' کیا یہ کفر ہے؟

جواب: داڑھی منڈانے والے کی تائید میں اس کو پڑھنا اور مطلب یہ لینا کہ کلا صاف کرؤ یہ تحریف اور کفر ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۴ ص ۹۵)

کسی کو یہ کہنا کہ اس کے دل میں کفر بھرا ہوا ہے

سوال: کوئی شخص ذاتی غضب کی بناء پر اگر کسی کو کہے کہ "اس کے دل میں کفر بھرا ہوا ہے" تو ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: کسی کے متعلق یہ کہنا کہ اس کے دل میں کفر بھرا ہوا ہے' بہت سخت اور خطرناک بات ہے' ہرگز ایسا نہ کہا جائے' دل کا حال خدا کے سوا کسی کو معلوم نہیں جو اعمال سرزد ہوتے ہیں ان کے متعلق جائز و ناجائز کا حکم بتایا جا سکتا ہے' اسلامی اور غیر اسلامی' اخلاق کی تعیین کی جا سکتی ہے مگر یہ کہنا درست نہیں کہ فلاں شخص کے دل میں کفر بھرا ہوا ہے جبکہ وہ شخص مسلمان ہو' غیر اسلامی اخلاق و اعمال سے بچنا سب کو ضروری اور لازم ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ص ۱۵۵)

قطب تارے کی طرف پیر پھیلانا

سوال: یوں کہتے ہیں کہ شمال کی جانب ایک نور چمکتا تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ میرا نور تھا' لہٰذا عوام الناس قطب ستارے کی طرف پاؤں پھیلانے کو بہت برا تصور کرتے ہیں اور اس کا احترام قبلہ سے بھی زیادہ کرتے ہیں' تشریح فرمائیں کہ کیا حقیقت ہے؟

جواب: یہ قول اور یہ عمل' اور یہ عقیدہ مستند نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ص ۶۵)

"اغلاط العوام میں سے ہے" (م'ع)

دعوۃ الحق کو دعوۃ الکفر کہنا

سوال: ایک عالم دعوۃ الحق (دعوۃ الحق حضرت حکیم الامت تھانویؒ کی قائم کردہ مجلس کا نام ہے۔ م'ع) کو کہتا ہے کہ یہ دعوۃ الحق نہیں بلکہ دعوۃ الکفر ہے' کیا ایسے عالم کا وعظ سننا جائز ہے؟

جواب: ان عالم صاحب سے اس کی شرعی وجہ دریافت کی جاوے یہ معمولی چیز نہیں جو فرعی مسئلہ کی حیثیت سے ہو بلکہ بنیادی چیز ہے' جب تک وہ اس کو مدلل طور پر بیان نہ کریں' ان کی یہ بات قابل اتباع نہیں اور خود ان پر حکم کفر عائد کرنے میں بھی جلدی نہ کی جاوے' البتہ ان کا اس قسم کا وعظ نہ سنا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۴ص ۷۶)

غیبت کے غیبت ہونے سے انکار کرنا

سوال: ایک نائی غیبت کر رہا تھا' اس کو منع کیا گیا' اس نے کہا یہ غیبت نہیں ہے' یہ باتیں اس میں موجود ہیں' اس کو سمجھایا گیا کہ موجود ہیں تو غیبت ہے ورنہ تہمت ہے' آیا یہ شخص توبہ کرے اور پھر سے اپنی بیوی سے نکاح پڑھوائے' یا ضرورت نہیں؟

جواب: علامہ شامی نے ایسے شخص پر بہت سخت حکم لکھا ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ اس کو تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرایا جاوے' بہتر یہ ہے کہ اس نائی کو کسی بزرگ عالم کی طرف متوجہ کیا جاوے'

ان کی صحبت و نصیحت سے امید ہے کہ اصلاح ہوگی' محض فتویٰ سے اصلاح کی توقع اس وقت ہے جبکہ قلب میں تقویٰ اور خشیت ہو' غیبت کا مرض تو عام ہے' نائی کی کیا خصوصیت ہے' اس میں تو پڑھے لکھے اور اونچے لوگ بھی بکثرت مبتلا ہیں' اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۴ص ۸۲)

کسی مسلمان کو سردار جی کہنا

سوال: ایک شخص کبھی کبھی نماز کی پابندی کرتا ہے' وحدانیت و رسالت کا اقرار کرتا ہے' البتہ صغائر و کبائر کے بارے میں اس کا رویہ تشفی بخش نہیں ہے' ایسی حالت میں اس کو سردار جی کے لقب سے یاد کرنا کیسا ہے؟ سردار جی کہنے والے کو کیا کہا جائے؟

جواب: مسلمان سخت گنہگار ہونے کے باوجود مسلمان ہے' صغائر و کبائر سے توبہ کرنا بھی لازم ہے' ہمارے عرف میں ''سردار جی'' سکھ کو بولتے ہیں' اگر وہاں بھی یہی عرف ہے اور عمر کی مراد بھی یہی ہے تو مسلمان کو ''سردار جی'' کہنا جائز نہیں' عمر کو لازم ہے کہ ایسا کہنے سے توبہ کرے اور زید سے معافی مانگے ورنہ اس کے ذمہ گناہ باقی رہے گا' زید کو بھی چاہیے کہ اپنی وضع قطع روش سب اسلام کے مطابق رہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ص ۱۵۴)

اگر میں نے فلاں کام کیا تو مرتے وقت کلمہ نصیب نہ ہو

سوال: زید ایک مسجد کا امام حافظ قرآن ہے لیکن جب وہ کوئی غلط کام کرلے اور لوگ اس سے پوچھتے ہیں تو فوراً کہتا ہے کہ حاشا وکلا مرتے وقت کلمہ نصیب نہ ہو اگر میں نے ایسا کیا ہو' کیا حکم ہے؟

جواب: بات بات پر ایسا کہنا نہایت مذموم و قبیح فعل ہے' لوگ بھی ایسے آدمی کو جھوٹا سمجھتے ہیں' اگر خدانخواستہ وہ بات غلط ہو تو یہ مرتے وقت اپنے حق میں کلمہ نصیب نہ ہونے کی بددعا ہے' اگر قبول ہوجائے تو انجام کتنا خطرناک ہے' امام صاحب سے درخواست کی جاوے کہ ایسا نہ کیا کریں' بغیر اس کے بھی ان کی بات کا یقین کرلیا جائے گا۔

لیکن اگر ثابت ہوگیا کہ ان کی بات غلط ہے تو لوگوں کی نظر میں ان کی کیا عزت رہے گی' پھر کس طرح لوگ ان کو امام بنانے پر راضی ہوں گے اور مسئلہ کی رو سے بھی جھوٹ بولنے والا اور اپنی جھوٹی بات پر اس طرح قسمیں کھانے والا امامت کا اہل نہیں ہوتا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ص ۱۵۳)

''اگر فلاں کام کروں تو کافر ہوجاؤں'' کہنے کا حکم

سوال۔ اگر بیوی نے کئی مرتبہ کہا: اب بھی نماز نہیں پڑھی تو ''من ترک الصلاۃ متعمداً

فقد کفر" یا اگر بیوی نے کہہ دیا: "فلاں کام کروں تو کافر ہو جاؤں" اور وہ کام کر دیا یا بھول کر کوئی کفر یہ فقرہ کہہ دیا (کفر حاصل کرنے کی غرض سے نہیں) تو کیا ان صورتوں میں وہ کافر ہو جائے گی یا طلاق ہو جائے گی؟

جواب۔ جان بوجھ کر نماز چھوڑنا انتہائی شدید گناہ ہے' لیکن اس سے انسان کافر نہیں ہوتا اسی طرح اگر کوئی شخص یہ کہہ دے کہ "میں اگر فلاں کام کروں تو کافر ہو جاؤں" تو اتنا کہنے سے بھی کافر نہیں ہوتا اور اگر وہ کام کر لے تب بھی کافر نہیں ہوتا' الا یہ کہ وہ سمجھتا ہو کہ یہ کام کرنے سے میں واقعی کافر ہو جاؤں گا اور پھر بھی کفر پر راضی ہو کر وہ کام کر لے۔

"لما فی الدرالمختار : وان فعل کذا فهو کافر' والأصح أن الحالف لم یکفر علقه بماض أو ات ان کان عنده فی اعتقاده انه یمین ' وان کان عنده أنه یکفر فی الحلف یکفر فیهما . (شامی ج ۳ص ۵۵)

(۱) وفی الدرالمختار ج ۱ ص ۲۳۵ وتار کها عمدا مجانة ای تکا سلا فاسق ......الخ 'وکذا فی شرح المسلم للنووی ج ۱ ص ۶۱.

(۲) الدرالمختار ج ۳ ص ۷۱۷ وفی البزازیة علی هامش الهندیة ج ۶ ص ۳۲۶ (طبع شیدیه کونه) بهذه أعنی بقوله هو یهودی أنصرانی أو مجوسی ان کان فعل کذا وقد کان فعله هو عالم بفعله لا یلزم الکفارة لا نه غموش وقد اختلف الأجوبة فی کفره والمختار ماقال المرخسی وبکر انه ان کان کفر ا عنده الحلف بهذا فهو کافر لأنه رضی بکفر نفسه' والرضا بکفر نفسه کفر بلا الزاع ......الخ.

یہ کہنا کہ میں دونوں طرف ہوں

سوال: ایک شخص ہے جس کو مشرف بہ اسلام ہوئے تقریباً بیس برس کا عرصہ گزر چکا ہے اور اس کی زندگی کا نصب العین یہ ہے جو اس نے اپنی زبان سے بیان کیا؟

۱۔ میرے یہاں گھر میں جملہ رسومات ہندوانہ ہوتی ہیں؟ ۲۔ اور میں اپنی برادری...... چماروں کو سمجھتا ہوں؟ ۳۔ اور میں دونوں طرف ہوں؟ ۴۔ اور جو لڑکا میرے اسلام کے بعد ہوا اس کی ختنہ نہ کراؤں گا؟ ۵۔ اور شخص مذکور نے اپنی بیٹی جو کہ مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد پیدا ہوئی اس بیٹی کی منگنی چمار کے ساتھ کر دی اور اسی کے ساتھ شادی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

جواب:ا۔اگر یہ مطلب ہے کہ میرے گھر میں جملہ رسومات ہندوانہ ہوتی ہیں اور میری رضا مندی سے ہوتی ہے تو ظاہر ہے کہ یہ بات ایک سچے مسلمان سے نہیں ہوتی اور نمبر۲ کا اگر یہ مطلب ہے کہ میں چماروں کو بھائی بند سمجھتا ہوں اور ان کے ساتھ برادرانہ تعلقات رکھتا ہوں یا رکھنا پسند کرتا ہوں تو یہ بھی سچے مسلمان سے نہیں ہوسکتا اور نمبر۳ کا مطلب اگر یہ ہے کہ مذہب کے لحاظ سے دونوں طرف ہوں تو یہ شخص مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں اور نمبر۴ کی بات شبہ میں ڈالتی ہے کیونکہ ختنہ کرانا فرض اگرچہ نہیں لیکن مسلمانوں کا خاص شعار ہے اور نمبر۵ میں اگر وہ چمار مسلمان ہے تو مضائقہ نہیں لیکن اگر وہ غیر مسلم ہے تو مسلمان لڑکی کا نکاح غیر مسلم سے حرام ہے۔ بہرحال یہ اقوال اس شخص کے مسلمان ہونے میں شبہ پیدا کرتے ہیں۔ (کفایت المفتی ج ا ص ۴۰)

''میں ہندو ہوں'' کہنے کا حکم

سوال۔اس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے کہ جس سے کہا جائے کہ رمضان کا مہینہ ہے قرآن پاک کی تلاوت کیوں نہیں کرتا؟ تو اس کا جواب یہ دے: ''ہاں! میں مسلمان نہیں ہوں بلکہ ہندو یا سکھ ہوں''۔ کیا وہ مسلمان رہتا ہے اور اس کا نکاح باقی رہتا ہے؟

جواب۔ یہ کلمہ کہ ''ہاں میں مسلمان نہیں ہوں' ہندو یا سکھ ہوں'' کلمہ کفر ہے اور اگر اس کا مطلب مراد تھا جو الفاظ سے سمجھ میں آتا ہے تو انسان ان کلمات کے کہنے سے کافر ہو جاتا ہے۔ ایسے شخص کو توبہ کے بعد ایمان کی تجدید اور نکاح کی تجدید کرنی لازم ہے اور اگر مقصد کچھ اور تھا تو وہ لکھ کر دوبارہ سوال کرلیں۔ تجدید ایمان اور تجدید نکاح ہر صورت میں کر لینی چاہئے۔ کیونکہ یہ بڑا خطرناک اور سنگین جملہ ہے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ایسی بات کہنے سے محفوظ رکھیں' آمین۔

(۱) وفی الهندية ج ۲ ص ۲۷۹ مسلم قال: أنا ملحد' یکفر' ولو قال: ماعلمت انه کفر لا یعزر بهذا......وفی الیتیمة: سالت والدی عن رجل قال: أنا فرعون اوابلیس فحینئذ یکفر' کذا فی التاتارخانیة' وفی جامع المنصولین ج ۲ ص ۳۰۱ (طبع اسلامی کتب خانه) قال: هو یهودی او نصرانی...... کفر...... لانه رضاء بالکفر 'وهو کفر وعلیه الفتوی: وفی الهندیة ج: ۲ ص ۲۵۷ (احکام المرتدین) ومن یرضی بکفر نفسه فقد کفر' وکذا فی التاتارخانیة ج ۵ ص ۴۶۰.

غیر مذہب کی کتابیں دیکھنا اور اپنے کفر کا اقرار کرنا

سوال: زید کسی غیر مذہب کی کتاب بوجہ استدلال یا باعتبار اعتراض کے دیکھتا ہے مگر زید کی

قوم اس کو لعن طعن کرنا اور برا کہنا شروع کر دیتی ہے اور کہتی ہے کہ ہمیں معلوم ہے کہ تو کافر ہو جائے گا' اس وجہ سے زید کو غصہ آ جاتا ہے اور یہ الفاظ زبان سے نکلتا ہے "میں تو کافر ہوں گا" جو تم سے ہو کر لو' مگر قوم باوجود ان کلمات کے سننے کے چپ نہیں ہوئی بلکہ بار بار کہتی ہے اس پر زید کو غصہ بڑھ جاتا ہے اور اپنے کو ان کے سامنے کہتا ہے کہ "میں کافر ہوں" تو اس صورت میں زید پر کیا حکم ہے اور قوم کا تنگ کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ زید یہ کتاب کفر کی نیت سے ہرگز نہیں دیکھتا؟

جواب: عالم فہیم کو مناظرہ کے لیے غیر مذہب کی کتب کا مطالعہ جائز ہے' اگر اپنے عقائد کے خراب ہونے کا اندیشہ نہ ہو اور ایسے شخص کو قوم کا بار بار ایسے سخت الفاظ کہنا بہت برا اور ناجائز ہے' نیز زید کا ایسا جواب سخت گناہ اور خطرناک ہے حتیٰ کہ بعض فقہاء نے ایسے الفاظ بولنے والے کی تکفیر کی ہے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں زید کو احتیاطاً تجدید ایمان اور نکاح کرنا مناسب ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۶ ص ۱۱۵)

فقہ حنفی کو معتزلہ کی تصنیف کہنے والے پر توبہ لازم ہے

سوال۔ ایک بار زید نے "علم فقہ" کے بارے میں یہ دعویٰ کیا کہ "علم فقہ دریائے دجلہ میں غرقاب ہو گیا ہے اور موجودہ فقہ حنفی معتزلہ کے لکھی ہوئی ہے" زید پر از روئے شریعت عقیدہ مذکورہ کی بناء پر کیا حکم لگایا جا سکتا ہے؟

الجواب۔ زید کے مذکورہ جملہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک غالی قسم کا غیر مقلد ہے اور اس کی یہ بات غلط اور سراسر جہالت پر مبنی ہے' کیا اس کو یہ معلوم نہیں کہ ہدایہ فتح القدیر' بحرالرائق' قاضی خان' بزازیہ اور مبسوط کیا یہ سب معتزلہ کی تصنیف کردہ کتابیں ہیں؟ زید کو اگر اتنا علم نہیں کہ موجودہ فقہ کی اصلیت معلوم کر سکے تو آخر یہ ذمہ داری اس پر کہاں سے عائد ہو گئی ہے کہ تمام فقہاء اسلام کی تصانیف فقہ کو یک جنبش زبان سے معتزلہ کی تصانیف قرار دیدے' زید کو اس عقیدہ سے توبہ کرنا ضروری ہے ورنہ خدانخواستہ اس کی یہ بیباکی اس کے خسران کا باعث نہ بن جائے۔

امام کا یہ کہنا کہ الٹی نماز پڑھا دوں گا

سوال: ایک امام مسجد نے یہ الفاظ کہے کہ مجھے کچھ نہ دیا تو الٹی نماز پڑھا دوں گا؟

جواب: نماز بہت باعظمت عبادت ہے' واجب الاحترام اور ضروری الادب ہے' گرے ہوئے الفاظ' تحقیرانہ لب ولہجہ مکروہ اور قبیح ہیں' لہٰذا مذکورہ سوال الفاظ نامناسب اور بیہودہ اور بے احترامی کے الفاظ ہیں۔ پس گزشتہ سے توبہ اور آئندہ کو احتیاط ضروری ہے۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

"بعض الفاظ کو ہم معمولی خیال کرتے ہیں حالانکہ ان سے سلب ایمان کا اندیشہ رہتا ہے۔" (م‘ع)

برہمن کے کہنے کے مطابق منت ماننے سے ایمان کا حکم

سوال: ایک شخص نے اپنی بچی کی پیدائش پر بال منڈوا کر برہمن کے کہنے کے مطابق ہندو ٹھاکر وغیرہ کے پاس منت مانی ہے اس کے ایمان کے متعلق لوگ دریافت کرتے ہیں‘ کیا جواب دیا جائے؟ جواب: نجومی پنڈت وغیرہ سے مستقبل کی باتیں پوچھنا اور ان پر یقین کرنا جائز نہیں سخت منع اور گناہ ہے‘ حدیث میں اس پر سخت وعیدیں وارد ہیں‘ غیرت اسلامی کے بھی خلاف ہے‘ کافرانہ حرکت ہے اس سے بہت جلد توبہ کرنا ضروری ہے۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

"غیر اللہ کی منت گویا شرک ہے" (م‘ع)

یہ کہنا کہ شریعت بعد میں‘ ڈنڈ کے روپے پہلے

سوال: ایک علم یافتہ اور چودھری قسم کا آدمی اگر یہ کہہ دے کہ شریعت بعد میں اور ڈنڈ کے پانچ سو روپے پہلے تو ایسے شخص کے لیے شریعت کا کیا حکم ہے؟ جواب: یہ شخص شریعت کے نزدیک جاہل ہے اس کو علم یافتہ کہنا بالکل غلط ہے‘ اس کا یہ کہنا شریعت کی سخت بے ادبی ہے‘ اس لیے توبہ اور تجدید ایمان اور تجدید نکاح کا حکم اس پر عائد ہوتا ہے۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

یہ الفاظ کہ اگر کوئی اس کی خدمت کرتا تو بچ جاتی

سوال: چاند میاں کی بیٹی زوجہ اول سے جانکنی میں مبتلا تھی‘ چاند میاں روتا تھا اور کہتا تھا کہ اسکی ماں اس وقت ہوتی یا کوئی اور اس کی خدمت کرتا تو وہ بچ جاتی‘ زوجہ ثانی نے کہا جو مرنے والی ہے وہ خدمت کرنے سے اور نہ کرنے سے مرے گی‘ اپنی منکوحہ سے اس بات پر تکرار کیا‘ اسی درمیان دس پندرہ منٹ میں وہ مرگئی‘ بعد اس کے منکوحہ کو چاند میاں نے تین طلاق بائن دیدی‘ اب شرعاً شوہر کے قول کے موافق حکم ارتداد ہوگا یا نہیں؟ اور تجدید نکاح کی ضرورت ہے یا نہ؟

جواب: صورت مسئولہ میں وہ شخص مرتد یا کافر کچھ نہیں ہوا‘ اس کے قول کا مطلب یہ ہے کہ ظاہر میں اس لڑکی کی موت کا سبب اس کی خدمت نہ کرنا ہے‘ گو حقیقی علت یہ نہ ہو۔ (امداد الاحکام ج ۱ص ۵۳)

یہ کہنا میں اپنا مذہب تبدیل کرلوں گی

سوال: زید کا عقد مسماۃ ہندہ کے ساتھ ہوا‘ عقد کے چودہ برس بعد تعلقات کشیدہ ہوگئے‘ اسی دوران شوہر نے بیوی پر الزام لگایا کہ میرے بھائی سے واسطہ ہے‘ ہندہ نے کہا مجھ کو الزام لگایا گیا ہے‘

اب میں منہ دکھانے کے قابل نہیں رہی' اگر والدین یا اہل برادری میری رخصتی کے بارے میں زیادہ زور ڈالیں گے تو میں اپنا مذہب تبدیل کرلوں گی یا خودکشی کرلوں گی' لہٰذا از روئے شرع کیا حکم ہے؟

جواب: خدا کی پناہ' دنیا کی چند روزہ تکلیف وغیرہ سے تو بچنا ضروری سمجھا اور ہمیشہ کے عذاب میں مبتلا ہونے پر راضی ہوئی جو تبدیلی مذہب سے لاحق ہوگا' یہ کم بخت یہ کہنے ہی سے کہ "میں مذہب تبدیل کرلوں گی" مرتد ہو چکی ہے' تمام اعمال باطل ہو گئے' اب توبہ کر کے اس کو اسلام میں داخل ہونا چاہیے اور نکاح ٹوٹ چکا ہے لہٰذا نکاح کی بھی تجدید کرانا چاہیے۔ (امداد الاحکام ج ۱ ص ۵۴)

کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی کے متعلق قرآن خاموش ہے؟

سوال: زید یہ اعتقاد رکھے اور بیان کرے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے یا وفات دیئے جانے کے بارے میں قرآن پاک خاموش ہے۔ جیسا کہ زید کی یہ عبارت ہے:

"قرآن نہ اس کی تصریح کرتا ہے کہ اللہ ان کو جسم و روح کے ساتھ کرہ زمین سے اٹھا کر آسمان پر کہیں لے گیا اور نہ یہی صاف کہتا ہے کہ انہوں نے زمین پر طبعی موت پائی اور صرف ان کی روح اٹھائی گئی۔ اس لیے قرآن کی بنیاد پر نہ تو ان میں سے کسی ایک پہلو کی قطعی نفی کی جا سکتی ہے اور نہ اثبات"

تو زید جو یہ بیان کرتا ہے آیا اس بیان کی بناء پر مسلمان کہلائے گا یا کافر؟ وضاحت فرمائیں

جواب: جو عبارت سوال میں نقل کی گئی ہے یہ مودودی صاحب کی تفہیم القرآن کی ہے۔ بعد کے ایڈیشنوں میں اس کی اصلاح کردی گئی ہے اس لیے اس پر کفر کا فتویٰ نہیں دیا جا سکتا۔ البتہ گمراہ کن غلطی قرار دیا جا سکتا ہے۔

قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی کی تصریح "**بل رفعه الله اليه**" اور "**انی متوفیک ورافعک الی**" میں موجود ہے۔ چنانچہ تمام آئمہ تفسیر اس پر متفق ہیں کہ ان آیات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی کو ذکر فرمایا ہے اور رفع جسمانی پر احادیث متواترہ موجود ہیں۔ قرآن کریم کی آیات کو احادیث متواترہ اور اُمت کے اجماعی عقیدہ کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ آیات رفع جسمانی میں قطعی دلالت کرتی ہیں اور یہ کہنا غلط ہے کہ قرآن کریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی کی تصریح نہیں کرتا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کس طرح پہچانا جائے گا؟

سوال: اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر جسم کے ساتھ موجود ہیں تو جب وہ اتریں گے تو

لازم ہے کہ ہر شخص ان کو اترتے ہوئے دیکھ لے گا' اس طرح تو پھر انکار کی گنجائش ہی نہیں' اور سب لوگ ان پر ایمان لے آئیں گے؟

جواب: جی ہاں! یہی ہوگا اور قرآن وحدیث نبویؐ میں یہی خبر دی گئی ہے۔ قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تذکرہ میں ہے: ''اور نہیں کوئی اہل کتاب میں سے مگر ضرور ایمان لائے گا اس پر اس کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن وہ ہوگا ان پر گواہ'' (النساء)

اور حدیث شریف میں ہے: ''اور میں سب لوگوں سے زیادہ قریب ہوں' عیسیٰ بن مریم کے کیونکہ میرے اور اس کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا' پس جب تم اس کو دیکھو تو اس کو پہچان لینا۔ قد میانہ' رنگ سرخ وسفید' بال سیدھے' بوقت نزول ان کے سر سے گویا قطرے ٹپک رہے ہوں گے' خواہ ان کو تری نہ بھی پہنچی ہو' ہلکے رنگ کی دو زرد چادریں زیب تن ہوں گی' پس صلیب کو توڑ ڈالیں گے' خنزیر کو قتل کر دیں گے' جزیہ کو بند کر دیں گے اور تمام مذاہب کو معطل کر دیں گے' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسلام کے سوا تمام ملتوں کو ہلاک کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے زمانے میں مسیح دجال کذاب کو ہلاک کر دیں گے' زمین میں امن وامان کا دور دورہ ہو جائے گا' یہاں تک کہ اونٹ شیروں کے ساتھ' چیتے گائے کے ساتھ اور بھیڑیئے بکریوں کے ساتھ چریں گے اور بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے' ایک دوسرے کو نقصان نہیں پہنچائیں گے' پس جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا زمین پر رہیں گے پھر ان کی وفات ہوگی' پس مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے اور انہیں دفن کریں گے۔'' (مسند احمد ج:۲' ص:۴۳۷' فتح الباری ج:۶' ص:۴۹۳' مطبوعہ لاہور' التصریح بما تواتر فی نزول المسیح ص:۱۶۱)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مشن کیا ہوگا؟

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تشریف لانے کا مقصد کیا ہے اور ان کا مشن کیا ہوگا؟ جبکہ دین اسلام اللہ تعالیٰ کا مکمل اور پسندیدہ ہے۔ ظاہر ہے کہ ان کی آمد عیسائیوں کی اصلاح کے لیے ہو سکتی ہے۔

اگر اسلام کے لیے تسلیم کر لیا جائے تو ہمارے آخر الزمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ میں کمی ہوگی' برائے نوازش اخبار کے ذریعے میرے سوال کا جواب دے کر ایسے ذہنوں کو مطمئن کیجئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مشن کیا ہوگا؟

جواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کا مشن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پوری تفصیل و وضاحت سے ارشاد فرما دیا ہے۔ اس سلسلے میں متعدد احادیث میں پہلے نقل کر چکا ہوں' یہاں صرف ایک حدیث پاک کا حوالہ دینا کافی ہے۔

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء علاتی بھائی ہیں' ان کی مائیں الگ ہیں مگر ان کا دین ایک ہے اور میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے سب سے زیادہ تعلق رکھنے والا ہوں کیونکہ ان کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا اور وہ نازل ہونے والے ہیں' پس جب ان کو دیکھو تو پہچان لو۔

قامت میانہ' رنگ سرخ وسفیدی ملا ہوا' ہلکے زرد رنگ کی دو چادریں زیب تن کیے نازل ہوں گے' سر مبارک سے گویا قطرے ٹپک رہے ہیں' گو اس کو تری نہ پہنچی ہو۔ پس وہ نازل ہو کر صلیب کو توڑ دیں گے' خنزیر کو قتل کریں گے' جزیہ موقوف کر دیں گے اور تمام لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ ان کے زمانے میں اسلام کے سوا تمام ملتوں کو ہلاک کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے زمانے میں مسیح دجال کو ہلاک کر دیں گے۔ روئے زمین پر امن وامان کا دور دورہ ہو جائے گا' شیر اونٹوں کے ساتھ' چیتے گائے بیلوں کے ساتھ اور بھیڑیے بکریوں کے ساتھ چرتے پھریں گے' بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے اور وہ ان کو نقصان نہ دیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین میں چالیس برس ٹھہریں گے' پھر ان کی وفات ہوگی' مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے اور ان کو دفن کریں گے۔'' (مسند احمد ج:۲' ص:۴۰۶' فتح الباری:۶' ص:۲۵۷)

اس ارشاد پاک سے ظاہر ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اصل مشن یہود و نصاریٰ کی اصلاح اور یہودیت و نصرانیت کے آثار سے روئے زمین کو پاک کرنا ہے مگر چونکہ یہ زمانہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و بعثت کا ہے اس لیے وہ اُمت محمدیہ کے ایک فرد بن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم اور خلیفہ کی حیثیت میں تشریف لائیں گے۔

چنانچہ ایک اور حدیث میں ارشاد ہے: ''سن رکھو کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے اور میرے درمیان کوئی نبی اور رسول نہیں ہوا' سن رکھو کہ وہ میرے بعد میری اُمت میں میرے خلیفہ ہیں' سن رکھو! کہ وہ دجال کو قتل کریں گے' صلیب کو توڑ دیں گے' جزیہ بند کر دیں گے' لڑائی اپنے ہتھیار ڈال دے گی' سن رکھو! جو شخص تم میں سے ان کو پائے ان سے میرا اسلام کہے۔'' (مجمع الزوائد ج:۴ص:۲۰۵ درمنثور ج:۴ص:۲۴۲)

اس لیے اسلام کی جو خدمت بھی وہ انجام دیں گے اور ان کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم کی حیثیت سے اُمت محمدیہ میں آ کر شامل ہونا ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کمی کا باعث نہیں بلکہ آپ کی سیادت و قیادت اور شرف و منزلت کا شاہکار ہے' اس وقت دنیا دیکھ لے گی کہ واقعی تمام انبیاء گزشتہ (علیٰ نبینا وعلیہم الصلوات والتسلیمات) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے مطیع ہیں، جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری اطاعت کے بغیر چارہ نہ ہوتا۔'' (مشکوٰۃ شریف ص:۳۰)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں

سوال: جیسا کہ احادیث و قرآن کی روشنی میں واضح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں، اب ہم آپ سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کون سے آسمان پر ہیں اور ان کے انسانی ضروریات کے تقاضے کیسے پورے ہوتے ہوں گے؟ مثلاً کھانا، پینا، سونا، جاگنا اور انس والفت اور دیگر اشیاء ضرورت انسان کو کیسے ملتی ہوں گی؟ وضاحت کر کے مطمئن کریں۔

جواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں پر زندہ اٹھایا جانا اور قرب قیامت میں دوبارہ زمین پر نازل ہونا تو اسلام کا قطعی عقیدہ ہے جس پر قرآن و سنت کے قطعی دلائل قائم ہیں اور جس پر اُمت کا اجماع ہے۔ حدیث معراج میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے دوسرے آسمان پر ملاقات ہوئی تھی، آسمان پر مادی غذا اور بول و براز کی ضرورت پیش نہیں آتی، جیسا کہ اہل جنت کو ضرورت پیش نہیں آئے گی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و نزول قرآن و حدیث کی روشنی میں

سوال: کیا قرآن مجید میں کہیں ذکر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے؟ اور وہی آکر امام مہدی ہونے کا دعویٰ کریں گے؟

جواب: سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ تشریف آوری کا مضمون قرآن کریم کی کئی آیتوں میں ارشاد ہوا ہے اور یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ متواتر احادیث جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی اطلاع دی گئی ہے اور جن پر بقول مرزا صاحب کے ''امت کا اعتقادی تعامل چلا آرہا ہے'' وہ سب انہی آیات کریمہ کی تفسیر ہیں۔

پہلی آیت:

سورۃ الصف آیت ۹ میں ارشاد ہے: ''وہی ہے جس نے بھیجا اپنا رسول ہدایت اور دین حق دے کر تا کہ اسے غالب کردے تمام دینوں پر، اگرچہ کتنا ہی ناگوار ہو مشرکوں کو۔''

''یہ آیات جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشین گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعے سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ

السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے۔ سو چونکہ اس عاجز کو حضرت مسیح سے مشابہت تامہ ہے اس لیے خداوند کریم نے مسیح کی پیشین گوئی میں ابتداء سے اس عاجز کو بھی شریک کر رکھا ہے۔ یعنی حضرت مسیح پیشین گوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہ عاجز روحانی اور معقولی طور پر۔"

(براہین احمدیہ مصنفہ مرزا غلام احمد صاحب ص: ۴۹۸، ۴۹۹، روحانی خزائن ج ۱ ص ۵۹۳، ۵۹۴)

"یعنی خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا کہ اس کو ہر ایک قسم کے دین پر غالب کردے، یعنی ایک عالمگیر غلبہ اس کو عطا کرے اور چونکہ وہ عالمگیر غلبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ظہور میں نہیں آیا اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیشین گوئی میں کچھ تخلف ہو اس لیے آیت کی نسبت ان سب متقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئے گا۔"

(چشمہ معرفت مصنفہ مرزا غلام احمد صاحب ص: ۸۳، ۹۱، روحانی خزائن: ۲۳، ص: ۹۱)

جناب مرزا صاحب کی اس تفسیر سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

۱۔ اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسمانی طور پر دوبارہ آنے کی پیشین گوئی کی گئی ہے۔

۲۔ مرزا صاحب پر بذریعہ الہام خدا تعالیٰ کی طرف سے ظاہر کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس آیت کی پیشین گوئی کا جسمانی اور ظاہری طور پر مصداق ہیں۔

۳۔ اُمت کے تمام مفسرین اس پر متفق ہیں کہ اسلام کا غلبہ کاملہ حضرت مسیح علیہ السلام کے وقت میں ہوگا۔

جناب مرزا صاحب کی اس الہامی تفسیر سے جس پر تمام مفسرین کے اتفاق کی مہر بھی ثبت ہے، یہ ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ کے اس قرآنی وعدہ کے مطابق سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ضرور دوبارہ تشریف لائیں گے اور ان کے ہاتھ سے اسلام تمام مذاہب پر غالب آجائے گا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ارشاد ہے کہ "اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں تمام مذاہب کو مٹا دیں گے۔" (ابوداؤد، مسند احمد، مستدرک حاکم)

بعد میں جناب مرزا صاحب نے خود مسیحیت کا منصب سنبھال لیا لیکن یہ تو فیصلہ آپ کر سکتے ہیں کہ کیا ان کے زمانے میں اسلام کو غلبہ کاملہ نصیب ہوا؟ نہیں! بلکہ اس کے برعکس یہ ہوا کہ دنیا بھر کے مسلمان جناب مرزا صاحب کو نہ ماننے کی وجہ سے کافر ٹھہرے، ادھر مسلمانوں نے مرزا صاحب اور ان کی

جماعت کو اسلام سے الگ ایک فرقہ سمجھا۔ نتیجہ یہ کہ اسلام کا وہ غلبہ کاملہ ظہور میں نہ آیا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے مقدر تھا۔ اس لیے جناب مرزا صاحب کے دعویٰ مسیحیت کے باوجود زمانہ قرآن کے وعدے کا منتظر ہے اور یقین رکھنا چاہیے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اس وعدے کے ایفاء کے لیے خود بنفس نفیس تشریف لائیں گے کیونکہ بقول مرزا صاحب ''ممکن نہیں کہ خدا کی پیشین گوئی میں کچھ تخلف ہو۔''

دوسری آیت:

سورۃ النساء آیت ۱۵۹ میں بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ تشریف لانے اور تمام اہل کتاب کے ان پر ایمان لانے کی خبر دی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

''اور نہیں کوئی اہل کتاب سے مگر البتہ ایمان لاوے گا ساتھ اس کے موت اس کی کہ پہلے اور دن قیامت کے ہوگا اوپر ان کے گواہ۔'' (فصل الخطاب ج:۲ ص:۸۰ مؤلفہ حکیم نور دین قادیانی)

حکیم صاحب کا ترجمہ بارہویں صدی کے مجدد حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے فارسی ترجمہ کا گویا اردو ترجمہ ہے۔ شاہ صاحبؒ اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

''یعنی یہودی کہ حاضر شوند نزول عیسیٰ را البتہ ایمان آرند''

ترجمہ: ''یعنی آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو یہودی نزول عیسیٰ السلام کے وقت موجود ہوں گے وہ ایمان لائیں گے۔''

اس آیت کے ترجمہ سے معلوم ہوا کہ:

۱۔ عیسیٰ علیہ السلام کا آخری زمانے میں دوبارہ تشریف لانا مقدر ہے۔

۲۔ تب سارے اہل کتاب ان پر ایمان لائیں گے۔

۳۔ اور اس کے بعد ان کی وفات ہوگی۔

پورے قرآن مجید میں صرف اس موقع پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا ذکر ہے جس سے پہلے تمام اہل کتاب کا ان پر ایمان لانا شرط ہے۔

اب اس آیت کی وہ تفسیر ملاحظہ فرمایئے جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اکابر صحابہؓ و تابعینؒ سے منقول ہے۔

صحیح بخاری ج:۱ ص:۴۹۰ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات میں امام بخاریؒ نے ایک باب باندھا ہے: ''باب نزول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام'' اور اس کے تحت یہ حدیث ذکر کی ہے:

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے! قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! البتہ قریب ہے کہ نازل ہوں تم میں ابن مریم حاکم عادل کی حیثیت

سے پس توڑ دیں گے صلیب اور قتل کریں گے خنزیر کو اور موقوف کریں گے لڑائی اور بہ پڑے گا مال یہاں تک کہ نہیں قبول کرے گا اس کو کوئی شخص یہاں تک کہ ایک سجدہ بہتر ہوگا دنیا بھر کی دولت سے۔ پھر فرماتے تھے ابوہریرہؓ کہ پڑھو اگر چاہو قرآن کریم کی آیت: "اور نہیں کوئی اہل کتاب میں سے مگر ضرور ایمان لائے گا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ان کی موت سے پہلے اور ہوں گے عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن ان پر گواہ۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی قرآن کی اس آیت کی تفسیر ہے۔ اسی لیے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے لیے آیت کا حوالہ دیا۔ امام محمد بن سیرینؒ کا ارشاد ہے کہ ابوہریرہؓ کی ہر حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتی ہے۔ (طحاوی شریف ج:۱ص:۲۱)

بخاری شریف کے اسی صفحہ پر حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے نزول کی خبر دیتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے "وامامکم منکم" فرمایا۔

یہ حدیث بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ دونوں حدیثوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ہی مقصد ہے اور وہ ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آخری زمانہ میں حاکم عادل کی حیثیت سے اس اُمت میں تشریف لانا۔

۲۔ کنز العمال ج:۷ص:۲۶۷ (حدیث نمبر:۳۹۷۲۶ص:۲۵۷) میں بروایت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "میرے بھائی عیسیٰ بن مریم علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے......الخ"

۳۔ امام بیہقی کی کتاب الاسماء والصفات ص:۴۲۴ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: "تم کیسے ہوگے جب عیسیٰ بن مریم علیہ السلام تم میں آسمان سے نازل ہوں گے اور تم میں شامل ہو کر تمہارے امام ہوں گے۔"

۴۔ تفسیر درمنثور ج:۲ص:۲۴۲ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "میرے اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی اور رسول نہیں ہوا' دیکھو! وہ میرے بعد میری اُمت میں میرے خلیفہ ہوں گے۔"

۵۔ ابوداؤد ص:۵۹۴ اور مسند احمد ج:۲ص:۴۰۶ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "انبیاء کرام باپ شریک بھائی ہیں' ان کی مائیں (شریعتیں) الگ الگ ہیں اور دین سب کا ایک ہے' اور مجھے سب سے زیادہ تعلق عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے ہے کیونکہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا اور بے شک وہ تم میں نازل ہوں گے۔ پس جب ان کو دیکھو تو پہچان لینا'

ان کا حلیہ یہ ہے قد میانہ رنگ سرخ وسفید دو زرد رنگ کی چادریں زیب بدن ہوں گی سر سے گویا قطرے ٹپک رہے ہوں گے خواہ ان کو تری نہ پہنچی ہو پس لوگوں سے اسلام پر قتال کریں گے پس صلیب کو توڑ دیں گے خنزیر کو قتل کریں گے جزیہ موقوف کردیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے زمانے میں تمام مذاہب کو مٹادیں گے اور مسیح دجال کو ہلاک کردیں گے پس زمین میں چالیس برس ٹھہریں گے پھر ان کی وفات ہوگی اور مسلمان ان کا جنازہ پڑھیں گے۔"

یہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ہیں جن سے آیت زیر بحث کی تشریح ہوجاتی ہے۔
اب چند صحابہؓ وتابعینؒ کی تفسیر بھی ملاحظہ فرمایئے:

۱۔ مستدرک حاکم ج:۲ص:۳۰۹ درمنثور ج:۲ص:۲۴۱ اور تفسیر ابن جریر ج:۶ص:۱۴ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیت کی تفسیر فرمائی ہے کہ اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ تشریف لانے کی خبر دی گئی ہے اور یہ کہ جب وہ تشریف لائیں گے تو ان کی موت سے پہلے سب اہل کتاب ان پر ایمان لائیں گے۔

۲۔ ام المومنین حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس آیت کی تفسیر یہ فرماتی ہیں کہ ہر اہل کتاب اپنی موت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے گا اور جب وہ قیامت سے پہلے آسمان سے نازل ہوں گے تو اس وقت جتنے اہل کتاب ہوں گے آپ کی موت سے پہلے آپ پر ایمان لائیں گے۔ (تفسیر درمنثور ج:۲ص:۲۴۱)

۳۔ درمنثور کے مذکورہ صفحہ پر یہی تفسیر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے صاحبزادے حضرت محمد بن الحنفیہ سے منقول ہے۔

۴۔ اور تفسیر ابن جریر ج:۶ص:۱۴ میں یہی تفسیر اکابر وتابعین حضرت قتادہؒ حضرت محمد بن زید مدنیؒ (امام مالک کے استاذ) حضرت ابو مالک غفاریؒ اور حضرت حسن بصریؒ سے منقول ہے۔ حضرت حسن بصریؒ کے الفاظ یہ ہیں: "آیت میں جس ایمان لانے کا ذکر ہے یہ عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ہوگا اللہ کی قسم! وہ ابھی آسمان پر زندہ ہیں لیکن آخری زمانے میں جب وہ نازل ہوں گے تو ان پر سب لوگ ایمان لائیں گے۔"

اس آیت کی جو تفسیر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ وتابعینؒ سے نقل کی ہے بعد کے تمام مفسرین نے اسے نقل کیا ہے اور اس کی صحت کو تسلیم کیا ہے۔ لہٰذا کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ تشریف آوری کی خبر دی ہے اور دور نبویؐ

سے آج تک یہی عقیدہ مسلمانوں میں متواتر چلا آ رہا ہے۔

تیسری آیت:

سورہ زخرف آیت: ۶۱ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد ہے: "اور وہ نشانی ہے قیامت کی' پس تم اس میں مت شک کرو۔"

اس آیت کی تفسیر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بہت سے صحابہؓ و تابعینؒ کا ارشاد ہے کہ "عیسیٰ علیہ السلام کا آخری زمانہ میں نازل ہونا قرب قیامت کی نشانی ہوگی۔"

۱۔ صحیح ابن حبان میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: "قیامت سے پہلے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نازل ہونا قیامت کی نشانی ہے۔" (موارد الظمان ص: ۴۳۵' حدیث: ۱۷۵۸)

۲۔ حضرت حذیفہ بن اسید الغفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "ہم آپس میں مذاکرہ کررہے تھے' اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو فرمایا کہ کیا مذاکرہ ہورہا تھا؟ عرض کیا! قیامت کا تذکرہ کررہے تھے' فرمایا! قیامت نہیں آئے گی جب تک کہ اس سے پہلے دس نشانیاں نہ دیکھ لو' دخان' دجال' دابۃ الارض' مغرب سے آفتاب کا طلوع ہونا' عیسیٰ بن مریم کا نازل ہونا' یاجوج وماجوج کا نکلنا......الخ" (صحیح مسلم' مشکوٰۃ ص: ۴۷۲)

۳۔ اور حدیث معراج جسے میں پہلے بھی کئی بار نقل کرچکا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ معراج کی رات میری ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام' حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہوئی' قیامت کا تذکرہ ہوا کہ کب آئے گی؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا' موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا گیا تو انہوں نے بھی لاعلمی ظاہر کی' پھر عیسیٰ علیہ السلام کی باری آئی تو انہوں نے فرمایا:

"قیامت کا ٹھیک وقت تو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی معلوم نہیں' البتہ مجھ سے میرے رب کا ایک عہد ہے کہ قرب قیامت میں دجال نکلے گا تو میں اسے قتل کرنے کے لیے نازل ہوں گا۔ (آگے قتل دجال اور یاجوج ماجوج کے نکلنے کی تفصیل ہے' اس کے بعد فرمایا) پس مجھ سے میرے رب کا عہد ہے کہ جب یہ سب کچھ ہوجائے گا تو قیامت کی مثال پورے دنوں کی حاملہ جیسی ہوگی۔" (مسند احمد ج: ۱ ص: ۳۷۵' ابن ماجہ ص: ۳۰۹' تفسیر ابن جریر ج: ۱۷' ص: ۷۲' مستدرک

حاکم ج:۴ص:۴۸۸‘۵۴۵ فتح الباری ج:۱۳‘ص:۷۹‘ در منثور ج:۴ص:۳۳۶)

ان ارشادات نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آیت کی تفسیر اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد جو انہوں نے انبیاء کرام علیہم السلام کے مجمع میں فرمایا اور جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سامنے نقل کیا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قیامت کی نشانی کے طور پر دوبارہ تشریف لانا اور آ کر دجال لعین کو قتل کرنا‘ اس پر اللہ تعالیٰ کا عہد‘ انبیاء کرام علیہم السلام کا اتفاق اور صحابہ کرامؓ کا اجماع ہے اور گزشتہ صدیوں کے تمام مجددین اس کو تسلیم کرتے چلے آئے ہیں‘ کیا اس کے بعد بھی کسی مؤمن کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے میں شک رہ جاتا ہے.....؟

۴۔ اس آیت کی تفسیر بہت سے صحابہؓ و تابعینؒ سے یہی منقول ہے کہ آخری زمانہ میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا قرب قیامت کی نشانی ہے۔ حافظ ابن کثیر اس آیت کی تحت لکھتے ہیں:

”یعنی قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا قیامت کی نشانی ہے‘ یہی تفسیر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ‘ حضرت ابن عباسؓ ابوالعالیہؒ عکرمہؒ حسن بصریؒ ضحاکؒ اور دوسرے بہت سے حضرات سے مروی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مضمون کی احادیث متواتر ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تشریف لانے کی خبر دی ہے۔“ (تفسیر ابن کثیر ج:۴ص:۱۳۲)

چوتھی آیت:

سورۃ مائدہ کی آیت:۱۱۸ میں ارشاد ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن بارگاہ خداوندی میں اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے عرض کریں گے: ”اے اللہ! اگر آپ ان کو عذاب دیں تو یہ آپ کے بندے ہیں اور اگر بخش دیں تو آپ عزیز و حکیم ہیں۔“

سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے کہ الٰہی! یہ تیرے بندے ہیں (مگر انہوں نے میری غیر حاضری میں مجھے خدا بنایا اس لیے) واقعی انہوں نے اپنے اس عقیدے کی بناء پر اپنے آپ کو عذاب کا مستحق بنالیا ہے اور اگر آپ بخش دیں‘ یعنی ان لوگوں کو جن کو صحیح عقیدے پر چھوڑ کر گیا تھا اور (اسی طرح ان لوگوں کو بھی بخش دیں جنہوں نے اپنے عقیدہ سے رجوع کر لیا‘ چنانچہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر لمبی کر دی گئی ہے‘ یہاں تک کہ وہ آخری زمانے میں دجال کو قتل کرنے کے

لیے آسمان سے زمین کی طرف اتارے جائیں گے، تب عیسائی لوگ اپنے قول سے رجوع کر لیں گے تو جن لوگوں نے اپنے قول سے رجوع کیا اور تیری توحید کے قائل ہو گئے اور اقرار کر لیا کہ ہم سب (بشمول عیسیٰ علیہ السلام کے) خدا کے بندے ہیں، پس اگر آپ ان کو بخش دیں جبکہ انہوں نے اپنے قول سے رجوع کر لیا ہے تو آپ عزیز و حکیم ہیں۔'' (تفسیر در منثور ج:۲ ص:۳۵۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس تفسیر سے واضح ہوا کہ یہ آیت بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ تشریف آوری کی دلیل ہے۔

آپ نے اپنے سوال میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو کر امام مہدی ہونے کا دعویٰ کریں گے؟ اس کے جواب میں صرف اتنا عرض کر دینا کافی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر تیرہویں صدی کے آخر تک اُمت اسلامیہ کا یہی عقیدہ رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی دو الگ الگ شخصیتیں ہیں اور یہ کہ نازل ہو کر پہلی نماز حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت مہدی کی اقتداء میں پڑھیں گے۔ جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی پہلے شخص ہیں جنہوں نے عیسیٰ اور مہدی کے ایک ہونے کا عقیدہ ایجاد کیا ہے۔ اس کی دلیل نہ قرآن کریم میں ہے نہ کسی صحیح اور مقبول حدیث میں اور نہ سلف صالحین میں سے کوئی اس کا قائل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متواتر احادیث میں وارد ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت حضرت مہدیؓ اس اُمت کے امام ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے۔

حیات عیسیٰ علیہ السلام پر شبہات

جناب نے یہ بھی دریافت فرمایا ہے کہ کیا ''کل نفس ذائقة الموت'' کی آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر اثر انداز نہیں ہوتی؟ جواباً گزارش ہے کہ یہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح آپ کو، مجھ کو، زمین کے تمام لوگوں کو، آسمان کے تمام فرشتوں کو بلکہ ہر ذی روح مخلوق کو شامل ہے۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہر متنفس کو ایک نہ ایک دن مرنا ہے، چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی موت آئے گی لیکن کب؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا وقت بھی بتا دیا ہے کہ آخری زمانہ میں نازل ہو کر وہ چالیس برس زمین پر رہیں گے، پھر ان کا انتقال ہو گا، مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے اور میرے روضہ میں دفن کیا جائے گا۔ (مشکوٰۃ شریف: ص:۴۸۰)

اس لیے آپ نے جو آیت نقل فرمائی ہے وہ اسلامی عقیدہ پر اثر انداز نہیں ہوتی، البتہ یہ عیسائیوں

کے عقیدہ کو باطل کرتی ہے۔ اسی بناء پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے پادریوں کے وفد سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا تھا: "کیا تم نہیں جانتے کے ہمارا رب زندہ ہے' کبھی نہیں مرے گا اور عیسیٰ علیہ السلام کو موت آئے گی۔" یہ نہیں فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام مر چکے ہیں۔ (در منثور ج:۲ ص:۳)

آخری گزارش

جیسا کہ میں نے ابتداء میں عرض کیا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و وفات کا مسئلہ آج پہلی بار میرے آپ کے سامنے پیش نہیں آیا اور نہ قرآن کریم ہی پہلی مرتبہ میرے' آپ کے مطالعہ میں آیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے قرآن مجید متواتر چلا آتا ہے اور حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ بھی۔ اس اُمت میں اہل کشف' ملہم و مجدد بھی گزرے ہیں اور بلند پایہ مفسرین و مجتہدین بھی' مگر ہمیں جناب مرزا صاحب سے پہلے کوئی ملہم' مجدد' صحابی' تابعی اور فقیہ و محدث ایسا نظر نہیں آتا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آخری زمانہ میں دوبارہ تشریف آوری کا منکر ہو۔ قرآن کریم کی جن آیتوں سے جناب مرزا غلام احمد صاحب وفات مسیح ثابت کرتے ہیں۔ ایک لمحہ کے لیے سوچئے کہ کیا یہ آیات قرآن کریم میں پہلے موجود نہیں تھیں؟ کیا چودھویں صدی میں پہلی بار نازل ہوئی ہیں؟ یا گزشتہ صدیوں کے تمام اکابر...... نعوذ باللہ...... قرآن کو سمجھنے سے معذور اور عقل و فہم سے عاری تھے؟

"پس اگر اسلام میں بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے معلم نہیں آئے جن میں ظلی طور پر نور نبوت تھا تو گویا خدا تعالیٰ نے عمداً قرآن کو ضائع کیا کہ اس کے حقیقی اور واقعی طور پر سمجھنے والے بہت جلد دنیا سے اٹھا لیے گئے مگر یہ بات اس کے وعدہ کے برخلاف ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے: "انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون" یعنی ہم نے قرآن کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرتے رہیں گے۔ اب میں نہیں سمجھ سکتا کہ اگر قرآن کے سمجھنے والے ہی باقی نہ رہے اور اس پر یقینی اور حالی طور پر ایمان لانے والے زاویہ عدم میں مختفی ہو گئے تو پھر قرآن کی حفاظت کیا ہوئی اور اس پر ایک اور آیت بھی بین قرینہ ہے اور وہ یہ ہے "بل ھو آیات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم" یعنی قرآن آیات بینات ہیں جو اہل علم کے سینوں میں ہیں۔ یہ آیت بلند آواز سے پکار کر کہہ رہی ہے کہ کوئی حصہ تعلیم قرآن کا برباد اور ضائع نہیں ہوگا اور جس طرح روز اول سے اس کا پودا دلوں میں جمایا گیا یہی سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔" (شہادت القرآن ص:۵۴-۵۵' مؤلفہ جناب مرزا غلام احمد قادیانی)

بلاشبہ جس شخص کو قرآن کریم پر ایمان لانا ہوگا اسے اس تعلیم پر بھی ایمان لانا ہوگا جو گزشتہ صدیوں کے مجددین اور اکابر اُمت قرآن کریم سے متواتر سمجھتے چلے آئے ہیں اور جو شخص قرآن

کریم کی آیتیں پڑھ پڑھ کر آئمہ مجددین کے متواتر عقیدہ کے خلاف کوئی عقیدہ پیش کرتا ہے' سمجھنا چاہیے کہ وہ قرآن کریم کی حفاظت کا منکر ہے۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر میں نے جو آیات پیش کی ہیں ان کی تفسیر صحابہؓ و تابعینؒ کے علاوہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی نقل کی ہے۔ ان کے علاوہ جس صدی کے آئمہ دین اور صاحب کشف والہام مجددین کے بارے میں آپ چاہیں' میں حوالے پیش کردوں گا کہ انہوں نے قرآن کریم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے اور آخری زمانے میں دوبارہ آنے کو ثابت کیا ہے۔

جن آیتوں کو آپ کی جماعت کے حضرات' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کی دلیل میں پیش کرتے ہیں' من گھڑت تفسیر کے بجائے ان سے کہیے کہ ان میں ایک ہی آیت کی تفسیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرامؓ سے' تابعینؒ سے یا بعد کے کسی صدی کے مجدد کے حوالے سے پیش کردیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مر چکے ہیں' وہ آخری زمانہ میں نہیں آئیں گے بلکہ ان کی جگہ ان کا کوئی مثیل آئے گا' کیا یہ ظلم وستم کی انتہا نہیں کہ جو مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ و تابعینؒ اور آئمہ مجددین کے عقیدے پر قائم ہیں ان کو تو "فیج اعوج" (یعنی گمراہ اور کجرو لوگ) کہا جائے اور جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام اکابر اُمت کے خلاف قرآن کی تفسیر کریں اور ان تمام بزرگوں کو (مشرک) ٹھہرائیں' ان کو حق پر مانا جائے۔

میرے دل میں دو تین سوال آئے ہیں' جن کے جواب چاہتا ہوں اور یہ جواب قرآن مجید کے ذریعے دیئے جائیں اور میں آپ کو یہ بتادینا چاہتا ہوں کہ میں "احمدی" ہوں' اگر آپ نے میرے سوالوں کے جواب صحیح دیئے تو ہوسکتا ہے کہ میں آپ کے قریب زیادہ آجاؤں۔

سوال:۱۔ کیا آپ قرآن مجید کے ذریعے یہ بتاسکتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہیں اور اس جہان میں فوت نہیں ہوئے؟

سوال:۲۔ کیا قرآن مجید میں کہیں ذکر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے؟ اور وہ آکر امام مہدی کا دعویٰ کریں گے؟

سوال:۳۔ "کل نفس ذائقة الموت" کا لفظی معنی کیا ہے؟ اور کیا اس سے آپ کے دوبارہ آنے پر کوئی اثر نہیں پڑتا؟

جواب: جہاں تک آپ کے اس ارشاد کا تعلق ہے کہ "اگر آپ نے میرے سوالات کے

جواب صحیح دیئے تو ہو سکتا ہے کہ میں آپ کے قریب آ جاؤں" یہ تو محض حق تعالیٰ کی توفیق و ہدایت پر منحصر ہے۔ تاہم جناب نے جو سوالات کیے ہیں میں ان کا جواب پیش کر رہا ہوں اور یہ فیصلہ کرنا آپ کا اور دیگر قارئین کا کام ہے کہ میں جواب صحیح دے رہا ہوں یا نہیں؟ اگر میرے جواب میں کسی جگہ لغزش ہو تو آپ اس پر گرفت کر سکتے ہیں' وباللہ التوفیق!

اصل سوالات پر بحث کرنے سے پہلے میں اجازت چاہوں گا کہ ایک اصولی بات پیش خدمت کروں۔ وہ یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور ان کی دوبارہ تشریف آوری کا مسئلہ آج پہلی بار میرے اور آپ کے سامنے نہیں آیا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دور سے لے کر آج تک یہ اُمت اسلامیہ کا متواتر اور قطعی عقیدہ چلا آتا ہے' اُمت کا کوئی دور ایسا نہیں گزرا جس میں مسلمانوں کا یہ عقیدہ نہ رہا ہو اور اُمت کے اکابر صحابہ کرامؓ تابعینؒ اور آئمہ مجددینؒ میں سے ایک فرد بھی ایسا نہیں جو اس عقیدے کا قائل نہ ہو جس طرح نمازوں کی تعداد اور رکعات قطعی ہے' اسی طرح اسلام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور آمد کا عقیدہ بھی قطعی ہے۔ خود جناب مرزا صاحب کو بھی اس کا اقرار ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

"مسیح ابن مریم کے آنے کی پیشین گوئی ایک اول درجے کی پیشین گوئی ہے جس کو سب نے بالاتفاق قبول کر لیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیشین گوئیاں لکھی گئی ہیں کوئی پیشین گوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی' تواتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے۔" (ازالہ اوہام روحانی خزائن ج:۳ ص:۴۰۰)

دوسری جگہ لکھتے ہیں: "اس امر سے دنیا میں کسی کو بھی انکار نہیں کہ احادیث میں مسیح موعود کی کھلی کھلی پیشین گوئی موجود ہے بلکہ قریباً تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ احادیث کی رو سے ضرور ایک شخص آنے والا ہے جس کا نام عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہوگا اور یہ پیش گوئی بخاری اور مسلم اور ترمذی وغیرہ کتب حدیث میں اس کثرت سے پائی جاتی ہے جو ایک منصف مزاج کی تسلی کے لیے کافی ہے۔"

"یہ خبر مسیح موعود کے آنے کی اس قدر زور کے ساتھ ہر ایک زمانے میں پھیلی ہوئی معلوم ہوتی ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی جہالت نہ ہوگی کہ اس کے تواتر سے انکار کیا جائے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر اسلام کی وہ کتابیں جن کی رو سے یہ خبر سلسلہ وار شائع ہوتی چلی آئی ہیں صدی وار مرتب کر کے اکٹھی کی جائیں تو ایسی کتابیں ہزارہا سے کچھ کم نہ ہوں گی۔ ہاں یہ بات اس شخص کو سمجھانا مشکل ہے جو اسلامی کتابوں سے بالکل بے خبر ہے۔" (شہادت القرآن ص:۲' روحانی خزائن ج:۶ ص:۲۹۸)

مرزا صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کی احادیث کو متواتر اور اُمت کے اعتقادی

عقائد کا مظہر قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''پھر ایسی احادیث جو تعامل اعتقادی یا عملی میں آ کر اسلام کے مختلف گروہوں کا ایک شعار ٹھہر گئی تھیں ان کو قطعیت اور تواتر کی نسبت کلام کرنا تو درحقیقت جنون اور دیوانگی کا ایک شعبہ ہے۔'' (شہادت القرآن ص:۵' روحانی خزائن ج:۶ ص:۳۰۱)

جناب مرزا صاحب کے یہ ارشادات مزید تشریح و وضاحت کے محتاج نہیں تاہم اس پر اتنا اضافہ ضرور کروں گا کہ:

۱۔ احادیث نبویہ میں (جن کو مرزا صاحب قطعی متواتر تسلیم فرماتے ہیں) کسی گمنام ''مسیح موعود'' کے آنے کی پیشین گوئی نہیں کی گئی بلکہ پوری وضاحت وصراحت کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قرب قیامت میں دوبارہ نازل ہونے کی خبر دی گئی ہے۔ پوری اُمت اسلامیہ کا ایک ایک فرد قرآن کریم اور احادیث کی روشنی میں صرف ایک ہی شخصیت کو ''عیسیٰ علیہ السلام'' کے نام سے جانتا پہچانتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بنی اسرائیل میں آئے تھے' اس ایک شخصیت کے علاوہ کسی اور کے لیے ''عیسیٰ بن مریم علیہ السلام'' کا لفظ اسلامی ڈکشنری میں کبھی استعمال نہیں ہوا۔

۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک اُمت اسلامیہ میں جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کا عقیدہ متواتر رہا ہے اس طرح ان کی حیات اور رفع آسمانی کا عقیدہ بھی متواتر رہا ہے اور یہ دونوں عقیدے ہمیشہ لازم وملزوم رہے ہیں۔

۳۔ جن ہزارہا کتابوں میں صدی وار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا لکھا ہے ان ہی کتابوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ وہ آسمان پر زندہ ہیں اور قرب قیامت میں دوبارہ تشریف لائیں گے۔ پس اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کا انکار مرزا صاحب کے بقول ''دیوانگی اور جنون کا ایک شعبہ ہے'' تو ان کی حیات کے انکار کا بھی یقیناً یہی حکم ہوگا۔ ان تمہیدی معروضات کے بعد اب آپ کے سوالوں کا جواب پیش خدمت ہے۔

۱۔ حیات عیسیٰ علیہ السلام

آپ نے دریافت کیا تھا کہ کیا قرآن کریم سے یہ ثابت کیا جاسکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں بلکہ وہ زندہ ہیں؟ جواباً گزارش ہے کہ قرآن کریم کی متعدد آیتوں سے یہ عقیدہ ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہود کی گرفت سے بچا کر آسمان پر زندہ اٹھالیا۔

پہلی آیت: سورۃ النساء آیت: ۱۵۷۔۱۵۸ میں یہود کا یہ دعویٰ نقل کیا ہے کہ ''ہم نے مسیح بن مریم

رسول اللہ کو قتل کر دیا" اللہ تعالیٰ ان کے اس ملعون دعویٰ کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "انہوں نے نہ تو عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا نہ انہیں سولی دی' بلکہ ان کو اشتباہ ہوا اور انہوں نے آپ کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ ہوا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ تعالیٰ زبردست ہے بڑی حکمت والا ہے۔"

یہاں جناب کو چند چیزوں کی طرف توجہ دلاتا ہوں:

۱۔ یہود کے دعویٰ کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے قتل اور صلب (سولی دیئے جانے) کی تردید فرمائی' بعد ازاں قتل اور رفع کے درمیان مقابلہ کر کے قتل کی نفی کی اور اس کی جگہ رفع کو ثابت فرمایا۔

۲۔ جہاں قتل اور رفع کے درمیان اس طرح کا مقابلہ ہو جیسا کہ اس آیت میں ہے وہاں رفع سے روح اور جسم دونوں کا رفع مراد ہو سکتا ہے' یعنی زندہ اٹھالینا صرف روح کا رفع مراد نہیں ہو سکتا اور نہ رفع درجات مراد ہو سکتا ہے۔ قرآن کریم' حدیث نبویؐ اور محاورات عرب میں ایک مثال بھی ایسی نہیں ملے گی کہ کسی جگہ قتل کی نفی کر کے اس کی جگہ رفع کو ثابت کیا گیا ہو اور وہاں صرف روح کا رفع یا درجات کا رفع مراد لیا گیا ہو اور نہ یہ عربیت کے لحاظ سے ہی صحیح ہے۔

۳۔ حق تعالیٰ شانہ جہت اور مکان سے پاک ہیں' مگر آسمان چونکہ بلندی کی جانب ہے اور بلندی حق تعالیٰ کی شان کے لائق ہے' اس لیے قرآن کریم کی زبان میں "رفع الی اللہ" کے معنی ہیں آسمان کی طرف اٹھایا جانا۔

۴۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہود کی دستبرد سے بچا کر صحیح سالم آسمان پر اٹھالیا جانا آپ کی قدر و منزلت کی دلیل ہے' اس لیے یہ رفع جسمانی بھی ہے اور روحانی اور مرتبی بھی۔ اس کو صرف رفع جسمانی کہہ کر اس کو رفع روحانی کے مقابل سمجھنا غلط ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر صرف "روح کا رفع" عزت و کرامت ہے تو "روح اور جسم دونوں کا رفع" اس سے بڑھ کر موجب عزت و کرامت ہے۔

۵۔ چونکہ آپ کے آسمان پر اٹھائے جانے کا واقعہ عام لوگوں کی عقل سے بالاتر تھا اور اس بات کا احتمال تھا کہ لوگ اس بارے میں چہ میگوئیاں کریں گے کہ ان کو آسمان پر کیسے اٹھالیا؟ اس کی کیا ضرورت تھی؟ کیا اللہ تعالیٰ زمین پر ان کی حفاظت نہیں کر سکتا تھا؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ کسی اور نبی کو کیوں نہیں اٹھایا گیا؟ وغیرہ وغیرہ۔

ان تمام شبہات کا جواب "و کان اللہ عزیزاً حکیماً" میں دے دیا گیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ زبردست ہے' پوری کائنات اس کے قبضہ قدرت میں ہے' اس لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صحیح سالم اٹھالینا اس کے لیے کچھ بھی مشکل نہیں اور اس کے ہاں زندہ رہنے کی استعداد پیدا کر دینا بھی اس کی

قدرت میں ہے، کائنات کی کوئی چیز اس کے ارادے کے درمیان حائل نہیں ہو سکتی اور پھر وہ حکیم مطلق بھی ہے اگر تمہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اٹھائے جانے کی حکمت سمجھ میں نہ آئے تو تمہیں اجمالی طور پر یہ ایمان رکھنا چاہیے کہ اس حکیم مطلق کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالینا بھی خالی از حکمت نہیں ہوگا اس لئے تمہیں چون وچرا کی بجائے اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ پر یقین رکھنا چاہیے۔

۶۔اس آیت کی تفسیر میں پہلی صدی سے لے کر تیرہویں صدی تک کے تمام مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ اٹھایا گیا اور وہی قرب قیامت میں آسمان سے نزول اجلال فرمائیں گے۔ چونکہ تمام بزرگوں کے حوالے دینا ممکن نہیں اس لیے میں صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابن عباسؓ کی تفسیر پر اکتفا کرتا ہوں۔ ''جو قرآن کریم کے سمجھنے میں اول نمبر والوں میں سے ہیں اور اس بارے میں ان کے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا بھی ہے۔'' (ازالہ اوہام ص:۲۴۷، روحانی خزائن ج:۳ ص:۲۲۵)

تفسیر درمنثور (ج:۲ ص:۳۶) تفسیر ابن کثیر (ج:۱ ص:۳۶۶) تفسیر ابن جریر (ج:۳ ص:۲۰۲) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں سے فرمایا: ''بے شک عیسیٰ علیہ السلام مرے نہیں اور بے شک وہ تمہاری طرف دوبارہ آئیں گے۔''

تفسیر درمنثور (ج:۲ ص:۳) میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسائیوں کے وفد سے مباحثہ کرتے ہوئے فرمایا: ''کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب زندہ ہے کبھی نہیں مرے گا اور عیسیٰ علیہ السلام پر موت آئے گی؟''

تفسیر ابن کثیر (ج:۱ ص:۵۷۴) تفسیر درمنثور (ج:۲ ص:۲۳۸) میں حضرت ابن عباسؓ سے بہ سند صحیح منقول ہے کہ ''جب یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑنے کے لیے آئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی شباہت ایک شخص پر ڈال دی، یہود نے اسی ''مثیل مسیح'' کو مسیح سمجھ کر صلیب پر لٹکا دیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مکان کے اوپر سے زندہ آسمان پر اٹھالیا۔''

جیسا کہ اوپر عرض کر چکا ہوں امت کے تمام اکابر، مفسرین و مجددین متفق اللفظ ہیں کہ اس آیت کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صحیح سالم زندہ آسمان پر اٹھالیا گیا اور سوائے فلاسفہ اور زنادقہ کے سلف میں سے کوئی قابل ذکر شخص اس کا منکر نہیں ہوا اور نہ کوئی شخص اس بات کا قائل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سولی چڑھنے اور صلیبی زخموں سے شفایاب ہونے کے بعد کشمیر چلے گئے اور وہاں ۸۷ برس بعد ان کی وفات ہوئی۔

اب آپ خود ہی انصاف فرما سکتے ہیں کہ امت کے اس اعتقادی تعامل کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع آسمانی میں شک کرنا اور اس کی قطعیت اور تواتر میں کلام کرنا جناب مرزا صاحب کے بقول "درحقیقت جنون اور دیوانگی کا ایک شعبہ" ہے یا نہیں؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا روح اللہ ہونا

سوال: ایک عیسائی نے یہ سوال کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ ہیں اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اس طرح حضرت عیسیٰ رسول اللہ کے ساتھ روح اللہ بھی ہیں، لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان بڑھ گئی؟

جواب: یہ سوال محض مغالطہ ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ اس لیے کہا گیا ہے کہ ان کی روح بلا واسطہ باپ کے ان کی والدہ کے شکم میں ڈالی گئی، باپ کے واسطہ سے بغیر پیدا ہونا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی فضیلت ضرور ہے مگر اس سے ان کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہونا لازم نہیں آتا ورنہ آدم علیہ السلام کا عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہونا لازم آئے گا کہ وہاں ماں اور باپ دونوں کا واسطہ نہیں تھا۔ پس جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر واسطہ والدین کے محض حق تعالیٰ شانہ کے کلمہ "کن" سے پیدا ہوئے اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر واسطہ والد کے کلمہ "کن" سے پیدا ہوئے اور جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کا بغیر ماں باپ کے وجود میں آنا ان کی افضلیت کی دلیل نہیں اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونا ان کی افضلیت کی دلیل نہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مدفن کہاں ہوگا؟

سوال: میں اس وقت آپ کی توجہ اخبار جنگ میں "کیا آپ جانتے ہیں؟" کے عنوان سے سوال نمبر۲ "جس حجرے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دفن ہیں وہاں مزید کتنی قبروں کی گنجائش ہے؟ اور وہاں کس کے دفن ہونے کی روایت ہے؟ یعنی وہاں کون دفن ہوں گے؟" اس کے جواب میں حضرت مہدیؑ لکھا ہوا ہے جبکہ ہم آج تک علماء سے سنتے آئے ہیں کہ حجرے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام دفن ہوں گے؟

جواب: حجرہ شریفہ میں چوتھی قبر حضرت مہدیؓ کی نہیں بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہوگی۔

حضرت مریم علیہا السلام کے بارے میں عقیدہ

سوال: مسلمانوں کو حضرت مریمؑ کے بارے میں کیا عقیدہ رکھنا چاہیے اور ہمیں آپ کے بارے میں کیا معلومات نصوص قطعیہ سے حاصل ہیں؟ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے

وقت آپؑ کی شادی ہوئی تھی اگر ہوئی تھی تو کس کے ساتھ؟ کیا حضرت مریمؑ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے "رفع الی السماء" کے بعد زندہ تھیں؟ آپ نے کتنی عمر پائی اور کہاں دفن ہیں؟ کیا کسی مسلم عالم نے اس بارے میں کوئی مستند کتاب لکھی ہے؟ میری نظر سے قادیانی جماعت کی ایک ضخیم کتاب گزری ہے جس میں کئی حوالوں سے یہ کہا گیا ہے کہ حضرت مریمؑ پاکستان کے شہر مری میں دفن ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام مقبوضہ کشمیر کے شہر سری نگر میں؟

جواب: نصوص صحیحہ سے جو کچھ معلوم ہے وہ یہ ہے کہ حضرت مریمؑ کی شادی کسی سے نہیں ہوئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء کے وقت زندہ تھیں یا نہیں؟ کتنی عمر ہوئی؟ کہاں وفات پائی؟ اس بارے میں قرآن وحدیث میں کوئی تذکرہ نہیں۔ مؤرخین نے اس سلسلہ میں جو تفصیلات بتائی ہیں ان کا ماخذ بائبل یا اسرائیلی روایات ہیں' قادیانیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے اس کی تائید قرآن وحدیث تو کجا کسی تاریخ سے بھی نہیں ہوتی' ان کی جھوٹی مسیحیت کی طرح ان کی تاریخ بھی "خانہ ساز" ہے۔

جو شخص بسم اللہ کو قرآن پاک کی ایک مستقل آیت تسلیم نہ کرے

سوال: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ایک مستقل قرآنی آیت ہے یا کسی قرآنی آیت کا جز ہے جو آیت تسلیم نہ کرے وہ کیسا ہے؟ جواب: اس پر تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ "بسم اللہ" سورہ نمل میں قرآن کا جزء ہے سورہ نمل کے علاوہ کو آیت تسلیم نہ کرنے پر تکفیر نہ کی جاوے گی۔ (خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۲۴۹)

عقائد اسلامیہ کی تفصیل نہ بتلا سکے تو کافر نہیں

سوال: ایک شخص نے اپنی عورت کو تین طلاق دیدیں' شرعی حکم کے مطابق وہ بغیر حلالہ کے شوہر اول کے لیے حلال نہ ہوئی مگر یہ شوہر اس کو ایک مولوی صاحب کے پاس لے گئے۔ انہوں نے اس سے پوچھا کہ اسلامی عقائد کیا کیا ہیں' عورت جاہل تھی اس نے کہا مجھے معلوم نہیں' مولوی صاحب نے اس کو کافر قرار دے کر نکاح اول کو باطل اور طلاق کو لغو ٹھہرایا اور اب تجدید ایمان کے شوہر اول کے لیے نکاح بلا حلالہ جائز کر دیا' یہ صحیح ہے یا غلط؟

جواب: اس شخص کی عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں اور حرمت مغلظہ ثابت ہوگئی' مولوی صاحب مذکور کی تاویل اس کو حلال نہیں کر سکتی' ایک قدیمی مسلمان کو محض طلاق سے بچانے کے لیے کافر ٹھہرانا اور اس وقت تک تمام عمر زنا میں مبتلا قرار دینا اور اولاد کو ولد الزنا قرار دینا اور تمام عمر کے اعمال کو حبط کرنا کیسے گوارا کیا جا سکتا ہے۔ (امداد المفتیین ص ۱۱۴)

منقول تفسیر کو خلاف حقیقت کہنا کفر ہے

سوال: اگر کوئی شخص کہے یا اعتقاد رکھے کہ آیت کی تفسیر یہ ہے جو میں کر رہا ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تفسیر بیان کی وہ محض معترض کو خاموش کرنے کے لیے تھی' لہٰذا تفسیر رسول قابل قبول نہ ہوگی' البتہ اس مخصوص معترض کے حق میں معتبر ہوگی' ایسے کہنے والے اور عقیدہ رکھنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: کسی نبی یا غیر نبی کے لیے معاند و مخالف کو جواب دینے اور زجر و توبیخ کرنے کی غرض سے خلاف واقعہ قرآن کی تفسیر کرنا جائز نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایسا اعتقاد رکھنے والا زندیق ہے۔ (مجموعہ فتاویٰ ص ۱۱۶)

لَآ اِلٰہَ پر بغیر اِلَّا اللّٰہُ کہے دم نکل گیا تو کافر مرے گا یا مسلم؟

سوال: اگر میت موت کے قریب ہو اور اس کے پاس بیٹھنے والا کلمہ پڑھے با آواز بلند تا کہ میت بھی کلمہ ادا کر سکے مگر خیال یہ ہے کہ میت بھی کلمہ شروع کرے اور نصف کلمہ پر اس کا دم اخیر ہو' یعنی وہ کہے لَآ اِلٰہَ اور اس پر اس کی روح نکل جائے تو میت ثابت ایمان پر رہا یا نہیں ایسے موقع پر لَآ اِلٰہَ سے کلمہ شروع کرنا مناسب ہے یا اِلَّا اللّٰہُ سے؟

جواب: میت کے سامنے کلمہ اتنی بلند آواز سے پڑھے کہ وہ سنتا رہے' زیادہ آواز نہ بڑھائیں جو موجب تشویش ہو اور نہ اس سے کہیں کہ تو بھی کہہ اور جب وہ ایک بار کلمہ پڑھ لے تو خاموش ہو جائیں' وَعَلٰی هٰذَا اور کلمہ پورا کہا کریں اور کبھی "محمد رسول اللہ" بھی ملا لیا کریں اور لَآ اِلٰہَ پر دم نکلنے سے میت کافر نہ ہوگا' کافر وہ ہے جو لَآ اِلٰہَ پر وقف کرتے ہوئے اِلَّا اللّٰہُ کا منکر ہو۔ (امداد الاحکام ج ۱ ص ۵۰)

یہ کہنا کہ "رزق ہم دیں گے"

سوال: قاری فخر الدین صاحب نے ایک آدمی کو کہا کہ روزی ہم دیں گے' کیا ایسا کہنا شریعت کے نزدیک جائز اور درست ہے؟

جواب: قاری فخر الدین صاحب حیات ہوں تو خود ان ہی سے اس کا مطلب دریافت کیا جائے' ممکن ہے ان کی تشریح سے اشکال ختم ہو جائے' حقیقتاً رزق دینے والا اللہ تعالیٰ ہے' اہل عرب مجازاً بولتے ہیں۔ "رَزَقَ الْاَمِیْرُ الْجُنْدَ" امیر نے لشکر کو رزق دیا' یعنی تقسیم کیا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۱۲۴)

شاگرد کو کافر کہنے والے کا حکم

سوال: اگر استاد اپنے شاگرد کو کہے کہ یہ شاگرد استاد پر عاق ہے' استاد لوگوں سے کہتا ہے کہ یہ شاگرد کافر ہو گیا' نماز اس کے پیچھے جائز نہیں' شاگرد توبہ نکالتا ہے' کئی دفعہ توبہ نکالتا ہے' لیکن شاگرد پر کسی قسم کا ثبوت بے ادبی کا نہیں اور استاد لوگوں سے یہ کہتا ہے کہ بالکل کافر ہے' شریعت ایسے استاد پر کیا حکم کرتی ہے؟

جواب: اولاً شاگرد کے کافر ہونے کی وجہ استاد سے دریافت کی جائے جو کچھ وجہ وہ بتائے اس پر شرعی حیثیت سے غور کیا جائے گا' بلاوجہ کسی مسلم کو کافر کہنا خود کفر کے درجہ کا گناہ ہے اور جب آدمی شریعت کے مطابق سچی توبہ کرتا ہے تو وہ مقبول ہوتی ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۶ ص ۱۲۷)

اگر ہنسی دل لگی میں کفر کی بات کہے؟

سوال: بہشتی زیور میں ہے کہ جب کفر کا کلمہ زبان سے نکالا تو ایمان جاتا رہا' اگر ہنسی دل لگی میں کفر کی بات کہے اور دل میں نہ ہو تب بھی یہی حکم ہے جیسے کسی نے کہا العیاذ باللہ کیا خدا کو اتنی قدرت نہیں جو فلانا کام کر دے' اس کا جواب دیا ہاں یا نہیں ہے تو اس کہنے سے کافر ہو گیا؟

۲۔ کسی نے کہا کہ اٹھو نماز پڑھو' جواب دیا کون اٹھک بیٹھک کرے یا کسی نے روزہ رکھنے کو کہا تو جواب دیا کون بھوکا رہے' یا روزہ وہ رکھے جس کے گھر کھانا نہ ہو یہ سب کفر ہے' ان مسائل کے بارے میں ارشاد فرمائیں؟ جواب: ہر دو مسائل واضح ہیں' قرآن مجید میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے' لہٰذا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ فلانے کام پر قادر نہیں' قرآن کا انکار ہے۔

۲۔ دوسرے مسئلہ میں شریعت کا استہزاء اور تمسخر ہے اور یہ بھی کفر ہے۔ (خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۲۰۰)

اگر نماز سے ہی مسلمان ہوتا ہے تو میں کافر ہی سہی

سوال: زید سے کسی نے یہ کہا کہ تم مسلمان ہو تم کو نماز پڑھنا چاہیے' تم کیسے مسلمان ہو جو نماز نہیں پڑھتے' اس نے صاف یہ کہہ دیا کہ اگر نماز ہی سے مسلمانی ہے تو میں کافر ہی سہی' یا کوئی شخص یہ کہے کہ جاؤ جاؤ تم ہی بڑے نمازی ہو' تم ہی جنت کو جانا' ہم دوزخ ہی میں رہیں گے' ایسے لوگ مسلمان ہیں یا کافر؟

جواب: یہ کلمہ کفر کا ہے' وہ شخص کافر ہو گیا' اس کو توبہ و تجدید اسلام کرنا لازم ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۱۲ ص ۳۵۷)

نماز سے انکار کرنا مطلقاً کفر نہیں

سوال: زید نماز فجر کے وقت اپنے کمرے میں کسی ضرورت سے کھڑا تھا' کمرے کے ساتھی نے زید سے کہا نماز نہیں پڑھو گے؟ زید نے جواب میں کہا نہیں' معاً کہا کہ "آپ کے کہنے سے نہیں پڑھیں گے" بعد میں نماز ادا کی' زید کو اس جملے سے خلش ہے' بیان فرمائیں کہ کیا حکم ہے؟

جواب: اگرچہ زید کا جواب جملہ کفریہ نہیں لیکن اس کے باوجود ایسے جملے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ (احیاء العلوم ج ۱ص ۸۴)

اس قول کا حکم "میں نماز نہیں پڑھتا"

سوال: ایک شخص کے پاس تبلیغی وفد پہنچتا ہے اور نماز کی تبلیغ کرتا ہے مگر وہ شخص باوجود نماز سے کسی عذر شرعی نہ ہونے کے نماز سے صراحتہً انکار کرتا ہے اور کہتا ہے "میں نماز نہیں پڑھتا" ایسے شخص کے ساتھ لین دین جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: اس شخص کے کلام میں چار احتمال ہیں' تین موجب کفر نہیں' چوتھا موجب کفر ہے' جب تک تفصیل و تعیین نہ کی جاوے کفر کا حکم نہیں کیا جا سکتا' اور لین دین کا حکم بھی نہیں کیا جا سکتا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۰ص ۶۲)

ریا کاری کی نماز کو گالی دینا

سوال: زید کہتا ہے کہ بعض لوگ دکھلاوے کی نماز پڑھتے ہیں اس میں موت کیا جاوے' آگ لگائی جاوے' یہ کہہ کر اسی جگہ کھڑے ہوئے نادم ہو کر استغفار پڑھا' نعوذ باللہ پڑھا اور خداوند تعالیٰ سے معافی کا طلبگار رہا' زید اس کلام سے کافر ہوا کہ نہیں؟

جواب: زید اس کلام سے فاسق بھی نہیں ہوا' کافر ہو جانے کے حکم کی تو کوئی وجہ نہیں' ریا کی نماز درحقیقت نماز ہی نہیں۔

ایسے الفاظ کہنا برا ہے مگر چونکہ ان الفاظ میں احتمال ہے اس لیے ان سے تکفیر کرنا جائز نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۰ص ۵۱)

نماز کے عبادت ہونے سے انکار کا حکم

سوال: مولانا بی' اے منشی فاضل صاحب فرماتے ہیں نماز عبادت نہیں' اگر نماز عبادت نہیں تو آپ صاحبان تحریر فرمادیں عبادت کیا ہے؟

جواب: نماز بہت بڑی عبادت بلکہ ام العبادات ہے اسلام کی بنیاد جن پانچ ارکان پر ہے ان میں سے نماز بہت بڑا رکن ہے نماز کی فرضیت نص قطعی سے ثابت ہے اس کا منکر کافر ہے اس کے ساتھ استہزاء کفر ہے اس کا تارک فاسق ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۵ ص ۲۸۶)

عورت کا بطور عادت کے نماز کو روگ اور جھاڑو مار کہنے کا حکم

سوال: زید کو اپنی بی بی کی نماز قضا کرنے کا حال معلوم ہوا تو بی بی سے کہا کہ کیا..... نماز قضا کرتی ہے بی بی نے اس پر کہا کہ "جھاڑو مار ابھی نماز پڑھنا بھی ایک روگ ہے" کیونکہ اس طرح عورتوں کے کہنے کی عادت ہوتی ہے کہ باتوں باتوں میں اس طرح کے الفاظ استعمال کرتی ہیں تو کیا ان باتوں کے کہنے سے ایمان میں نقصان آیا اور نکاح ٹوٹ تو نہیں گیا؟

جواب: صورت مسئولہ میں عورت کا ایمان زائل نہیں ہوا نہ نکاح باطل ہوا کیونکہ عورتیں ایسے الفاظ اپنے محاورہ اور عادت کے طور پر استعمال کرتی ہیں کفر کی نیت سے استعمال نہیں کرتیں نیز بعض دفعہ اس لفظ سے خود کو کوسنا مقصود ہوتا ہے اس لیے کفر لازم نہیں آیا۔ (امداد الاحکام ج ۱ ص ۴۸) "ہاں ہدایت کی جائے کہ ایسے الفاظ بھی کبھی استعمال نہ کیا کریں" (م ع)

مجلس میلاد کو جائز جاننا

سوال: جو شخص مجالس غیر مشروعہ میں شریک ہووے اور مال خرچ کرے اور اس کو مستحسن اور حلال جانے کہ جن کی حرمت نص صریحہ سے ثابت ہے مثل ناچ و مزامیر و مجالس عرس و روشنی وغیرہ منکرات کثیرہ تو ایسا شخص فاسق ہوگا یا کافر؟ کیونکہ افعال ممنوعہ حرام کو حلال جانتا ہے؟

جواب: ایسا شخص فاسق ہے کافر کہنے سے زبان بند رکھنی چاہیے اور فعل مسلم کی تاویل کر کے اسلام سے خارج نہ کرے جہاں تک ہو سکے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ج ۱۱۸)

گاندھی کو مسلمان سمجھنا کفر ہے

سوال: گاندھی نے جلسہ عام میں تقریر کرتے ہوئے یہ الفاظ کہے "مجھے تو سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کلمہ کیوں نہ پڑھوں؟ کیوں میں اللہ کی تعریف نہ کروں؟ کیوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا پیغمبر نہ سمجھوں؟ مجھے سب مذاہب اور دھرموں کے مہاتماؤں پر وشواش ہے" مذکورہ الفاظ کہنے سے گاندھی کو مسلمان کہا جا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: مختصر جواب یہ ہے کہ گاندھی اس قسم کے اعلان صرف مسلمانوں کو فریب دینے کے

لیے کرتا تھا' جیسے شکاری شکار کو پھانسنے کے لیے اس کی بولی بولتا ہے اگر گاندھی واقعتہً اسلام کو حق سمجھتا تھا تو اس کے لیے قبول اسلام سے کیا مانع تھا؟ اس جیسے مکار اور قطعی کافر کو مسلمان سمجھنا کفر ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۱ ص ۶۵)

عذاب الٰہی سے نہ ڈرنے کا اظہار کفر ہے

سوال: میری بیوی جاہل ہے' شریعت کے مسائل سے ایک دم ناواقف ہے' ایک روز میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ نماز پڑھو تو اس نے سر ہلا کر جواب دیا کہ میں نہیں پڑھوں گی' میں نے کہا نماز کسی حالت میں معاف نہیں ہے' نماز پڑھو تو اس نے جواب دیا کہ آپ جنت میں جائیے میں دوزخ میں جاؤں گی' اس کے جواب پر مجھ کو بے حد صدمہ ہوا' پھر بعد میں اس نے کہا کہ میں ناخواندہ ہوں' میکے جا کر اپنی بھابھی سے نماز پڑھنے کا طریقہ معلوم کر کے نماز پڑھوں گی' شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں ہندہ اسلام سے خارج ہوگئی اور اس کا نکاح ٹوٹ گیا' اس پر لازم ہے کہ توبہ واستغفار کرتی ہوئی تجدید ایمان کرے' اس کے بعد کم سے کم مہر پر آپ ہی سے نکاح کرے' اس کو دوسرا نکاح کرنے کا اختیار نہیں۔ (احیاء العلوم ج ۱ ص ۱۰۰)

داڑھی کو برا سمجھنا کفر ہے

سوال: سنت نبویہ مخصوصاً داڑھی کا مذاق اڑانا کیسا ہے؟

جواب: کسی ادنیٰ سے ادنیٰ سنت کو برا سمجھنا یا اس کا مذاق اڑانا درحقیقت اسلام اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مذاق ہے جس کے کفر ہونے میں کچھ شبہ نہیں' جب سنت سے مذاق کفر ہے تو داڑھی تو واجب ہے اور شعار اسلام ہے' ایک مشت سے کم کرنا بالاجماع حرام ہے اور اس کا مذاق اڑانا بطریق اولیٰ کفر ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۱ ص ۴۲)

داڑھی منڈانے کو جائز اور گناہ نہ سمجھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں' علمائے کرام ایسے شخص کے بارے میں جس کا یہ عقیدہ ہے کہ داڑھی منڈانا جائز ہے اور اس میں کوئی گناہ نہیں ہے اور وہ زبان سے بھی اپنے اس عقیدہ کا اظہار کرتا ہے' ازروئے شرع اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: داڑھی رکھنا شعائر اسلام میں داخل ہے اور روایات سے یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت متواترہ میں سے ہے۔ فقہاء کے نزدیک اس

کی حد مقرر ہے جس کو مدنظر رکھتے ہوئے داڑھی منڈوانا حرام اور ناجائز ہے اگر ایک شخص ایسے گناہ کو گناہ نہ سمجھے اور دیدہ دانستہ اس کی جرأت کرے اور داڑھی رکھنے کو اپنی طرف سے خودساختہ طریقہ سمجھے تو ایسے شخص کا عقیدہ موجب کفر ہے تاہم اگر داڑھی منڈوانے کی حلت کا عقیدہ نہ رکھتا ہو صرف زبانی طور پر اس پر اصرار کرتا ہو تو پھر بھی یہ اندیشہ کفر سے خالی نہیں' ایسا عقیدہ رکھنے یا اس کا اظہار کرنے سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

لماقال العلامة ملا علی القاریؒ: ومنها ان استحلال المعصية صغيرة كانت او كبيرة كفر اذا ثبت كونها معصية بدلالة قطعية وكذا الاستهانة بها كفر بان يعدها هينة سهلة ويرتكبها من غير مبالات بها ويجريها مجرى المباحات فی ارتكابها. (شرح الفقه الاكبر ص۲۲۵' مسئلة فی استحلال المعصية). (قال العلامة ابن عابدينؒ: لكن فی شرح العقائد النسفية استحلال المعصية كفر اذا ثبت كونها معصية بدليل قطعی. (ردالمحتار ج۲ص۲۹۲ مطلب استحلال المعصية القطعية كفر) وَمِثْلُهٗ فی شرح العقيدة الطحاوية ص۳۶۳ لانكفر احداً من اهل القبلة ......الخ) (فتاویٰ حقانیه ج ا ص ۱۹۱'۱۹۲)

رنڈی کے ناچ کو جائز کہنا

سوال: زید نے اپنے پسر کی تقریب نکاح میں پندرہ بیس روز قبل سے ڈھول رکھوا کر اپنے گھر عورتوں سے بجوایا اور گوایا' نوبت ونقارے بجوائے اور جس قدر کہ رسومات ممنوعہ ہوسکتی تھیں تاشے باجے' نوشہ کو نقرئی طلائی سب کرائیں' ہرچند کہ زید کو لوگوں نے ایسی حرکات نالائقہ سے منع کیا مگر باز نہ آیا اور فخریہ اصرار کر کے جواب دیتا تھا کہ یہ جملہ امور جائز ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناچ راگ باجہ عورتوں کا سنا دیکھا ہے' ایسے شخص کی امامت' فسق وکفر اور نکاح کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب: لہو ولعب کے تاشے' باجے' ڈھول' آتش بازی' طلائی نقرئی وغیرہ سب ناجائز اور حرام تھے مگر کفر نہ تھے مگر رنڈیوں کے ناچ وغیرہ کو جائز جاننا کفر ہوا کیونکہ قرآن عزیز کی متعدد آیات اس پر ناطق ہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص۷۳)

رقص وسرود کو حلال اور جائز سمجھنے کا حکم

سوال: ایک شخص رقص وسرود اور گانے بجانے کو حلال اور جائز سمجھتا ہے' شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: گانا بجانا اور رقص وسرود از روئے شرع ناجائز اور حرام ہے مگر اس کے ارتکاب سے ایک مسلمان دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا' البتہ جو شخص کسی حرام فعل کو حلال سمجھ کر کرے اور اس کو حرام نہ سمجھے تو یہ موجب کفر ہے' لہٰذا جو شخص رقص وسرود اور گانے بجانے کو حلال اور جائز سمجھتا ہو تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

لماقال العلامة ابن البزازا الکردریؒ: قال القرطبیؒ علیٰ ان ھٰذا الغناء وضرب القضیب والرقص حرام بالاجماع عند مالک و ابی حنیفة والشافعی واحمد فی مواضع کتابه وسید الطائفة شیخ احمد صرح بحرمته ورایت فتویٰ شیخ الاسلام سید جلال الملّة والدین (الگیلانی) ان استحل ھٰذا الرقص کافراً ولما علم ان حرمته بالاجماع لزم ان یکفر استحله. (الفتاویٰ البزازیة علیٰ ھامش الھندیة ج٦ص ۳۴۹ کتاب الفاظ القرآن تکون اسلاماً او کفراً اوخطاء المتفرقات فی آخرالکتاب) (وقال العلامة علاؤ الدین الحصکفیؒ: وفی السراج ودلت المسئلة ان الملاھی کلھا حرام ویدخل علیھم بلا اذنھم لانکار المنکر. قال ابن مسعود رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه صوت اللھو والغناء ینبت النفاق فی القلب کماینبت الماء البنات. (الدرالمختار علیٰ صدر ردالمحتار ج٦ص ۳۴۸' کتاب الحظر والاباحة) وفی ج۴ص ۲۵۹ ومن یستحل الرقص قالوا بکفرہ (باب المرتد) وَمِثْلُهٗ فی ردالمحتار ج۴ص ۲۵۹ باب المرتد) (فتاویٰ حقانیه ج ۱ ص ۱۹۴)

بخدا یہی جی چاہتا ہے کہ عیسائی ہو جاؤں

سوال: ایک عالم دین مسلمانوں سے اس قدر بیزار ہیں کہ اکثر وبیشتر فرما چکے ہیں "بخدا یہی جی چاہتا ہے کہ میں عیسائی ہو جاؤں یا اور کوئی مذہب اختیار کر لوں" کیا ایسا شخص دین اسلام پر قائم ہے؟

جواب: جملہ مذکورہ کفر ہے ایسا جملہ کہنے والا اسلام پر قائم نہیں اس پر تجدید ایمان لازم ہے۔ (احیاء العلوم ج ۱ ص ۷۸)

مصیبت کے وقت کسی نعمت سے بیزاری اور اس کا حکم

سوال: ایک بچی بہت رونے والی ہے اور ماں کو بہت پریشان کرتی ہے اس وجہ سے ماں اس کی بہت کم خبر گیری کرتی ہے' ایک روز لڑکی کے بارے میں گھر کی دوسری عورتوں سے ماں نے

جھگڑا کیا تو لڑکی کی ماں تنگ آ کر یہ کہتی ہے کہ نہ جانے خدا نے کہاں سے اس لڑکی کو دے دیا'
دریافت طلب یہ ہے کہ زید کی بیوی کا یہ جملہ کیسا ہے؟

جواب: جملہ مذکورہ کی وجہ سے زید کی بیوی اگرچہ اسلام سے خارج نہیں ہوئی لیکن یہ جملہ نہایت خطرناک ہے' جس کی وجہ سے یہ عورت بڑی خطاکار ہوئی' اس پر توبہ کرنا واجب ہے۔ (احیاء العلوم ج ۱ ص ۸۲)

شعبدے کو کرامت کہنے والے کا حکم

سوال: ایک شخص شعبدہ بازیاں کرتا ہے' اس کو کرامات و معجزات کہتا ہے اور تمام شعبدوں کو شریعت اسلامیہ کی جانب منسوب کرتا ہے اور کہتا ہے کہ جو حالات رات کو ہوتے ہیں وہ تمام اور آئندہ ہونے والے تمام واقعات مجھ پر ظاہر اور روشن ہو جاتے ہیں' میرے قبضہ میں جن یا موکل ہیں' یہ سب مجھے خبر پہنچا دیتے ہیں اور جس کو ٹخنوں یا گھٹنوں میں درد ہو وہ اس کے پاس جاتے ہیں اور وہ شخص کہتا ہے کہ تم کو گنڈے ہیں' میں ابھی نکالتا ہوں' چنانچہ سوا گیارہ روپے فیس لے کر تختہ دیوار کو لے کر یا صحن کھدوا کر ایک ٹکڑا ٹین کا نکالتا اور کہتا ہے کہ جو بت کاغذ میں لپٹا ہوا ہے اس کو دریا میں پھینک دو اور تم اچھے ہو جاؤ گے اور اس طرح کے بہت سے کرتب دکھاتا ہے' کیا ان باتوں پر یقین و عمل کریں؟

جواب: احوال مذکورہ نہ نبی کے احوال ہیں کہ ان کو معجزہ کہا جائے نہ ولی کے احوال ہیں کہ ان کو کرامت کہا جائے بلکہ ایک بازاری شعبدہ باز کے احوال ہیں جو شرعاً بالکل ناقابل اعتبار ہیں' اس شخص کو عالم الغیب جان کر اس سے علاج کرانا ہرگز درست نہیں' البتہ جیسا کہ دوسرے اطباء یا ڈاکٹروں سے علاج کرایا جاتا ہے اس طرح علاج کرانا درست ہے بشرطیکہ اس علاج میں کوئی خلاف شرع فعل نہ کرنا پڑے اور کوئی عقیدہ بھی خلاف شرع نہ ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱ ص ۲۹۸)

یہ دعویٰ کہ جب چاہوں بارش کرادوں

سوال: ایک شخص نہایت زیادہ عبادت کرنے والا ہے اور وہ بارش کے بارے میں خدائی دعویٰ کرتا ہے یعنی وہ کہتا ہے کہ جب چاہوں بارش کرادوں اور جب چاہوں بند کرادوں' اس شخص کے بارے میں علماء کیا خیال کرتے ہیں؟ اور نماز اس شخص کے پیچھے کیسی ہے جائز ہے یا نہیں؟

جواب: یہ تو خدائی کا دعویٰ نہیں اگر وہ یہ دعویٰ کرتا کہ میں جب چاہوں بارش کردوں اور جب چاہوں بند کردوں اس میں فقط میرا حکم چلتا ہے خدا کا حکم نہیں چلتا تو البتہ خدا کی خدائی کا اس معاملہ میں انکار ہوتا اور اپنی طرف اس خدائی فعل کی نسبت ہوتی۔ صورت مسئولہ میں تو وہ کہتا ہے کہ میں

جب چاہوں بارش کرادوں' جب چاہوں بند کرادوں' مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے میرا اتنا تعلق ہے کہ وہ میری دعا قبول فرمالیتے ہیں' لہٰذا ایسے شخص کی تکفیر نہیں کی جاسکتی' اگرچہ اس کا دعویٰ کرنا بھی ہرگز زیبا نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۵ ص ۲۹۵)

علم نجوم کے بارے میں کیا اعتقاد ہونا چاہیے؟

سوال: چند ایک نجومی مرد وزن ایک خطیب وعالم پر بے بنیاد الزام لگاتے ہیں تو کیا ان کو اس طرح کرنا درست ہے؟ نیز علم نجوم کے بارے میں کیا اعتقاد رکھنا چاہیے؟ اور اس کی حقیقت شرعاً کیا ہے؟ اور کاہن کی بتلائی ہوئی باتوں پر عمل کرنا اور سچا جاننا کیسا ہے؟

جواب: علم نجوم کوئی یقینی علم نہیں ہے بلکہ محض تخمین پر مبنی ہے اور کہانت بھی اسی طرح ہے' پس ان سے حاصل شدہ توہمات پر یقین کرنا ہرگز جائز نہیں' خصوصاً کسی شخص کو مجرم قرار دینا ہرگز جائز نہیں۔ (خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۷۵)

بسم اللہ سے استمداد لغیر اللہ کے جواز پر استدلال جہالت ہے

سوال: ہماری مسجد کے خطیب ''بسم اللہ'' کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''اسم'' اور ''اللہ'' علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں' اللہ تو اللہ کا ذاتی نام ہے اور اسم غیر اللہ ہے اس سے مسئلہ نکلتا ہے کہ غیر اللہ سے مدد مانگنا شرعاً جائز ہے' اس کی دلیل یہ ہے کہ اولیاء اللہ کو نیک انسان سمجھ کر مدد طلب کی جاتی ہے نہ اللہ سمجھتے ہوئے ان کے فرمان کے مطابق یہ اہل سنت کا عقیدہ صحیح ہے یا نہیں؟

جواب: خطیب کا یہ کہنا غلط ہے' خصوصاً جب کہ صریح آیت موجود ہے ''اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ'' خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں اور بسم اللہ میں جو لفظ اسم ہے اس سے مراد اللہ ہی ہے غیر اللہ نہیں کیونکہ یہ لفظ اللہ کی تسبیح میں بھی آیا ہے جیسے ''سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی'' خطیب کے پیچھے جب تک تائب نہ ہو نماز جائز نہیں۔ (خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۷۶)

بعض کلمات جن پر تہدیداً کفر کا فتویٰ دیا جاتا ہے

سوال: فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے کہ جو شخص ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا منکر ہو اور رافضی اگر شیخین کو برا کہے اور معتزلی جو دیدار الٰہی کو محال سمجھتا ہو اور جو کوئی کہے کہ اگر آدم علیہ السلام گندم نہ کھاتے تو ہم بد بخت نہ ہوتے اور کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قرع کو پسند فرماتے تھے دوسرا کہے لیکن مجھے پسند نہیں' اگر کوئی کہے کہ آدم علیہ السلام نے کپڑا بنا' لہٰذا ہم سب جولاہے کے بچے

ہیں اور اگر کوئی کہے تیرا سر کہ خدا سے بہتر ہے اس کی قسم اور اگر کوئی کہے کہ انبیاء علیہم السلام نہ از قبل نبوت اور نہ دوران نبوت معصوم ہوتے ہیں اور اگر کوئی کہے کہ آسمان سے آواز آئے مت مارو تب بھی میں ماروں گا اور اگر کوئی کہے کہ یوسف علیہ السلام نے زنا کا عزم کر لیا تھا تو (ان میں سے کسی ایک جملے کا قائل بھی) کافر ہو جائے گا' فتاویٰ عالمگیریہ میں اور بھی اس قسم کی عبارتیں پائی جاتی ہیں ان کا کیا مطلب ہے؟ کیا ان کلمات کا قائل دائرہ اسلام سے خارج' میراث سے محروم اور اس کے ساتھ نکاح ممنوع ہے؟

جواب: ان کلمات کے قائل پر کفر کا فتویٰ تہدیداً دیا جاتا ہے اس سے کفر حقیقی لازم نہیں آتا' صاحب بحرالرائق نے اس کی تصریح کر دی ہے۔ (فتاویٰ عبدالحئی ج ا ص ۳۶)

خودغرضی کیلئے کفر اختیار کرنا

سوال: ایک شخص کسی ضرورت سے اسلام ترک کرتا ہے لیکن حقیقت میں اس نے اسلام کو ترک نہیں کیا ہے صرف اپنی غرض حاصل کرنے کے لیے اس نے ایسا کیا ہے' ارکان اسلام پر عامل ہے؟

جواب: اسلام کو چھوڑنا اور کلمہ کفر کہنا یا کوئی عمل کفر اختیار کرنا جبکہ جان جانے کا خطرہ ہو جائز ہوتا ہے' اس کے علاوہ کسی حالت میں جائز نہیں' پس اگر شخص مذکور نے کسی اضطراری حالت میں ایسا کیا ہے اور دل میں ایمان بدستور باقی ہے تو وہ خدا کے نزدیک مسلمان ہے۔ (کفایت المفتی ج ا ص ۵۷)

خوف سے اسلام ظاہر نہ کرنا

سوال: دو لڑکے اہل ہنود کے میرے پاس ہیں' ابھی بالغ نہیں ہوئے' ان کے عقائد اسلامی ہیں' وحدانیت کے قائل ہیں' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں' حشر ونشر کے قائل ہیں مگر باپ کے خوف سے اسلام ظاہر نہیں کرتے' کیا وہ اپنا نام ہندوؤں جیسا رکھ کر بھی مسلمان ہو سکتے ہیں؟

جواب: جو شخص اسلامی عقائد قبول کرے یعنی دل سے اس کو حق سمجھے اور زبان سے حقانیت کا اقرار کرے وہ شرعاً مسلمان ہے' اگر دل سے حق سمجھنے کے باوجود کسی کے خوف سے زبان سے اعلان واظہار نہ کرے تو وہ احکام شرعیہ کی رو سے مسلمان نہیں کہلائے گا اور اسلام کے احکام اس پر جاری نہ ہوں گے کیونکہ احکام جاری کرنے کے لیے سوائے زبانی اقرار کے ہمارے لیے کوئی راستہ نہیں۔ (کفایت المفتی ج ا ص ۶۲)

اصحاب کہف کے متعلق مسلمانوں کا عقیدہ

سوال: اصحاب کہف کے متعلق اہل سنت والجماعت کا کیا عقیدہ ہے؟

جواب: مشہور اور متفق علیہ عقیدہ یہی ہے کہ وہ حضرات زندہ ہیں اور امام مہدی کے ہمراہ اٹھیں گے اور بعض ضعیف روایتوں میں مذکور ہے شب اسراء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں سے گزرتے ہوئے ان کو دعوت دی اور وہ لوگ دعوت قبول کر کے پھر سو گئے۔ (فتاویٰ عبدالحئی ج ۱ ص ۷۶)

دنیا کے حادث ہونے کا عقیدہ

سوال: ذات وصفات باری کے علاوہ دنیا قدیم ہے یا حادث اور اگر حادث مان لیا جاوے تو اس صورت میں شیخ اکبر کے اس قول (وَلَا اَعْلَمُ لِلْعَالَمِ مُدَّةً) کے کیا معنی ہوں گے؟

جواب: عالم حادث ہے یعنی پہلے نہیں تھا بعد میں وجود میں لایا گیا اور شیخ اکبر کا قول حادث ہونے کے مخالف نہیں کیونکہ اس عالم کے یوم وجود سے لے کر آج تک کی صحیح مدت کسی کو بھی معلوم نہیں اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ عالم وجود سے پہلے ذات باری کے علم میں تھا تو علم باری کے اعتبار سے قدیم ہو گیا' اگرچہ وجود خارجی کی حیثیت سے نہ ہو' پس وجود علمی کے اعتبار سے اس کی مدت معلوم نہیں اور شیخ اکبر کا قول بھی اسی پر مبنی ہے۔ (فتاویٰ عبدالحئی ج ۱ ص ۷۶)

تعزیہ سے مراد مانگنا

سوال: تعزیہ سے مراد مانگنا جائز ہے یا نہیں؟ جواب: جائز نہیں کیونکہ وہ نہ تمہاری بات سنتا ہے اور نہ تمہاری حالت دیکھ سکتا ہے اور نہ کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہے بلکہ اگر تعزیہ کے بارے میں یہ اعتقاد ہو کہ وہ خود مراد پوری کر سکتا ہے تو ایسا شخص کافر ہے۔ (فتاویٰ عبدالحئی ص ۹۵)

دہلیز یا چوکھٹ کو قابل تعظیم سمجھنا

سوال: دروازے' چوکھٹ یا دہلیز کو قابل تعظیم سمجھ کر اس پر جوتا رکھنے کو برا سمجھنا' اس خیال سے کہ جو بھی فقیر آتا ہے وہ دہلیز کو دعا دیتا ہے' بابا تیری چوکھٹ سلامت رہے' یہ امر کیسا ہے؟

جواب: یہ امر بالکل لغو اور باطل خرافات سے ہے۔ "جو قابل ترک ہے" (فتاویٰ عبدالحئی ص ۱۰۰)

جادوگر کی باتوں پر یقین کرنا کفر ہے

سوال: زید کا سامان گم ہو گیا' زید ایک کافر جادوگر کے پاس گیا اور سامان کے بارے میں دریافت کیا' جادوگر نے بتایا کہ سامان تمہارے ساتھیوں نے لیا ہے' پھر زید نے پوچھا کہ میرے گھر کے لوگ کیوں پریشان اور بیمار رہتے ہیں؟ تو جادوگر نے بتلایا کہ تمہاری بیوی کے باپ اور چچا جادو کرتب کرتے ہیں تم لوگ ہمیشہ اسی طرح پریشان رہو گے' زید جادوگر کی باتوں پر یقین کر کے گھر

آ کر اپنی بیوی پر ظلم کرنے لگا' دریافت طلب یہ ہے کہ جادوگر کی باتوں پر یقین کرنا کیسا ہے؟

جواب: جادوگر کی باتوں پر یقین کرنے سے زید اسلام سے خارج ہوگیا اور اس کی بیوی نکاح سے باہر ہوگئی۔ (احیاء العلوم ج ۱ ص ۱۱۰)

کافر کی موت پر افسوس اور صدمہ مطلقاً کفر نہیں

سوال: خالد نے جو کہ ایک حنفی مسلمان ہے' ایک کافر کے مرجانے کے باعث غم وافسوس میں ایک نظم کتابی شکل میں لکھ کر شائع کرائی جس میں لکھا ہے ''کہ اچانک اس کے مرجانے سے ہر آدمی ہائے ہائے کرنے لگا' سب کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور ہمارے رونے سے بھی ہماری آنکھوں سے اس قدر آنسو جاری ہیں کہ ہمارا قلم نہیں چل رہا ہے اور بھی دیگر افسوسناک کلمات لکھے ہیں' کیا خالد دین اسلام سے خارج ہے؟

جواب: جتنی باتیں صراحت کے ساتھ درج ہیں ان کی وجہ سے خالد اسلام سے خارج نہیں ہوگا اور تجدید ایمان وغیرہ کا حکم وجوبی نہیں لگایا جائے گا' ہاں توبہ وتجدید ایمان ونکاح کے بہتر ہونے میں کچھ شبہ نہیں۔ (احیاء العلوم ج ۱ ص ۱۰۵)

وحدۃ الوجود کی بعض صورتیں کفر ہیں

سوال: جو مسلمان عاقل وبالغ وحدت وجود کا عقیدہ رکھے اور یہ کہے کہ ''سب وہی اللہ تعالیٰ ہے'' تو اس کلام سے وہ مسلمان کافر ہوجائے گا یا نہیں؟ جواب: وحدۃ الوجود کا ظاہر معنی خلاف شرع ہے جو شخص اس کا قائل ہو اگر اس کا اعتقاد ہو کہ حق تعالیٰ نے تمام چیزوں میں حلول فرمایا ہے یا اس شخص کا عقیدہ ہو کہ تمام اشیاء اس ذات مقدس کے ساتھ متحد ہیں تو اس کلام سے کفر لازم آتا ہے اور اگر اس کی مراد یہ ہے کہ تمام چیزوں میں اللہ تعالیٰ کی تمام صفتوں کا ظہور ہے تو ایسی حالت میں اس کے کلام سے کفر لازم نہیں آتا لیکن اس کلام سے ایسے امر کا گمان ہوتا ہے جو خلاف شرع ہے اس واسطے یہ کلام عام مجلسوں میں شائع کرنا مناسب نہیں۔ (فتاویٰ عزیزی ص ۶۷)

شاتم کی توبہ قبول ہوسکتی ہے

سوال: ایک شخص نے ایک سید کو اس طرح سب وشتم کی کہ سید کو اس پر ایک مولوی صاحب نے یہ حکم دیا کہ شاتم کفارہ ایک ہزار غرباء کو روٹی کھلا کر تجدید اسلام وتجدید نکاح کر کے اسلام میں داخل ہوجائے' آیا شاتم کی توبہ قبول ہوسکتی ہے یا نہیں؟ اور شخص مذکور نماز پڑھے یا نہیں؟

جواب: صحیح یہ ہے کہ توبہ اس کی قبول ہوسکتی ہے اس کو چاہیے کہ توبہ کرے تجدید اسلام و تجدید نکاح کرے پس اسی قدر کافی ہے اور غرباء کو کھانا کھلانا ضروری نہیں اسلام لاتے اور نماز پڑھنے سے اس کو نہ روکیں۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۱۲ ص ۴۴۵)

سبقت لسانی سے غلط بات نکل جاوے تو کفر نہیں ہوگا

سوال: زید یہ کہنا چاہتا تھا کہ کیا خدا سے باپ بڑھ کر ہے لیکن بھول سے اور جلدی میں بجائے کلمہ مذکور کے یہ نکلا کیا خدا بڑھ کر ہے یہ کلمہ بے اختیار نکل گیا بعض علماء نے کہا کہ زید کافر ہوگیا ہے اور اس کی منکوحہ پر طلاق واقع ہوگئی آیا اس صورت میں زید کافر ہوگیا ہے اور اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ جواب: زید اس صورت میں کافر نہیں ہوا۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۱۲ ص ۴۴۱)

اذان کی آواز کو سانپ سے تشبیہ دینا کفر ہے

سوال: زید فاسق و فاجر ہے اور ہنود سے راہ و رسم رکھتا ہے عشاء کی اذان جب مؤذن نے کہی تو زید نے ایک ہندو سے کہا کہ کاکا ڈونڑھا بولا کھانا لاؤ اس طرف ڈونڑھا سانپ کو کہتے ہیں جو نہایت حقیر سمجھا جاتا ہے اس صورت میں زید کی نسبت شرعاً کیا حکم ہے؟ اور عمر اس کو سزا دے سکتا ہے یا نہیں؟ اور زید کس سزا کا مستحق ہے؟ عمر کہتا ہے کہ زید کو اول کلمہ پڑھنا چاہیے اور توبہ کرنا چاہیے؟

جواب: زید کے یہ کلمات کفر کے ہیں بیشک اس کو توبہ و تجدید ایمان اور تجدید اسلام کرنا چاہیے اور کچھ سزا عمر اس زمانہ میں نہیں دے سکتا اور نہ شرعاً موجودہ زمانے میں وہ مکلف سزا دینے کا ہے۔ لہٰذا صرف زید سے کہا جاوے کہ وہ توبہ کرے اور کلمہ پڑھے تاکہ پھر مسلمان ہو۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۱۲ ص ۳۵۴)

اذان کی گستاخی کا حکم

سوال: ایک شخص نے مؤذن کے متعلق جو کہ پانچ وقت جامع مسجد میں اذان دیتا ہے ۵۔۶ دفعہ میرے سامنے کہا کہ "یہ مؤذن صبح کے وقت زیادہ بکواس کرتا ہے جس سے میری نیند میں خلل آتا ہے اس کو منع کرو کہ صبح کے وقت اذان نہ دیا کرے" ایک شخص نے اس شخص کو کسی بیمار کو انجکشن لگانے کا کہا تو اس نے کہا کہ "جب تک مؤذن سے اذان بند نہیں کرائیں گے بیمار کو انجکشن نہیں لگاؤں گا" اس شخص کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: جس شخص نے اذان فجر کے بارے میں ایسے گستاخانہ کلمات کہے ہوں وہ انتہائی بدعقیدہ معلوم ہوتا ہے یہ کلمات کفر کے ہیں۔ اس شخص کو چاہیے کہ فوراً اپنے ان کلمات سے توبہ کر کے ایمان کی تجدید کرے اور جب تک وہ ایسا نہ کرے مسلمانوں کو اس سے خصوصی تعلقات نہ رکھنے چاہئیں۔

واللہ سبحانہ اعلم (فتاویٰ عثمانی ج ۱ ص ۸۰)

اذان اور مؤذن کی توہین کرنے والے کا حکم

سوال: ہمارے علاقے میں ایک آدمی مسجد میں اذان دے رہا تھا تو ایک عورت نے کہا یہ تو بکرا بول رہا ہے' اس کے لیے شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: اذان شعائر دین میں سے ہے اس سے استہزاء کفر ہے جبکہ غیر شعائر سے استہزاء کفر نہیں ہے اور اگر آواز کی قباحت کا اظہار مقصود ہو تو یہ فسق ہے۔

یدل علی الاوّل مافی ردالمحتار ج۳ص۳۱۱ باب المرتد قبیل مطلب فی منکر الاجماع اواستقباحها کن استقبح من آخر جعل بعض العمامة تحت حلقه او احفاء شاربه اه. واما الثانی فلقوله تعالیٰ: لَايَسْخَرُ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ. (سورۃ الحجرات آیت نمبر ۱۱) (لما فی الهندیة: فی التخیر مؤذن اذان فقال رجل "ایں بانگ غوغا است" یکفران قال علیٰ وجه الانکار. (الفتاویٰ الهندیة ج۲ص۲۶۹' منها مایتعلق بالصلوٰة والصوم) وَمِثْلُهٗ فی البحر الرائق ج۵ص۱۲۲احکام المرتدین) (فتاویٰ حقانیہ ج ۱ ص ۲۵۱)

اذان کے بعد یا مقابر پر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا کیسا ہے؟

بجواب ایک سوال کے فرمایا کہ بعد اذان ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا ضروری نہیں اختیاری ہے اور مقابر میں بھی یہی حکم ہے بشرطیکہ ہیئت داعی سے عوام کو شبہ نہ ہو کہ مردے سے کچھ مانگتے ہیں ورنہ میں نے اپنے دوستوں کو یہ مشورہ دیا ہے کہ دعاء کے وقت قبر کی جانب پشت کر لیا کریں تب ہاتھ اٹھا کر دعا کریں' یہ مسئلہ عالمگیریہ کتاب الحظر والاباحت کے باب سادس عشر کے شروع میں خزانۃ الفتاویٰ سے منقول ہے۔ (کلمۃ الحق ص ۱۳۵-۱۳۶) (اشرف الاحکام ص ۶۲)

حلال کو حرام یا حرام کو حلال سمجھنے والے کا حکم

سوال: فعل حرام کو حلال سمجھنے والے کا ایمان رہ جاتا ہے یا نہیں؟

جواب: اس میں تفصیل ہے کہ ہر ایک حرام کو حلال سمجھنے والا یا برعکس کافر نہیں بلکہ اس میں چند قیود ہیں جو کہ کتاب شامی میں منقول ہیں۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۱۲ ص ۳۵۵)

مجھے اسلام کی ضرورت نہیں یہ کلمہ کفر ہے

سوال: ایک شخص نے کہا کہ ''اے میرے پچھلے سال والے خدا'' دوسرے شخص نے کہا کہ یہ کلمہ کفر ہے اس سے دو خدا ثابت ہوتے ہیں اور آدمی کافر ہو جاتا ہے تو اس نے کہا کہ مجھے اسلام کی ضرورت نہیں ہے میں رام رام کروں گا' کیا ایسا شخص مسلمان رہ سکتا ہے؟ اور اس کے واسطے کیا حکم ہے؟

جواب: پہلے کلمہ سے تو کفر نہیں ہوا تھا کیونکہ اس کا یہ مطلب لینا چاہیے کہ اے میرے ہمیشہ کے خدا مگر دوسرے شخص نے اپنی جہالت اور غلطی کے واسطے اس سے یہ کہہ دیا کہ یہ کلمہ کفر ہے اور اس پر اس نے یہ کہا کہ مجھے اسلام کی ضرورت نہیں' یہ کلمہ کفر کا ہے' پس وہ شخص توبہ کرے اور تجدید اسلام اور تجدید نکاح کرے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۱۲ اص ۳۵۳)

کلمہ کفر کے بعد بھی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟

سوال: ایک شخص ملازم نے ایک مجرم بحکم افسر گرفتار کیا' بعد ایک دو آدمی نے آ کر اس ملازم سے کہا کہ اس مجرم کو چھوڑ دو' مگر ملازم نہ مانا اور اصرار کرنے پر ملازم کی زبان سے یہ الفاظ نکل گئے کہ اگر پیغمبر بھی آ جاوے یا کہے تو بھی میں نہیں چھوڑ سکتا' اس پر علماء نے کفر کا فتویٰ دیدیا ہے اور کہتے ہیں کہ تمہاری توبہ قبول نہیں ہو سکتی' آیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: توبہ اس کی قبول ہوگی' اس کو چاہیے کہ تجدید ایمان کرے اور توبہ کرے۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۱۲ اص ۳۴۹)

بعض کفریہ عقائد و اعمال

سوال: میرے ساس و سسر کافروں سے راہ و رسم کرتے ہیں' ان کے ساتھ دوج تیج' اٹھم' نومی' ہولی' دیوالی مناتے ہیں' بھوائی سیلہ اور ماموں علی بخش گنگوالا یہ ان کے خدا ہیں' خدا کو گالیاں دیتے ہیں اور جو کوستے ہیں یوں کہتے ہیں 'تیرے میں دیوی پڑ جا'' ''تجھے دیوی توڑے'' اور بھی ایسے ہی اعمال ہیں کیا حکم ہے؟

جواب: ایسے لوگوں کو اول نرمی سے سمجھانا چاہیے کہ یہ عقائد اسلام کے خلاف ہیں' ان عقائد سے آدمی مسلمان نہیں بلکہ مشرک اور کافر ہو جاتا ہے اور جس طرح بھی ممکن ہو ان عقائد کی برائی اور خرابی کو ان کے دل میں بٹھائے اور ان کو صحیح عقائد کی تعلیم دے کر مسلمان بنائے' اگر توقع نہ ہو کہ وہ ان عقائد کو چھوڑ کر اسلامی عقائد اختیار کریں گے اور اپنے عقائد کی خرابی کا اندیشہ ہو تو ان سے علیحدہ رہنا ضروری ہے' میل جول بالکل چھوڑ دینا چاہیے اور اپنے بیوی بچوں کو ان سے قطعاً

علیحدہ رکھے' ایسا نہ ہو کہ ان کے عقائد کا برا اثر پڑے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۱ص ۴۶)

میں خود پیدا ہوا ہوں کسی نے پیدا نہیں کیا' اس کا حکم؟

سوال: زید سے کسی نے پوچھا کہ پیر نہ ہوں تو کیا ہوگا؟ جواب دیا کوئی ڈر نہیں' پوچھا نبی نہ ہوں تو کیا ہوگا؟ جواب دیا کوئی ڈر نہیں' سائل نے پوچھا کہ خدا نہ ہو تو کیا ہوگا؟ جواب دیا کوئی ڈر نہیں' حتیٰ کہ مسئول نے کہا میں خود پیدا ہوا ہوں مجھے کسی نے پیدا نہیں کیا' اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ کلمات بہرحال کفر ہیں' مسئول عنہ کو تجدید ایمان کے ساتھ تجدید نکاح بھی کرنی چاہیے اور آئندہ ایسے مسائل میں احتیاط کے ساتھ گفتگو کی جائے۔ (خیر الفتاویٰ ج ۱ص ۲۱۰)

"بلکہ غور کیا جائے تو سائل کی غلطی معلوم ہوتی ہے ان سوالات سے ایک صاحب ایمان کو کفر تک پہنچا دینے کے علاوہ اور کیا خدمت ہوئی" (م'ع)

کسی سے کلمہ کفر کہلوانا

سوال: زید نے عمرو سے اپنی لڑکی کی طلاق لینے کی غرض سے کفریہ کلمات کہلائے' اس صورت میں زید پر کچھ جرم عائد ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں زید گنہگار ہوا اس پر توبہ واجب ہے۔ (احیاء العلوم ج ۱ص ۱۱۵)

جائیداد موقوفہ پر قبضہ کرنے سے روکنا اور خطرناک جملہ استعمال کرنا

سوال: زید نے اپنی جائیداد مسجد پر وقف کر دی اور رجسٹری بھی ہوگئی' اس کے بعد مصلیان مسجد نے مسجد کی جانب سے قبضہ کرنا چاہا تو زید کے بھائی کے پوتوں نے قبضہ کرنے سے روک دیا اور کہنے لگے مسجد اللہ کی ہے اور جائیداد مسجد پر وقف ہے' جب اللہ تعالیٰ آ کر قبضہ کریں گے تو ہم قبضہ کرنے دیں گے ورنہ نہیں' تم لوگ کون ہو کہ مسجد کی جانب سے قبضہ کر دیا پھر اللہ تعالیٰ کو دکھا دو کہ کہاں ہیں؟ اس کلام کے کہنے کی وجہ سے از روئے شرع ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں جائیداد موقوفہ کے قبضہ کرنے میں مزاحمت کرنے والے اگر مزاحمت کو حلال و جائز سمجھتے ہیں تو یہ کفر ہے اور اگر حرمت کا اعتقاد رکھتے ہوئے ایسا کیا اور کہا تو اپنے اس قول کی وجہ سے سخت فاسق اور فاجر ہوئے' ان کو اپنی حرکات شنیعہ سے توبہ و استغفار لازم ہے۔ (احیاء العلوم ج ۱ص ۶۰)

سحر برحق ہے

سوال: زید کہتا ہے میں سحر کا قائل نہیں ہوں آیا زید کا کہنا صحیح ہے یا غلط؟ بہر صورت زید کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: مذہب اہل سنت کا یہ ہے کہ سحر برحق ہے یعنی اس کا اثر ہوتا ہے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بعض یہود نے سحر کیا اور آپ پر اس کا اثر ہوا اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو دفع فرمایا' پس زید جو کہتا ہے اسے مذہب اہل سنت کی تحقیق کرنی چاہیے اور علماء اہل سنت سے دریافت کرنا چاہیے' خود بدون علم کے کوئی رائے قائم کر لینا ٹھیک نہیں ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۱۲ص ۳۴۸)

خطبہ میں کسی گمراہ فرقہ کے پیشوا پر صلوٰۃ ورحمت بھیجنے والے کا حکم

سوال: جمعہ کے خطبہ ثانیہ میں خطیب نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر صلوٰۃ ورحمت بھیجنے کے بعد فرقہ باطنیہ اسماعیلیہ کے موجودہ خلیفہ ''سرآغا خان'' کا نام لیا اور ان کی ستائش کی' پھر حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر صلوٰۃ بھیجا' بکر کا کہنا ہے کہ خلفائے راشدین کے اسماء گرامی کے درمیان فرقہ باطنیہ کے موجودہ پیشوا کا نام لینا اور اس کی ستائش کرنا خلفائے راشدین کی توہین ہے اور ایسا کرنا کفر ہے' جب تک زید تجدید ایمان نہ کرے اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں؟

عمرو کہتا ہے کہ خطیب نے قصداً وعقیدتاً ایسا نہیں کیا ہے بلکہ اس کی غفلت وجہالت کا نتیجہ ہے اس لیے زید خطیب سے کفر سرزد نہیں ہوا البتہ وہ فسق کا مرتکب ضرور ہوا ہے اسے توبہ کرنا چاہیے اور عام مسلمانوں کے مجمع میں اس کا اعلان کر دینا چاہیے تاکہ عوام گمراہ نہ ہوں' کس کا قول صحیح ہے؟

جواب: زید پر اس حرکت شنیعہ مذکورہ کی وجہ سے توبہ کرنا واجب ہے اور جب تک توبہ نہ کرے اس کو امام بنانا درست نہیں۔ (احیاء العلوم ج اص ۶۴)

حلال وحرام سے کچھ غرض نہیں

سوال: زید کا یہ کہنا ہے کہ ہم کو حرام وحلال سے کچھ غرض نہیں اور علماء کو برا کہنا اور تحقیر کرنا اگر کوئی کہے کہ آپ مسلمان ہیں آپ کو ایسے بیباکانہ وگستاخانہ کلام نہ کرنا چاہیے تو یہاں تک کہہ گزرتا ہے کہ مجھے مسلمان ہی نہ سمجھو میں تو عیسائی ہوں وغیرہ وغیرہ تو زید کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: زید کے کلمات بعض حد کفر کو پہنچے ہوئے ہیں اور بعض فسق ومعصیت ہیں اس کو توبہ

کرنا لازم ہے اور تجدید اسلام وتجدید نکاح ضروری ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۱۲ص ۴۳۷)

ہندو کی نذر مسلمان نے پوری کی تو وہ کافر نہ ہوگا

سوال: ایک مسلم نے دیوتا کے نام پر نذر کی جس کی صورت یہ ہوئی کہ یہ ایک ہندو کے مکان میں رہتا تھا' ہندو نے یہ نذر کی کہ اگر یہ شخص تندرست ہوگیا تو میں ایک بکرا قربانی کروں گا' مسلمان نے اس نذر کو پورا کیا' یہ مسلمان ہے یا نہیں؟

جواب: اس صورت میں شخص مذکور پر حکم کفر وارتداد کا نہ کیا جائے گا لیکن احتیاطاً تجدید ایمان وتجدید نکاح وتوبہ لازم ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۱۲ص ۴۳۳)

میرا حشر ہنود کے ساتھ ہو' کلمہ کفر ہے

سوال: اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میرا حشر ہنود کے ساتھ ہوگا' اس جملہ کا کہنے والا اگر مرتد ہو جائے گا تو صرف ارتداد سے اس کی بیوی نکاح سے نکل جاوے گی یا تفریق قاضی یا طلاق شوہر کی ضرورت ہوگی اور بعد ارتداد بھی ممبر اوقاف رہ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: یہ کلمہ کفر کا ہے اور اس کلمہ کا قائل اپنی موت اور حشر کفار کے ساتھ ہونے پر راضی ہے اور ارتداد سے فوراً اس کی زوجہ نکاح سے نکل جائے گی اور یہ صحیح ہے کہ تولیت یعنی ذمہ داری کے لیے اسلام شرط نہیں' امانت دار اور قادر انتظام پر ہونا شرط ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۱۲ص ۴۳۴)

یہ شرع کس سسرے نے بنائی' کلمہ کفر ہے

سوال: زید نے جب نکاح کیا تو یحییٰ نے یہ کہا کہ یہ شرع کس سسرے نے بنائی کہ چچی سے نکاح کر دیا' یحییٰ کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: یحییٰ نے جو کلمہ زبان سے نکالا یہ کلمہ کفر کا ہے اس کو اس کلمہ سے توبہ کرنی چاہیے اور تجدید ایمان وتجدید نکاح بھی کرنا چاہیے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۱۲ص ۴۲۱)

''مجھے شریعت کی ضرورت نہیں'' کہنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ سسر اور داماد کے مابین خانگی تنازع تھا' سسر نے داماد سے کہا کہ میرے ساتھ شریعت مطہرہ کے مطابق فیصلہ کرلو داماد نے جواب میں کہا کہ ''مجھے شریعت کی ضرورت نہیں'' ایسے شخص کے بارے میں شریعت مطہرہ کیا حکم دیتی ہے؟

جواب: ''مجھے شریعت کی ضرورت نہیں'' کے الفاظ میں کچھ ابہام پایا جاتا ہے اور اگر اس سے کہنے

والے کا مقصد یہ ہو کہ میں اس مسئلہ میں شریعت پر فیصلہ کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا ہوں' ظاہر بات ہے کہ یہ الفاظ موجب کفر نہیں ہیں لیکن اگر ان الفاظ سے مقصد شریعت سے انکار ہو تو شریعت چونکہ عالم انسانیت کے لیے پورے ضابطہ حیات کا نام ہے اس لیے اس سے انکار کرنا موجب کفر ہے۔

قال العلامة طاهر بن عبدالرشيد بخاریؒ: من به رسم كنم نے بحكم قال الحاكم عبدالرحمن ان كان مراده فساد الخلق وترک الشرع و اتباع الرسم لارد الحكم لايكفرو ان كان مراده فسادالخلق وترک الشرع والحكم يكفر. (خلاصة الفتاویٰ جلد۴ ص ۳۸۴' الفصل الثانی فی الفاظ الكفر......الخ. لما قال فی الهندية : رجل قال لخصمه اذهب معنى الى الشرع اوقال بالفارسية بامن بشرع رووقال خصمه بباده بيارتا بروم پے چيرنروم يكفر لانه عاند الشرع. (الفتاویٰ الهندية ج۲ص ۲۷۱ الباب التاسع فی احكام المرتدين ومنها مايتعلق بالعلم والعلماء) (قال العلامة ابن بزاز الكردریؒ: قال من شريعت چه دانم او قال دبوس هست من شريعت راچه كنم يكفر. (فتاویٰ بزازية علىٰ هامش الهندية ج۶ ص۳۳۸ كتاب الفاظ تكون اسلاماً اوكفراً او خطاءً' الباب الثامن فی الاستخفاف بالعلم) وَمِثْلُهٗ فی فتاویٰ قاضی خان علىٰ هامش الهندية ج۳ص۵۷۵ باب مايكون كفراً من المسلم ومالايكون) (فتاویٰ حقانيه ج ۱ ص ۱۹۷)

اس وقت کافر بن کر بحث کرتا ہوں یہ کلمہ ارتداد ہے

سوال: ہندو مسلمان میں مسجد و دیول کے جھگڑے کا تصفیہ تحصیلدار کے اجلاس میں ہو رہا تھا' زید نے بتائید ہندو و بلحاظ خیر خواہی اور مسجد کی بے حرمتی کی غرض سے یہ کہہ دیا کہ اس وقت کافر بن کر ہنود کی طرف سے بحث کرتا ہوں' تو زید کے لیے شرع میں کیا حکم ہے؟

جواب: اس صورت میں زید کافر و مرتد ہو گیا اور تمام اعمال اس کے حبط ہو گئے' پس زید پر تجدید ایمان و تجدید نکاح ضروری ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۱۲ص ۳۹۰)

کلمہ کفر کا اعلان ہو چکا تو تجدید کا اعلان بھی کرے

سوال: اگر کسی کلمہ سے کفر لازم آجاوے بجائے خود تو کیا استیناف علیٰ روس الاشہاد ضروری ہے اور استیناف ایمان (یعنی تجدید ایمان) سے حسنات حاصلہ عود کر آتی ہیں یا نہیں؟ تجدید ایمان کا رکن کیا چیز ہے؟

جواب: اگر کلمہ کفر کا اعلان ہو چکا تو تجدید میں اعلان کرنا چاہیے اور اگر کلمہ کفر زبان سے نکل گیا اور کسی کو اس کی خبر بھی نہیں تو تجدید ایمان میں اعلان کی ضرورت نہیں ہے' نیز اعمال حسنہ لوٹ کر نہیں آویں گے' نیز جو رکن ایمان کا ہے وہی تجدید کا ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۱۲ص ۳۹۰)
(یعنی لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ......الخ)

کلمہ کا اس طرح پڑھنا لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَبُوْبَکْرٍ وَّعُثْمَانُ وَعَلِیٌّ وَمُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

سوال: اگر کوئی شخص کلمہ طیبہ کے ساتھ صحابہ کرام کے نام کو ملا کر پڑھے تو وہ کافر ہو گیا یا فقط گنہگار؟ اگر کافر نہیں تو جو لوگ ان کو کافر کہیں ان کا کیا حکم ہے؟

جواب: کتب فقہ میں تصریح ہے کہ اگر کسی کلام وغیرہ میں ننانوے وجوہ کفر کے ہوں اور ایک وجہ اسلام کی ہو' اگرچہ وہ ضعیف ہو تو مفتی کو اس قائل کے اسلام کی طرف مائل ہونا چاہیے' اس بناء پر شخص مذکور کو کافر نہ کہا جاوے گا لیکن ایسے کلام سے جس میں خوف کفر ہو' آئندہ کو احتیاط کرنی چاہیے اور تاویل اس کلام کی یہ ممکن ہے کہ رسول اللہ صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر ہو یعنی پورا کلمہ اس طرح ہو کہ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور اس کے درمیان شخص مذکور نے اپنی جہالت سے ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم زیادہ کر دیا' گویا یہ مطلب ہے کہ یہ حضرات خلفائے برحق ہیں اور ان کی خلافت کا اعتقاد کرنا چاہیے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۱۲ص ۳۸۱)

اگر کوئی کہے میں مسائل شرعیہ سے منحرف ہوں تو یہ کفر ہے

سوال: فتح محمد نے اپنی اراضی قیمتاً نور محمد کو بیع کر دی' وقت بیع قرآن شریف اٹھا کر یہ عہد کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ضامن ہے اور شاہد ہیں' میں اس کے خلاف ہرگز نہیں کروں گا' ایک مدت تک مشتری کا قبضہ اراضی پر رہا اس کے بعد بائع نے اراضی دوسرے شخص کو بیع کر دی' جب اس سے کہا گیا تو جواب دیا کہ بیع کے وقت میں نے دھوکہ دے کر قیمت وصول کی اور قرآن شریف کے ساتھ استہزاء کیا اور مسائل شرعیہ سے معرض ہوں' شخص مذکور و اراضی و قیمت کا کیا حکم ہے؟

جواب: دھوکہ دینا کسی مسلمان کو اور اس سے معاملہ بیع کا کر کے منحرف ہونا حرام ہے اور وہ شخص جو مرتکب ہوا اس کا فاسق ہے اور بصورت بیع نہ دینے کے واپس کرنا قیمت کا اس پر لازم ہے اور اگر اس نے صاف یہ کہا ہے کہ قرآن شریف کے ساتھ استہزاء کیا ہے اور مسائل شرعیہ سے منحرف ہوں تو یہ قول اس کا کفر وارتداد ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۱۲ص ۳۶۲)

کلمہ کفر کے بعد تجدید نکاح ضروری ہے

سوال: ہر کلمہ کفر سے تجدید نکاح ضروری ہے یا نہیں؟ تجدید نکاح کی کیا صورت ہے؟

جواب: ضروری ہے' اور نکاح ثانی مثل اول کے مہر وغیرہ کے ساتھ ہونا چاہیے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۱۲ص ۳۶۲)

حالت غصہ میں کلمہ کفر نکالنا

سوال: غصہ کی حالت میں چونکہ عقل مغلوب ہو جاتی ہے اگر کلمہ کفر نکل جاوے تو قائل کافر ہے یا نہیں؟

جواب: غصہ کی حالت میں کلمہ کفر زبان سے نکل جانے سے بھی کفر ہو جاتا ہے' توبہ کرنی چاہیے اور تجدید اسلام کرنا چاہیے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۱۲ص ۳۴۳)

شریعت کا منکر کافر ہے

سوال: اگر کوئی شخص شریعت کا انکار کرے اور کہے کہ ہم شریعت کو نہیں مانتے' تمہاری شرع تمہارے گھر میں' آیا وہ شخص مرتد ہو گیا یا نہیں؟ اور اس کی زوجہ مطلقہ ہوگئی یا نہیں؟

جواب: گنہگار ہے کافر نہیں کیونکہ اس میں تاویل ممکن ہے کہ قائل کی مراد متکلم کے برے اخلاق اور برے معاملات کو رد کرنا ہے نہ کہ دین اسلام کی حقیقت کو رد کرنا۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۱۲ص ۳۴۴)

شریعت مطہرہ پر فیصلہ تسلیم کرنے سے انکار کرنیوالا دائرہ اسلام سے خارج ہے

سوال: دو آدمیوں کا آپس میں کسی بات پر تنازع پیدا ہو گیا' ایک نے کہا کہ ہم شریعت محمدی پر فیصلہ کریں گے' دوسرے نے صاف الفاظ میں انکار کر دیا اور کہا کہ میں انگریزی قانون کے مطابق فیصلہ کراؤں گا' شریعت پر فیصلہ کرانے کے لیے تیار نہیں ہوں اور وہ برابر اس بات پر مصر ہے بلکہ حاکم کے سامنے انکار شریعت پر دستخط بھی کر دیئے ہیں' شرعاً اس آدمی کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایمان کی نشانی یہ ہے کہ مومن اپنے تمام معاملات زندگی میں فیصلہ کن قانون صرف اور

صرف خدائی قانون اور اسلامی شریعت کو تسلیم کرے اور جو شخص دل سے اسلامی شریعت کو معاملات زندگی میں فیصلہ کن قانون تسلیم نہیں کرتا وہ ہرگز ہرگز مومن نہیں بلکہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے لیکن اگر وہ دل سے اسلامی شریعت کو فیصلہ کن قانون تو مانتا ہے مگر اس پر فیصلہ کرنے سے گریز کرتا ہے تو ایسا کرنا منافقوں کی علامت ہے' اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

فَلاَ وَرَبِّکَ لاَیُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لاَیَجِدُوْا فِیْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا. (النساء نمبر ۶۵)

اور منافقین کے بارے میں یوں فرمایا ہے:

وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰی مَااَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَی الرَّسُوْلِ رَاَیْتَ الْمُنَافِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْکَ صُدُوْدًا. (سورۃ النساء آیت نمبر ۱۰۴)

اس لیے کسی بھی مسلمان کو ایسا نہیں کرنا چاہیے۔

لما قال العلامة طاهر بن عبدالرشید البخاریؒ: رجل قال لآخراذهب معی الی الشرع فقال الآخر تا پیاده نیاوری نروم لایکفر ...... ولو قال من شریعت چه دانم اَوْ قَالَ دبوس هست مرابشریعت چه کنم یکفر. (خلاصة الفتاویٰ ج۴ص۳۸۸ کتاب الفاظ الکفر' الجنس الثامن) (قال العلامة قاضی خانؒ: رجل بینه وبین غیره خصومة فقال رجل حکم خدائی چنیں است فقال آخر من حکم خدارا چه دانم قال ابو قاسم رحمه اللّٰه هو کفر لانه استخفاف بامراللّٰه. (الفتاویٰ قاضی خان علٰی هامش الهندیة ج۳ص۵۷۵ باب مایکون کفراً وما لایکون) وَمِثْلُهٗ فی الهندیة ج۲ص۲۷۲ کتاب احکام المرتدین' ومنها مایتعلق بالعلم والعلماء) (فتاویٰ حقانیه ج ۱ ص ۱۹۶)

اگر گناہ ہے تو میں اکیلا جواب دہ ہوں

سوال: ایک مسلمان پرانی مسجد کو خلاف حکم خدا ورسول کے بنوا رہا ہے' دوسرے شخص نے فتویٰ دکھایا' اس کے جواب میں اس نے کہا مجھے بنوانے دو' اگر گناہ ہے تو تم سب بری ہو' سب کا گناہ میرے اوپر رہا' میں اکیلا جواب خدا کو دے دوں گا' اس شخص نے کہا توبہ کرو یہ الفاظ بہت

برے ہیں اس نے کہا نہیں کرتے اس شخص کے لیے شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب: وہ شخص سخت گنہگار ہے توبہ کرے اور انکار کرنا توبہ سے سخت گناہ ہے کفر تو اس وجہ سے نہیں کہ یہ تاویل ممکن ہے کہ کسی کے کہنے سے توبہ نہیں کرتا۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۱۲ص ۳۴۱)

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط کے عموم میں ہر ممکن داخل ہے

سوال: زید کا دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اگر چاہیں کروڑوں نبی اور جبریل ایک آن میں پیدا کردے۔

اور عمرو کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے احکام نہیں بدلتا اور قرآن میں وعدہ ہے کہ نبوت ختم ہوچکی ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ ایسا کرنے پر قادر نہیں ورنہ خلاف وعدہ لازم آئے گا کس کا قول صحیح ہے؟

جواب: زید کا قول درست ہے مگر ناقص ہے کیونکہ اس میں ایک ضروری جز تحریر سے رہ گیا وہ یہ کہ ”لیکن اب اللہ تعالیٰ کسی نبی کو پیدا نہیں فرمائیں گے“

اور عمر کا قول درست نہیں کیونکہ اس میں قدرت خداوندی کی نفی ہے رہا یہ شبہ کہ قدرت ماننے سے نص کے خلاف لازم آتا ہے سو یہ محض لغو ہے کیونکہ نفس قدرت سے یہ محظور لازم نہیں آتا۔ (خیر الفتاویٰ ج ۱ص ۲۰۴)

میں نہیں کروں گا خواہ مجھے جبریل امین آکر کہیں اس کا حکم

سوال: ایک عالم دین نے ایک گھریلو تنازع میں ”تعلیق بالمحال کے طور پر“ کہا میں اس فیصلہ کو کسی ثالث مجلس کو سپرد کرنے کو تیار نہیں خواہ مجھے بڑے سے بڑا آدمی بھی کہے خواہ جبریل امین بھی آکر کہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں کوئی بات کفر یہ نہیں خصوصاً اس وقت جب کہ متکلم خود صراحت کررہا ہے کہ میری مراد نہ استخفاف ہے نہ توہین۔ (خیر الفتاویٰ ج ۱ص ۲۰۹)

اہل بدعت کی تکفیر کا حکم

سوال: بریلوی اور ان کے ہم عقیدہ لوگوں کو کافر کہنا صحیح ہے یا نہیں؟ اگر صحیح نہیں تو پھر ایک جماعت علماء کی جو خود کو علماء دیوبند کی طرف منسوب کرتی ہے اور اپنی تحریر و تقریر میں اس بات کی تصریح کرتی ہے کہ ایسے عقیدہ والے لوگ پکے کافر ہیں ان کا کوئی نکاح نہیں ندائے غیب کو مطلقاً شرک حقیقی تصور کرتے ہیں؟ غیر اللہ کے لیے نذر ماننے کو شرک اور ارتداد قرار دیتے ہیں؟

جواب: جو لوگ اہل بدعت کو کافر کہتے ہیں یہ ان کا ذاتی مسلک ہے۔ ان کی تکفیر کو علماء

دیوبند کی طرف منسوب کرنا صریح بہتان ہے۔

حضرات علماء دیوبند کا مسلک ان کی تصنیفات اور رسائل سے واضح ہے انہوں نے ہمیشہ مسائل تکفیر میں کافی احتیاط سے کام لیا ہے' مرزائیہ اور غلاۃ روافض کے علاوہ اہل بدعت کو انہوں نے کافر نہیں کہا اور جو مسائل سوال میں مذکور ہیں ان میں تاویلات کی گنجائش ہے۔ (خیر الفتاویٰ ج ۱ص ۱۴۸)

کفر کا فتویٰ لگانا بہت بڑی ذمہ داری ہے

سوال: نئی تعلیم کے دو ایک شخص احکام شریعت سے ناواقف ہیں' حضرت تھانوی کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ مولانا کو علم شریعت بعض علم شریعت تھا جس میں مولانا حکیم الامت کی کیا خصوصیت' مولانا اشرف علی کو تو اتنا علم بھی نہ تھا جتنا علم حضرت گنگوہی کو تھا اور اتنا علم شریعت جتنا حکیم الامت کو تھا اتنا اور ایسا علم شریعت مولانا گنگوہی کے محلہ وگلی کوچوں میں پڑے رہنے والے جانوروں' گائے بیل' بھینس اور کتوں کو بھی حاصل تھا' کوئی خصوصیت نہیں' جب اس پر اعتراض کیا گیا تو کہتا ہے کہ اگر یہ توہین اور کفر ہے تو ہم توبہ کرنے کو تیار ہیں؟

جواب: اگر ان کی یہ گفتگو واقعی ہے بناوٹی نہیں ہے تو جس شخص کا یہ عقیدہ ہے اس سے اس کی دلیل دریافت کر کے اطلاع دیں کیونکہ کفر کا فتویٰ لگانا بہت بڑی ذمہ داری ہے' اگر کسی شخص کو کافر کہہ دیا جائے اور واقعتہً کافر نہ ہو تو یہ کفر لوٹ کر اس پر آتا ہے جس نے کافر کہا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱ص ۱۶۹)

اپنے سوا سب کو کافر کہنا

سوال: مولوی حشمت علی صاحب نے بے شمار ایسی عورتوں کا نکاح پڑھوایا ہے جن کے چار چار چھ چھ لڑکے پیدا ہو چکے ہیں' یہ فتویٰ صادر کر دیا کہ ان عورتوں کا نکاح نہیں ہوا تھا' یہ لڑکے جو پیدا ہوئے ہیں سب حرامی ہیں' اگر نکاح ہوا تھا تو وہ ناجائز ہے' وہ اب تک حرام کاری تھی' اب نکاح ہوا پہلے کا غلط تھا' سابقین اکابرین علماء کو گالیاں دیتے ہیں' میں نے بچشم خود دیکھا ہے' تحریراً کہ آئمہ اربعہ تک ان کے حملے سے محفوظ نہیں ہیں' اب سوال یہ ہے کہ مولانا حشمت علی کو کس طرح یاد کیا جائے اور ان کے متبعین کے متعلق کیا حکم ہے؟ (مولوی حشمت علی کے نزدیک دنیا میں کوئی مسلمان نہیں ہے ن ن ا جی ہے۔ ۱۲)

جواب: اس میں پوچھنے کی کیا بات ہے جو شخص اپنے سوا کسی کو مسلمان مومن نہ سمجھے' اکابر اہل اللہ پر کفر کا فتویٰ لگا وے' اس کا ٹھکانا معلوم' اس کا حشر معلوم (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ص ۱۰۷) ''اس کا ٹھکانہ جہنم ہے'' (م'ع)

عبدالرحمٰن قاری کو کافر کہنا

سوال: اسی طرح مولانا بریلوی کے ملفوظ میں ہے کہ ایک بار عبدالرحمٰن قاری (پورا نام عبدالرحمٰن بن عبدالقاری ہے' قارٌ ٹھنڈا مونث قارۃ جیسے عین قارۃ ٹھنڈی آنکھ ''مصباح اللغات'') کہ کافر تھا ''اے ناظرین قرأت سے قاری نہ سمجھیں بلکہ قارہ سے ہے'' حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں پر آپڑا۔ الخ

عبدالرحمٰن قاری صحابی تھے' ان کو مولانا احمد رضا خان صاحب نے کافر کہا' کیا یہ اعتراض درست ہے؟

جواب: الملفوظ کے حوالہ سے جو کچھ ان کی طرف منسوب کیا گیا ہے وہ بالکل غلط ہے اور ان کو کافر کہنا تو انتہائی جرأت ہے اور ایک مومن کے لیے بہت خطرناک ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ص ۱۳۳)

اپنے مسلمان ہونے کا انکار کرنا

سوال: اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں مسلمان نہیں ہوں حالانکہ وہ صوم وصلوٰۃ کا پابند ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ وہ مسلمان شمار کیا جائے گا یا نہیں؟

جواب: ایسا کہنا نہایت خطرناک ہے اس کو توبہ واستغفار اور کلمہ پڑھنا لازم ہے' احتیاطاً تجدید نکاح کرے' اگر وہ اپنے ایمان کو کمزور سمجھتے ہوئے ایسا کہتا ہے تو اس پر تجدید ایمان وتجدید نکاح کا حکم نہیں لگایا جائے گا اور اس کے احساس وافسوس کی تعریف کی جائے گی مگر ایسا کہنے سے پھر بھی روکا جائے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱ص ۱۱۹)

خود کو ہندو کہنے سے کافر ہو گیا

سوال: زید بظاہر مسلمان ہے لیکن کہتا ہے کہ ہمارے مذہب میں ہولی جائز ہے' بکر نے زید سے پوچھا تمہارا مذہب کیا ہے؟ تو زید نے کہا کہ میرا کوئی مذہب نہیں' پھر بکر نے سوال کیا کہ کیا تم ہندو ہو؟ تو زید نے کہا کہ ہاں میں ہندو ہوں' زید کا یہ کہنا کفر ہے یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں زید کا قول جملہ کفریہ ہے جس کی وجہ سے اسلام سے خارج ہو گیا' اس پر لازم ہے کہ توبہ وتجدید ایمان کرے اور اس کی بیوی اس کے نکاح سے خارج ہو گئی' تجدید ایمان کے بعد جانبین کی رضا سے پھر نکاح ہو سکتا ہے۔ (احیاء العلوم ج ۱ص ۹۳)

غیر اسلامی قانون کے مطابق فیصلہ کرنا

سوال: جو مسلمان منجانب سرکار انگریزی مقدمات فیصلہ کرتے ہیں وہ مطابق احکام شریعت نہیں

ہوتے' مثلاً شریعت میں حکم ہے:"اَلْبَیِّنَةُ عَلَی الْمُدَّعِیْ وَالْیَمِیْنُ عَلٰی مَنْ اَنْکَرَ" کہ مدعی کے لیے گواہ پیش کرنا لازم ہے اور منکر پر قسم ہے' قانون انگریزی میں ہر دو "مدعی اور مدعا علیہ" کے لیے ثبوت پیش کرنا ضروری ہے' شریعت میں گواہ کا عادل ہونا شرط ہے' قانون میں جو شہادت ہے اس کے لیے شاہد کے واسطے وہ شرائط لازمی نہیں جو شریعت میں لازم ہیں' شریعت میں ثابت ہونے کے بعد "ہاتھ کاٹا جانا' سنگسار کرنا وغیرہ" ہے' قانون میں یہ نہیں' نیز دیگر حالتوں میں قانون میں قید و جرمانہ مقرر ہے' جو شریعت میں نہیں' آیا شریعت کی اس خلاف ورزی کا اثر بادشاہ وقت پر ہے یا مسلمانان مامور پر اور اگر مسلمانان مامور پر نہیں تو حکم عام "وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ" الخ کی کیا تعبیر ہے؟

جواب: قاعدہ شرعیہ ہے کہ اشد الضررین "سخت نقصان" کے دفعہ کے لیے اخف الضررین یعنی ہلکے نقصان کو گوارا کر لیا جاتا ہے اور یہ بھی قاعدہ ہے کہ حصول نفع کے لیے دینی نقصان کو گوارا نہیں کیا جاتا' اس بناء پر اس مسئلہ میں تفصیل ہوگی کہ جو لوگ ان حکومتوں کو اختیار کرتے ہیں' دیکھنا چاہیے کہ ان کے قبول نہ کرنے سے خود ان کو یا عام مسلمانوں کو کوئی سخت نقصان لاحق ہونا غالب ہے یا نہیں؟ دوسری صورت میں تو ان حکومتوں کا قبول کرنا جائز ہے اور اول صورت میں دیکھنا چاہیے کہ آیا اس شخص کی نیت اس ضرر کے دفع کی ہے یا کوئی نفع مالی یا جاہی حاصل کرنے کی اول نیت میں جواز کی گنجائش ہے۔ دوسری صورت میں ناجائز' پس کل تین صورتوں میں سے صرف ایک صورت میں جواز کی گنجائش ہے اور اس صورت میں آیت کا مصداق دو صورتیں ہوں گی' خصوصاً اگر جائز یا مستحسن سمجھے کفر ہے' البتہ اگر ناجائز صورتوں میں بھی سلطنت کی طرف سے مجبور کیا جاوے اور عذر قبول نہ کیا جاوے تو پھر ان میں بھی گنجائش ہے لیکن ہر حال میں جہاں تک گنجائش ہو خلاف شریعت سے بچنے کی کوشش کرے اور صرف اس خیال سے خلاف شرع فیصلہ نہ کرے کہ آگے جا کر منسوخ ہو جائے گا۔ البتہ جہاں جرم قانون و عتاب شاہی کا اندیشہ ہو صرف وہاں ہی گنجائش ہوگی' ایک صورت میں تو بلا جبر بھی اور دو صورتوں میں بجبر۔ (حوادث الفتاویٰ ص ۱۶۱)

یزید پر لعنت بھیجنے کا حکم

سوال: یزید کو لعنت بھیجنا چاہیے یا نہیں؟ اگر بھیجنا چاہیے تو کس وجہ سے؟ اگر نہ بھیجنا چاہیے تو کس وجہ سے؟ جواب: یزید کے بارے میں علماء مختلف رہے ہیں' بعض نے تو اس کو مغفور کہا ہے' صحیح بخاری کی اس حدیث کی بناء پر جس میں ہے کہ سب سے پہلا لشکر جو قیصر روم پر حملہ کرے گا ان کی مغفرت کر دی گئی ہے' امام قسطلانی فرماتے ہیں کہ قیصر کے شہر پر سب سے پہلے حملہ کرنے والا یزید بن معاویہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سادات صحابہ کی ایک جماعت ہے، جس میں ابن عمر، ابن عباس، ابن زبیر اور ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسے حضرات شامل ہیں اور بعضوں نے اس کو ملعون کہا ہے۔ "لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا" الخ تفسیر مظہری میں ہے کہ ابن جزری نے روایت کیا قاضی ابویعلیٰ سے اپنی کتاب معتمد الاصول میں صالح بن احمد بن حنبل کی سند سے کہ حضرت صالح نے اپنے ابا امام احمد بن حنبل سے کہا کہ اے میرے ابا لوگوں کا خیال یہ ہے کہ آپ یزید بن معاویہ کو محبوب رکھتے ہیں؟ تو امام احمد بن حنبل نے فرمایا اے میرے بیٹے کیا مومن کے لیے اس بات کی گنجائش ہے کہ وہ یزید سے محبت رکھے؟ اور آدمی اس کو کیوں لعنت نہ کرے جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں لعنت کی ہے، میں نے کہا کہ کس آیت میں اللہ نے یزید پر لعنت کی ہے؟ تو امام صاحب نے یہ آیت تلاوت فرمائی: فَهَلْ عَسَيْتُمْ الخ ترجمہ: سو اگر تم کنارہ کش رہو تو آیا تم کو یہ احتمال بھی ہے کہ تم دنیا میں فساد مچادو اور آپس میں قطع قرابت کردو؟ یہ وہ لوگ ہیں جن کو خدا نے اپنی رحمت سے دور کردیا پھر ان کو بہرا کردیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کردیا۔" (ترجمہ ماخوذ از تفسیر بیان القرآن۔ناصر)

مگر تحقیق یہ ہے کہ چونکہ لعنت کے معنی ہیں خدا کی رحمت سے دور ہونا اور یہ ایک امر غیبی ہے جب تک شارع بیان نہ فرمادے کہ فلاں قسم کے لوگ یا فلاں شخص خدا کی رحمت سے دور ہے کیونکہ معلوم ہوسکتا ہے اور شارع کے کلام میں تتبع سے معلوم ہوتا ہے کہ ظالمین اور قاتل مسلم کی نوع پر تو لعنت وارد ہوئی ہے: كَمَاقَالَ تَعَالٰی اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ...... وَقَالَ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا۔ الخ۔ پس اس کی تو ہم کو اجازت ہے اور یہ علم اللہ تعالیٰ کو ہے کہ کون اس نوع میں داخل ہے اور کون خارج اور خاص یزید کے باب میں کوئی اجازت منصوصہ ہی نہیں۔ پس بلا دلیل اگر دعویٰ کریں کہ وہ خدا کی رحمت سے دور ہے اس میں بڑا خطرہ ہے۔ البتہ اگر نص ہوتی تو مثل فرعون وہامان وغیرہ کے لعنت جائز ہوتی۔ وَاِذْ لَيْسَ فَلَيْسَ اگر کوئی کہے کہ جیسے کسی شخص معین کا ملعون ہونا معلوم نہیں کسی خاص شخص کا مرحوم ہونا بھی تو معلوم نہیں، پس صلحاء مظلومین کے واسطے رحمتہ اللہ علیہ کہنا کیسے جائز ہوگا کہ یہ بھی غیب کی خبر دینا بلا دلیل ہے۔

جواب یہ ہے کہ رحمتہ اللہ علیہ سے خبر دینا مقصود نہیں بلکہ دعا مقصود ہے اور دعاء کا مسلمانوں کے لیے حکم ہے اور لعن اللہ علیہ میں یہ نہیں کہہ سکتے، اس واسطے کہ یہ بددعا ہے اور اس کی اجازت نہیں۔ فَافْهَمْ اور آیت مذکورہ میں نوع مفسدین وقاطعین پر لعنت آئی ہے اس سے لعن یزید پر کیسے استدلال ہوسکتا ہے؟ اور امام احمد بن حنبل نے جو استدلال فرمایا ہے اس میں تاویل کی جائے گی یعنی

اگر وہ ان میں سے ہے یا اسی جیسی کوئی اور تاویل مجتہد سے حسن ظن کی وجہ سے البتہ یوں کہہ سکتے ہیں کہ حضرت حسینؓ کے قاتل یا قتل کا حکم کرنے والے یا قتل پر راضی ہونے والے پر لعنت وہ لعنت بھی مطلقاً نہیں بلکہ ایک قید کے ساتھ کہ اگر بلا توبہ مرا ہو اس لیے کہ ممکن ہے کہ ان سب کا قصور قیامت میں معاف ہو جائے کیونکہ ان لوگوں نے کچھ حقوق اللہ تعالیٰ کے ضائع کیے اور کچھ حقوق ان بندگان مقبول کے اللہ تعالیٰ تواب رحیم ہی ہے وہ لوگ بھی بڑے اہل ہمت اور اولوالعزم تھے کیا عجب بالکل معاف کر دیں پس جب یہ مقال قائم ہے تو ایک خطر عظیم میں پڑنا کیا ضرور اسی طرح یقیناً اس کو مغفور کہنا بھی سخت زیادتی ہے کیونکہ اس میں بھی کوئی نص صریح نہیں۔ رہا استدلال حدیث مذکور سے سو وہ بالکل ضعیف ہے کیونکہ وہ مشروط ہے ایمان پر وفات کی شرط کے ساتھ اور وہ امر مجہول ہے پس توسط اس میں یہ ہے کہ اس کے حال کو علم الٰہی کے سپرد کرے اور خود اپنی زبان سے کچھ نہ کہے اور اگر کوئی اس کی نسبت کچھ کہے تو اس پر تعرض نہ کرے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۲۲۵)

بدری صحابی کو وہابی اور منافق کہنا

سوال: ایک بدری صحابی حاطب بن ابی بلتعہ کو وہابی اور منافق کہا گیا ہے حالانکہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اصحاب بدر یقین جنتی ہیں حالانکہ بریلی کے علماء نے کہا کہ وہ صحابی نہیں بلکہ وہابی اور منافق ہیں اب سوال یہ ہے کہ جو شخص کسی صحابی کو وہابی اور منافق کہے اس کا ایمان رہا یا نہیں؟ نیز اس کہنے والے کے ساتھ تھے انہوں نے نکیر نہیں کی بلکہ خاموش رہے ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: کیا اس کے متعلق کوئی تحریر موجود ہے کہ حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہابی کہا ہے اور وہابی کا وہی مطلب بیان کیا ہے جس کے عقائد کی تشریح فتاویٰ رضویہ میں کی ہے اور کفر کا حکم لگایا ہے اور مولانا محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ کو ابوالوہابیہ کہہ کر بے شمار دلائل ان کے کفر کے بیان کیے ہیں اور یہ لکھا ہے کہ ان کے کفر اور عتاب میں جو شک کرے وہ خود کافر ہے پھر آخر میں لکھا ہے کہ محتاط علماء ان کو کافر نہیں کہتے ہیں یہی مفتی بہ ہے خان صاحب بریلی کی کتاب ''الکوکبۃ الشہابیہ فی کفریات الوہابیہ'' ہے اس میں تفصیل ہے مذکور خان صاحب کی تحریر کی بیان پر ان کے ایمان کا سلامت رہنا اور نکاح کا باقی رہنا اور کل اولاد کا حلال ہونا دشوار ہو گیا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۱۱۵)

''صحابہ کو اچھا نہیں سمجھتا'' کہنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسمی زید پہلے اہلسنت والجماعت تھا کچھ

عرصہ کے بعد کسی شخص نے اس سے صحابہ کرام کے متعلق سوال کیا تو اس نے جواب دیا کہ میں صحابہ کرام کو اچھا نہیں سمجھتا' آپ لوگ جو زور لگا سکتے ہیں لگا لیں۔ اسی مجلس میں ایک اور شخص موجود تھا وہ کہتا ہے کہ آپ کی بات اچھی ہے اس پر ثابت رہنا' ان دونوں شخصوں کا میل جول شیعہ لوگوں سے ہے اور وہ دونوں شخص کلمہ بھی شیعوں کا پڑھتے ہیں اور تعزیہ ماتم سینہ کوبی وغیرہ کرتے ہیں' ان دونوں کا نکاح سنی المذہب عورتوں کے ساتھ ہے' کیا ایسے الفاظ کہنے والا عندالشرع مسلمان رہ سکتا ہے یا نہ؟ اور ان کا نکاح سابقہ درست رہتا ہے یا فاسد ہو جاتا ہے' اگر ایسے لوگ ان الفاظ سے توبہ کرلیں تو کیا ان کا نکاح سابقہ درست رہے گا یا دوبارہ نکاح کرنے کی ضرورت ہوگی؟

نوٹ: نیز یہ دونوں شخص نماز اہل سنت والجماعت کے مطابق پڑھتے ہیں' دو مرد اور ایک عورت اس تمام واقعہ کے شاہد ہیں۔

جواب: شرعاً یہ دونوں شخص انتہائی فاسق اور قریب الکفر ہیں کہ ان کے ایمان جاتے رہنے کا اندیشہ ہے لیکن جب تک کوئی عقیدہ کفریہ ان عقائد کفریہ میں سے جو آج کل عام شیعوں کے ہیں مثلاً (تہمت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قائل ہونا یا صحبت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انکار کرنا یا تحریف قرآن کا قائل ہونا یا حضرت جبرئیل علیہ السلام سے وحی لانے میں غلطی کا قائل ہونا' یا الوہیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قائل ہونا وغیرہ) ان کے علاوہ اور کوئی عقیدہ کفریہ نہ رکھیں تو اس وقت ان کو کافر نہیں کہا جائے گا اور ان کے نکاح بھی باقی رہیں گے' البتہ ان کو احتیاطاً تجدید نکاح کرلینا چاہیے لیکن ان دونوں آدمیوں کو ان کلمات سے نیز دوسرے ان افعال کے ارتکاب سے جو کہ شیعوں کے ہیں اور ناجائز ہیں توبہ کرنا لازم ہے۔ اگر وہ تائب نہ ہوں تو برادری و عام اہل اسلام پر یہ فرض ہے کہ ان سے قطع تعلق کریں' ان کا حقہ پانی بند کریں تا آنکہ وہ تائب ہو جائیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم بحوالہ فتاویٰ مفتی محمودؒ ج ۱ ص ۲۱۸

مجھ کو جہنم کا سب سے نچلا طبقہ منظور ہے

سوال: زید و عمر دونوں حقیقی بھائی ہیں' بڑے بھائی کی بدعنوانیوں پر چھوٹے بھائی نے کہا تمہارے یہ اعمال اللہ کے یہاں تمہارا کیا حشر ہوگا؟ بڑے بھائی نے کہا مجھ کو جہنم کا سب سے نچلا طبقہ منظور ہے' پھر ایک دن اور زید سے کہا خدا کے لیے چپ رہو تو زید نے برملا کہا اللہ تعالیٰ کی ایسی کی تیسی (نعوذ باللہ) کیا زید کے یہ جملے کفر کے ہیں؟

جواب: یہ کلمات نہایت سخت ہیں' ان سے ایمان کا باقی رہنا دشوار ہے مگر ایسے شخص کے واسطے

فتویٰ کیا کارآمد ہوگا' کسی عالم صالح بزرگ کے پاس اس کو لے جائیں وہ نرمی اور شفقت سے اس کو سمجھادیں اور تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرادیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ص ۱۲۰)

خود کو ہندو کہہ کر ہندو لڑکی سے نکاح کرنا

سوال: کسی مسلمان شخص نے کسی غیر مسلم لڑکی سے اپنے آپ کو غیر مسلم کہہ کر بطریق غیر مسلم شادی کرلی' سال بھر بعد اپنے کو مسلمان کہا اور اس لڑکی کو بھی مسلمان بنالیا' اس آدمی کی پہلی بیوی (جو مسلمان ہے) کو عرصہ تین سال سے کوئی نان ونفقہ یا حقوق زوجیت ادا نہیں کیا' اس صورت میں زوجہ اول کو طلاق پڑگئی یا نہیں؟ وہ عدالت سے طلاق لے کر دوسری جگہ شادی کرسکتی ہے یا نہیں؟

جواب: جب اس نے کہا میں مسلمان نہیں ہندو ہوں تو اس کا نکاح سابق بیوی سے ختم ہوگیا' قانونی تحفظ کے لیے عدالت سے بھی فعل مختاری کا فیصلہ لے لے پھر اپنا دوسری جگہ نکاح کرلے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ص ۱۲۰)

کیا علامہ فضل حق رحمتہ اللہ علیہ نے مولانا اسماعیلؒ کے کفر کا فتویٰ دیا تھا؟

سوال: زید کہتا ہے کہ علامہ فضل حق خیرآبادی حضرت شیخ عبدالوہاب کے خاص شاگرد تھے انہوں نے صاحب تقویۃ الایمان پر کفر کا فتویٰ دیا ہے کہ ''قائل ایں کلام لاطائل از روئے شرع مبین بلاشبہ کافر و بے ایمان است' ہرگز مومن و مسلمان نیست'' فضل حق خیرآبادی تحقیق الفتویٰ ص ۸۰۷ دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا واقعی علامہ موصوف نے کفر کا فتویٰ دیا ہے؟

جواب: اس کے جواب کے لیے ارواح ثلثہ ص ۳۷۰ سے حکایت نقل کرتا ہوں' امید ہے کہ رہنمائی میسر ہوگی۔

خان صاحب نے فرمایا کہ مولوی عبدالرشید صاحب غازی پوری رام پور میں مولوی فضل حق سے پڑھتے تھے' یہ ایک مرتبہ کہیں جارہے تھے' اتفاق سے ان کے ایک دوست مل گئے۔ ان دوست نے ان سے کہا کہ چلو مولوی فضل حق کے یہاں چلیں تم ان کے (مولانا اسماعیل صاحب کے) معتقد ہو' آج تمہیں تمہارے استاذ سے تبرے سنوائیں گے' انہوں نے کہا چلو جب دونوں وہاں جاکر بیٹھے تو مولوی عبدالرشید صاحب نے کہا کہ حضرت مجھے یہ کہہ کر لائے ہیں کہ مولوی صاحب سے تمہیں مولوی اسماعیل پر تبرے سنواؤں گا' مولوی فضل حق صاحب نے کہا ''اچھا اس غرض سے لائے ہیں اور یہ کہہ کر ان پر بہت ناخوش ہوئے اور فرمایا میں اور مولوی اسماعیل صاحب پر تبرا کروں' یہ نہیں ہوسکتا جو کچھ مجھ سے ہوچکا ہے وہ بھی بہکانے اور سکھانے سے ہوا تھا اور اب تو

وہ بھی نہیں ہوسکتا اور یہ کہہ کر ان کو اپنی مجلس سے اٹھا دیا اور فرمایا میرے یہاں کبھی نہ آنا"

اس عبارت کو غور سے پڑھئے تو مولانا فضل حق صاحب کا نظریہ مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق معلوم ہوگا' حضرت مولانا محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف عبقات منصب امامت' ایضاح الحق مطالعہ کرنے سے ان کی جلالت قدر معلوم ہوتی ہے' ان کے جہاد کے کارنامے بھی بہت بلند ہیں' ارواح ثلثہ میں ان کے واقعات مذکور ہیں' تقویۃ الایمان کی تصنیف اور اس کی اشاعت وافادیت کا تذکرہ بھی اس میں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۱۱۷)

اعمال کفر

اگر عقیدہ اسلام کا ہو اور افعال کفر کے تو کیا حکم ہے؟

سوال: پہلے ایک چماری مسلمان ہوئی اور اپنا نکاح اہل اسلام سے پڑھوایا' چھ ماہ اس شخص کے گھر میں رہی' پھر اس چماری کو ہندو جبراً پکڑ کر لے گئے' اس کا خاوند کسی مقدمہ میں قید ہو گیا تھا' پانچ ماہ تک چماری ہندوؤں کے گھر رہی' حلال وحرام کو مباح جانا' اب پھر دوبارہ مسلمان ہو گئی' آیا پہلا نکاح اس کا فاسد ہو گیا یا کیا؟ اس چماری کا نکاح دوسرے شخص سے جائز ہے یا نہیں؟ یا پہلے خاوند سے طلاق لینی چاہیے؟

جواب: جو امور سوال میں درج ذیل ہیں ان سے اس چماری کا مرتد ہونا معلوم نہیں ہوتا۔ اگر حقیقت میں وہ اپنے اسلام پر قائم رہی اور عقیدہ اسلام کا رہا اگرچہ اعمال میں شریک کفار کے رہی تو مرتدہ نہیں ہوئی اور اس کا پہلا نکاح قائم ہے' بدون اس کے طلاق کے اس کے نکاح سے خارج نہ ہوگی' ہاں اگر عقیدہ بدل دیا تھا تو نکاح فسخ ہو گیا' دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۱۲ ص ۳۳۷)

کونڈا' کھچڑا' صحنک' گیارہویں' توشہ سہ منی کا حکم

سوال: یہ تعینات جیسے ربیع الاول میں کونڈا اور عشرہ محرم میں کھچڑا اور صحنک حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اور گیارہویں اور توشہ اور سہ منی بو علی قلندر اور خضر علیہ السلام کے نام کا چاہ پر لے جانا' مذکورہ بالا میں طعام کی تخصیص اور ایام کی تعیین کہ اس کے خلاف ہرگز نہ ہوں' بدعت اور حرام ہیں یا نہیں؟ اور اس قسم کے طعام کا کھانا مکروہ ہے یا حرام؟ کیونکہ افعال جہال ان معاملات میں نہایت بذوحد کفر وشرک کو پہنچے ہوئے ہیں' نفع وضرر' توقع منافع' اپنے اپنے مرادات کی طلب' ان میں کی جاتی ہے تو ایسے لوگوں اور عقائد کی نسبت حکم کفر وشرک کا کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: یہ تعینات بدعت ضلالہ ہیں اور طعام میں اگر نسبت ایصال ثواب کی ہے تو طعام جائز اور صدقہ ہے اور جو بنام ان اکابر کے ہے تو (مَاۤ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ) میں داخل ہو کر حرام ہے اور ایسے عقائد موہب کفر ہیں اور ان افعال کو کفر ہی کہنا چاہیے مگر مسلم کے فعل کی تاویل لازم ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۳۸)

کفار کا نام لکھنا اگرچہ ان میں معبودان باطلہ کی تعظیم ہو بضرورت جائز ہے

سوال: یہاں کے اکثر مسلمان مختلف اشیاء کے تاجر ہیں اور ان کی زیادہ تر خرید و فروخت ہندوؤں کے ہاتھ ہے، کبھی معاملہ بیع تعاطی کے مثل کرتے ہیں اور بسا اوقات ادھار بغیر سود اس لیے ہندوؤں کا نام ہندی میں اپنی بہی میں یادداشت کے لیے لکھا کرتے ہیں اور اکثر ہندوؤں کے نام ایسے ہوتے ہیں کہ جس کے شروع میں یا آخر میں ان کے اصنام یا دیوتا اور ان کے بزرگوں کے نام جیسے مہادیو، رام، نرائن، پرمیشور، لچھمن وغیرہ ہوتے ہیں مسلمانوں کو اپنی بہی میں ان کا نام ہندی یا اردو میں خصوصاً اس شخص کو جو مسائل دینیہ سے کچھ واقف ہو لکھنا جائز ہے یا نہیں؟ وجہ شبہ یہ ہے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے عتمہ کا نام عشاء رکھا تو آپ نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو عشاء کو عتمہ کہنے سے منع فرمایا لہٰذا خطرہ یہ گزرتا ہے کہ یہ بھی اسی قبیل سے ہو؟

جواب: وہاں تو ضرورت نہیں عشاء بھی کہہ سکتے ہیں اور یہاں ضرورت ہے کیونکہ یہ اعلام ''جان کاری'' ہے اور کوئی آسان طریقہ امتیاز کا نہیں۔ ''وَقَدْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَلَا یَجُوْزُ التَّسْمِیَةُ بِعَبْدِ الْمُطَّلِبِ'' (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۱۸)

قرآن مجید کو خون یا پیشاب جیسی نجاست سے لکھنا

سوال: قرآن شریف کو پیشاب ''وغیرہ'' سے لکھنا کیسا ہے؟

جواب: معاذ اللہ قرآن مجید کا نجاست سے لکھنا اگر اکراہ و اضطرار کے بغیر ہو تو کفر ہے اور اگر کوئی زبردستی کرے کہ اگر تو نجاست سے نہ لکھے گا تو تجھ کو قتل کر ڈالوں گا یا ہاتھ پاؤں وغیرہ کاٹ ڈالوں گا اور وہ اکراہ کرنے والا قادر بھی ہو اس وقت اس کا ارتکاب جائز ہے لیکن مرتکب نہ ہونا اور صبر کرنا بہتر ہے کہ اگر مارا گیا تو شہید ہوگا اور اگر وہ قادر نہ ہو یا سوائے قتل یا ہاتھ وغیرہ کاٹے جانے کے علاوہ کسی اور پر ن کا خوف ہو اس وقت ارتکاب جائز نہیں اور اگر ضرورت دوا کی ہو یعنی کسی مرض مہلک میں گرفتار ہوا اور کسی عامل کامل مسلمان نیک بخت، تجربہ کار نے کہا کہ اس امر سے تجھ کو شفا

ہو جائے گی اور کوئی دوا یا تدبیر اس کے علاوہ باقی نہ رہے' اس کا نام حالت اضطرار ہے اس صورت میں فقہاء کا اختلاف ہے اور یہ اختلاف فرع ہے حرام چیز سے دوا کرنے کی' پس ایسی حالت میں جس نے اس کو جائز رکھا اس کو بھی جائز رکھا جس نے اس کو حرام کہا اس کو بھی حرام کہا اور اختیار میں اختلاف ہے' بعض نے جواز کو اختیار کیا' بعض نے منع کو اور اگر ہلاکی کی نوبت نہیں پہنچی یا دوسری دوا یا تدبیر عمل وغیرہ مباحات میں سے کسی چیز سے نفع ممکن ہے یا کوئی کافر یا مسلمان فاسق یا نا تجربہ کار اس کو نافع کہے اس وقت کسی کے نزدیک جائز نہیں اور تمام شرائط کے پائے جانے کے باوجود ہر چند کہ اس کے جواز و عدم جواز میں اختلاف ہے لیکن ترک کا جائز ہونا متفق علیہ ہے' یعنی اگر کسی نے نہ کیا تو کسی کے نزدیک گنہگار نہ ہوگا کیونکہ دوا کرنا واجب نہیں' اگر جائز دوا نہ بھی کرے تب بھی جائز ہے۔ پس جب کہ ترک میں کسی کے نزدیک گناہ نہیں اور کرنے میں بعض کے نزدیک گناہ ہے تو ترک احوط ہوا۔ (امداد الفتاویٰ ج۴ ص۳۶)

قرآن مجید کو چومنا جائز ہے

سوال: ہمارے گھر کے سامنے مسجد میں ایک دن ہمارا پڑوسی قرآن شریف کی تلاوت کر رہا تھا' جب تلاوت کر چکا تو قرآن شریف کو چوما' تو مسجد کے خزانچی نے ایسا کرنے سے روکا اور کہا کہ قرآن شریف کو نہیں چومنا چاہیے' وضاحت کریں کہ یہ شخص صحیح کہتا ہے یا غلط؟ میں بھی قرآن شریف پڑھ کر چومتا ہوں اور ہمارے گھر والے بھی؟

جواب: قرآن مجید کو چومنا جائز ہے۔ (آپ کے مسائل ج۳ ص۲۴۳)

قضاء حاجت کے وقت ذکر

سوال: کیا قضاء حاجت کے وقت مطلقاً ذکر ممنوع ہے؟ جواب: پاخانہ اور پیشاب کے وقت میں صرف ذکر لسانی ممنوع ہے اور امام مالکؒ کے نزدیک وہ بھی ممنوع نہیں۔ لہٰذا سانس کا ذکر یا قلب یا روح یا سر یا خفی یا اخفی کا کسی طرح نہ ممنوع ہے اور نہ مکروہ یہ آپ کا توہم ہے شریعت سے اس کو تعلق نہیں۔ (مکتوبات ۲۰۷/۳) (**لانه صلى الله عليه وسلم كان دائم الذكر لاينقطع ذكره القلبى فى يقظة ولا نوم ولا وقت ما** (بذل المجهود ۴۸/۱)

قضاء حاجت کے وقت سر کھلا رکھنا مکروہ ہے

سوال: قضاء حاجت کے وقت اسی طرح کھاتے پیتے وقت سر کھلا رکھنا کیسا ہے؟

جواب: پیشاب پاخانہ اور کھانے پینے کے وقت میں سر کھلا رہنا درست تو ہے مگر پیشاب پاخانہ ننگے سر مکروہ ہے۔ (مکتوبات ۴/۷۸) (ویدخل مستور الرأس (عالمگیری ۵۰/۱) (فتاویٰ شیخ الاسلام ص ۷۱)

پیشاب سے سورۃ فاتحہ لکھنا سخت حرام ہے

سوال: مکرم مفتی محمد تقی عثمانی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعض حضرات جابجا ایسے پمفلٹ تقسیم کر رہے ہیں جن میں یہ مذکور ہے کہ آپ نے علاج کی غرض سے پیشاب سے سورہ فاتحہ لکھنے کے جائز ہونے کا فتویٰ دیا ہے اور آپ اسے جائز سمجھتے ہیں' براہ کرم اس بارے میں وضاحت فرمائیں کہ کیا آپ نے ایسا کوئی فتویٰ دیا ہے؟

جواب: میں نے ایسا کوئی فتویٰ نہیں دیا' پیشاب یا کسی بھی نجاست سے قرآن کریم کی کوئی آیت لکھنا بالکل حرام ہے اور میں معاذ اللہ اسے جائز قرار دینے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ جن لوگوں نے میری طرف یہ فتویٰ منسوب کیا ہے ان کی تردید کر چکا ہوں جو "روزنامہ اسلام" کی ۱۲/اگست ۲۰۰۴ء کی اشاعت میں شائع ہو چکی ہے' میری جس کتاب کا حوالہ میری طرف منسوب کر کے دیا جا رہا ہے اس کی حقیقت بھی میں نے اپنی تردید میں واضح کر دی ہے اس کے باوجود جو لوگ اس فتویٰ کو میری طرف منسوب کر رہے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ سے اور کسی پر بہتان لگانے سے ڈرنا چاہیے۔

واللہ سبحانہ اعلم: (فتاویٰ عثمانی ج ۱ ص ۲۰۰)

امام کو برا کہہ کر نکال دینا

سوال: ہمارے گھر محلہ میں سات گھر والے نہ تو امام رہنے دیتے ہیں نہ اس کی تنخواہ دیتے ہیں' ان سے کہا جاتا ہے کہ جمعہ کی نماز تو کم از کم پڑھ لیا کرو' تو کہتے ہیں کہ ہم پر کوئی پابندی نہیں' ہماری مرضی ہے' پڑھیں نہ پڑھیں اور شرک و کفر تو ان کو بہت اچھا لگتا ہے' بھجن گانا' دیوی ماتا کو پوجنا' ہولی پر ڈھپ بجانا' میلہ میں جانا' ایسے اشخاص کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: جو لوگ امام کو برا کہتے ہیں تا کہ وہ تنگ آ کر چلا جائے اور مسجد ویران ہو جائے وہ بڑے ظالم گنہگار ہیں ان کو توبہ کرنا امام سے معافی مانگنا ضروری ہے اور دیوی ماتا کے پوجنے سے تو ایمان ہی جاتا رہتا ہے' ان کو کلمہ پڑھا کر نئے سرے سے مسلمان کیا جائے اور ان کے نکاح بھی دوبارہ پڑھائے جائیں ورنہ یہاں بھی وبال ہے اور ان کے لیے آخرت میں بھی جہنم ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۱۷۵)

سراغ رسانی کے لیے کافروں کی ہیئت اختیار کرنا

سوال: بلوائیوں کی تنظیم خفیہ کی سراغ رسانی کے لیے اوران کے حملوں کو پسپا کرنے کے لیے اگر سر پر چوٹی رکھ لی جائے اور زنار باندھ لی جائے اور سر پر ٹیکا لگالیا جائے اور دھوتی پہن لی جائے اور یہ سب امور صرف اتنی دیر کے لیے کیے جائیں' جتنی دیر تک ضرورت ہو جائز ہے یا نہیں؟

جواب: بلوائیوں کی خفیہ تنظیم کی سراغ رسانی کے لیے زنار باندھنے' سر پر چوٹی رکھنے اور دھوتی وغیرہ پہننے کی اتنی دیر تک کے لیے اجازت ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۵ ص ۱۶۱)

بہروپیہ کافر نہیں ہے

سوال: زید بوجہ خورد ونوش ایسے روپ بدلتا ہے جس سے اس کے ہندو ہونے کا یقین ہوتا ہے' مثلاً کبھی ہندو کمہار' کبھی ہندو فقیر' کبھی ہندو سیٹھ مہاجن بنتا ہے' ماتھے پر قشقہ لگاتا ہے' گلے میں مالا ڈالتا ہے یہ تو محض اس کے افعال ہوتے ہیں' بعض دفعہ وہ خود کو ہندو کہتا ہے' مثلاً ہندو بھیس بدل کر آتا ہے اور خواہش کرتا ہے کہ میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں' گویا خود کو ہندو بیان کر کے دھوکہ دیتا ہے اور انعام حاصل کرتا ہے' ایسی حالت میں اس کے مسلمان ہونے اور نکاح قائم رہنے کا کیا حکم ہے؟ اگر نکاح ساقط ہو سکتا ہے تو بغیر حلالہ کے نکاح ثانی ہو سکتا ہے یا نہیں؟

بکر بوجہ ملازمت سرکاری سی آئی ڈی روپ بدلتا ہے' کیا حکم ہے؟

سوال: بکر بوجہ ملازمت سرکاری سی آئی ڈی (خفیہ پولیس) کسی مفرور ملزم کی تلاش میں یا کسی معلومات واقعہ کے لیے اپنا فرض منصبی ادا کرنے کی غرض سے ایسا روپ بدلتا ہے کہ کوئی انجان آدمی اس کو دیکھ کر شبہ کے ساتھ مسلمان نہیں کہہ سکتا' بلکہ ہندو ہونے کا یقین کرتا ہے' اگرچہ وہ اپنی زبان سے ہندو ہونے کا اقرار نہ کرتا ہو تو ایسی حالت میں اس کے اسلام نور اور نکاح کا کیا حکم ہے؟

ہندوؤں کا بھیس بدل کر ہندوؤں سے جانور خریدنا

سوال: بعض قصائی وغیرہ بھی ہندوؤں کا بھیس بدل کر ہندوؤں سے جانور خریدتے ہیں اور پھر بلا توبہ ذبح کر کے بیچتے ہیں اور تجدید نکاح بھی نہیں کرتے' ان کے اسلام' نکاح اور ذبیحہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: مذکورہ تینوں سوالوں میں نہ کفر اتفاقی کا کوئی فعل پایا گیا نہ کوئی قول پایا گیا جو محتمل کفر کا تھا' اس میں استخفاف یقیناً منفی ہے' اگر تلعب ہے بعض میں تو یہ تلعب (مذاق وہنسی) بالدین نہیں' تلعب بالحاضرین ہے' ایسی حالت میں یہ کفر اتفاقی نہیں اسی قول کفر کے ساتھ قول اسلام بھی

مقترن ہے۔ پس وہ کفر بھی اختلافی ہے اس لیے کسی صورت میں نہ کفر کا فتویٰ دیا جا سکتا ہے نہ بیوی کے علیحدہ ہونے کا' نہ ذبیحہ کے حرام ہونے کا' البتہ معصیت کا صدور ہوا' اس لیے توبہ کا حکم جزم کے ساتھ اور کفر اختلافی ہونے کے سبب تجدید اسلام وتجدید نکاح کا حکم احتیاط کے لیے دیا جائے گا' اس سے زائد فتویٰ دینا حدود احتیاط سے تجاوز ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج۴ ص ۵۹۳)

اسلامی طریقہ کے خلاف عبادت کرنے والا کافر ہے

سوال: قانون فطرت کا متبع' خدا کی وحدانیت کا قائل اور اس کی ہستی کا مقر' برگزیدہ مرسلان ایزدی کا معترف محض اس بناء پر کہ وہ اپنا طریقہ عبادت' طریقہ عبادت اسلامیہ سے جدا رکھتا ہے' مشرک کافر' دوزخی اور گنہگار کہا جا سکتا ہے؟ جواب: جو شخص اپنا طریقہ عبادت' طریقہ عبادت اسلامیہ سے جدا رکھتا ہے' وہ رسالت کا معترف ہرگز نہیں ہوسکتا اگر وہ اس کا دعویٰ کرے تو محض نفاق اور جھوٹ ہوگا' لہٰذا ایسے شخص کو کافر دوزخی وغیرہ کہنا جائز ہے۔ (امداد المفتیین ص ۱۱۳)

جو مسلمان ڈاکہ زنی یا زنا کاری کی حالت میں مرجائے اس کے ایمان کا حکم

سوال: مسلمان ڈاکہ زن وقت ڈاکہ زنی کے مارا جائے تو کیا اس کا ایمان قائم رہے گا؟ اور اس کی نماز جنازہ جائز ہے؟ اسی طرح زانی بھی؟

جواب: ڈاکہ زنی سے بھی ایمان زائل نہیں ہوتا' اس لیے یہ شخص بھی مسلمان ہے' گو گنہگار ہے' اگر ڈاکو ڈاکہ زنی کی حالت میں قتل کیا جاوے تو اس پر نماز نہ پڑھی جائے اور اگر گرفتار ہو کر قتل کیا جائے تو اس پر نماز پڑھی جائے اور زانی کا حکم وہ ہے جو آگے شرابی کا حکم مذکور ہے۔ (امداد الاحکام ج۱ ص ۲۵) ''کہ یہ فعل معصیت کبیرہ ہے' کفر نہیں'' (م'ع)

شرابی کے ایمان اور اس کی نماز جنازہ کا حکم

سوال: مسلمان شراب خور' شراب کے نشہ کی حالت میں مرجائے تو اس کا ایمان قائم رہے گا اور کیا اس کی نماز جنازہ جائز ہے؟

جواب: شراب کے نشہ میں مرنے سے ایمان زائل نہیں ہوتا' ایمان کفر سے زائل ہوتا ہے اور یہ فعل کفر نہیں بلکہ معصیت کبیرہ ہے' پس یہ شخص مسلمان ہے اور اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے'

البتہ زجر و توبیخ کے لیے عالم مقتداء اور امام جامع مسجد اس کی نماز نہ پڑھے' عام مسلمان نماز پڑھ کر دفن کر دیں اور اگر بدون نماز کے دفن کیا گیا تو سب گنہگار ہوں گے۔ (امداد الاحکام ج ا ص ۲۵)

نماز چھوڑنے والا کافر ہے یا نہیں؟

سوال: جو شخص بے نمازی ہو بغیر عذر شرعی کے اس کا کیا حکم ہے؟ آیا اس کو کافر کہیں گے یا نہیں؟ اور اگر کافر ہے تو اس سے بھی مشرکین جیسا تعلقات میں حکم ہے' یعنی جو حکم مشرکین سے ہے؟

جواب: جان بوجھ کر نماز چھوڑنے والا بشرطیکہ وہ نماز سے مذاق نہ کرتا ہو' حنفیہ کے نزدیک کافر نہیں بلکہ فاسق ہے' جس کی سزا یہ ہے کہ اس کو اتنا مارا جائے کہ بدن سے خون بہنے لگے' پھر قید کر دیا جائے یہاں تک کہ مر جائے' مگر یہ ضرور ہے کہ ان سزاؤں کا اختیار عام لوگوں کو نہیں بلکہ امام کے سپرد یہ سب کام ہیں' البتہ نابالغ اولاد کو باپ اور غلام کو مالک بھی سزا دے سکتے ہیں' مگر قتل کا اختیار ان کو بھی نہیں' عام مسلمانوں کو بے نمازی کے ساتھ دوستانہ تعلقات نہ کرنے چاہئیں' اس کے یہاں کھانا وغیرہ بھی نہ کھائیں تاکہ ان کو تنبیہ حاصل ہو۔ (امداد الاحکام ج ا ص ۲۰)

اس شخص کا حکم جو فال کے ذریعے غیب کی باتیں بیان کرتا ہو

سوال: ایک شخص نے فال دیکھنا پیشہ کیا ہے' عوام الناس جو اس کے معتقد ہیں' کیا آئندہ ہو گی یا ہو گئی ہے بتاتا ہے' غرض کاہنی اور نجومیوں کا پیشہ ہندوؤں کے پنڈت کی طرح اختیار کیا ہے' عددوں کا حساب لگا کر بہت غیب کی باتوں کی خبر دیتا ہے' آیت: "وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ" کے بالکلیہ خلاف کرتا ہے اور سب سے بڑے شرک شرک فی العلم کے علاوہ اور بھی کرتا ہے' آیا از روئے شرع یہ شخص کافر ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: یہ شخص فاسق تو یقیناً ہے اور جب تک وہ صراحۃً علم غیب کا دعویٰ نہ کرے اس وقت تک کافر نہ کہنا چاہیے۔ (امداد الاحکام ج ا ص ۲۶)

گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر نہیں

سوال: اگر کوئی مسلمان گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو تو اسے کافر کہنا درست ہے یا نہیں؟ اور عدم جواز کی صورت میں کافر کہنے والے پر شرعاً کیا حکم صادر ہو گا؟

جواب: گناہ کبیرہ کے ارتکاب سے کفر لازم نہیں آتا' محض گناہ کبیرہ کے ارتکاب پر کسی کو کافر کہنا سخت گناہ ہے۔ (کفایت المفتی ج ا ص ۲۷)

ہولی کے دن ہندو استاد سے ملنا

سوال: زید ایک سکول میں پڑھتا ہے‘ ہولی کے روز زید ایک ہندو مدرس کے یہاں گیا‘ زید ہولی کی شرکت کی غرض سے نہیں ملا نہ اس خیال سے کہ ان کی شان کو بڑا سمجھ کر محض اپنی طرف سے اچھے گمان قائم کرانے تھے تاکہ امتحان میں اچھے نمبر میں‘‘ ساتھ ہی کفار کی ساری رسموں کو برا جانتا ہے اور نفرت کرتا ہے‘‘ تو زید کا یہ فعل شرعاً کیسا ہے؟ زید کا نکاح باقی رہا یا نہیں؟ زید کا یہ فعل کفر کی حد تک تو نہیں پہنچا؟

جواب: زید کو سچے دل سے توبہ واستغفار ضروری ہے‘ کفار کے مذہبی تہوار میں شرکت حرام ہے مگر چونکہ اس کے دل میں ہولی کی تعظیم نہیں تھی بلکہ نفرت تھی اس لیے زید اسلام سے خارج نہیں ہوا اور نکاح بھی نہیں ٹوٹا‘ تاہم اگر تجدید نکاح کرلے تاکہ قلب کو پوری طرح اطمینان حاصل ہو جائے تو اس میں مضائقہ نہیں بلکہ افضل ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۹ ص ۴۰۷)

غیر مسلم استاد کو سلام کہنا

سوال: اگر استاد ہندو ہو تو کیا اس کو السلام علیکم کہنا چاہیے یا نہیں؟

جواب: غیر مسلموں کو سلام نہیں کیا جا سکتا۔

سوال: مباح علوم میں غیر مسلم اساتذہ کی شاگردی کرنی پڑتی ہے وہ اس علم میں اور عمر میں بڑے ہوتے ہیں اور جیسا کہ رسم دنیا ہے‘ شاگرد ہی سلام میں پیش قدمی کرتا ہے تو ان کو کس طرح سلام کے قسم کی چیز سے مخاطب کرے؟ مثلاً: ہندوؤں کو ’’نمستے‘‘ یا عیسائیوں کو ’’گڈ مارننگ‘‘ کہے یا کچھ نہ کہے اور کام کی بات شروع کردے‘ راہ چلتے ملاقات ہونے پر بغیر سلام دعا کے پاس سے گزر جائے؟

جواب: غیر مسلم کو سلام میں پہل تو نہیں کرنی چاہیے البتہ اگر وہ پہل کرے تو صرف وعلیکم کہہ دینا چاہیے لیکن اگر کبھی ایسا موقع پیش آجائے تو سلام کے بجائے صرف اس کی عافیت اور خیریت دریافت کرتے ہوئے یوں کہہ دیا جائے ’’آپ کیسے ہیں؟‘‘ ’’آیئے آیئے مزاج تو اچھے ہیں‘‘ ’’خیریت تو ہے‘‘ وغیرہ۔ اس سے اس کی دل جوئی کرلی جائے۔ (آپ کے مسائل ج ۱ ص ۹۲‘ ۹۳)

کیا استاد کی توہین کفر ہے

سوال: اگر کسی نے امام یا والدین یا استاد کی توہین کی تو کیا اس پر تجدید نکاح کا حکم لگانا چاہیے یا نہیں؟ جواب: والدین یا استاد کی بلاوجہ شرعی توہین کرنا گناہ ہے مگر کفر نہیں نہ اس سے ایمان جاتا ہے نہ نکاح ٹوٹتا ہے‘ لہٰذا تجدید نکاح بھی واجب نہیں‘ البتہ اگر کوئی شخص حرام لعینہ کو جس

کی حرمت قطعی ہو حلال اعتقاد کرے تو یہ کفر ہے اس سے ایمان سلب ہو جاتا ہے اور نکاح بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۰ ص ۶۱)

استاد کو گالی دینے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے میں کہ کوئی شاگرد استاد کو گالیاں دے دے تو اس کا کیا حکم ہے؟ عاق ہو سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: کسی مسلمان کو گالیاں دینا حرام ہے۔ "سباب المسلم فسوق) الحدیث. (وفی صحیح البخاری باب ماینھی عن السباب واللعن ج:۲ص:۸۹۳ قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: سباب المسلم فسوق' وقتالہ کفر' وفیہ ایضاً ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول: لایرمی رجل رجلاً بالفسوق ولا یرمیہ بالکفر الا ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذلک) خاص طور پر استاد کو گالی دینا بڑا گناہ ہے حدیث میں علماء کی تعظیم کا ذکر ہے اور جو علماء کی توہین کرے گا فرمایا گیا ہے کہ ہم میں سے نہیں۔

واللہ سبحانہ اعلم (فتاویٰ عثمانی ج ۱ ص ۲۹۵)

والدین اور اساتذہ کیلئے تعظیماً کھڑے ہونے کی شرعی حیثیت

سوال: والدین یا اساتذہ کے لیے تعظیماً کھڑا ہونا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب: والدین' اساتذہ' اہل علم یا دوسرے قابل تعظیم افراد کے لیے کھڑا ہونا بغرض تعظیم جائز ہے بلکہ فقہاء نے اسے مستحب لکھا ہے' درمختار میں ہے: وفی الوھبانیۃ یجوز بل یندب القیام تعظیماً للقادم کما یجوز القیام ولو للقاری بین یدی العالم وقال الشامیؒ تحتہ ای ان کان ممن یستحق التعظیم قال فی القنیۃ قیام الجالس فی المسجد لمن دخل علیہ تعظیماً وقیام قاری القرآن لمن یجئی تعظیماً لایکرہ اذا کان ممن یستحق التعظیم. (شامی ج:۵'ص:۲۴۶ کتاب الحظر والاباحۃ قبیل فصل البیع). (الدرالمختار مع ردالمحتار ج:۶ ص:۳۸۴ (طبع سعید) وفی صحیح البخاری ج:۲ ص:۹۲۶ باب قول النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم "قوموا اِلٰی سیدکم" عن ابی سعید ان اھل قریظۃ نزلوا علٰی حکم سعد فارسل النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم الیہ' فجاد' فقال: قومو اِلٰی سیدکم ......الخ' وفی حاشیۃ

البخاری وفی استحباب القیام عند دخول الافضل وھو غیر القیام المنھی' لان ذلک بمعنی الوقوف وھذا بمعنی النھوض ......الخ)
واللہ سبحانہ اعلم (فتاویٰ عثمانی ج ۱ص ۲۹۵)

کافر سے دوستانہ تعلقات رکھنا

سوال: کسی ہندو کا مسلمان سے دوستانہ تعلق ہے' شادی کے وقت ایک دوسرے کو روپیہ کھانے پکانے کو دیتے ہیں اور ایک دوسرے کی دعوت کرتے ہیں' ایسا روپیہ لینا دینا اور کھانا پینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: کفار سے دوستانہ تعلق اور دلی محبت حرام ہے' البتہ دنیوی معاملات میں لین دین وغیرہ بضرورت درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۶ص ۳۰۰)

غیر مسلم کے ساتھ کھانا جائز ہے' مرتد کے ساتھ نہیں

سوال: کسی مسلمان کا غیر مذہب کے ساتھ کھانا پینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: غیر مسلم کے ساتھ کھانا پینا جائز ہے مگر مرتد کے ساتھ جائز نہیں۔ (آپ کے مسائل ج ۱ص ۹۶)

کیا غیر مسلم کے ساتھ کھانا کھانے سے ایمان تو کمزور نہیں ہوتا

سوال: میرا مسئلہ کچھ یوں ہے کہ میں ایک بہت بڑے پروجیکٹ پر کام کرتا ہوں جہاں پر اکثریت مسلمانوں کی ہی تعداد میں کام کرتی ہے مگر اس پروجیکٹ میں ورکروں کی دوسری بڑی تعداد مختلف قسم کے عیسائیوں کی ہے' وہ تقریباً ہر ہوٹل سے بلا روک ٹوک کھاتے ہیں اور ہر قسم کا برتن استعمال میں لاتے ہیں' برائے مہربانی شرعی مسئلہ بتایئے کہ ان کے ساتھ کھانے پینے میں کہیں ہمارا ایمان تو کمزور نہیں ہوتا؟

جواب: اسلام چھوت چھات کا قائل نہیں' غیر مسلموں سے دوستی رکھنا' ان کی شکل' وضع اختیار کرنا اور ان کے اطوار و عادات کو اپنانا حرام ہے' لیکن اگر ان کے ہاتھ نجس نہ ہوں تو ان کے ساتھ کھالینا بھی جائز ہے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر کافروں نے بھی کھانا کھایا ہے' ہاں! طبعی گھن ہونا اور بات ہے۔ (آپ کے مسائل ج ۱ص ۹۶'۹۷)

پگڑی کی اہانت کرنے کا حکم

سوال: ایک صاحب ایک مولوی صاحب کے بارے میں کہتے ہیں کہ سر پر پگڑی باندھنے سے بڑے سور کی طرح لگتے ہیں' خدمت اقدس میں گزارش ہے کہ از روئے بندہ نوازی اس جملہ کا شرع شریف میں کیا حکم ہے؟

جواب: اگر سور کے ساتھ تشبیہ دینے سے مقصود عمامہ مسنونہ کا استخفاف ہے تو یہ موجب کفر ہے اور اگر ان مولوی صاحب کی تذلیل مولوی اور علم دین ہونے کی وجہ سے ہے تو یہ بھی کفر کی بات ہے اگر نہ سنت کی تذلیل مقصود ہے بلکہ ذاتی عداوت اور دشمنی کی وجہ سے ایسا کیا ہے تو یہ موجب کفر نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج۹ ص۳۰۸)

کافروں کے شعار کو اختیار کرنا

سوال: زید مسلمان اور عمر ہندو نے باہمی مشترکہ دکان کھولی اس دکان کے شروع کرنے کی تاریخ ہندو پنڈت سے پوچھ کر معین کی چنانچہ معینہ تاریخ پر اہل ہنود کے رواج کے مطابق دکان کھولی گئی یعنی پنڈتوں و برہمنوں کو دعوت دی گئی اور حساب کی بہی پر بجائے بسم اللہ کے لفظ اوم لکھا گیا اور ہنومان وغیرہ کی ان پر تصویریں بنائی گئیں اور زید مسلمان کی پیشانی پر ہندوؤں کی رسم مخصوص کے مطابق سرخ رنگ کے ٹیکے اور چاول وغیرہ بھی جیسے ہندو لگاتے ہیں ماتھے پر لگائے گئے اور تھالیوں پر گھی کے چراغ رکھ کر مطابق رسم کے جلائے گئے یہ سب کچھ علماء کے منع کرنے کے بعد کیا گیا شخص مذکور زید نیز حاضرین کے متعلق شریعت کا کیا حکم عائد ہوتا ہے اور دیگر مسلمانوں کو زید کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہیے؟

جواب: غیر مسلم قوم کے شعار قومی کو اختیار کرنا گناہ کبیرہ ہے اور شعار مذہبی کو اختیار کرنا بلاضرورت معتبرہ کفر ہے لہٰذا احتیاطاً زید کو تجدید ایمان و نکاح کر لینا چاہیے اور آئندہ کے لیے بھی ایسے افعال سے پختہ توبہ کرنا ضروری ہے اور جتنے مسلمان اس مجلس میں شریک ہوئے ہیں سب کو توبہ کرنا ضروری ہے اگر زید توبہ نہ کرے "باوجود فہمائش کے" تو اس سے قطع تعلق کر دینا چاہیے تاکہ تنگ آ کر توبہ کرے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج۵ ص۳۰۱)

گاؤکشی واجب نہیں

سوال: کیا گاؤکشی ایسا امر ہے کہ جس کے نہ کرنے سے کوئی شخص دین اسلام سے خارج ہو جاتا ہے یا اگر کوئی شخص معتقد اباحت ہو مگر اس نے ذبح نہ کی ہو یا گوشت نہ کھایا ہو تو اس کے اسلام میں کچھ فرق نہ آئے گا اور وہ کامل مسلمان رہے گا جہاں بلاوجہ اس فعل کے ارتکاب سے لوگوں میں فتنہ ہو اور صورت ضرر اہل اسلام کی ہو تو وہاں اس فعل سے باز رہے تو جائز ہے یا کہ ایسی حالت میں بقصد اثارہ فتنہ وفساد ارتکاب اس فعل کا واجب ہوگا؟

جواب: گاؤکشی واجب نہیں تارک اس کا گنہگار نہ ہوگا اور جو شخص جائز ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو مگر نہ کھاتا نہ ذبح کرتا ہو اس کے اسلام میں فرق نہ آئے گا ہاں جو گاؤ کو معظم سمجھ کر نہ ذبح کرتا ہو اس کے اسلام میں فتور آئے گا اور اثارہ فتنہ کے قصد سے گاؤکشی نہیں چاہیے بلکہ ایسے مقام پر جہاں فتنہ کا ظن غالب ہو باوجود سلامت اعتقاد کے احتراز اولیٰ ہے۔ (فتاویٰ عبدالحئی ج۱ ص۶۳)

ماتا کا تھان بنانا کفر ہے

سوال: اگر کوئی شخص مسلمان ماتا کا تھان نیچے خنزیر کو دبا کر بنادے تو اس کا اسلام باقی رہتا ہے یا نہیں؟

جواب: ماتا کا تھان بنانا ہی کفر ہے' خنزیر کا دبانا دوسرا کفر ہے کیونکہ غرض اس کی اس تھان کا پوجنا اور لوگوں کو پوجانا ہے۔ (فتاویٰ قادریہ ص ۱۰۹)

عالم کی توہین کرنا کفر ہے یا نہیں؟

سوال: ایک عورت نے اپنے خاوند عالم وفاضل کو کافر' بددین اور بے ایمان کہا' اس صورت میں وہ عورت حالت ایمان پر رہی یا نہیں اور خاوند مالک طلاق رہا یا نہیں اور اس عورت کا حکم مرتدہ کا ہوا یا نہیں اور بعد توبہ ونکاح کی تجدید چاہیے یا نہیں؟

جواب: عالم کی اہانت اگر بمقابلہ حکم شرع کے ہو تو اس سے آدمی کافر ہو جاتا ہے اور جو دنیاوی قصہ کی وجہ سے ہو تو کافر نہ ہوگا' صورت مذکورہ میں اگر کسی دین کی بات میں عورت نے خاوند کی اہانت کر دی تو کافر ہوگئی' بعد توبہ تجدید نکاح ضروری ہے اور اگر کسی دنیاوی معاملہ میں یہ امر ہو تو کافر نہ ہوگی اور نکاح باقی رہے گا لیکن گنہگار ہوگی کہ خاوند عالم کی اہانت کی اور جب نکاح باقی ہے خاوند طلاق کا مالک بھی ہوگا ورنہ نہ ہوگا۔ بغیر طلاق کے فسخ ہو جائے گا۔ وَيَخَافُ عَلَيْهِ الْكُفْرَ اِذَاشَتَمَ عَالِمًا اَوْفَقِيهًا مِنْ غَيْرِ سَبَبٍ (امداد الفتاویٰ ج۵ ص ۳۹۳)

استہزاء مجلس علم کی نقل اتارنا کفر ہے

سوال: زید نے اپنے لڑکے کی شادی میں ڈانس وغیرہ کرایا اور ایک غنڈہ کو بلا کر اس کی نقلی ڈاڑھی لگائی اور ڈاڑھی کو بار بار نوچا گیا' پھر اسے اونچی جگہ پر بٹھا کر اس سے مسائل پوچھے گئے اور مذاق اڑایا گیا' ایسا کرنے والے اور دیکھنے والے مسلمان رہے یا نہیں؟

جواب: مذکورہ فعل کرنے والے اور ایسے پسندیدگی کی نظروں سے دیکھنے والے سخت ترین مجرم ہیں' انہیں چاہیے کہ مجمع عام کے سامنے کلمہ پڑھیں توبہ کریں اور تجدید نکاح کریں۔ (خیر الفتاویٰ ج۱ ص ۸۸) ''چونکہ استہزاء کے سبب ایمان نکل گیا'' (م'ع)

جزاوسزا کا انکار کفر ہے

سوال: بکر نے زید سے کہا اگر تم دنیا میں اپنے بھائی کے ساتھ حسن سلوک کرو گے تو خدا تم کو آخرت میں اس کا بہترین اجر وثواب عطا کرے گا' زید نے کہا یہ سب کہنے کی باتیں ہیں' وہاں کچھ

نہیں ہوگا جو کچھ کرنا ہے دنیا ہی میں کرلیا جائے۔

ایک دوسرے موقع پر زید سے ایک شخص نے کہا کہ ''اللہ کے بندوں کے ساتھ مروت برتنی چاہیے'' زید نے تیز وتند لہجہ میں جواب دیا ''جب اللہ مجھ پر رحم نہیں کرتا تو میں کسی پر کیوں رحم کروں'' ان دونوں جملوں کی وجہ سے اس کا ایمان سلامت رہا یا نہیں؟ جواب: زید کے دونوں جملے کفریہ ہیں' اس پر تجدید ایمان وغیرہ لازم ہے۔ (فتاویٰ احیاء العلوم ج اص ۱۱۷)

کفار کے میلہ میں چندہ دینا

سوال: کفار کے میلوں میں چندہ دینے والے لوگ یہ کہتے ہیں کہ جیسا زمانہ ہو ویسا چلنا چاہیے تو ایسے لوگ اسلام سے خارج ہو جاتے ہیں یا نہیں؟ جواب: یہ لوگ اسلام سے واقف نہیں' اس لیے ایسا کہتے ہیں ان کو مسئلہ سمجھا دیا جاوے کہ اسلام نے ہر ہر مسئلہ ضروریہ کو تفصیل سے بیان کر دیا ہے اور اس کی اجازت نہیں دی کہ جیسا زمانہ ہو ویسا چلنا چاہیے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۹ ص ۳۹۷)

جو شخص مسجد کی توہین کرے اور امام کو گالیاں دے

سوال: اگر کوئی اپنے ثروت کے گھمنڈ میں یہ کہے کہ میں مسجد پر پیشاب کرتا ہوں اور امام کو گالیاں دیتا ہے' ایسے شخص کے لیے کیا حکم ہے؟ اور جو لوگ اس کے مددگار ہیں اور مسجد کے لوٹوں کو خراب کریں اور ان سے طہارت کریں اس کے لیے کیا حکم ہے؟ اور وہ لوٹے پاک رہ سکتے ہیں؟

جواب: ایسے شخص کے لیے شریعت میں کفر کا خوف ہے' توبہ کرے اور تجدید نکاح کرے اور جو لوگ اس فاسق کے مددگار ہیں وہ بھی فاسق ہیں اور آئندہ ایسی حرکات سے باز آویں اور مسجد کے لوٹوں کو خراب نہ کریں اور ان لوٹوں کو ناپاک نہ سمجھیں کیونکہ جب تک نجاست کا لگنا یقینی طور سے معلوم نہ ہو اس وقت تک ناپاکی کا حکم نہیں لگا سکتے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۱۲ اص ۳۴۵)

مردار کے حرام ہونے پر اشکال وجواب

سوال: جبکہ مردہ کی تعریف صرف یہ ہے کہ جس جسم سے روح کا تعلق نہ ہو وہ مردہ ہے تو جس جانور کو ذبح کر کے گوشت کھایا جاتا ہے وہ بھی مردہ ہوتا ہے وہ کیوں حلال ہے؟ اس سے بہتر اگر کوئی مردہ کی تعریف ہو تو کوئی مسلمان صاحب بتلادیں یہ ایک ہندو صاحب کا اعتراض ہے؟

جواب: مردہ کے ایک معنی ہیں بے جان' مگر مطلق بے جان کو مذہب اسلام میں حرام نہیں کیا گیا بلکہ اس بے جان کو کیا ہے جو بدون ذبح کے بے جان ہو گیا ہو اور ایک معنی مردہ کے یہ ہیں کہ بغیر ذبح کے مر گیا ہو تو اس کو اسلام میں کب حلال کہا ہے؟ خلاصہ یہ کہ جس مردہ کو حرام کہا ہے اس کے اور معنی ہیں

اور جس کو حلال کہا ہے اس کے اور معنی ہیں، پس اب کوئی شبہ نہیں رہا۔ (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۴۲۲)

گھر اور گھوڑے کی نحوست لغو ہے

سوال: گھوڑے اور مکان میں نحوست ہوتی ہے یعنی وہ مکان خراب ہے جو تکونا ہو تو کیا ایسے مکان کی نسبت منحوس ہونے کے خیال سے اس کو چھوڑ دینا چاہیے؟ جواب: (نحوست کا) یہ اعتقاد باطل ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۶ ص ۲۱) "اس وجہ سے چھوڑنے کی ضرورت نہیں" (م ع)

روزہ چھوڑنے والا کافر نہیں

سوال: ایک شخص روزہ نہیں رکھتا مگر خود کو بدبخت اور گنہگار سمجھتا ہے، یہاں بعض علماء اسے کافر کہتے ہیں، آنجناب بادلائل اس پر روشنی ڈالیں کیونکہ اس میں اختلاف ہو گیا ہے؟

جواب: ایسا شخص جو روزہ چھوڑنے کو گناہ سمجھتا ہے وہ باتفاق جمیع اہل سنت مسلمان ہے، گناہ کبیرہ کی وجہ سے ایمان سے خارج ہو جانے کا مذہب معتزلہ اور خوارج کا ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۷)

کیا غیر مسلم کو روزہ رکھنا جائز ہے؟

سوال: میں ابوظہبی میں جس کیمپ میں رہ رہا ہوں، ہمارے ساتھ ہندو بھی رہتے ہیں، ایک ہندو ہمارا دوست ہے، پچھلے ماہ رمضان میں اس نے بھی ہمارے ساتھ ایک روزہ رکھا اور ہمارے ساتھ ہی بیٹھ کر افطار کیا، وہ اسلام کی باتوں میں دلچسپی لیتا ہے اس نے اپنے خاندان والوں کے ڈر سے اسلام قبول نہیں کیا، کیا اس کا اس طرح روزہ رکھنا اور افطاری کرنا ہمارے ساتھ جائز ہے؟

جواب: روزہ کے صحیح ہونے کے لیے اسلام شرط ہے، غیر مسلم کا روزہ اس کے مسلمان نہ ہونے کی بناء پر قبول تو نہیں ہوگا لیکن اگر اس طرح اس کا امکان ہے کہ وہ مسلمان ہو جائے گا تو پھر آپ کے ساتھ بیٹھ کر افطاری کرنے کی اجازت ہے، اس کو اسلام کی ترغیب دیجئے۔ (آپ کے مسائل ج ۳ ص ۴۲۳)

رمضان میں اعلانیہ کھانے والے کا حکم

سوال: شامیہ کتاب الصوم میں ہے کہ رمضان میں اعلانیہ کھانے والا کافر ہے، پس ایک شخص رمضان میں کھلم کھلا کھاتا ہے مگر ساتھ ہی خود کو قصوروار اور گنہگار بھی کہتا ہے، آنحضور کا اس کے متعلق کیا خیال ہے؟ جواب: شامیہ کی مذکورہ عبارت واقعی موجب کفر ہے مگر اس کی علت دین کے ساتھ مذاق کرنا ہے اور ظاہر ہے کہ جو شخص اپنے کو گنہگار سمجھتا ہے اور اس کا اقرار بھی کرتا ہے وہ دین کے ساتھ مذاق کرنے والا نہیں بلکہ سستی کی وجہ سے چھوڑنے والا ہے، لہٰذا ایسے شخص پر کفر کا فتویٰ لگانا خلاف احتیاط ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۷)

حالت جنابت میں نماز پڑھ لی تو خارج از اسلام نہیں ہوگا

سوال: زید چند مبلغین کے ساتھ کسی گاؤں میں بغرض تبلیغ گیا' رات اسی بستی میں قیام رہا' اتفاقاً زید کو احتلام ہو گیا' وہاں سے قبل طلوع صبح کے قیام گاہ کی طرف سب لوگ روانہ ہوئے' راستہ میں ایک مسجد ملی جس میں نہ کوئی غسل خانہ نہ غسل کرنے کا کوئی اور انتظام' صرف سقاوہ میں وضو کرنے کے لیے پانی موجود تھا' سب لوگوں نے نماز فجر ادا کی' زید نے بھی بحالت جنابت ان لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی اور شرم کی وجہ سے اپنے جنبی ہونے کو ظاہر نہ کیا اور اگر نماز نہ پڑھتا تو سب لوگ اس کے جنبی ہونے کو جان لیتے اور زید کو معلوم تھا کہ یہ نماز نہ ہوگی بلکہ پڑھنے کے وقت قصد کر لیا تھا کہ مکان پر پہنچ کر غسل کر کے نماز ادا کروں گا تو اس صورت میں زید کو تجدید ایمان و تجدید نکاح کرنے کی ضرورت ہے یا نہیں؟ جواب: صورت مسئولہ میں زید بدستور مسلمان اور اس کا نکاح بدستور قائم ہے' اس کو اپنے فعل پر توبہ کرنی چاہیے' اس پر لازم ہے کہ کبھی ایسی حرکت کا ارتکاب نہ کرے اور احتیاط اس میں کفر کا حکم نہ لگانا ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۱۲ص ۳۱۵)

ہندوؤں کے ذریعہ چڑھاوا چڑھانا معصیت اور فسق ہے

سوال: ایک مسلمان لڑکا بیمار ہوا اس کے والدین نے منت مانی کہ ہمارا لڑکا اچھا ہو جاوے گا تو ایک بکرا چڑھاویں گے' بعد شفاء کے ایک بکرا منت کا کسی ہندو کے ذریعے سے بت پر لے جا کر کاٹا گیا اور گاؤں کے ہندو لوگوں میں تقسیم ہوا' لڑکے کے والدین کا اسلام و نکاح باقی رہا یا نہیں؟

جواب: وہ دونوں عاصی و فاسق ہوئے' توبہ و استغفار کریں اور تجدید نکاح کر لینا اچھا ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۱۲ص ۳۸۰)

نئے مکان کی بنیاد میں جانور کا خون ڈالنا ہندوانہ رسم ہے

سوال: ایک آدمی نیا مکان تعمیر کراتا ہے تو بنیاد رکھتے وقت بکرا ذبح کر کے اس کا خون بنیاد میں ڈالتا ہے اس کی کیا حیثیت ہے؟

جواب: ایسا کرنا اور ایسے مکان کی حفاظت میں مؤثر سمجھنا گناہ اور بداعتقادی ہے ایسا فعل ہندوانہ نظریہ ہے۔ (خیر الفتاویٰ ج ۱ص ۸۶) "اور مؤثر بالذات سمجھے تو شرک ہے" (م'ع)

چند بے اصل بدفالیاں اور عقائد

سوال: بہت سے مسلمان لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے خاندان میں مکان میں دروازہ نہیں لگایا جاتا ہے' دروازہ لگانے سے جان و مال کو خطرہ ہو جاتا ہے' بعض کہتے ہیں کہ چوکی نہیں بنتی ہے' کوئی

کہتا ہے کہ اچار نہیں رکھا جاتا ہے' اگر رکھا جاتا ہے تو ہم کو نقصان ہو جاتا ہے' اس کے علاوہ لوگ یہ بھی رواج رکھتے ہیں کہ بعد مغرب کسی کو چونا مانگنے پر بھی نہیں دیتے' شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ جملہ امور شرعاً بے اصل اور لغو ہیں' ایسا عقیدہ درست نہیں اس کو ترک کرنا لازم ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۰ ص ۲۶)

"اس قسم کی بہت سی بے اصل باتوں کی معلومات کے لیے دیکھئے اغلاط العوام مبوب" (م ع)

بت خانہ کی قسم کھانا

سوال: ایک شخص نے بت خانہ پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ میں جو کچھ کہتا ہوں بالکل ٹھیک ہے' اس بت خانہ کی قسم' عمر نے جو ایک مسلمان ہوتے ہوئے ایسی قسم لی ہے' کیا اس کے ایمان و اسلام میں کچھ نقصان نہیں ہوا؟ جواب: ضرورت پیش آنے پر جو قسم کھائی جائے تو اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات کی قسم کھائی جائے' کسی غیر اللہ کی قسم کھانا اور وہ بھی بت خانہ کی ہرگز جائز نہیں' سخت گناہ ہے' مذکورہ صورت میں زیادہ خطرہ ہے' اس لیے تجدید ایمان و نکاح کرا دیا جائے' ندامت کے ساتھ توبہ و استغفار کر کے آئندہ پوری احتیاط و اجتناب کا وعدہ کرنا چاہیے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۴ ص ۸۷)

مسلمانوں نے مندر میں مالی امداد کی اس سے ان کے ایمان میں نقص آیا یا نہیں؟

سوال: سال گزشتہ ہمارے یہاں ایک مندر بنایا گیا ہے اس کا سنگ بنیاد ہماری مسجد کے متولی صاحب نے رکھا تھا اور دوسرے متولی نے اس کا افتتاح کیا' ان دونوں متولیوں نے خود اس مندر کے بنانے میں مالی مدد کی اور دیگر مسلمانوں کو بھی مدد کرنے کی اپیل کی اور کہا کہ ان کی مدد کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے' ان دونوں کے اپیل کرنے پر مسلمانوں نے دل کھول کر تعاون کیا' اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس فعل سے ان دونوں متولی صاحبان کا ایمان باقی رہا یا نہیں؟ اور ایمان باقی نہ رہنے کی صورت میں تجدید ایمان و تجدید نکاح ضروری ہے یا نہیں؟ مسلمانوں کا مندر میں مالی امداد کرنا جائز ہے یا نہیں؟ جن مسلمانوں نے مالی تعاون کیا ان کے ایمان میں نقص آیا یا نہیں؟

جواب: مندر بنانے میں مسلمانوں کا حصہ لینا درست نہیں' ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مروۃً یہ کام کرنا پڑا ہے' لہٰذا تجدید ایمان وغیرہ کا فتویٰ نہیں دیا جائے گا۔ البتہ ایمان کی کمزوری کی علامت ہے' اللہ تعالیٰ کی جناب میں توبہ کرنی چاہیے' ہر قوم کو چاہیے کہ اپنے خاص مذہبی کاموں میں دوسری قوموں کا تعاون قبول نہ کریں' خصوصاً جبکہ ان کے مذہب میں دین و ثواب کا کام نہ ہو۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۱۴۳)

کنواں کھودنے کے لیے غیر مسلم سے مشورہ کرنا

سوال: ہمارے علاقہ سوراشٹر میں جاہل مسلمان کنواں کھودنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اس بات کی تحقیق کے لیے کہ پانی کہاں زیادہ ہوگا' ایک کافر کے پاس جاتے ہیں پھر وہ یہ سوال کرتا ہے کہ تم کس کام کے لیے آئے ہو؟ مسلمان جواب دیتا ہے کہ کنواں کھودنا ہے' پانی کہاں زیادہ ہوگا؟ اس کے بعد وہ کافر اس زمین کا پورا پتہ اس کا جائے وقوع اور علامات اور کنویں کی جگہ بتاتا ہے' مسلمان اس پر عمل کرتے ہوئے کنواں کھودتا ہے' کیا ان باتوں کو سچ مان کر اس پر عمل کر سکتے ہیں؟

جواب: اس قسم کی باتیں غیر مسلموں سے پوچھنا اور اس پر یقین کرنا اور اس کے مطابق عمل کر کے خوش ہونا کافرانہ عمل اور مشرکانہ عقیدہ ہے' اس سے توبہ کرنی چاہیے ورنہ سوئے خاتمہ کا اندیشہ ہے اور ان کو کمال و کرامت نہ سمجھنا چاہیے کیونکہ دجال سے تو اس سے بھی زیادہ عجیب باتیں ظاہر ہوں گی۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۱۴)

شہید بابا پر دونے چڑھانا مشرکانہ حرکت ہے

سوال: مسجد میں یا مکان کے کسی طاق میں یہ کہہ کر کہ یہاں شہید بابا ہیں' اس پر ہندو مسلمان دونے چڑھاتے ہیں' از روئے شرع کیا حکم ہے؟

جواب: مشرکانہ حرکت ہے' توبہ لازم ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱ ص ۲۳۲)

شرک اور بدعت کی سزا

سوال: جان بوجھ کر شرک و بدعت کرنے والوں کے لیے شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب: شرک سب سے بڑا گناہ ہے' اس کی عدم مغفرت کی وعید قرآن کریم میں ہے' اگر اسلامی حکومت ہو' کوئی مسلمان شرک یا کفر کرے جس کی وجہ سے مرتد ہو جائے اور توبہ نہ کرے بلکہ اپنے ارتداد پر باوجود فہمائش کے جمارہے تو حکومت اسلامی اس کو قتل کرا دے گی اور بدعت اگر شرک و کفر تک نہ پہنچی ہو تو اس کے مرتکب کو تعزیر کرے گی اب جب کہ اسلامی حکومت نہ ہونے کی وجہ سے ان احکام کا نفاذ دشوار ہے تو مشرک سے تعلق بالکل قطع کر دیا جائے' رشتہ داری' سلام و کلام' میل جول' سب کچھ اس سے ترک کر دیا جائے۔ اور بدعتی سے بھی قطع تعلق کر لیا جائے تا کہ تنگ آ کر توبہ کرے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱ ص ۲۸۴)

ایک مخصوص مشرکانہ رسم

سوال: ایسی حرکت بعض رسم کے اندر کی جاتی ہے کہ سات ماہ کی حاملہ عورت کو سہرہ سرخ

کپڑوں سے آراستہ کرکے اس کے سامنے کونڈے میں چاول ابال کر رکھتے ہیں اور عورت کو کعبہ کی طرف منہ کرکے چوکی پر بٹھا کر گود میں پھل وغیرہ رکھ دیتے ہیں' احباب دوستوں کی دعوت کرتے ہیں' اس کا کیا حکم ہے؟ جواب: یہ رسم اسلامی طریقہ نہیں' اس میں بعض چیزیں مشرکانہ ہیں' مثلاً اس وقت خاص طور پر "ضرورت ہو یا نہ ہو' چراغ روشن کرنا' جیسا کہ مشرکوں کا طریقہ ہے' وہ اپنے گھر میں معتقدانہ چراغ روشن کرتے ہیں اور اس کی تعظیم بجالاتے ہیں' ایسی رسم سے توبہ واستغفار لازم ہے' اس کو بالکل ترک کر دیا جائے۔ (فتاوی محمودیہ ج ۱۲ ص ۱۹۹)

"لِیْ خَمْسَةٌ اُطْفِیْ بِهَا" شرک ہے

سوال: "لِیْ خَمْسَةٌ اُطْفِیْ بِهَا حَرَّ الْوَبَاءِ الْحَاطِمَةِ اَلْمُصْطَفٰی وَالْمُرْتَضٰی وَابْنَاهُمَا وَالْفَاطِمَةُ" یہ تعویذ لگانا جائز ہے یا نہیں؟ جواب: ناجائز اور شرک ہے۔ (احسن الفتاوی ج ۱ ص ۴۸)

نام رکھنے میں شرک کرنا

سوال: اس آیت کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو حضرت آدم وحوا علیہما السلام کے بارے میں وارد ہے۔ وَجَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ تمام مفسرین کے کلام سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ان دونوں نے اللہ تعالیٰ کا شریک بنا دیا کہ انہوں نے اپنے بیٹے کا نام عبدالحارث رکھا اور حارث شیطان کا نام ہے' اس کا کیا جواب ہے؟

جواب: شرک جو آیت کریمہ میں آیا ہے وہ شرک نہیں بلکہ گناہ کبیرہ ہے اور گناہ کبیرہ بلکہ صغیرہ وترک اولیٰ پر بھی شرک کا اطلاق آیا ہے۔ چنانچہ شرک دون شرک حدیث میں آیا ہے۔ پس یہ شرک جو ان سے سرزد ہوا یہ شرک فی التسمیہ ہے یعنی بوجہ عدم علم کے کہ حارث شیطان کا نام ہے' انہوں نے عبدالحارث نام رکھ دیا' پس یہ بصورت شرک ہے نہ واقعی اور حقیقی ترک اولیٰ اور مکروہ تنزیہی کا صدور انبیاء سے بعد نبوت بھی اتفاقاً جائز رکھا گیا۔ (فتاوی رشیدیہ ص ۵۰)

آسیہ نام رکھنا

سوال: میرا نام "آسیہ خاتون" ہے اور میں بہت سے لوگوں سے سن سن کر تنگ آ چکی ہوں کہ اس نام کے معنی غلط ہیں اور یہ نام بھی نہیں رکھنا چاہیے؟

جواب: لوگ غلط کہتے ہیں "آسیہ" نام صحیح ہے' عین اور صاد کے ساتھ "عاصیہ" نام غلط ہے اور ان دونوں کے معنی میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ (آپ کے مسائل ج ۷ ص ۲۱)

اپنے نام کے ساتھ شوہر کا نام رکھنا

سوال: اگر کوئی عورت اپنے نام کے ساتھ خاوند کا نام لگائے تو یہ کیسا ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں، انگریزی طرز ہے۔ (آپ کے مسائل ج ۷ ص ۲۴)

بچوں کے نام کیا تاریخ پیدائش کے حساب سے رکھے جائیں؟

سوال: کیا بچوں کے نام تاریخ پیدائش کے حساب سے رکھنے چاہئیں؟ عدد وغیرہ ملا کر بہتر اور اچھے معنی والے نام رکھ لینے چاہئیں؟ اسلام کی رو سے جواب بتایئے؟

جواب: عدد ملا کر نام رکھنا فضول چیز ہے، معنی و مفہوم کے لحاظ سے نام اچھا رکھنا چاہیے، البتہ تاریخی نام رکھنا جس کے ذریعے سن پیدائش محفوظ ہو جائے، صحیح ہے۔ (آپ کے مسائل ج ۷ ص ۲۴)

مسلمان کا نام غیر مسلموں جیسا ہونا

سوال: انڈیا کے مشہور فلم سٹار "دلیپ کمار" مسلمان ہیں لیکن ان کا نام جو زیادہ مشہور ہے وہ ہندو نام ہے، کیا یہ اسلام کی روشنی میں جائز ہے؟ جواب: جائز نہیں۔ (آپ کے مسائل ج ۷ ص ۲۶)

"پرویز" نام رکھنا صحیح نہیں

سوال: میں کافی عرصے سے سن رہا ہوں کہ "پرویز" نام رکھنا اچھا نہیں ہے، جب بزرگوں سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو صرف اتنی وضاحت کی گئی کہ یہ نام اچھا نہیں، میرے کافی دوستوں کا یہ نام ہے۔ صفحہ "کتاب و سنت کی روشنی" میں "اخبار جہاں" میں جناب حافظ بشیر احمد غازی آبادی نے بھی اس کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ یہ نام ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن کا تھا، بات کچھ واضح نہیں ہوئی؟

جواب: "پرویز" شاہ ایران کا نام تھا جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ مبارک چاک کر دیا تھا (نعوذ باللہ) یا ہمارے زمانے میں مشہور منکر حدیث کا نام تھا، اب خود سوچ لیجئے ایسے کافر کے نام پر نام رکھنا کیسا ہے؟ (آپ کے مسائل ج ۷ ص ۲۶)

"فیروز" نام رکھنا شرعاً کیسا ہے؟

سوال: "فیروز" نام رکھنا کیسا ہے؟ جبکہ ایک صحابی کا نام بھی فیروز تھا اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل کا نام بھی فیروز تھا؟

جواب: "فیروز" نام کا کوئی مضائقہ نہیں باقی اگر کوئی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل

کی نیت سے یہ نام رکھتا ہے تو جیسی نیت ویسی مراد......! (آپ کے مسائل ج ۷ ص ۲۶)

اچھے‘ برے ناموں کے اثرات

سوال: شریعت کی روشنی میں یہ بتائیں کہ کسی کے نام کا اس کی شخصیت پر اثر ہوتا ہے؟ مثال کے طور پر ”زید“ کے حالات خراب ہیں‘ اب وہ اپنا نام بدل لیتا ہے تو کیا اس کے نام بدلنے سے اس کی شخصیت پر اثر پڑے گا؟

جواب: اچھے نام کے اچھے اثرات اور برے نام کے برے اثرات تو بلاشبہ ہوتے ہیں‘ اسی بناء پر اچھا نام رکھنے کا حکم ہے لیکن ”زید“ تو برا نام نہیں کہ اس کی وجہ سے زید کے حالات خراب ہوں اور نام بدل دینے سے اس کے حالات درست ہو جائیں‘ اس لیے آپ کی مثال درست نہیں۔ (آپ کے مسائل ج ۷ ص ۴۸)

اپنے نام کیساتھ غیر مسلم کے نام کو بطور تخلص رکھنا

سوال: اگر کوئی آدمی اپنے نام کے ساتھ تخلص کے لیے کسی ہندو کے نام پر نام رکھ لے تو کیا یہ درست ہے اسلام کی روشنی میں؟ جواب: جو نام ہندوؤں کے ساتھ مخصوص ہیں ان کو کسی مسلمان کے نام کا جز بنانا صحیح نہیں۔ (آپ کے مسائل ج ۷ ص ۴۲)

تعویذ میں موہم شرک الفاظ لکھنا

سوال: ایک بزرگ نقشبندی کا معمول لکھا ہے کہ تعویذ میں یہ عبارت بھی شامل کرتے تھے ”یا حضرت مجددی رضی اللہ تعالیٰ عنک صاحب ایں حرز را در ضمن تو سپردیم“ ایسی عبارت تعویذ میں لکھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: یہ عبارت جو کسی بزرگ سے منقول ہے اس کا لکھنا تعویذ میں درست نہیں کہ ظاہر اس کا موہم شرک ہے کیونکہ متبادر اس کلام سے یہ ہوتا ہے کہ حضرت مجدد قدس سرہ حاضر اور سنتے ہیں اور سب مخلوق کے وہ حافظ و ضامن ہیں اور یہ شان وصفت حق تعالیٰ کی ہے بالاستقلال‘ پس ایسا کلام موہم لکھنا اور کہنا ناجائز ہے جیسا کہ حدیث میں مَاشَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ کو شرک کے وہم کے سبب منع فرمایا ہے۔ اگرچہ تاویل کلام بزرگ میں ہو سکتی ہے جیسا کہ کلام اور حدیث کی تاویل درست ہو سکتی ہے‘ اسی واسطے ان بزرگ کی شان میں گناہ کی نسبت نہیں کرنا چاہیے مگر ظاہر متبادر معنی کی وجہ سے خود اس سے اجتناب چاہیے‘ چنانچہ حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسے کلمہ سے احتراز کرنا چاہیے جس سے وہم پیدا ہوتا ہو۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۹)

بعض گمراہ فرقے

شیعوں کے کافر ہونے پر بعض شبہات کا جواب

سوال: شیعوں کو مبتدع، فاسق، فاسد العقیدہ وغیرہ جو کچھ کہہ لیا جاوے اس کا میں بھی پوری طرح قائل لیکن کافر اور خارج از اسلام کہنے سے جی لرز اٹھتا ہے؟

جواب: یہ علامت ہے آپ کی قوت ایمانیہ کی مگر جنہوں نے یہ فتویٰ دیا ہے اس کا منشاء بھی وہی قوت ایمان ہے کہ جس کو ایمانیات کا منکر دیکھا بے ایمان کہہ دیا۔

تتمۃ السوال: اگر یہ گمراہ فرقہ یوں ہی خارج از اسلام ہوتا رہا تو مسلمان رہ ہی کتنے جاویں گے؟

تتمۃ الجواب: اس کا کون ذمہ دار ہے کیا خدا ناکردہ اگر کسی مقام میں کثرت سے لوگ مرتد ہو جاویں اور تھوڑے ہی مسلمان رہ جائیں تو کیا اس مصلحت سے ان کو بھی کافر نہ کہا جاوے گا۔

تتمۃ السوال: شیعوں سے اگر منا کحت تجربہ سے مضر ثابت ہوئی ہے تو بس تہدیداً اس کا روک دینا کافی ہے؟

تتمۃ الجواب: اس تہدید کا عنوان بجز اس کے کوئی ہے ہی نہیں، غور فرمایا جاوے۔

تتمۃ السوال: میرا دل تو قادیانیوں کی طرف سے ہمیشہ تاویل ہی تلاش کرتا رہتا ہے

تتمۃ الجواب: یہ غایت شفقت ہے لیکن اس شفقت کا انجام سیدھے سادھے مسلمانوں کے حق میں عدم شفقت ہے کہ وہ اچھی طرح ان کا شکار ہوا کریں گے۔

تتمۃ السوال: جو بناء تکفیر قرار دی گئی ہے یعنی تحریف قرآن مجھے اس میں تامل ہے اگر یہ عقیدہ ان کے مذہب کا جز ہوتا تو حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب وغیرہ سے مخفی نہ رہتا؟

تتمۃ الجواب: جب ان کی مسلم کتابوں سے جزئیت ثابت ہے پھر حضرت شاہ صاحب کا اگر سکوت ثابت بھی ہو جس کی مجھ کو تحقیق نہیں تو ان کے سکوت میں کچھ تاویل ہوگی نہ کہ جزئیت میں۔

تتمۃ السوال: بہت زائد خلش مجھے اس امر سے ہو رہی ہے کہ اب تک ہم آریوں اور عیسائیوں کے مقابلے میں قرآن مجید کے غیر محرف ہونے پر بطور ایک مسلم اور غیر مختلف فیہ عقیدہ کے پیش کرتے رہے ہیں، اب ان لوگوں کے ہاتھ میں ایک نیا حربہ آ جائے گا کہ دیکھو تمہارے ہی کلمہ پڑھنے والے اور قبلہ کو ماننے والے لاکھوں کروڑوں افراد قرآن کو محرف اور ناقص مان رہے ہیں۔

تتمۃ الجواب: اس سے تو اور زیادہ ضرورت ثابت ہوگئی ان کی تکفیر کی، پھر ہمارے پاس

صاف جواب ہوگا کہ وہ مسلمان ہی نہیں۔ (امداد الفتاویٰ ج ۴ص از ۵۸۴ تا ۵۸۵)

غالی شیعہ اسلام سے خارج ہیں

سوال: ایک عالم کہتا ہے کہ جو شخص ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت وخلافت کا منکر ہو اور مستحق لعنت وتبرا جانتا ہو وہ اسلام سے خارج ہے کسی قسم کا اس سے تعلق نہیں کرنا چاہیے دوسرا شخص کہتا ہے کہ ایسے شیعہ کے ساتھ برتاؤ درست ہے وہ کلمہ پڑھتے ہیں لہٰذا خارج از اسلام نہیں ہوسکتا اس بارے میں کس کا قول صحیح ہے؟

جواب: اس میں عالم کا قول صحیح ہے اور دوسرا شخص جو کچھ کہتا ہے وہ اصول اسلام سے ناواقفیت پر مبنی ہے اس کو چاہیے کہ اس سے توبہ کرے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۱۲ص ۴۰۷)

جس کا شوہر شیعہ ہو جائے اس کا حکم

سوال: زید اپنی منکوحہ کے نان ونفقہ سے عرصہ آٹھ سال سے دست بردار ہے کیا اس کی منکوحہ کو دوسری جگہ نکاح کرنے کی اجازت ہے اور زید مذہباً شیعہ ہوگیا ہے اور غائب بھی نہیں ہے؟

جواب: روافض کے فرقے مختلف ہیں جن میں سے اکثر کافر ہیں اور بعض مومن مگر فاسق ہیں جو فرقے حضرت عائشہؓ پر زنا کی تہمت لگاتے یا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صحابی ہونے کا انکار کرتے یا حضرت علی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل مانتے ہیں تو یہ سب فرقے کافر ہیں لہٰذا اگر کوئی بدکاران میں سے کسی ایک میں شامل ہو جائے تو مرتد ہے اور ارتداد کی وجہ سے نکاح فسخ ہو جائے گا اور اگر فاسق فرقے میں داخل ہوا ہے تو نکاح فسخ نہیں ہوا اور نفقہ نہ دینے کی وجہ سے عورت کے لیے جائز نہیں کہ دوسری جگہ اپنا نکاح کرے البتہ عورت کو حق ہے کہ شوہر پر نفقہ کا دعویٰ کرے اور اگر اس کے پاس نفقہ دینے کی گنجائش نہیں تو حاکم عورت کو اجازت دے گا کہ قرض لے کر اپنا نفقہ پورا کرے اور اس قرض کی ادائیگی شوہر پر ہوگی۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ص ۸۵)

دانستہ کربلا کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنا کفر ہے

سوال: جو شخص کربلا کی طرف منہ کرکے نماز پڑھے کلمہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پڑھتا ہے یعنی "عَلِیٌّ رَّسُوْلَ اللّٰہِ" جب کہا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک اکابر قبلہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے رہے تم بھی ایسا کرو جواب دیتا ہے کہ میرا دل یونہی چاہتا ہے یہ

مسلمان ہے یا نہ؟ اس سے کیا برتاؤ کیا جائے؟

جواب: کلمہ میں "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" کے بجائے "عَلِیٌّ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" پڑھتا ہے اور نماز بھی قبلہ کی طرف نہیں پڑھتا تو پھر یہ شخص کافر ہے اس کے ساتھ مسلمان کا سا برتاؤ نہیں کرنا چاہیے' جب تک وہ تجدید ایمان نہ کرے۔ (خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۳۹)

سنت نرنکاری منڈل فرقہ کا حکم

سوال: سنت نرنکاری منڈل ایک فرقہ ہے جس کا صدر دفتر دہلی میں ہے اس کے مبلغ ملک کے مختلف حصوں میں جاتے ہیں اور تقریر کرتے ہیں' ان کی کتابوں سے چند عبارتیں بعینہ نقل کی جاتی ہیں تا کہ اس فرقہ کے عقائد و خیالات معلوم ہوسکیں۔

۱۔ ایشور کا گیان کسی مذہب یا ملک کی پابندی میں نہیں ہوتا' خدا پر کوئی بندش نہیں ہوا کرتی۔ (اصلیت ص ۱۰)

۲۔ مذہب کے تبدیل ہوجانے کا گیان نہیں' ایشور کی جان کاری کو گیان کہتے ہیں جو ہر جگہ موجود ہے۔ (بحوالا بالا)

۳۔ یہی وجہ ہے کہ نرنکاری مشن میں ہندو' سکھ' مسلمان' عیسائی کسی کے ظاہر ارہن سہن پر کوئی اعتراض نہیں ہوتا' صرف ان لوگوں کی غور وفکر کو تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ (اصلیت ص ۱۱) اور بھی اسی طرح کے بہت سے عقائد ہیں' اس فرقہ کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: جس فرقہ کے یہ صریح کفر و شرک کے باطل عقائد ہیں اس فرقہ والوں کی تقریریں سننا' جلسے کرانا یا ان جلسوں میں شریک ہونا قطعاً حرام ہے' چاہے یہ لوگ بظاہر قرآن وحدیث پڑھ کر قرآن وحدیث بیان کرتے ہوں چونکہ ان کی تقریر سننے سے عام مسلمانوں کی گمراہی کا سخت اندیشہ ہے جیسا کہ سوال میں ان کو عالم دین اور مقتدی سمجھ کر ان سے لوگوں کے مرید ہونے سے ظاہر ہے۔ پس جو لوگ اس فرقہ کے مذکورہ عقائد سے لاعلمی کی بناء پر ان کی تقریریں سنتے رہے یا ان کے مرید و معتقد ہو گئے اب معلوم ہوجانے پر ان کو توبہ کرنا لازم اور ضروری ہے اور آئندہ ان لوگوں کے قریب نہ لگیں' ان سے ہر طرح دور اور نفور رہیں اور جو لوگ اس فرقہ کے ان عقائد باطلہ کے معلوم رہنے کے باوجود ان سے کسی وجہ سے مرید ہو گئے ان کے لیے توبہ کرنا اور تجدید ایمان اور تجدید نکاح ضروری ہے۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ) "اور اگر یہ لوگ تائب ہونے پر کسی طرح آمادہ نہ ہوں تو دوسرے مسلمانوں کو ان سے مقاطعہ کر دینا چاہیے" (م'ع)

بانی تحریک خاکسار کافر ہے

سوال: عنایت اللہ خان المعروف علامہ مشرقی بانی تحریک خاکسار کے خیالات بذریعہ ''تذکرہ'' اور ارشادات وغیرہ عیاں ہو چکے ہیں اور ان کے متعلق جو کچھ مولویوں کے طبقہ میں اضطراب ہے وہ بھی جناب پر روشن ہو چکا ہوگا۔ لہٰذا علامہ مشرقی کے متعلق جناب کا کیا خیال ہے؟ وہ کافر ہے یا مسلم؟ اگر کافر ہے تو جناب کے یہاں ان کے کفر کے متعلق کیا ثبوت ہے؟

جواب: بانی تحریک خاکساران کے عقائد جو اس کی کتاب تذکرہ وغیرہ سے ثابت ہیں جمہور اُمت محمدیہ کے اجماعی عقیدوں کے خلاف ہیں' وہ صرف عمل اور مادی ترقی کو اصل ایمان کہتے ہیں' نماز' روزے حج کی یہ صورتیں ان کے نزدیک فضول ہیں' نماز ان کے نزدیک اطاعت امیر کا نام ہے' وہ ڈارون تھیوری کے قائل ہیں' وہ تمام نصاریٰ کو جنتی اور پکا مومن قرار دیتے ہیں' ان وجوہات سے مشرقی اور ان کے تمام معتقد جو ان کے عقائد کو حق سمجھتے ہیں' سب دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ (کفایت المفتی ج ۱ ص ۳۱۳)

منکرین حدیث اسلام سے خارج ہیں

سوال: فرقہ منکرین حدیث (اہل قرآن) کے غلط عقائد اب کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں' احادیث کا صراحتہً انکار ارکان اسلام میں نماز کی تضحیک یا ان کا انکار اور صرف دو یا تین وقتیہ فرض نماز کا قائل ہونا' بخاری و مسلم شریفین کی احادیث کو نقل کر کے نہایت گھناؤنے انداز میں مذاق اڑانا' یہ فرقہ ایسے خیالات کی اشاعت میں لگا ہوا ہے' اور بھولے بھالے سادہ لوح انسانوں کو بہکا کر دین اسلام کی بنیادیں ڈھانے میں مصروف ہے' اب سوال یہ ہے کہ ایسے خیالات کا حامل شخص ''مسلمان'' کہلایا جا سکتا ہے؟ ایسے خیالات والوں کو مسلمان کے قبرستان میں دفنایا جا سکتا ہے؟ ایسے لوگوں کے جنازے میں شریک ہونا ان سے شادی بیاہ کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: مدعیان اہل قرآن جو احادیث کا انکار کرتے ہیں اور مذاق اڑاتے ہیں اور نماز کی تضحیک کرتے ہیں' پنجوقتہ نمازوں کا انکار کرتے ہیں' یہ لوگ اسلام سے خارج ہیں' ان کی نماز جنازہ پڑھنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفنانا یا ان سے شادی بیاہ وغیرہ میں کسی قسم کے تعلقات رکھنا درست نہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۱)

جماعت اہل حدیث کا حکم

سوال: اہل حدیث جن کو عرف عام میں وہابی کہا جاتا ہے' کافر ہیں یا نہیں؟ اور ان کے پیچھے

نماز کا پڑھنا اور ان کے کنوؤں سے پانی بھرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جماعت اہل حدیث کافر نہیں ہیں' ان میں جو لوگ مذاہب اربعہ کی تقلید کو شرک اور مقلدین کو مشرک یا آئمہ کو برا کہتے ہیں وہ فاسق ہیں اور جو ایسے نہیں ہیں صرف تارک تقلید ہیں اور محدثین کے مذہب پر ظاہر حدیث کے اتباع کو افضل سمجھتے ہیں اور خواہشات کی اتباع سے کام نہیں لیتے' وہ فاسق بھی نہیں بلکہ اہل سنت والجماعت میں داخل ہیں' غیر مقلد کو السلام علیکم کرنا تو عموماً جائز ہے لیکن نماز میں پہلے فرقہ کی اقتداء نہ کی جائے جو فاسق ہے کیونکہ فاسق کی اقتداء مکروہ ہے' دوسرے فرقہ کی اقتداء جائز ہے مگر قسم ثانی اہل حدیث کی ہندوستان میں بہت کم پائی جاتی ہے اور ان کے کنوؤں سے پانی بھرنا عموماً جائز ہے کیونکہ سب مسلمان ہیں۔ (امداد الاحکام ج ۱ ص ۷۵)

فرقہ آغاخانی کا کافر ہونا

سوال: ایک شخص فرقہ اسماعیلیہ آغاخانیہ سے تعلق رکھنے والے نے ایک سنی حنفی لڑکی سے نکاح کیا' اس سے تین بچے پیدا ہوئے' اب زوجہ مذکورہ نے سنا کہ میرا نکاح اس سے صحیح نہیں ہوا لہٰذا اس نے اس آغاخانی کے پاس جانے سے انکار کر دیا' اب سوال یہ ہے کہ مرد مذکور سے اس سنی لڑکی کا نکاح درست ہے یا نہیں؟

جواب: یہ فرقہ ضروریات دین اور اسلام کے قطعی مسائل کا منکر ہے اور ایسے صریح مسائل کفریہ ان کے ہیں کہ ان میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں' اس لیے یہ لوگ بلاشبہ کافر ہیں' لہٰذا یہ نکاح باطل ہے اور اولاد والدہ کے حوالے کر دی جائے اور ان دونوں میں تفریق کرنا ضروری ہے۔ (امداد المفتیین ص ۱۳۴)

ڈاکٹر فضل الرحمٰن پاکستانی کے ضلالت آمیز اقتباسات

سوال: ایک شخص اپنی تحریر میں اس قسم کے جملے استعمال کرتا ہے:

۱۔ معراج کا واقعہ ایک افسانہ ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھائے جانے کے مقابلہ میں گھڑا گیا ہے۔ ۲۔ قرآن مجید میں انبیاء سابقین کے واقعات ماضیہ سے متعلق جتنے قصے اللہ تعالیٰ نے بیان کیے ہیں وہ بے بنیاد واقعات ہیں جو یہود و نصاریٰ کے مقابلے میں گھڑے گئے ہیں۔

۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صرف انسان کے اخلاق کی اصلاح کرنے والے تھے۔

۴۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب قوموں کی تنظیم میں مصروف رہنے کی وجہ سے انہیں حکومت بنانے کے قوانین مرتب کرنے کی فرصت نہیں ملی۔

۵۔ نیز متعدد شادیوں کو منافی شان نبوت' جبرئیل علیہ السلام کے جسمانی صورت کے ثبوت

۵۔ نیز متعدد شادیوں کو منافی شان نبوت‘ جبرئیل علیہ السلام کے جسمانی صورت کے ثبوت کا انکار‘ قرآن صرف اللہ ہی کے الفاظ نہیں‘ دو نمازیں بعد میں شامل کی گئی ہیں اور اسی طرح کے عقائد بیان کرتا ہے‘ اس کے اسلام کے بارے میں کیا رائے ہے؟

جواب: اگر ان کا مطلب یہ ہی ہے‘ سیاق وسباق سے دوسرا مطلب نہیں ہوتا اور مصنف کی مراد بھی وہی ہے جو الفاظ سے ظاہر ہے تو یہ گمراہ کن عبارت ہے ایسی باتوں کا معتقد ہرگز اس لائق نہیں کہ اس کو اسلام کے بارے میں بالغ نظر کہا جائے‘ اس کو تو دائرہ اسلام میں رکھنا بھی دشوار ہے تو وہ ایسے باطل عقائد کی بناء پر اسلام سے خارج ہو گیا‘ تاویلات سے روکنا بھی آسان نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۸۵)

کمیونسٹ کے جنازہ کی نماز

سوال: عبدالحکیم نام کا ایک شخص کمیونزم سیاسی میں داخل ہو کر اسلام کا قانون چھوڑ دیا اور گھر والوں کو بھی چھوڑ دیا اور لوگوں میں انکار خدا‘ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک شاعر‘ قرآن شعر‘ نماز روزے کی کوئی ضرورت نہیں اور اسی طرح خود کو پورا ناستک ظاہر کرتا تھا‘ انتقال کے بعد ان کے حقیقی بھائی نے نماز جنازہ پڑھائی‘ اس دلیل کے ساتھ کہ وہ عیدین کی نماز اور قربانی کیا کرتے تھے‘ ایسے آدمی کی نماز جنازہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر اس شخص کے وہی حالات تھے جو سوال میں درج ہیں اور اس نے اخیر وقت تک رجوع نہیں کیا تو اس کے جنازہ کی نماز درست نہیں تھی‘ اگر واقعات معلوم ہونے کے باوجود نماز جنازہ اس کی پڑھی گئی تو یہ غلط اور گناہ کا کام ہوا توبہ واستغفار لازم ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۱۷۰)

مرزا غلام احمد قادیانی کے ارتداد کا فتویٰ اور اس کی تعریف کرنے والا فاسق ہے

سوال: خواجہ کمال الدین لاہوری مرزا غلام احمد کی فصاحت و بلاغت کی تعریف کرتا ہے‘ ان کا استقبال کرنا یا ان کو اپنے یہاں مہمان کرنا کیسا ہے؟ ایسا شخص مرتد ہے یا نہیں؟

جواب: مرتد تو نہیں‘ فاسق اور گنہگار ضرور ہے کہ بے دین کی تعظیم کرتا ہے باقی جو معتقد قادیانی عقائد کا ہے اس کے ارتداد پر فتویٰ علماء کا ہو چکا۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۱۲ ص ۳۳۴)

قادیانیوں کے بارے میں صدارتی آرڈیننس مجریہ ۱۹۸۴ء کا مکمل متن

۱۹۸۴ء میں آئین میں ترمیم کے ذریعے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے

تقریباً دس سال بعد جنرل ضیاء الحق مرحوم نے مجلس شوریٰ میں شامل مولانا سمیع الحق صاحب اور دیگر شرکاء مجلس کی کوششوں سے صدارتی آرڈیننس کے ذریعے قانون سازی کی۔ ذیل میں اس آرڈیننس کا مکمل متن پیش کیا جاتا ہے۔ (مرتب)

قادیانی گروپ' لاہوری گروپ اور احمدیوں کو اسلام دشمن سرگرمیوں میں ملوث ہونے سے روکنے کے لیے قانون امیں ترمیم کرنے کے لیے آرڈیننس' چونکہ یہ ضروری ہے کہ قادیانی گروپ' لاہوری گروپ اور احمدیوں کو اسلام دشمن سرگرمیوں میں ملوث ہونے سے روکنے کے لیے قانون میں ترمیم کی جائے اور چونکہ صدر اس بات سے مطمئن ہیں کہ ایسے حالات موجود ہیں جن کے تحت فوری کارروائی کرنا ضروری ہے اس لیے اب ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کے فرمان کے تحت اور اس سلسلے میں تمام اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے صدر مندرجہ ذیل آرڈیننس کے اجراء کرتے ہوئے خوشی محسوس کرتے ہیں۔

حصہ ابتدائیہ

مختصر عنوان اور آغاز

(ا) اس آرڈیننس کو قادیانی گروپ' لاہوری گروپ اور احمدیوں (ممانعت اور سزا) کا آرڈیننس ۱۹۸۴ء کہا جائے گا۔ (۲) یہ فوری طور پر نافذ العمل ہوگا۔

(۳) آرڈیننس کو عدالتوں کے احکامات اور فیصلوں پر فوقیت ہوگی' اس آرڈیننس کی دفعات کسی بھی عدالت کے حکم یا فیصلے کے باوجود مؤثر ہوں گی۔

حصہ دوم (II) تعزیرات پاکستان (۱۸۶۰ء کا قانون) میں ترمیم' تعزیرات پاکستان میں دفعہ ۲۹۸ ب اور ۲۹۸ ج کا اضافہ' تعزیرات پاکستان کے پندرہویں باب میں دفعہ ۲۹۸ الف کے بعد درج ذیل نئی دفعات شامل کی گئی ہیں:

۲۹۸ ب مقدس شخصیتوں اور مقامات کیلئے مخصوص اصطلاحات کا غلط استعمال

(ا) قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو اپنے آپ کو احمدی یا کوئی اور نام دیتے ہیں) کا کوئی شخص جو زبانی یا تحریری الفاظ یا ظاہری واضح طریقے کے ذریعے (الف) حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی خلیفہ یا صحابی کے علاوہ کسی دوسرے شخص کو "امیر المومنین' خلیفۃ المسلمین' صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہم" کہتا ہے یا اس نام سے مخاطب کرتا ہے۔ (ب) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات ؓ کے علاوہ کسی دوسری عورت کو "ام المؤمنین" کے نام سے مخاطب کرتا ہے یا کہتا ہے۔ (ج) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے "اہلبیت" کے علاوہ کسی اور شخص کو اہلبیت کہتا ہے یا مخاطب کرتا ہے یا (د) اپنی عبادت گاہ کو "مسجد" کا نام دیتا ہے' اسے تین سال قید کی سزا دی جائے گی اور جرمانہ کا بھی مستوجب ہوگا۔ (۲) قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں یا کوئی بھی دوسرا نام دیتے ہیں) کا کوئی شخص لفظوں کے ذریعے بول کر یا لکھ کر اپنے عقیدے میں اختیار کیے گئے عبادت کی خاطر بلانے کے طریقہ کار کو اذان کہے گا یا مسلمانوں کی طرح اذان دے گا تو اسے تین سال تک قید کی سزا دی جائے گی اور جرمانہ کا بھی مستوجب ہوگا۔

۲۹۸سی: قادیانی گروپ وغیرہ کا شخص جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو یا اپنے عقیدے کی تبلیغ یا تشہیر کرتا ہو:

قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں یا کوئی بھی دوسرا نام دیتے ہیں) کا کوئی شخص جو اپنے آپ کو براہ راست یا بالواسطہ طور پر مسلمان ظاہر کرے گا یا بولے گا یا اپنے عقیدے کی تبلیغ یا تشہیر کرے گا یا لفظوں کے ذریعے بول کر یا لکھ کر یا کسی بھی دوسرے نمایاں طریقے سے دوسروں کو اپنا عقیدہ قبول کرنے کی دعوت دے گا جس سے مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچتی ہو تو اسے تین سال تک قید کی سزا دی جائے گی اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔

(۳) آرڈیننس کے ذریعے مجموعہ ضابطہ فوجداری ۱۸۹۸ء کی دفعہ ۹۹ الف میں بھی ترمیم کی گئی ہے جس کے ذریعے صوبائی حکومتوں کو کسی ایسے اخبار' کتاب یا دیگر دستاویز کو ضبط کرنے کا اختیار دیا گیا ہے جو مجموعہ تعزیرات پاکستان میں شامل کردہ نئی دفعات کی خلاف ورزی میں چھاپی گئی ہو آرڈیننس کے ذریعے مغربی پاکستان پریس اور پبلی کیشنز آرڈیننس ۱۹۶۳ء کی دفعہ نمبر ۲۴ میں کی ترمیم کے ذریعے صوبائی حکومت کو اختیار مل جائے گا کہ وہ مجموعہ تعزیرات پاکستان میں شامل کردہ نئی دفعات کی خلاف ورزی کرنے والی کسی کتاب یا دستاویز کی طباعت کی اشاعت کے لیے استعمال ہونے والے پریس کو بند کردے' اس اخبار کے ڈیکلریشن کو منسوخ کردے جو ان دفعات کی خلاف ورزی کرے اور کسی ایسی کتاب یا دستاویز کو ضبط کرلے جس میں ایسا مواد شامل ہو جس کی طباعت یا اشاعت مذکورہ دفعات کی رو سے ممنوع قرار دی گئی ہے۔ (فتاویٰ حقانیہ ج ا ص ۴۲۹ تا ۴۳۱)

غلام احمد قادیانی کے ماننے والوں کا کافر ہونا

سوال: مرزا غلام احمد قادیانی کے پیرو کافر ہیں یا نہیں' نیز کیا کسی مسلمان کو حق ہے کہ ان کو مسجد میں جانے اور نماز پڑھنے سے روکے؟

جواب: خود مرزا کے بقاء اسلام کے قائل ہونے کی تو اس کے اقوال دیکھنے کے بعد کچھ گنجائش نہیں چنانچہ خود مرزا کے رسائل اور اس کے جوابی رسائل میں وہ اقوال بکثرت موجود ہیں جن میں تاویل کرنا ایسا ہی ہے جیسے بت پرستی کو اس تاویل سے کفر نہ کہا جائے کہ توحید وجودی کی بناء پر یہ شخص غیر خدا کا عابد نہیں' اب رہ گئے اس کے پیرو تو قادیانی پارٹی تو ان اقوال کو بلا تامل مانتے ہیں' ان پر بھی اسلام کا حکم لگانے کی کچھ گنجائش نہیں' باقی لاہوری پارٹی کے متعلق شاید کسی کو تردد ہو کیونکہ وہ مرزا کے دعویٰ نبوت میں کچھ تاویل کرتے ہیں' سو اس تاویل کا صادق ہونا مرزا کے کاذب ہونے کو مستلزم ہے۔

جیسا کہ اوپر اس تاویل کا متحمل نہ ہونا مذکور ہوا ہے اور مرزا کا صادق ماننا اس تاویل کے باطل ہونے کو مستلزم ہے۔ پس اس جماعت پر اسلام کا حکم لگانے کی ایک صورت ہے کہ یہ مرزا کو کاذب کہیں اور اگر اس کو صادق کہیں گے تو پھر ان پر بھی اسلام کا حکم نہیں لگایا جاسکتا اور جب ان سے اسلام کی نفی ثابت ہو چکی تو ان کے ساتھ کوئی معاملہ اہل اسلام کا کرنا جائز نہ ہوگا۔ (امداد الفتاویٰ ج ۶ ص ۵۹)

قادیانیوں سے تعلقات رکھنے کا حکم

سوال: ایک شخص صحیح العقیدہ ہے' صوم وصلوٰۃ کا پابند ہے لیکن اس کے دنیوی تعلقات قادیانی جماعت کے ساتھ ہیں' کیا ایسے شخص سے مسجد کا چندہ لینا اور تعلقات رکھنا جائز ہے؟ اور ایسے شخص کو خنزیر سے بدتر کہنا اور سمجھنا کیسا ہے؟

جواب: اگر وہ شخص دل سے بھی ان کو اچھا سمجھتا ہو تو وہ مرتد ہے اور بلاشبہ خنزیر سے بدتر ہے اور اس سے تعلقات رکھنا ناجائز ہے' اگر وہ مسجد کے لیے چندہ دیتا ہے تو اسے وصول کرنا جائز نہیں' اگر وہ قادیانیوں کے عقائد سے متفق نہیں اور نہ ہی ان کو اچھا سمجھتا ہے بلکہ صرف تجارت وغیرہ دنیوی معاملات کی حد تک ان سے تعلقات رکھتا ہے تو اس میں تفصیل ہے کہ وہ قادیانی جس سے ان کے تجارتی تعلقات ہیں' اگر پہلے مسلمان تھا بعد میں العیاذ باللہ مرتد ہوا تو وہ قادیانی چونکہ اپنے مال کا خود مالک نہیں ہے اور اس کا کوئی عقد صحیح نہیں اس لیے یہ شخص اگر ان سے تجارت کرتا ہے تو یہ تجارت ہی صحیح نہ ہوگی۔

اور اگر یہ قادیانی مرتد یا مرتد کا بیٹا نہیں بلکہ باپ دادا سے اس باطل عقیدے پر ہے تو ایسے قادیانی سے بھی تجارت کرنے سے مال کا مالک تو ہو جائے گا لیکن ایسے لوگوں سے تجارت کا معاملہ جائز نہیں کیونکہ اس سے ان کے ساتھ ایک قسم کا تعاون ہو جاتا ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۱ ص ۴۶)

مرزائیت سے توبہ کیلئے مرزا قادیانی کو جھوٹا کہنا ضروری ہے

سوال: ایک شخص مرزائی میرے ہاتھ پر مسلمان ہوا اور اس نے یہ کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے وہ لعنتی ہے' اس نے مرزا کا نام لے کر لعنتی نہیں کہا' اب شہر میں کچھ لوگ ہیں جن کا موقف یہ ہے کہ یہ آدمی مسلمان نہیں ہوا کیونکہ اس نے مرزا قادیانی کو کافر نہیں کہا' آپ فرمائیں یہ مسلمان ہوا یا نہیں؟

جواب: اس شخص سے مرزا قادیانی کے بارے میں پوچھا جائے اگر وہ برملا کافر اور ان کے

مرتد ہونے کا اقرار کرے تو وہ شخص مسلمان سمجھا جائے ورنہ نہیں۔ (خیر الفتاویٰ ج ا ص ۸۰)'' اور اگر اقرار سے قبل انتقال ہو جائے تو اس کا یہ جملہ ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد......الخ اس شخص کے مسلمان سمجھنے کے لیے کافی ہے'' (م'ع)

قادیانی پر نماز جنازہ کا حکم

سوال: ایک شخص قادیانی کی لڑکی فوت ہوگئی اس نے اور اس کے باپ نے بیٹی اور پوتی کی نماز جنازہ ادا نہیں کی' امام اہل سنت تھے' کیا قادیانی مذہب کی اولاد کی نماز جنازہ اہل سنت والجماعت کو پڑھنی چاہیے یا نہیں؟ اگر نہیں تو جنہوں نے بخیال برادری نماز ادا کی ان پر کچھ سزا شرعی عائد ہوگی یا نہیں؟ جواب: قادیانی لوگ مسلمان نہیں بلکہ کافر ہیں اور نماز مسلمان کے جنازہ کی پڑھی جاتی ہے کافر کے جنازہ کی نماز نہیں پڑھی جاتی جس کے متعلق معلوم ہو کہ یہ قادیانی ہے اس کے جنازہ کی نماز درست نہیں' اس کی عورت اگر مسلمان ہے تو اس کی نماز اور اس کے نابالغ بچے کی نماز درست ہے کیونکہ نابالغ اولاد خیر الابوین کے تابع ہوتی ہے۔ البتہ بالغ میں مسلمان ہونے کے لیے ماں باپ کا اعتبار نہ ہوگا بلکہ وہ خود اگر مسلمان ہے تو اس کی نماز جنازہ جائز ہوگی ورنہ نہیں جن لوگوں نے غیر مسلم کی نماز جنازہ پڑھی ہے ان کو توبہ کرنا لازم ہے' اگر مسئلہ کی ناواقفیت کی وجہ سے انہوں نے ایسا کیا ہے تو ان کے لیے اور کوئی سزا نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۵ ص ۳۰۷)

مشرکانہ علاج

مشرکانہ منتر سے علاج

سوال: سوال: زید ایک منتر کے ذریعے کچھ امراض کی مثلاً اندرونی پھوڑا اور کینسر کی جھاڑ پھونک کرتا ہے جس سے مریضوں کو صحت ہو جاتی ہے۔ جس منتر سے وہ جھاڑتا ہے وہ یہ ہے ''فلاں دیوی یا دیوتا کے نام سے یا ان کے حکم سے اچھا ہو جا' جل جا' پھک جا' کیا اس سے علاج کرانا عام حالات میں جائز ہے یا نہیں؟ بکر کینسر کا مریض ہے۔ جس کو لا علاج قرار دیا جا چکا ہے؟

جواب: ایسے شخص سے بذریعہ جھاڑ پھونک علاج کرانا جائز نہیں' اس میں دیوی دیوتا کو شافی مانا گیا ہے اور اس جھاڑنے والے کو اس دیوی دیوتا کا مقرب تسلیم کیا گیا ہے' ایسا عقیدہ بھی اسلام کے خلاف اور کفر ہے اور ایسے شخص سے جھاڑ پھونک کرانے میں اس عقیدہ کی تصدیق اور اس کا اعزاز ہے' شافی مطلق'

حاجت روا متصرف صرف اللہ پاک ہے اس کے ماتحت زندگی بھی نعمت ہے اور موت بھی راحت ہے اس سے بغاوت کر کے زندگی بھی وبال ہے اور موت بھی عذاب ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۰ ص ۱۱۴)

کافر سے جھاڑ پھونک کرانا

سوال: زید کہتا ہے کہ جھاڑ پھونک مریض پر کرانا کافر سے جائز ہے' بکر کہتا ہے کہ جائز نہیں بلکہ شرک ہے؟ جواب: کافر سے جھاڑ پھونک کرانے میں اس کا اعزاز اور اس کے ساتھ عقیدت ہو تو ناجائز ہے ورنہ جائز ہے جبکہ وہ جھاڑ پھونک میں شرک کا استعمال نہ کرے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۵ ص ۱۵۸)

"لیکن کافر اور مشرک سے یہ بعید ہے کہ وہ اقوال شرکیہ کا استعمال نہ کرے" (م ع)

ہیضہ چیچک وغیرہ میں جنات کا کچھ دخل ہے یا نہیں؟

سوال: ہیضہ اور چیچک کے متعلق یہ جو مشہور ہے کہ جنات خداوند تعالیٰ کے حکم سے بیمار کو تلوار مارتے ہیں یا کسی قسم کے ہتھیار سے مارتے ہیں اور اس کی وجہ سے بیمار مر جاتا ہے آیا یہ صحیح ہے یا نہیں؟

جواب: بعض روایات سے اس کا ثبوت ملتا ہے کہ ان وبائی امراض میں جنات کا دخل ہوتا ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ جنات خود کوئی اثر رکھتے ہیں بلکہ وہ بھی اللہ ہی کی جانب سے ایک حکم ہے' جیسے عام امراض خود موثر نہیں محض مسلط ہیں' اسی طرح جنات کی تکالیف بھی حکم الٰہی سے موثر ہیں ورنہ وہ کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ (امداد المفتیین ص ۱۱۸)

چیچک کو دیوی تصور کرنا اور چڑھاوا چڑھانا امور شرکیہ میں سے ہے

سوال: چیچک کے دور میں لوگ چیچک کو مرض تصور نہیں کرتے بلکہ ایک دیوی تصور کرتے ہیں اور ان کا نام بھی تعظیم سے لیتے ہیں اور ہندو عورتوں کو جمع کر کے ان کے مذہب کے موافق رسوم ادا کرتے ہیں اور دریا کے کنارے گانا بجانا ہوتا ہے اور چڑھاوا چڑھاتے ہیں جو لوگ مرد یا عورت اس قسم کی رسوم ادا کرتے ہیں وہ کافر و مرتد ہیں یا نہیں؟ اور اپنی عورتوں سے نکاح پھر سے کریں یا کیا؟

جواب: جو عورتیں اور مرد ایسی رسوم ادا کرتے ہیں وہ فاسق اور عاصی ہیں ان کو توبہ کرنا چاہیے اور کافر و مرتد کہنے میں ان کے احتیاط کرنی چاہیے' اگرچہ رسوم کے شرکیہ ہونے میں کچھ کلام نہیں ہے تاہم تکفیر میں احتیاط کرنا بہتر ہے کیونکہ فقہاء نے اس بارے میں ایسا ہی لکھا ہے لیکن تجدید نکاح بہتر ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۱۲ ص ۳۶۹)

چیچک والے کے لیے چند مخصوص چیزیں

سوال: مرض چیچک میں مریض کے گلے میں جھاڑو کی وجہ سے سونا باندھنا اور گھر والوں کو اس زمانہ میں کپڑے نہ بدلنے دینا یا کپڑے بدل کر مریض کے گھر میں نہ جانا' یا باہر سے آئے ہوئے کو فوراً مریض کے پاس نہ آنے دینا اور گوشت نہ پکانے دینا وغیرہ یہ سب امور شرعی نقطہ نظر سے کیسے ہیں؟

نیز جملہ مذکورہ باتوں میں سے باوجود جاننے کے اگر کوئی کسی ایک کا بھی عامل ہو اس پر کیا حکم ہے؟

جواب: اگر تجربہ کار طبیب بتلائے کہ ایسے مریض کو گوشت کی بو یا دھلے ہوئے ''مادے وغیرہ'' کی بو مضر ہے تو اس بناء پر پرہیز علاجاً احتیاط کرنے میں مضائقہ نہیں اور اس عقیدے کے تحت ان چیزوں سے بچنا کہ چیچک ماتا جی ہے اور ان چیزوں سے ناراض ہوتی ہے' ناجائز اور منع ہے یہ اہل اسلام کا عقیدہ نہیں' خلاف شرع امور سے اجتناب لازم ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج۶ ص ۷۷)

ایک درخت سے شفا حاصل کرنا

سوال: ایک ببول کا درخت ہے جس کے متعلق لوگوں کا یہ عقیدہ بن رہا ہے کہ اس درخت کے نیچے بیٹھنے سے شفا ہوتی ہے' ضرورت منداس درخت کے نیچے مٹھی بند کر کے بیٹھتے ہیں اور نظر درخت کی طرف رہتی ہے' مٹھی خود بخود کھل جاتی ہے اور مرض سے شفا ہو جاتی ہے' وہاں جانے والوں کے ایمان' نکاح اور خلود فی النار' نیز وہاں جانے کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب: ہوسکتا ہے کہ وہاں جناتی شیطان کوئی اثر ہو جس سے لوگ متاثر ہوتے ہوں اور عقائد فاسد کرنے کی غرض سے یہ اثرات مرتب ہوتے ہوں کہ مٹھی خود بخود کھل جاتی ہو اور مرض سے شفا مل جاتی ہے مگر جب تک ان لوگوں کے عقائد کی تحقیق نہ ہو ان کے اس عمل کی وجہ ہمیشہ جہنم میں رہنے کا ''یعنی کفر کا'' حکم نہیں ہوگا۔ البتہ اس عمل سے شدت کے ساتھ روکنا ضروری ہے' فتویٰ مشتہر کرنا مناسب نہیں' بہتر یہ ہے کہ کسی صاحب نسبت بزرگ عالم کا وعظ کرایا جائے جس میں وہ لوگوں کو حکمت سے سمجھائیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج۱۵ ص۱۲۲)

ایک درخت کے نیچے خاص ہیئت اختیار کرنا

سوال: ایک درخت ہے اس کے نیچے جا کر بہت سے آدمی اوکڑو بیٹھ جاتے ہیں اور ہاتھ زمین پر ٹیک لیتے ہیں اور نظر پیر پر رکھتے ہیں' کہنے والا کہتا ہے کہ اگر مقصد میں کامیابی ہے تو ہاتھ

آگے کو سرک جاتے ہیں اور پھر اوندھا زمین پر گر جاتا ہے اور اگر کامیابی نہیں ہوتی تو ویسے ہی بیٹھا رہتا ہے' اس طرح کرنا شریعت کی رو سے جائز ہے یا ناجائز؟ اور سجدے میں شمار ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: یہ کوئی ٹوٹکا اور شگون ہے' شرعی چیز نہیں' زمانہ جاہلیت میں بھی لوگوں نے کامیابی اور ناکامی کی کچھ علامتیں تجویز کر رکھی تھیں' شریعت نے ان چیزوں کو استقسام قرار دے کر منع فرمایا ہے تاہم اگر زمین پر سر گر گیا تب بھی اس کو شرک نہیں کہا جائے گا مگر اس سے منع کیا جائے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۱۲۴)

بعض چشموں میں نہانے سے بیماری کا دور ہو جانا

سوال: ایک جگہ خلق خدا نے مقرر کی ہے کہ اگر کوئی شخص اس جگہ کے چشمہ میں نہائے تو اس کی بیماری دور ہو جاتی ہے' جس پر ایک مدعی ہے کہ یہ شرک ہے' حکیم کا علاج کرنا چاہیے؟

جواب: بعض چشمہ ایسے ہوتے ہیں کہ بعض قدرتی نامعلوم اسباب کی وجہ سے ان کے پانی میں کوئی خاص تاثیر ہوتی ہے' پس اگر شہادت تجربہ سے کسی چشمہ کے پانی میں کوئی خاص تاثیر ثابت ہو جائے تو اس میں نہانے کا حکم وہی ہے جو دوا و علاج کرانے کا ہے اور اسے شرک کہنے والا غلط کہتا ہے لیکن پانی میں اگر کوئی خاص تاثیر نہ ہو مگر لوگ اسے متبرک پانی سمجھ کر نہاتے ہوں تو اگر اس کی برکت اور بزرگی کے لیے کوئی کافی وجہ ہو جیسے آب زم زم اور شفاء دینے والا خدا ہی کو سمجھیں تاہم جائز ہے لیکن اگر کوئی کافی وجہ بزرگی اور برکت کی نہ ہو یا اس چشمہ کی نسبت یہ عقیدہ ہو کہ حقیقی شفاء دینے والا یہی ہے تو نہانا جائز نہیں اور دوسرا خیال شرک ہے۔ (کفایت المفتی ج ۱ ص ۳۴۵)

متفرقات

بھورا لڑکی اگر اسلام قبول کرلے

سوال: اگر داؤدی بھورا قوم کی لڑکی اسلام قبول کرلے تو وہ اپنے شوہر کے نکاح سے نکل جاوے گی یا نہیں؟

جواب: مجھے اس قوم کے عقائد کا حال معلوم نہیں' مسئلہ یہ ہے کہ جو بھی غیر مسلم عورت اسلام قبول کرلے اور اس کا شوہر اسلام قبول نہ کرے تو تین حیض گزرنے پر اس کا نکاح ختم ہو جائے گا' پھر تین حیض عدت واجب ہوگی اس کے بعد دوسرے نکاح کی اجازت ہوگی۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۴ ص ۶۲)

گارو قوم کو مسلمان بنانا

سوال: پہاڑ میں ایک قوم ہے جس کو اس ملک میں گارو کہتے ہیں' جنگلی ہیں' ان کی نہ کوئی ذات ہے نہ انسانیت ہے' اگر وہ مسلمان ہونے کی خواہش ظاہر کریں تو ان کو مسلمان کر سکتے ہیں یا نہیں؟ خوراک ان کی حلال و حرام سب ہے حتیٰ کہ کتا تک کھاتے ہیں' اس ملک کے عام لوگ کراہت کرتے ہیں' اس کے بارے میں کیا حکم ہے' مسلمان کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: ان کو ضرور مسلمان کر لینا چاہیے' انکو اسلامی تعلیم دے کر انسان بنانا اور حرام اشیاء ترک کرانا چاہیے۔ (کفایت المفتی ج ۱ ص ۶۰)

نو مسلم کو نصیحت کرنا چاہیے

سوال: ایک ہندو شرعی طریق پر اسلام لانے کے بعد پھر بھی ہندوؤں سے تعلق اور میل جول رکھتا ہے اور انہیں کے ہمسائے میں رہتا ہے اور ایک ہندو عورت کے ساتھ زنا میں مبتلا ہے' بعض مسلمان اس کا مسجد میں آنا پسند نہیں کرتے؟ جواب: اس کو نماز کی ترغیب دینا اور مسجد میں بلانا جائز ہے اور ترک زنا کی نصیحت بھی کرنا چاہیے۔ (کفایت المفتی ج ۱ ص ۶۱)

مسلمان ہونے والے کو فوراً مسلمان کرنا چاہیے

سوال: چند احباب امام مسجد کے پاس آئے اور کہا کہ ایک نوجوان مسلمان ہونا چاہتا ہے' آپ کلمہ پڑھا دیں' امام صاحب نے جواب دیا کہ اس وقت ضروری کام میں لگا ہوا ہوں' اس لیے آپ حضرات کسی اور کے پاس جائیں' اس پر ایک صاحب کا کہنا ہے کہ اگر یہ شخص ایمان لانے سے پہلے مرجاتا تو امام صاحب ذمہ دار ہوتے' امام صاحب سے بہت بڑا گناہ صادر ہوا' کیا ان صاحب کا کہنا درست ہے؟ جواب: ایک شخص کفر چھوڑ کر اسلام قبول کرنا چاہتا ہے' واقعی اس کو فوراً مسلمان کرنا چاہیے اور کفر سے توبہ کرادی جائے' اس میں تاخیر کرنا یا کسی اور کے پاس بھیجنا نہایت غلط ہے' فقہاء نے ایسے شخص پر بہت سخت حکم لگایا ہے مگر جس طرح اس جرم کے مرتکب امام ہیں' اسی طرح وہ لوگ بھی مرتکب ہیں جو اس شخص کو امام صاحب کے پاس لائے اور انہوں نے خود مسلمان نہیں کیا چونکہ امام صاحب کے پاس لانے تک درمیان میں وہ شخص مرجاتا تو ذمہ دار کون ہوتا؟ ظاہر ہے وہی لوگ ہوتے جنہوں نے خود مسلمان نہیں کیا' اس لیے تنہا امام صاحب کو مجرم قرار دینا غلط ہے' پس امام صاحب بھی توبہ کریں اور لوگ بھی۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۷۷)

حکم عدالت کو حکم شرع پر ترجیح دینا

سوال: ہندہ نے ثالث مقرر کر کے زید کے پاس بھیجا اور زید کو بہت کچھ سمجھایا لیکن زید پر کچھ اثر نہ ہوا' ثالث نے شرع کے مطابق فیصلہ کرنے کو کہا اور نان ونفقہ طلب کیا' زید نے جواب دیا شرعی فیصلہ اس حالت میں ہوتا ہے جب کہ شرع پر عمل کیا جاوے' اس حالت میں نان ونفقہ ومہر دیا جاسکتا ہے' اب نئی تہذیب میں نفقہ ومہر کہاں؟

بکر نے جو کہ زید کے قریبی رشتہ دار ہوتے ہیں' کہا یہاں کیسا شرعی حکم' سرکاری عدالت کا دروازہ کھلا ہوا ہے جائیں جو کچھ کریں ہم کچھ نہیں دیں گے' اب وہ وقت نہیں کہ شرع پر عمل کیا جائے؟

جواب: جو کلمات زید نے کہے ہیں نہایت سخت ہیں اور جو کلمات بکر نے کہے ہیں وہ بھی خطرناک ہیں' ایسا کہنے سے ایمان جاتا رہتا ہے لہٰذا زید وبکر ہر دو کو تجدید ایمان وتجدید نکاح احتیاطاً لازم ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج۹ ص۲۲۲)

دعاء قبول نہ ہونے سے خدا کے وجود کا انکار

سوال: ایک شخص نے اللہ تعالیٰ سے اپنے کسی کام کی بہت دعا مانگی لیکن قبولیت کا ظہور نہ دیکھ کر خدا کے وجود کا انکار کر بیٹھا' نماز بھی چھوڑ دی' پھر تائب ہو کر نماز شروع کر دی تو دوبارہ نکاح کرے یا نہیں؟

جواب: اس شخص نے قبولیت کے معنی صحیح نہ سمجھنے کی بناء پر جو اقدام کیا ہے وہ نہایت غلط کیا' اس کو لازم ہے کہ توبہ واستغفار کرے اور ساتھ ساتھ تجدید ایمان ونکاح بھی کرے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج۱۴ ص۸۹)

نبی بخش وغیرہ نام رکھنا

سوال: نبی بخش' پیر بخش' سالار بخش' مدار بخش' ایسے ناموں کو رکھنا کیسا ہے؟

جواب: ایسے ناموں سے شرک کا شبہ پیدا ہوتا ہے' ان کو بدلنا چاہیے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص۶۹)

عبدالمصطفیٰ نام رکھنا جائز نہیں

سوال: زید کہتا ہے کہ عبدالنبی' عبدالرسول' عبدالمصطفیٰ نام رکھنا کفر وشرک ہے اور اس کے ثبوت میں بہشتی زیور اور فتاویٰ رشیدیہ وغیرہ پیش کرتے ہیں' عمرو کہتا ہے کہ یہ نام رکھنا جائز ہے' کس کی بات صحیح ہے؟

جواب: مذکورہ نام رکھنا جائز نہیں۔ ''عدم جواز مطلق نہیں'' (خیر الفتاویٰ ج۱ ص۷۹)

اگر مجھے مولوی بنادو تو میں کہہ دوں کہ داڑھی گناہ ہے

سوال: ایک گاؤں میں چار آدمی ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے' ایک شخص نے اشارۃً بے تکلفانہ انداز میں کہا کہ کوئی ایسا مولوی ہوتا جو یہ کہہ دیتا کہ داڑھی رکھنا بھی گناہ ہے' ان میں سے دوسرے شخص نے کہا کہ اگر مجھے مولوی بنادو تو میں کہہ دوں کہ داڑھی رکھنا بھی گناہ ہے' ایسے آدمیوں کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب: دو شخصوں کے یکے بعد دیگرے جملہ مذکورہ کا استعمال کرنا کفر ہے کیونکہ حکم شرعی کی توہین اور اس کا مذاق اڑانا موجب کفر ہے۔ (احیاء العلوم ج ۱ ص ۸۹)

اشیاء کو مؤثر بالذات ماننا

سوال: بعض اہل سنت کا مذہب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تاثیر اشیاء میں رکھ دی ہے اور بعض کا یہ کہ نہیں رکھی' پھر رکھنے سے کیا مراد؟ اشیاء کی تاثیر کے مسئلہ میں جو مذہب صحیح ہے وہ بیان کر دیجئے یا یہ کہ یہ خلاف ونزاع لفظی ہے اور مطلب فریقین کا واحد ہے؟

جواب: جو شخص عقیدہ رکھتا ہے کہ اشیاء بالذات مؤثر ہیں تو یہ تو شرک ظاہر ہے کہ ان اشیاء کو مستقل مؤثر جانتا ہے کہ اپنی ذات سے تاثیر کرتی ہیں' حق تعالیٰ شانہ سے تاثیر دینا نہیں جانتا اور دوسری قسم کہ ان اشیاء کو حق تعالیٰ نے پیدا کیا اور یہ تاثیر ان اشیاء میں پیدا کر دی تو اگر عقیدہ تاثیر پیدا کرنے کا ہے تو درست ہے لیکن تاثیر پیدا کر دینے کے بعد وہ اشیاء خود مؤثر ہوں یہ باطل ہے بلکہ یہ عقیدہ چاہیے کہ حق تعالیٰ نے یہ تاثیرات پیدا کر دی ہیں اور پھر جس وقت چاہتا ہے حق تعالیٰ ان تاثیرات کو نافذ کرتا ہے' اشیاء کو کوئی دخل وتصرف وتاثیر نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۲)

اہل بدعت کی کفر بازی کا تسلی بخش جواب

سوال: مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی' مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ مولانا خلیل احمد صاحب انبیٹھوی' مولانا اشرف علی صاحب تھانوی وغیرہم علماء کرام کو بعض نام نہاد مولوی کافر' مرتد' بے ایمان' بدعقیدہ' جہنمی اور لعنتی وغیرہ کہتے ہیں اور ایسا کہنے اور ان پر لعنت کرنے کی لوگوں کو تعلیم بھی دیتے ہیں اور جو کہتے ہیں کہ جوان کو کافر نہ مانے اور برا نہ سمجھے وہ مسلمان نہیں ہے اس کے متعلق قرآن وحدیث کی روشنی میں تفصیل سے جواب دیں؟

جواب: اہل حق کو بدنام کرنے کی ناپاک کوشش اور ان کے متعلق لوگوں کے دلوں میں نفرت پیدا

کرنے کی ناجائز حرکت کوئی نئی چیز نہیں ہے ہمیشہ سے اہل باطل اور نفس پرستوں کا طریقہ رہا ہے مذکورہ بزرگ توحید رسالت حشر ونشر جنت و دوزخ ختم نبوت وغیرہ وضروریات دین پر بفضلہ تعالیٰ ایمان رکھتے تھے اور اہل سنت والجماعت تھے اصول و اعتقادیات میں حضرت امام ابوالحسن اشعری اور ابومنصور ماتریدی کے متبع تھے اور فروعات میں امام اعظم کے مقلد تھے ان کے فتویٰ ان کی کتابیں اور مریدین کے اعمال اس کے شاہد ہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج۱ ص۲۵)

شب قدر و شب میلاد کی فضیلت

سوال: شب قدر کی فضیلت قرآن سے ثابت ہے مگر بعض محدثین شب میلاد کو افضل بتلاتے ہیں عوام کو کیا عقیدہ رکھنا چاہیے؟ جواب: شب قدر کی فضیلت نص قرآنی سے ثابت ہے (اور اس کی وجوہ سورۃ القدر میں مذکور ہیں) نیز آپ کی ولادت باسعادت کی رات بلاشبہ افضل ہے شب قدر سے کیونکہ شب ولادت وہ ذات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی رات ہے اور شب قدر آپ پر انعامات اور نزول رحمت کی اور اس وجہ سے بھی کہ شب قدر کی فضیلت نزول ملائکہ کی وجہ سے ہے اور شب میلاد کی فضیلت آپ کی ذات کے ظاہر ہونے کی وجہ سے نیز شب قدر کا تعلق اُمت محمدیہ سے ہے اور شب میلاد کی فضیلت تمام موجودات سے متعلق ہے۔ (فتاویٰ عبدالحیٰ ص۷۳)

جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شرعی حیثیت

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک جمعہ مسجد میں یہ اعلان کردیا جائے کہ فلاں تاریخ کو جلسہ جشن عید میلاد ہوگا اور بعد میں ایک آدمی کے کہنے پر فلاں مولوی اس مسجد میں تقریر کرنے نہ آئے کیونکہ وہ میرے ساتھ ناراض ہے پھر چند آدمی اس کا ساتھ دے کر جلسہ ملتوی کردینے کا اعلان کردیں باقی عوام کا خیال نہ رکھیں۔ شریعت کی رو سے مسئلہ حل کرکے ارسال کریں والسلام۔

جواب۔ جشن عید میلا کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے۔ البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مبارک اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کو سننے اور سنانے کیلئے کوئی مجلس کسی خاص دن یا تاریخ کی قید کے بغیر منعقد کی جائے تو درست ہے بشرطیکہ اس کا مقصد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مبارک سے برکت حاصل کرنا اور سیرت طیبہ پر عمل کا جذبہ پیدا کرنا ہو نام ونمود مقصود نہ ہو۔ صورت مسئولہ میں اگر محفل اسی غرض کیلئے منعقد کی گئی تھی تو ٹھیک تھی لیکن اگر کسی مصلحت سے اسے ملتوی کردیا گیا تو اس میں بھی کوئی شرعی قباحت نہیں مثلاً یہ کہ کوئی عالم سیرت بیان کرنے کیلئے

موجود نہ ہو یا کسی فتنے فساد کا اندیشہ ہو۔ ہاں! اگر کسی عذر کے بغیر جلسہ ملتوی کر دیا گیا تو اس میں حاضرین کو خواہ مخواہ تکلیف پہنچانے کا گناہ ہوگا۔ واللہ اعلم۔

وفی الابداع فی مضار الابتداع ص ۱۰٦ (طبع مکتبه علمیه مدینة المنورة) قیل اول من احدثها بالقاهرة الخلفاء الفاطمیون فی القرن الرابع فابتدعوا ستة موالد......ثم اعیدت فی خلافة الحاکم بأمر الله فی سنة أربع وعشرین وخمسمائة بعد ما کاد الناس ینسونها واول من احدث المولد التی بمدینة اربل الملک المظفر ابو سعید فی القرن السابع وقد استمر العمل بالموالد الی یومنا هذا توسع الناس فیها وابتدعوا بکل ماتهواه أنفسهم ویوحیه الیهم الشیطان.

جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخی وشرعی حیثیت سے متعلق مکمل تفصیلات کیلئے درج ذیل کتب ملاحظہ فرمائیں۔ ۱۔ فتاویٰ میلاد شریف۔ مجموعہ افاضات حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری، حضرت گنگوہی، حضرت تھانویؒ۔ ۲۔ فیصلہ ہفت مسئلہ۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ۔

۳۔ التحذیر من البدع۔ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ۔

۴۔ الانصاف فیما قیل فی المولد۔ ابوبکر جابر الجزائری۔

۵۔ جواہر الفقہ (ج۱ص۲۰۵) مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ۔

۶۔ راہ سنت (ص۱۲۵) حضرت مولانا سرفراز خان صاحب صفدر دامت برکاتہم۔

۷۔ تاریخ میلاد۔ حکیم مولانا عبدالشکور صاحب مرزا پوری۔ (فتاویٰ عثمانی ج۱ص۱۰۵)

کنز الدقائق پڑھنے کو باعث گمراہی سمجھنا

سوال: اگر کوئی شخص کنز الدقائق اور سفر السعادت کے پڑھنے کو باعث گمراہی سمجھتا ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟ جواب: اگر وہ ان کتابوں کو باعث گمراہی اس وجہ سے سمجھتا ہے کہ ان میں مسائل شرعیہ کتاب وسنت اور اجماع وقیاس کے مطابق ہیں تو وہ یقیناً دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا، ایسے شخص کے بارے میں تمام فقہاء کی تصریح ہے اس شخص نے دین اسلام کی توہین کی اور ایسا شخص کافر ہو جاتا ہے۔ (فتاویٰ عبدالحی ص۱۳۳)

سرکار کے خوف سے کلمہ نہ پڑھانا

سوال: قوم ہنود سے ایک عورت زید کے پاس آئی کہ مجھے اچھی طرح کلمہ پڑھا دو، زید نے

جواب دیا کہ بخوف سرکار ہم ایسا نہیں کر سکتے' مسماۃ نے کہا میں ایک سال سے مسلمان کے گھر میں ہوں' اگر خاوند کو دعویٰ ہے تو زیور کا ہے نہ کہ میرا' تو اس صورت میں باقاعدہ کلمہ نہ پڑھانا کیسا ہے؟

جواب: مذکورہ صورت میں کلمہ نہ پڑھانا اور مسلمان نہ بنانا حرام ہے۔ (فتاویٰ عبدالحئی ۵۱۷)

ہندوستان سے ہجرت یا ارتداد

سوال: اگر کثرت ہنود اپنی حکومت کے زعم میں اقلیت مسلم کو یہ کہے کہ اگر تم کو اپنے دین اسلام کے اصول کے پابند رہنے کی خواہش ہے تو اپنے پاکستان چلے جایئے' اگر یہیں رہنا چاہو تو مذہب ہندو اختیار کیجئے' اگر دونوں باتیں قبول نہیں ہیں تو تمہاری جان خطرے میں ہے' ایسے وقت میں بیچارے غریب مسلمان کیا کریں؟ آیا مسجدیں' مدارس' نیز بزرگان دین کے مزارات چھوڑ کر چلے جائیں؟ یا ہندو بن جائیں؟ یا مر کر جان دیں؟ فرمایئے! ایسی ذلت وخواری سے قتل ہو کر مر جانا باعث شہادت ہے یا نہیں؟ ہماری حرام موت تو نہیں ہوگی؟

جواب: مذہب تبدیل کرنا ہرگز ہرگز جائز نہیں' جان اللہ نے اسلام کو اختیار کرنے اس پر باقی رہنے اور اس کی اشاعت کرنے کے لیے دی ہے' بس اگر اسلام پر رہنے اور حفاظت کرنے کی خاطر جان کام آ جائے تو عین شہادت اور سعادت ہے' یہ حرام موت ہرگز نہیں' اس سے نہیں گھبرانا چاہیے۔

تاہم اگر دوسری جگہ پاکستان وغیرہ جانے پر قدرت ہو' راستہ بھی مامون ہو اور یہ اطمینان ہو کہ وہاں پر ارکان اسلام کو آزادی سے ادا کر سکیں گے' کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی تو ایسے لوگوں کے لیے جو یہاں رہ کر اپنے اسلام کی حفاظت نہیں کر سکتے اور سختی کو برداشت نہیں کر سکتے یہاں سے چلا جانا بھی درست ہے لیکن ان کے جانے کے بعد بقیہ ضعیف مسلمانوں کو جو جانے پر قادر نہیں زیادہ مشکلات کا سامنا ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۰ ص ۱۷)

کسی کو مرتد ہونے کا مشورہ دینا

سوال: زید حنفی' بالغ' غیر شادی شدہ نے ان الفاظ سے حلف کیا کہ اگر میں فلاں کام کروں تو میری بیوی پر طلاق ہے اور جب کبھی میں شادی کروں میری بیوی پر طلاق ہے' عرصہ کے بعد شامت اعمال سے شادی سے پہلے ہی اس فعل کا ارتکاب کر بیٹھا' جب زید کو اپنے فعل پر تنبیہ ہوئی تو بہت پچھتایا اور تمام عمر بلا شادی کے رہنے کی تلخ زندگی اس کو گوارا نہ ہوئی' حتیٰ کہ خودکشی پر آمادہ ہو گیا' کسی صاحب نے زید کو رائے دی کہ تو کلمہ کفر کہہ کر (العیاذ باللہ) مرتد ہو جا' پھر تجدید ایمان

کر لینا' اس حیلہ سے عقود اسلامی باطل ہو جائیں گے' ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جس شخص نے زید کو مرتد ہونے کا مشورہ دیا اس کے لیے سخت وعید وارد ہوئی ہے' اس کے لیے خوف کفر ہے اس سے یہ بہتر تھا کہ زید تمام عمر بلا شادی رہتا' نیز اس کے علاوہ جواز نکاح کی دوسری (فضولی کے ذریعے نکاح کرنے کی) جائز تدبیر بھی تھی۔ (امداد المفتیین ص ۶۳۹)

صبی عاقل کا ارتداد معتبر ہے

سوال: نابالغ لڑکا جو کہ عاقل ہے اور شرح جامی وغیرہ پڑھتا ہے' اگر کلمہ کفر کہے تو کیا اس کا حکم بھی وہی ہے جو بالغ کا ہے یا کچھ فرق ہے؟ جواب: عاقل لڑکے کا ارتداد معتبر ہے اسے اسلام پر مجبور کیا جائے گا لیکن انکار کی صورت میں بالغ کی طرح اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔ (خیر الفتاویٰ ج ۱ص ۱۴۸)

مرتد کو کیوں قتل کیا جاوے؟

سوال: اسلام کا حکم ہے کہ مرتد کو بعد ارتداد تین دن تک قید رکھا جاوے' اگر وہ مسلمان ہو جاوے تو بہتر ورنہ قتل کر دیا جاوے' یہ کون سا انصاف ہے؟ جواب: دین اسلام میں داخل ہو کر پھر مرتد ہونا یہ کھلی ہوئی بغاوت ہے اور ایسے باغی اور فتنہ پھیلانے والے کی سزا سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتی' درمختار میں ہے کہ اگر مرتد مہلت طلب کرے تو اس کو مہلت تین دن کی مع قید کے دی جاوے اور اگر وہ مہلت طلب نہ کرے تو فوراً قتل کر دیا جاوے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۱۲ص ۴۳۸)

ارتداد کی وجہ سے مال ملک سے نکل جاتا ہے

سوال: میرا بیٹا اور اسکی بیوی دونوں مرتد ہو گئے اور اپنے قادیانی ہونے کا اقرار بھی کرتے ہیں' کیا وہ اپنے ورثا کے مال کے وارث ہو سکتے ہیں؟ اس کی بیوی کا جہیز وغیرہ سامان میرے پاس ہے' اس کا وارث کون ہے؟ میں اس حال میں اپنے لڑکے سے تعلق رکھ سکتا ہوں یا نہیں؟

جواب: تنبیہاً ان سے رشتہ نہ رکھیں' مرتد رہتے ہوئے اپنی جائیداد کے وارث نہیں ہو سکتے' ہر دو کی ملکیت اپنے اموال سے ختم ہو چکی' اگر وہ اسلام لے آئیں تو دوبارہ لے سکتے ہیں اور اگر ان کا انتقال ہو جائے تو ان کا مال ہر دو کے ورثاء کو منتقل ہو جائے گا۔ (خیر الفتاویٰ ج ۱ص ۸۰)

صفر کے مہینہ میں سفر کرنا

سوال: صفر کے مہینہ میں ۱۳ تاریخ کو گھر سے باہر جانا منع ہے یا نہیں؟ جواب: قرآن و

حدیث اور فقہ کہیں سے بھی یہ ثابت نہیں کہ ۱۳ صفر کو سفر نا جائز ہے۔ (خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۸۰)

توبہ کرنے کے لیے کسی مولوی کو دعوت دینا

سوال: چند لوگوں نے توبہ کرنے کے لیے ایک مولوی صاحب کو دعوت دی' مولوی صاحب نے ان سے روپیہ کا مطالبہ کیا' داعی نے روپیہ دینے کا وعدہ کیا' مولوی صاحب وقت مقررہ پر کشتی سے وہاں پہنچا اور بولا کہ روپیہ ادا کرو ورنہ کشتی میں سے نہیں نکلوں گا' داعی نے مجبوراً دس روپیہ دیئے' تائبین میں سے ایک شخص بولا کہ ایسے مولوی صاحب کے ہاتھ پر توبہ نہیں کروں گا اور کل دوسرے مولوی صاحب کے ہاتھ پر توبہ کروں گا' اس پر مولوی صاحب نے خفا ہو کر برا بھلا کہا' اس شخص نے اس کا جواب دیا اور یہ بھی کہا کہ تم عالم نہیں' مولوی نہیں' اس پر مولوی صاحب نے ان لوگوں پر کفر کا فتویٰ دیا' نیز معلوم ہوا کہ یہ مولوی صاحب مذکور کئی قسم کے کبائر کے مرتکب ہیں؟

جواب: معلوم نہیں کہ یہ توبہ کرانے کے لیے مولوی صاحب کو بلانا اور ان کا روپیہ لے کر توبہ کرانا یہ کیسی رسم ہے توبہ کرنے والے خود جناب باری میں توبہ کر سکتے ہیں' اگر کسی عالم کو توبہ کے الفاظ تلقین کرنے کے لیے بلایا جائے تو اس کو اجرت طلب کرنا چاہیے ہاں اگر مقام دور ہو تو سواری کا کرایہ لے سکتا ہے' اگر کہنے والے نے یہی لفظ کہے کہ تم عالم نہیں تو اس پر کفر کا حکم کرنا درست نہیں اور اگر وہ کبائر کے مرتکب بھی ہیں تو وہ کسی تعظیم کے مستحق نہیں۔ (کفایت المفتی ج ۱ ص ۲۷۹)

تیرے ہر جوڑ کو خدا نے لگ الگ نہ کر دیا تو؟

سوال: میں بیمار چل رہا تھا' بیوی تنگ کرنے لگی' ایک دفعہ اس کی بعض حرکات سے بہت زیادہ ایذا پہنچی تو بددعا کرنا چاہا' مقصود یہ تھا کہ تو مجھ کو اس قدر تکلیفیں دے رہی ہے اس کی پوری پوری سزا ملے گی' الفاظ زبان سے یہ نکلے' اگر تیرے جوڑ جوڑ کو خدا نے الگ الگ نہ کر دیا تو میں خدا کی ذات سے انکار کر دوں گا' پھر بہت ندامت ہوئی' توبہ واستغفار کیا' سسرال والے کہتے ہیں تو کافر ہو گیا' ہم اپنی لڑکی کو تیرے یہاں نہ بھیجیں گے' میں بہت پریشان ہوں' اس مشکل کا کیا حل ہے؟

جواب: مرنے کے بعد آخر کار جسم انسانی کی ہیئت ترکیبیہ کا عموماً تحلیل ہو کر جوڑ جوڑ الگ ہو جانا ضروری امر ہے' قصہ ابراہیم سورہ بقرہ میں اور آیت "اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ لَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ بَلٰی قَادِرِیْنَ عَلٰی اَنْ نُّسَوِّیَ بَنَانَهٗ" اس کی کھلی دلیل ہے کہ جملہ تعلیقی صادر ہوا ہے۔ یعنی ترتب انکار خدا جوڑ جوڑ الگ نہ کرنے کی شرط کے ساتھ مشروط ہوا ہے' فی الحال ذات خدا سے انکار نہیں اور

آئندہ بھی نہ اس کے خلاف ہوگا' نہ انکار مرتب ہوگا' لہٰذا اس کے کہنے سے کافر ہونے کا حکم ہرگز نہیں لگایا جاسکتا اور عوام کو تو کسی کے بارے میں کفر کا حکم لگانے کا قطعاً کوئی حق ہی نہیں پہنچتا'' البتہ ایسا جملہ کبھی استعمال نہ کیا جائے' ہرگز اجازت نہیں''۔ (م'ع) (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

زبردستی پیشاب پینے اور پلانے سے ایمان کا حکم

سوال: نظام الدین کو کچھ لوگوں نے جبراً پیشاب پلانے کی کوشش کی اور غلط الزام لگایا' نظام الدین نے پیشاب کے گلاس کو جھٹکا مار کر گرادیا' اس کے بعد ان لوگوں نے افواہ اڑادی کہ نظام الدین نے پیشاب پی لیا ہے' لہٰذا اب اس کا کوئی ایمان نہیں رہا' ہم اس کو برادری سے نکالتے ہیں' نظام الدین کا حقہ پانی بند کردیا ہے جبکہ وہ نماز روزہ پر عمل کررہا ہے' آپ فتوے کی رو سے آگاہ کریں؟

جواب: مذکورہ صورت میں نظام الدین بدستور مسلمان ہے' مذکورہ اشخاص کی اس شرمناک حرکت سے اس کا ایمان نہیں گیا' نہ کوئی کمی واقع ہوئی مگر جن جن لوگوں نے اس کے ساتھ غیر فطری اور غیر انسانی حرکت کی ہے یہ خود ان کے ایمان واسلام میں نقص کی دلیل ہے۔ ''ان سب کو توبہ لازم ہے''۔ (م'ع) (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

روزانہ تجدید ایمان اور گاہے بگاہے تجدید نکاح کا حکم

سوال: ایک مسئلہ سامنے آیا' کچھ حضرات نے اس کو حدیث بھی قرار دیا ہے جس کا مفہوم اس طرح ہے تجدید ایمان روزانہ کیا کرو اور تجدید نکاح گاہے بگاہے کرلیا کرو' یہ کب اور کن حالات میں ہے؟

جواب: حدیث شریف میں یہ مضمون آیا ہے کہ بعض آدمی بے پروائی سے ایسی بات کہہ دیتا ہے جس سے اس کے اعمال حبط ہوجاتے ہیں اور اس کو خبر بھی نہیں ہوتی' دین کا سیکھنا اور جاننا جو ہر شخص پر فرض ہے تو سب سے اول عقائد اسلامیہ اور الفاظ کفریہ کا جاننا نہایت ضروری ہے تاکہ حصول ایمان کے بعد بقاء ایمان اور حفاظت ایمان رہ سکے چونکہ عقیدہ کفریہ کی طرح کفریہ الفاظ سے بھی ایمان ختم ہوجاتا ہے' خواہ ہنسی مذاق میں ہوں یا غصہ اور دوسرے کی تردید میں ہوں' اس سلسلہ میں بہشتی زیور حصہ ۳ ''دین سے پھر جانے کے بیان'' پڑھنا چاہیے۔ آج کل بالعموم آزادی اور بے خوفی کا دور دورہ ہے' دنیا کی کمی ونقصان بلکہ اس کے خیال واندیشہ سے بھی آدمی بے قابو ہوجاتا ہے اور زبان سے اول فول نکال دیتا ہے' اور پرواہ تک نہیں کرتا' اسی کو علامہ شامی نے لکھا ہے کہ عوام الناس ایسے الفاظ بولتے ہیں جن سے آدمی کافر ہوجاتا ہے' مگر انہیں پتہ بھی نہیں رہتا'

اس لیے عام آدمی اور بے علم آدمی کو چاہیے کہ روزانہ ایمان اختیار کرنے کی نیت سے کلمہ طیبہ پڑھ لیا کریں اور ہر ماہ دو گواہوں کی موجودگی میں نکاح کی بھی تجدید کرلیا کریں۔

سو اصل تو یہی ہے لیکن اب کے حالات میں تو ہر مسلم کی زبان پر کلمہ جاری رہتا ہے اور عورتیں بھی تسبیح و کلمہ پڑھتی رہتی ہیں' اس میں ایمان حاصل کرنے کی نیت بھی کرلیا کریں اور تجدید نکاح کی بابت یہ ہے کہ جب اس قسم کی بات مرد سے یا عورت سے ہوجائے تو علماء سے معلوم کرکے اس کے موافق تجدید نکاح کرنا بھی ضروری ہے۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

حرام مال سے دعوت اور اس پر بسم اللہ

سوال: زید کو بینک کے ملازم کی دعوت پر جب کہا گیا کہ بعض اہل علم ہمارے کھانے کو حرام قرار دیتے ہیں تو زید جو کہ صوفی مشہور ہے اس نے فوراً "بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَایَضُرُّ مَعَ اِسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَافِی السَّمَآءِ وَهُوَالسَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ" پڑھ کر کھانا شروع کردیا اور ان پر اہل علم جو ایسی دعوت کو ناجائز قرار دیتے ہیں' غلطی کا حکم جاری کردیا تو زید کا قول شرعاً کیسا ہے اور اس کی تکفیر کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ جواب: جو چیز حرام محض ہو اس کو حلال اعتقاد کرنا کفر ہے اور اس چیز پر بسم اللہ پڑھنے سے بھی علماء نے تکفیر کی ہے' صورت مسئولہ میں ممکن ہے کہ داعی نے زید کے سامنے حلال پیش کیا ہو' مثلاً قرض لے کر یا اس کو وراثت میں ملا ہو' عموماً مقتداء کی دعوت میں اس کا لحاظ رکھا جاتا ہے کہ حلال مال سے ان کی دعوت کی جاتی ہے' اگرچہ داعی کے پاس حرام مال موجود ہو' یہ بھی ممکن ہے کہ داعی کے پاس حلال و حرام دونوں مخلوط مال ہوں اور جب زید سے کہا گیا تو اس نے اس نیت سے کہ اگر اس میں کچھ حرام بھی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے مضر اثرات سے محفوظ رکھے' بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کردیا ہو' اس لیے تکفیر نہیں کی جاسکتی۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۱۵۵)

بسم اللہ پڑھنے پر استہزاء کرنا کفر ہے

سوال: زید ہر کام کے شروع میں بسم اللہ کہنے کا عادی ہے' ایک روز عمر نے زید کو اس کہنے پر تشنیع کی اور یہ کہا کہ خدا تو راستہ اور گھاٹ میں پڑا ہے' اس کو پکارنے کی ہر وقت ضرورت کیا ہے۔

۲۔ عمر ہمیشہ تقدیر کے مسئلہ میں علماء سے طعن و تشنیع اور بحث کرتا ہے۔

۳۔ اور عمر عذاب قبر کے بارے میں شک کرتا ہے اور علماء سے ہمیشہ بحث کرتا ہے اور جاہلوں کو بدعقیدہ کرتا ہے' عمر کے لیے شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب: احکام شرعیہ پر استہزاء کرنا کفر ہے اور بسم اللہ پڑھنے پر استہزاء کرنا اسی طرح تقدیر کے مسئلہ میں شک کرنا اور عذاب قبر میں شک کرنا اور علماء کو بے وجہ سب وشتم کرنا' یہ سب امور حرام ہیں' بعض ان میں سے حد کفر کو پہنچے ہوئے ہیں لہٰذا عمر کو توبہ کرنا' نئے سرے سے اسلام لانا اور نیا نکاح کرنا لازم ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۱۲ص ۴۲۶)

گستاخ پادری کے پاس اٹھنا بیٹھنا

سوال: ایک مولوی اور کچھ ناخواندہ اس کے ساتھ ایک پادری کے ہاں اٹھتے بیٹھتے ہیں اور اس کے ساتھ پان' چائے وغیرہ پادری کے ہاں کا بنا ہوا کھاتے ہیں اور گفتگو میں وہ پادری سرور کائنات کی شان میں بے ادبی کرتا ہے اور حضرت عائشہ کی شان میں بہتان لگاتا ہے' زینب وزید کی شان میں لفظ گستاخانہ کہتا ہے' مسلمان اس مولوی کو کہتے ہیں کہ اس پادری کے پاس کھانا پینا وغیرہ نہ کرنا چاہیے' وہ جواب دیتے ہیں کہ کچھ حرج نہیں' اس سے ہمارے ایمان میں کچھ نقص نہیں آتا' اگر فرق آتا ہے تو ہمیں قرآن وحدیث سے ثبوت دو لہٰذا دریافت طلب یہ ہے کہ اس مولوی کے ایمان میں کچھ خلل آیا یا نہیں؟ اور اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جناب رسالت پناہ روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں گستاخی کرنے والا یا اس گستاخی سے ناراض نہ ہونے والا کافر ہے' پس جو شخص ایسے آدمی کے فعل پر خواہ وہ عیسائی ہو یا اور کوئی ہو' اظہار ناراضگی نہ کرے یا کم از کم دل سے برا سمجھ کر اس جگہ سے اٹھ نہ جائے' بے شک وہ بھی کافر ہے' ایسے شخص کے پیچھے نماز درست نہیں' رہا صرف کھانا پینا تو وہ عیسائی کے مکان کا بشرطیکہ کسی ناپاک یا حرام چیز کی آمیزش کا گمان غالب نہ ہو درست ہے۔ (کفایت المفتی ج ۱ص ۷۵)

فال کا حکم

سوال: فال کا نکلنا کیسا ہے؟ مجھے اس بات کا علم ہے کہ دو شخصوں کے درمیان میں کوئی مقدمہ ہو یا کسی قسم کا مقابلہ ہو اور مجھے ان دونوں کے نام اور عمر معلوم ہو جائے تو میں جان لیتا ہوں کہ کون غالب ہوگا' کون مغلوب' بعض مرتبہ قواعد ہندسہ وغیرہ سے معلوم کر لیتا ہوں اس بات کو مدت دراز سے کرتا ہوں' ہمیشہ مطابق پاتا ہوں یہ عمل کیسا ہے؟

جواب: یہ عمل عرافہ ہے جو کہانت کی ایک قسم ہے اور محض حرام ہے' نیز حرام ہونے کے ساتھ عوام کو فتنہ میں مبتلا کرنا ہے' نیز کسی ناجائز طریقہ کا موجب علم ہونا اس کے جواز کی دلیل نہیں

جیسا کہ نجس۔ (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۳۷۶)

اسلام میں بدشگونی کا کوئی تصور نہیں

سوال: عام خیال یہ ہے کہ اگر کبھی دودھ وغیرہ گر جائے یا پھر طاق اعداد مثلاً: ۳،۵،۷ وغیرہ یا پھر اسی طرح دنوں کے بارے میں جن میں منگل، بدھ، ہفتہ وغیرہ آتے ہیں انہیں مناسب نہیں سمجھا جاتا، عام زبان میں بدشگونی کہا جاتا ہے، تو قرآن وحدیث کی روشنی میں بدشگونی کی کیا حیثیت ہے؟

جواب: اسلام میں نحوست اور بدشگونی کا کوئی تصور نہیں، یہ محض توہم پرستی ہے۔ حدیث شریف میں بدشگونی کے عقیدہ کی تردید فرمائی گئی ہے، سب سے بڑی نحوست انسان کی اپنی بدعملیاں اور فسق وفجور ہے جو آج مختلف طریقوں سے گھر گھر میں ہو رہا ہے، الا ماشاء اللہ! یہ بدعملیاں اور نافرمانیاں خدا کے قہر اور لعنت کی موجب ہیں، ان سے بچنا چاہیے۔ (آپکے مسائل ج ۱ ص ۵۰۱)

عملیات میں فرشتوں یا مؤکلین کو ندا دینے کا حکم

سوال: بعض عملیات میں فرشتوں یا مؤکلین کو پکارا جاتا ہے، مولوی احمد علی صاحب محدث سہارن پوری نے بھی سورہ کوثر کا ایک عمل تفریق اعداء کے لیے لکھا ہے اس کے آخر میں "اجب یا اسرافیل" کا لفظ ہے اس میں شبہ یہ ہے کہ یہ غیر اللہ سے مدد مانگنا ہے، جائز ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو استعانت بالغیر کی جامع مانع حد کیا ہے؟ بعض شوقیہ اشعار میں بھی اس قسم کی استعانت اولیاء اللہ سے کی جاتی ہے، زندوں سے بھی مردوں سے بھی؟

جواب: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَايَسْمَعُوْا دُعَآءَ كُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَااسْتَجَابُوْا لَكُمْ. وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ. وَلَايُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ.

اس آیت میں چار جملے ہیں جو مخلوق کو ندا دینے اور مدد مانگنے کے جواز کی شرائط کا فیصلہ کر رہے ہیں، پہلے جملے سے علم کا ہونا، دوسرے سے قدرت کا ہونا اور تیسرے مستقل تصرف کے اعتقاد کا (کہ فرد ہے شرک کی) نہ ہونا اور چوتھے جملے سے علم وقدرت کا ثبوت ایسی خبر صحیح کے ذریعہ جو اہل بصیرت کے نزدیک معتبر ہو اور یہ ہی شرائط عقلی بھی ہیں جہاں ان میں سے ایک شرط بھی معدوم ہو جائے گی ندا واستعانت ناجائز ہو جائے گی، پھر ناجائز ہونے کے درجے بھی دلائل کے مختلف ہونے کے ساتھ مختلف ہوں گے، کہیں شرک ہوگا، کہیں معصیت، پھر کہیں خود خفیف ہوگا مگر عوام کے مفسدہ بننے کے سبب شدید ہو جائے گا اور یہ سب تفصیل نداء حقیقی میں ہے۔ "یعنی

جب کہ منادی کو متوجہ کرنے کا ارادہ ہو' اور ندائے مجازی بمعنی محض تذکر یا تحسر وغیرہما میں اگر کوئی خرابی وفساد نہ ہو جائز ہے ورنہ ناجائز۔

پس اگر اکابر میں سے کسی کے کلام میں ایسی ندا ہو تو اس کو یا مجاز پر محمول کیا جائے یا ان کی طرف نسبت کرنے کو غیر صحیح کہا جائے گا' یا اس جیسی کوئی تاویل کی جائے گی' یہ تو ان کو بری کرنے کے لیے ہے' باقی عوام کو فساد اور خرابی عقیدہ کے یقینی ہونے کی وجہ سے بالکلیہ روکا جائے گا۔ (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۳۴۳)

نقصان پہنچانے والے تعویذ جادو ٹوٹکے حرام ہیں

سوال: کیا تعویذ' جادو ٹونا جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ تعویذوں کا اثر ہمیشہ ہوتا ہے اور انسان کو نقصان پہنچتا ہے' تعویذ کرنے والے کے لیے کیا سزا اسلام نے تجویز کی ہے؟

جواب: کسی کو نقصان پہنچانے کے لیے تعویذ جادو ٹوٹکے کرنا حرام ہے اور ایسا شخص اگر توبہ نہ کرے تو اس کو سزائے موت ہو سکتی ہے۔ (آپ کے مسائل ج ۱ ص ۴۹۴)

جو جادو یا سفلی عمل کو حلال سمجھ کر کرے وہ کافر ہے

سوال: کوئی آدمی یا عورت کسی پر تعویذ دھاگہ سفلی عمل یا پھر جادو کا استعمال کرے اور اس کے اس عمل سے دوسرے آدمی کو تکلیف پہنچے یا پھر اگر وہ آدمی اس تکلیف سے انتقال کر جائے تو خداوند تعالیٰ کے نزدیک ان لوگوں کا کیا درجہ ہوگا' چاہے وہ تکلیف میں ہی مبتلا ہوں یا انتقال ہو جائے کیونکہ آج کل کالا عمل کا رواج زیادہ عروج کر رہا ہے' لہٰذا مہربانی فرما کر تفصیل سے لکھنا تاکہ اس کالے دھندے کرنے اور کرانے والوں کو اپنا انجام معلوم ہو سکے' اللہ ان لوگوں کو نیک ہدایت دے؟ آمین

جواب: جادو اور سفلی عمل کرنا اس کے بدترین گناہ ہونے میں تو کسی کا اختلاف نہیں البتہ اس میں اختلاف ہے کہ جادو کرنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے یا نہیں؟ صحیح یہ ہے کہ اگر اس کو حلال سمجھ کر کرے تو کافر ہے اور اگر حرام اور گناہ سمجھ کر کرے تو کافر نہیں' گنہگار اور فاسق ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ایسے سفلی اعمال سے دل سیاہ ہو جاتا ہے' اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس آفت سے بچائے' یہ بھی فقہائے اُمت نے لکھا ہے کہ اگر کسی کے جادو اور سفلی عمل سے کسی کی موت واقع ہو جائے تو یہ شخص قاتل تصور کیا جائے گا۔ حوالا بالا۔

مسلمان آپس کے اختلاف کے بعد بھی مسلمان ہیں

سوال: ہندوستان یا کسی بھی ملک میں کافی مقدار میں مسلمان آباد ہیں اور آپس میں بوجہ پارٹی بندی سب مختلف الخیال ہیں۔ جس کی وجہ سے آئے دن ان پر حملہ ہوتا رہتا ہے اور ان کی جان و

مال، عزت وعصمت سب غیر محفوظ ہیں، ایسی صورت میں وہ مسلمان ہیں یا نہیں؟

جواب: نفسانی اغراض اور ذاتی اقتدار کی بناء پر اختلاف اور پارٹی بندی سخت مذموم ہے، اس کے نتائج نہایت خراب ہیں، جیسا کہ مشاہدہ ہے لیکن پھر بھی ان کو کافر نہیں کہا جائے گا، وہ مسلمان ہی ہیں ان کو اپنی حرکتوں سے باز آنا اور توبہ کرنا لازم ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۱۰۶)

مومن کی عزت کعبہ سے زیادہ ہے

سوال: کیا اللہ جل شانہ کے نزدیک مومن کی شان وعزت کعبۃ اللہ سے زیادہ ہے؟

جواب: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موقوفاً منقول ہے کہ مومن کی حرمت اللہ کے نزدیک کعبہ معظمہ سے زیادہ ہے۔ (خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۴۸) ''ترغیب ج ۳ ص ۱۷۷'' ''مطلب یہ کہ ہر مومن کا احترام صاحب ایمان ہونے کے سبب ضروری ہے'' (م ع)

کالی بکری کو مخصوص طور پر ذبح کرنا

سوال: ایک شخص رمضان کی ۲۷ تاریخ کو ایک سیاہ رنگ کی بکری ذبح کرتا ہے اور تمام گھر کے آدمی ہلدی میں ہاتھ رنگ کر اس پر لگاتے ہیں، پھر امام صاحب سے اس کو ذبح کراتے ہیں اور اس کے سری، پائے، چوراہے پر دفن کرتے ہیں اور گوشت کی پلاؤ بنا کر کھلاتے ہیں، اور وہ بکری کالی کے نام سے کرتے ہیں اور امام سے قل پڑھواتے ہیں، اگر امام یہ کام نہ کرے تو مسجد میں نہیں رہ سکتا، اس بکری کا کھانا کیسا ہے؟ جواب: یہ فعل سخت گناہ قریب شرک ہے اور اس بکری کا کھانا حرام ہے، وہ بالکل مردار ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۰ ص ۸۵)

تبلیغ اسلام کا منکر اسلام دشمن ہے

سوال: جو لوگ ہندوؤں کو مسلمان کرتے ہیں، بعض لوگ ان کے سخت مخالف ہیں جس کی وجہ سے آئندہ اس اطراف میں اوروں کو ہمت نہیں ہوتی ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ بہت خطرناک ہے اور اسلام کی دشمنی کی علامت ہے، لہٰذا فوراً اس حرکت سے رو کنا وصدق دل سے توبہ کرنی چاہیے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۶ ص ۱۱۶)

غوث اعظم کے متعلق بعض حکایات کا حکم

سوال: درج ذیل کرامتوں کا کیا حکم ہے؟ حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ کے ایک مرید نے

انتقال کیا' اس کا بیٹا روتا ہوا آیا' آپ نے اس کے حال پر رحم فرما کر آسمان چہارم پر جا کر ملک الموت سے روح مرید کو مانگا' ملک الموت نے جواب دیا کہ خدا تعالیٰ کے حکم سے قبض کی ہے' آپ نے فرمایا میرے حکم سے چھوڑ دے جب ملک الموت نے نہ دی تو آپ نے زبردستی تمام روحوں کی زنبیل جو اس دن قبض کی تھی چھین لی' تمام روحیں پرواز کر کے اپنے اپنے جسم میں داخل ہو گئیں' ملک الموت نے فریاد کی کہ ایک شخص مجنون نے روحوں کی زنبیل چھین لی' فرمایا وہ ادھر کو تو نہیں آتا' عرض کیا نہیں آتا کہا اچھا ہوا جو واپس گیا ورنہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک جتنے مرے ہیں سب کے زندہ کرنے کو کہتا تو مجھے زندہ کرنے پڑتے' ایک عورت خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا یا حضرت مجھے بیٹا دو' آپ نے فرمایا تیری تقدیر میں لوح محفوظ میں نہیں ہے اس نے عرض کی اگر لوح محفوظ میں ہوتا تو تمہارے پاس کیوں آتی' آپ نے اللہ تعالیٰ سے کہا یا خدا اس عورت کو بیٹا دے' حکم ہوا اس کی قسمت میں نہیں ہے' کہا ایک نہیں تو دو دے دے' جواب آیا ایک نہیں تو دو کہاں سے دوں' کہا تو تین دے' کہا جب ایک بھی نہیں تو تین کہاں؟ غوث اعظم نے غصہ میں آ کر اپنے دروازہ کی خاک تعویذ بنا کر دی اور کہا کہ سات بیٹے ہوں گے' وہ عورت خوش ہو کر چلی گئی اور اس کے سات بیٹے ہوئے' وفات کے بعد ایک بزرگ نے آپ کو خواب میں دیکھا' کہا منکر نکیر کے جواب سے آپ نے کیونکر رہائی پائی' شیخ نے فرمایا یوں پوچھو منکر نکیر نے میرے سوال سے کیوں کر رہائی پائی جس وقت وہ قبر میں میرے پاس آئے میں نے ان کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے اور کہا یہ بتلاؤ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم زمین میں اپنا خلیفہ پیدا کریں گے تو تم نے یہ کیوں کہا کہ اے اللہ تو ایسے شخص کو پیدا کرتا ہے جو زمین میں فساد پیدا کرے گا' شاید تم نے اللہ تعالیٰ کو مشورت طلب ٹھہرایا۔

جواب: یہ کرامات بت پرستوں کے سے عقیدہ والوں کی ہیں جو لوگ ان کرامات شرکیہ کو حق جانتے ہیں وہ سراسر قرآن و حدیث کے مخالف ہیں اور بت پرستوں کی طرح عبدالقادر پرست ہیں' بندہ کو العیاذ باللہ خدا اعتقاد کرتے ہیں بلکہ اس قہار و جبار کو بندے کے آگے مجبور جانتے ہیں' ایسے عقیدہ والے قطعی کافر اور مشرک ہیں' اگر وہ کوئی ابتداء شعور سے اس عقیدے پر ہے تو پرانا کافر ہے' جب تک اس عقیدے سے توبہ اور تجدید اسلام نہ کرے مسلمان نہیں اور جو لوگ اول عقیدہ توحید کا رکھتے تھے اور بعد میں اس شرکیہ عقیدہ پر ہو گئے تو ان کے پہلے نیک عمل سب برباد ہو گئے' اگر اسی کفر پر مر جائیں تو دوزخی ہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۳)

قبول اسلام کیلئے ترک حجاب کی شرط لگانا

سوال: ایک نوجوان مفتی صاحب نے مجھ سے کہا کہ تمہارے گاؤں میں بہت سی غیر مسلم عورتیں مسلمان ہونا چاہتی ہیں لیکن شرعی پردہ جیسا کہ تمہاری بیوی اور فلاں عورت رکھتی ہے انہیں ناپسند ہے' اس طرح یہ دونوں خواتین ان غیر مسلم عورتوں کے قبول اسلام سے مانع ہیں' لہٰذا تم اپنی بیوی اور فلاں سے کہہ دو کہ وہ اپنا پردہ چھوڑ دیں ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دوسروں کے اسلام کے لیے رکاوٹ بننے کی وجہ سے قیامت کے دن ان سے سوال کیا جائے' سوال یہ ہے کہ اب کیا کرنا چاہیے؟

جواب: یہ غلط فہمی اور مغالطہ ہے جو مختلف وجوہ سے ظاہر البطلان ہے۔

۱۔ یہ محض سنی سنائی بے تحقیقی بات ہے۔ جیسا کہ عبارت سوال "ہم نے سنا" میں صاف تحریر ہے اور ایسی بات پر عمل کرنا' ذہن میں جگہ دینا اور اس کا نقل کرنا' دوسروں سے بیان کرنا مذموم ہے۔

۲۔ اگر یہ بات واقعی تحقیقی ہو تب بھی بوجہ کفران کے قول کا اعتبار نہیں بلکہ اگر وہ قسمیں کھا کر کہیں تب بھی اعتبار نہ کیا جائے کہ ارشاد ربانی ہے کہ ان کافروں کی قسموں کا کوئی اعتبار نہیں' عین ممکن ہے کہ یہ ان کا مکر ہو اگر ان کی بات مان لی جائے اور پردہ ترک کر دیا جائے تو مذاق بنایا جائے' اسلام یا اہل اسلام کے بارے میں طعن کا موقع ہاتھ آ جائے' نیز آج تو یہ کہا جا رہا ہے کل کو کوئی یہ کہہ دے گا کہ ہم اسلام قبول کر لیں اگر نماز ترک کر دی جائے۔ (ہکذا اجاب حکیم الامت التھانوی فی موقعہ) اس لیے یہ واہیات بات ہے۔

۳۔ اگر پابندی پردہ کا خیال مانع ہو گیا تھا تو زیادہ تعداد بے پردہ مسلمان عورتوں کو دیکھ کر اسلام قبول کرنے کا داعی بھی تو موجود ہے' ان کو دیکھ کر ان عورتوں نے اسلام قبول کیوں نہیں کر لیا۔

۴۔ جب یہ ہے تو معلوم ہوا انہیں اسلام میں داخل ہونا مطلوب نہیں' ع خوئے بدرا بہانہ بسیار

۵۔ اگر اسلام کی حقانیت ان کے دل میں جاگزیں ہو جاتی تو یہ اسلامی بات جو فطرۃ صحیحہ و حیا اور عقل سلیم کے بالکل مطابق اور صحیح انسانیت کی ضامن اور محافظ ہے' بے حجابی' بے حیائی و بے باکی قاتل انسانیت ہے جو کہ اہل عقل کے نزدیک مسلم ہے مانع نہ بنتی' اگرچہ خلاف عادت ہونے کے باعث طبیعت پر گراں اور نفس کے لیے تلخ اور ناگوار ہے۔ "تو پردہ کو ایمان کا موقوف علیہ قرار دینا غلط ہے" (م'ع) (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

کراچی میں حج ادا کرنا

سوال: کسی پیر کو شاہ نبیاں' مالک ملک نبوت' سید انس و جاں' امام الرسل سمجھنا اور کعبۃ اللہ کے

بجائے کراچی میں حج ادا کرنا' ایک میدان کو عرفات سمجھنا اور ایک قبرستان کو جنت البقیع کہنا اور ۹ ذی الحجہ کو تین بجے ایک بڑے منبر پر خطبہ حج ادا کرنا' یہ باتیں کہنے اور اعتقاد رکھنے سے انسان کافر ہو جاتا ہے یا نہیں؟ یہ عقائد کفریہ ہیں یا خوف کفر ہے' کفر اور خوف کفر میں کیا فرق ہے؟

جواب: یہ عقائد کفریہ ہیں' ان سے ہر مسلمان کو تبری کرنا لازم ہے' کفر کا یقیناً حکم کر دینا اس وقت ہوتا ہے جب کہ کوئی شبہ باقی نہ رہے اور دلیل میں کوئی شبہ پیش آ جائے تو وہاں کہا جاتا ہے کہ خوف کفر ہے۔ (کفایت المفتی ج اص ۳۰۹)

مقلد کو مشرک کہنا

سوال: ایک شخص تقلید کرنے والے کو مشرک کہتا ہے' سو ایسے شخص کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ مدلل بیان فرمائیں۔ جواب: جو شخص کہ تقلید کو شرک کہے وہ خود خاطی ہے اور تمام مقلدین کو مشرک بتائے تو اس کے ایمان کی سلامتی مخدوش ہے' اس کے پیچھے نماز بھی نہیں ہوتی کیونکہ مطلق تقلید کا ثبوت قرآن مجید اور احادیث صحیحہ' اقوال صحابہ اور تعامل سلف سے یقینی طور پر ہے اور تقلید شخصی کا جواز بھی قرآن و حدیث و اقوال صحابہ و تعامل سلف سے ثابت ہے' پس اس کو شرک کہنا جہالت ہے۔ (کفایت المفتی ج اص ۳۳۱)

صحاح ستہ پر اعتقاد کرنا

سوال: ایک شخص یہ کہتا ہے کہ مراد آباد میں جامعہ قاسمیہ کی صحاح ستہ کی کتابیں سراسر غلط ہیں' انہوں نے کچھ حدیثیں اپنی طرف سے بنا کر لکھوا دی ہیں اور ان کتابوں میں توحید بھی ہے تو توحید کو بھی غلط قرار دیتا ہے کیونکہ لفظ سراسر میں سب کچھ آ گیا' لیکن وہ شخص کلمہ گو ہے مگر بدعتی خیال کا ہے اس کا اعتبار حدیث کی کتابوں پر نہیں ہے تو وہ شخص کافر ہوا یا مشرک و مرتد؟ جواب باصواب دے کر جزاء دارین حاصل کریں؟

جواب: اس شخص سے دریافت کیا جاوے کہ وہ کچھ حدیثیں جو اپنی طرف سے بنا کر لکھوا دی ہیں وہ کیا ہیں اور کس نے بنا کر لکھوائی ہیں' جامعہ قاسمیہ کی صحاح کہاں ہیں' کیا وہ صرف جامعہ قاسمیہ میں ہیں یا دوسری جگہ بھی موجود ہیں؟ شخص مذکور کا مقولہ جہالت کا نتیجہ ہے جس طرح لفظ سراسر سے سائل کے ذہن میں اس کے کفر شرک اور ارتداد کا شبہ پیدا ہوا ہے تو سائل کو لفظ ''صحاح'' اور لفظ ''کچھ'' پر بھی توجہ کرنے کی ضرورت ہے کہ ان کو صحاح تسلیم کرتا ہے اور کچھ کو اپنی طرف سے

بتاتا ہے ساتھ ہی سائل اس کا بھی مدعی ہے کہ وہ کلمہ گو ہے لہٰذا اس کی تکفیر سے اجتناب اور اس کی اصلاح کی سعی حتی الوسع لازم ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۰ ص ۶۷)

صنعت کیمیا کے ذریعے ذہب وفضہ بنانے کا حکم اور عقیدہ

سوال: صنعت کیمیا کے ذریعہ سے ذہب وفضہ تیار کرنے کا عقیدہ رکھنا شرع شریف میں جائز ہے یا غیر جائز اور اس کا خرچہ اسراف ہوگا یا نہیں؟

جواب: اغلب اور اکثر الوقوع چونکہ یہی ہے کہ اس میں اضاعت مال ہوتا ہے اور اضاعت وقت بھی لہٰذا اس میں صرف کرنا اسراف ہے اور یہ عقیدہ رکھنا ناجائز نہیں۔ (فتاویٰ مظاہر العلوم ج ا ص ۲۴۵) ''اور لازم بھی نہیں'' (م'ع)

جھاؤ کا استعمال کرنا

سوال: مشہور ہے کہ درخت جھاؤ کو استعمال میں نہیں لانا چاہیے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو جب آگ میں ڈالا گیا تو اس درخت سے آگ شروع ہوئی' آیا یہ کسی کتاب سے ثابت ہے یا نہیں؟

جواب: جھاؤ کے متعلق یہ عقیدہ اور ایسا خیال بے اصل ہے' حضرت تھانویؒ نے اغلاط العوام میں اس کی تردید کی ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۵ ص ۱۷۰)

روزہ کیوں رکھوں' مجھے اللہ نے رزق دیا ہے

سوال: ایک شخص کو دوسرے بھائی نے کہا کہ روزہ رکھا کرو' اس نے جواب دیا روزہ کیوں رکھوں؟ مجھ کو اللہ نے رزق وطعام دیا ہے' اس جملہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: جملہ مذکورہ اس کے ہم معنی ہے کہ کون بھوکا مرے یا روزہ وہ رکھے جس کے گھر کھانا نہ ہو' یہ سب الفاظ کفریہ ہیں جس کا حکم یہ ہے کہ زبان سے کہتے ہی ایمان ختم ہو جاتا ہے' اگرچہ ہنسی مذاق میں ہی کہے۔ پس اس کے کہنے سے تمام نیک اعمال برباد ہوگئے اور نکاح بھی ختم ہوگیا' اسی وقت اس کی بیوی اس سے الگ ہو جائے یا الگ کر دی جائے اور مسلمانوں میں اعلان کر دیا جائے کہ فلاں شخص کافر ہوگیا' اس پر اگر وہ شخص نادم وشرمندہ ہو اور توبہ کرے اور پھر سے اسلام وایمان قبول کرے تو بعد کے تفصیلی حالات اس وقت معلوم کرے۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ) ''مختصر یہ کہ تجدید ایمان کے ساتھ تجدید نکاح بھی ضروری ہے'' (م'ع)

آئندہ کی بتائی ہوئی خبروں پر یقین کرنا

سوال: ایک شخص نے ایک بچے کے متعلق کہا کہ صرف دو ماہ زندہ رہے گا' وہ واقعی دو ماہ کے بعد ختم ہوگیا' ایک لڑکی کے متعلق کہا کہ تو اپنے بیٹے کا آرام نہیں دیکھ سکتی اور پانچ ماہ بعد تم ختم ہو جاؤ گی' وہ پانچ ماہ کے بعد ختم ہوگئی' میری عورت کے بارے میں کہا کہ تمہارے اوپر سات جھٹکے آئیں گے یا تم پہلے ہی جھٹکے میں ختم ہو جاؤ گی یا پانچویں میں' اب میری عورت کے اوپر پانچ جھٹکے آ چکے ہیں' ہم پریشان ہیں شریعت مطہرہ اس مسئلے میں کیا فرماتی ہے؟

جواب: اس قسم کی باتیں بتا کر مخلوق کو پریشان کرنا بہت ہی غلط طریقہ ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کے متعلق ایسا نہیں فرمایا' کسی کی موت کا صحیح علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں' قرائن یا کسی کشف سے جو علم حاصل ہوتا ہے وہ شرعی حجت نہیں' آپ کو پریشان نہیں ہونا چاہیے' یہ بھی ممکن ہے کہ آئندہ کو جھٹکا ہی نہ ہو' یہ بھی ممکن ہے کہ مدت دراز کے بعد بالکل اخیر میں آئے' جتنی عمر اللہ تعالیٰ نے تجویز فرمادی ہے اس میں کمی زیادتی نہیں ہوسکتی' بس یہی (بات) اطمینان بخش ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۸۹)

مجنوں کے نام پر معتقدات اسلامی کا مذاق

سوال: لیلیٰ مجنوں کے متعلق گراموفون میں کچھ ایسے ریکارڈ تیار کیے گئے ہیں جن میں درج ذیل اشعار گائے گئے ہیں' ان اشعار سے شان رسالت میں گستاخی ہے یا نہیں؟

قبر میں مجنوں سے جب پوچھا گیا — یار قل من ربک ما دینک
سنتے ہی گویا لگا اک دل پہ تیر — بولا گھبرا کر اے منکر نکیر
پاس میرے آپ جو تشریف لائے — میری لیلیٰ کو کہاں پر چھوڑ آئے
آراستہ جب ہوگا دلا عرصہ محشر — لائیں گے جو تشریف وہاں سارے پیمبر
عشاق سے فرمائے گا یوں خالق اکبر — میں نے دنیا میں بہت کی جستجو
دنیا میں کہو کس کیلئے رہتے تھے مضطر — میں عرض کروں گا میرے مالک مرے داور

کوئی لیلیٰ سا نہ پایا ماہ رو

پھر فرشتوں نے شبیہ مصطفیٰ — سامنے لا کر کے مجنوں سے کہا
دیکھ ان کو غور سے اے نیک ذات — واسطے ان کے نبی کل کائنات
بولا مجنوں اور کچھ سمجھا نہ میں — ہاں مگر آنکھیں تو لیلیٰ کی سی ہیں

جواب: واقعہ مذکورہ جو ایک فرضی ڈرامے کی صورت میں ترتیب دیا گیا ہے توہین مذہب اور توہین

انبیاء کا ایک مرقع ہے‘ اگر واقعی ہوتا تو مجنوں کے جنون کے ماتحت قابل درگزر رہوتا لیکن اب تو بنانے والے کا مقصد یہ ہی ہوسکتا ہے کہ وہ مجنوں کے عشق کی آڑ لے کر منکر نکیر‘ سوال قبر‘ حضرت حق کے محاسبہ‘ محشر وغیرہ معتقدات اسلامی کا مذاق اڑائے‘ اس لیے مسلمانوں کو ایسے ریکارڈوں کے خلاف قومی احتجاج کرنا چاہیے۔ (کفایت المفتی ج۹ص۱۸۱) ”اور ایسے ریکارڈ بند کرانے کی سعی بلیغ کرنا چاہیے“ (م‘ع)

بھگوان سے مدد مانگنا

سوال: ایک شخص ہیں جو صوم وصلوٰۃ کے پابند ہیں‘ ایک حلف نامے میں انہوں نے تحریر کیا کہ بھگوان میری مدد کرے‘ ایسے شخص کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: ایسا کہنے سے توبہ واستغفار کرنا چاہیے‘ مدد صرف خدا سے مانگی جائے‘ بھگوان کا وہ مفہوم نہیں جو خدا کا مفہوم ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج۱۲ص۴۳۳) ”اس کو سمجھایا جائے کہ مسلمان اس طرح نہیں لکھا کرتے‘ آئندہ احتیاط کی جائے“ (م‘ع)

توحید کے صحیح ہونے کی شرائط‘ اسلام میں توحید کا مقام

سوال: اسلام میں توحید کا تصور کیا ہے؟ کن چیزوں کے ماننے سے انسان کی توحید کامل اور صحیح ہوتی ہے؟ ایک مسلمان کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیسے عقیدے رکھنا چاہئیں؟ امید ہے کہ اس سوال کا جواب عنایت فرمائیں گے؟

جواب: آپ نے بہت اہم اور ضروری سوال پیش فرمایا ہے اس کے بارے میں علماء نے بہت کچھ لکھا ہے۔ ”تفسیر ہدایت القرآن“ میں اس کے متعلق بہت بہترین مضمون ہے‘ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسی کو یہاں نقل کر دیا جائے۔ ملاحظہ ہوں۔

توحید صحیح اس وقت ہوتی ہے جب درج ذیل باتیں مانی جائیں:

(۱) اللہ پاک ہی خالق ہیں‘ یہ کائنات جس کا ایک فرد ہم بھی ہیں‘ ازلی اور ابدی نہیں ہے بلکہ پہلے نہیں تھی بعد میں پیدا ہوئی ہے۔ اس کے پیدا فرمانے والے تنہا اللہ پاک جل شانہ ہیں۔ انہوں نے بلاشرکت غیرے یہ ساری کائنات بنائی ہے۔ (سورہ انعام آیت ۱۰۱) میں اللہ پاک کا ارشاد ہے: وخلق کل شئی ”اور اللہ پاک نے ہر چیز پیدا فرمائی“

(۲) اللہ پاک ہی پروردگار ہیں‘ اللہ پاک نے تمام کائنات کو پیدا کیا ہے اور وہی ہر چیز کے پالنے والے ہیں ان کے سوا کوئی پالنے والے نہیں ہے۔ (سورۃ الجاثیہ آیت ۳۶) میں اللہ پاک کا

ارشاد ہے: فللّٰہ الحمد رب السمٰوات ورب الارض رب العالمین ''حمد اللہ پاک ہی کے لیے جو آسمانوں کے پالنہار' زمین کے پروردگار اور تمام کائنات کے پالنے والے ہیں۔''

(۳) اللہ پاک ہی مالک ہیں۔ تمام کائنات اللہ پاک نے پیدا فرمائی ہے وہی اس کے پالنے والے ہیں اور وہی تمام چیزوں کے مالک بھی ہیں ان کے سوا کائنات کا یا اس کے کسی چیز کا کوئی مالک نہیں ہے۔ (سورۃ البقرہ آیت ۲۳) میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ:

ترجمہ: ''اللہ پاک ہی مالک ہیں ہر اس چیز کی جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے''

(۴) اللہ پاک ہی کا حکم چلتا ہے۔ کائنات کے خالق و مالک اللہ پاک قادر مطلق ہیں وہ جو چاہیں اسے کرنے پر پوری قدرت رکھتے ہیں وہ اسباب کے سامنے عاجز نہیں ہیں بلکہ وہی مسبب الاسباب ہیں۔ تمام ظاہری اسباب انہیں کے حکم کے مطابق کام کرتے ہیں۔ (سورہ یوسف آیت ۴۷) میں ہے کہ ''ان الحکم الا للّٰہ حکم بس اللہ پاک ہی کا چلتا ہے۔

(۵) اللہ پاک ہی حاجت روا ہیں۔ اللہ پاک ہی خالق و مالک ہیں' وہی پالنہار ہیں اور انہی کا حکم چلتا ہے اور سب کچھ ان ہی کے پاس ہیں اس لیے وہی حاجت روا اور مشکل کشا ہیں۔ سب بندے اللہ پاک کے محتاج ہیں وہ خود مخلوق ہیں' اپنی زندگی تک میں اللہ کے محتاج ہیں۔ سورۃ النحل آیت ۹۲ میں اللہ پاک کا ارشاد ہے: ترجمہ: ''وہ کون ہے جو مصیبت زدہ کی فریاد سنتا ہے اور اس کی مصیبت کو دور کرے' صرف اللہ پاک ہی ہر مشکل کھولنے والے ہیں۔''

(۶) اللہ پاک ہی معبود ہیں۔ یعنی پرستش اور بندگی کے حقدار اللہ پاک ہی ہیں۔ انسان کا سر ان ہی کے آگے جھکنا چاہیے' انسان اللہ پاک کا بندہ ہے اس لیے اسے اللہ پاک ہی کی بندگی کرنی چاہیے۔ اسلام کا کلمہ ہی لا الہ الا اللہ ہے۔ یعنی معبود اللہ پاک ہی ہے؟ اور سورۃ الاسراء آیت ۲۳ میں ہے: ترجمہ: ''اور تمہارے پروردگار نے قطعی حکم دیا ہے کہ صرف انہی کی بندگی کرو۔''

(۷) زندگی اور موت اللہ پاک کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ پاک ہی خالق و مالک اور معبود پروردگار ہیں' ان ہی کے ہاتھ میں زندگی اور موت کا رشتہ ہے اور کسی کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود سے کہا تھا (سورہ بقرۃ آیت ۲۸۵) یعنی ''میرے رب وہ ہیں جو جلاتے اور مارتے ہیں''۔

(۸) نفع اور نقصان اللہ پاک ہی کے ہاتھ میں ہے' ہر قسم کا نفع و نقصان اللہ پاک ہی کے ہاتھ میں ہے اور کسی کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ انبیاء علیہم السلام جو اللہ پاک کے مقرب ترین بندے ہیں انکے ہاتھ میں بھی نفع و نقصان نہیں ہے خود سردار انبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی کہلوایا گیا۔

ترجمہ: ”اے پیغمبر! اعلان فرما دیجئے کہ میرے ہاتھ میں تمہارا نفع ونقصان نہیں ہے۔ (سورہ جن، آیت ۲۱) اور حدیث شریف میں ہے کہ جب مانگو اللہ تعالیٰ سے مانگو اور جب مدد چاہو اللہ پاک سے چاہو اور یقین رکھو کہ اگر سب لوگ مل کر تمہیں کوئی فائدہ پہنچانا چاہیں تو ہرگز نہیں پہنچا سکتے مگر جتنا اللہ نے تمہارے حق میں مقدر فرما دیا ہے اور اگر سارے لوگ اکٹھے ہو کر تمہیں کوئی نقصان پہنچانا چاہیں تو ہرگز نہیں پہنچا سکتے مگر جتنا اللہ پاک نے تمہارے نصیب میں لکھ دیا ہے۔

(۹) اللہ پاک ہی ہر چیز کو جاننے والے ہیں۔ ساری کائنات اللہ پاک نے پیدا فرمائی ہے اور وہی ہر چیز کو خوب جانتے ہیں۔ (سورہ الملک، آیت ۱۴) میں ہے:

ترجمہ: ”بھلا جس نے پیدا کیا وہ نہ جانے گا جبکہ وہ باریک بیں اور باخبر بھی ہے۔ انسان کا علم بہت محدود ہے، کائنات کی بے شمار چیزیں اس کے دائرہ علم سے باہر ہیں جنہیں صرف اللہ پاک ہی جانتے ہیں۔ یہ سب انبیاء علیہم السلام کو بھی حاصل نہیں ہے وہ غیب کی بس اتنی ہی باتیں جانتے ہیں جتنی وحی کے ذریعے اللہ پاک نے انہیں بتا دی ہیں۔“

(۱۰) اللہ پاک کا کوئی ہمسر نہیں ہے، تمام کائنات مخلوق ہے اور اللہ پاک خالق ہیں یہ مملوک ہے اور اللہ پاک مالک ہیں اس لیے کائنات کی کوئی چیز اللہ پاک کی ہمسر نہیں ہے۔ ارشاد باری ہے: ترجمہ: ”اور اس کا کوئی ہمسر نہیں ہے۔“

(۱۱) اللہ پاک کی کوئی بیوی نہیں ہے، میاں بیوی کا تعلق وہاں ہوتا ہے جہاں کم از کم تین باتیں پائی جائیں۔ (الف) ایک ہستی دوسری ہستی کی محتاج ہو۔ (ب) شہوانی جذبات موجود ہوں۔ (ج) میاں بیوی دونوں ہم جنس ہوں۔

اور اللہ پاک ان تینوں باتوں سے بری ہیں، وہ کسی کے محتاج نہیں ہیں، وہ شہوانی جذبات سے پاک ہیں اور کوئی ان کا ہم جنس بھی نہیں ہے اس لیے اللہ پاک کے بیوی نہیں ہے۔ سورہ جن میں فرمایا گیا ہے:

ترجمہ: ”اور یہ کہ ہمارے رب کی شان بہت بلند ہے نہ انہوں نے کسی کو بیوی بنایا اور نہ کسی کو اولاد۔“

(۱۲) اللہ پاک کے بیٹا بیٹی نہیں ہے، بیٹا بیٹی کا تصور بیوی اور شہوانی تعلقات سے پیدا ہوتا ہے اور اللہ پاک جل شانہ نہ شہوانی جذبات رکھتے ہیں نہ ان کے بیوی ہے پھر ان کے لیے اولاد کیسی؟ یا اولاد کا خواہش مند وہ ہوتا ہے جو کمزور اور محتاج ہوتا کہ بڑھاپے میں اولاد سہارا بن سکے اور اللہ پاک قادر مطلق، غنی مطلق اور ہر چیز کے مالک ومختار ہیں پھر ان کو اولاد کی کیا حاجت ہے؟ یا اولاد کا آرزومند وہ شخص ہوتا ہے جس کو چندروز کے بعد مرنا ہے تاکہ اولاد کے ذریعے اس کا نام اور

سلسلہ قائم رہے اور اللہ پاک تو سدا زندہ رہنے والے ہیں' پس انہیں اولاد کی کیا حاجت ہے؟
(سورہ الانعام' آیت ۱۰۰) میں ارشاد فرمایا گیا ہے:
ترجمہ: ''لوگوں نے بغیر دلیل کے خدا کے لیے بیٹے بیٹیاں گھڑ لیں' اللہ تعالیٰ پاک و برتر ہیں' ان باتوں سے جو وہ لوگ بیان کرتے ہیں۔''

(۱۳) اللہ پاک اوتار نہیں لیتے۔ کیا یہ بات اللہ پاک کے شایان شان ہے کہ وہ مخلوقات کی طرح ماں کے پیٹ میں رہیں' پیدا ہوں' پرورش کیے جائیں' ان کا جسم ہو' وہ کھائیں پئیں' قضاء حاجت کریں' بیوی بچے رکھیں' دکھ درد سہیں اور مصیبتیں اٹھائیں' انسانی اور حیوانی جذبات ہوں' پھر وہ مر جائیں یا مار دیئے جائیں یا خودکشی کر لیں؟ توبہ توبہ' ان میں سے کوئی بات بھی خالق کائنات کے شایان شان نہیں ہے۔ پس وہ اوتار نہیں لیتے۔

حقیقت یہ ہے کہ لوگ جب مذہبی پیشواؤں کی عقیدت میں حد سے بڑھ جاتے ہیں تو انہیں خدائی صفات کا حامل سمجھ بیٹھتے ہیں پھر انہیں بعینہ خدا قرار دے دیتے ہیں اور ان کے بارے میں یہ عقیدہ قائم کر لیتے ہیں کہ اللہ پاک نے انسانوں کی شکل میں اوتار لیا ہے۔

(۱۴) اللہ پاک ہی قانون دینے والے ہیں۔ اللہ پاک انسان کے خالق اور مالک ہیں۔ اس لیے ان ہی کو انسان کے لیے قانون بنانے کا حق پہنچتا ہے ان کے سوا کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا۔ علماء و مشائخ' عباد و زہاد یا سیاسی رہنماؤں کو قانون بنانے کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔ حدیث شریف میں ہے کہ علماء و مشائخ جس چیز کو حلال قرار دیں اسے حلال سمجھ لینا اور جسے وہ حرام قرار دیں اسے حرام مان لینا ان کو رب بنا لینا ہے جو شرک ہے۔

(۱۵) اللہ پاک کے حضور اجازت کے بغیر کوئی سفارش نہیں کر سکتا۔ کسی کے بارے میں یہ خیال کر لینا کہ وہ اللہ پاک کے حضور ان کی بے جا سفارش کر دیں گے اور اللہ پاک کی گرفت سے بچا لیں گے یہ شرک ہے کیونکہ اللہ پاک کے یہاں اس طرح کی کسی سفارشی کا کوئی گذر نہیں ہے نہ وہ کسی کا دباؤ قبول کرتے ہیں نہ انہیں دھوکہ دے کر غلط فیصلہ کرایا جا سکتا ہے۔

یہ ہے اسلام کا تصور توحید اور قرآن پاک اسی توحید کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا ہے۔ اکثر لوگوں کا جو حال ہے کہ وہ خدا کی ہستی پر یقین بھی رکھتے ہیں اور ساتھ ہی دوسروں کو اس کا شریک بھی ٹھہراتے ہیں یہ خدا کو ماننا نہ ماننے کے برابر ہے۔ یہ خدا پرستی سچی خدا پرستی نہیں ہے۔ سچی خدا پرستی یہ ہے کہ دعا و استعانت' رکوع و سجود' عجز و نیاز' اعتماد و توکل' عبادت و نیازمندی' کارسازی اور

کبریائی صرف اللہ پاک ہی کے لیے مخصوص سمجھی جائے' منہ سے تو سبھی کہتے ہیں کہ خالق و مالک سب کے اللہ پاک ہیں مگر پھر اوروں کو بھی پکڑتے ہیں۔

سب کو مسلم ہے معبود وہی ہے   کم ہیں جو سمجھتے ہیں کہ مقصود وہی ہے

"ہدایت القرآن' تیرہواں پارہ پہلی قسط صفحہ ۵۰ تا ۵۴ (سورہ یوسف آیت ۱۰۴) و **مایؤمن اکثرھم باللّٰہ الا وھم مشرکون**"

نیز ہدایت القرآن میں ہے: **لہ دعوۃ الحق**۔ برحق دعا ان کے لیے خاص ہے۔ برحق دعا وہ ہے جو رائیگاں نہ جائے' ضائع ہونے والی اور بے فائدہ دعا باطل دعا ہے۔ آیت پاک کا مطلب یہ ہے کہ جو دعا اللہ پاک ہی سے کی جاتی ہے بس وہی نتیجہ خیز ثابت ہوتی ہیں اور جو دعائیں اللہ پاک کے علاوہ دوسروں سے کی جاتی ہے وہ بے فائدہ ثابت ہوتی ہیں اور ضائع جاتی ہیں۔ جیسا کہ ارشاد فرماتے ہیں: "اور جو لوگ اللہ پاک کو چھوڑ کر دوسری ہستیوں سے دعائیں مانگتے ہیں وہ ان کی درخواستوں کا کچھ بھی جواب نہیں دے سکتے ہاں (ویسا ہی جواب دے سکتے ہیں) جیسا پانی کی طرف ہتھیلیاں پھیلانے والا تاکہ وہ اس کے منہ میں پہنچ جائے حالانکہ وہ اس کے منہ تک آنے والے نہیں اور کافروں کی دعائیں محض بے فائدہ ہیں۔"

یعنی غیر اللہ سے دعائیں کرنا ایسا ہے جیسا کہ کوئی پیاسا کنویں کی منڈیر پر کھڑا ہو کر پانی کی طرف ہاتھ پھیلائے اور خوشامد کرے کہ میرے منہ میں پہنچ جا ظاہر ہے قیامت تک پانی اس کی فریاد کو پہنچنے والا نہیں۔ ٹھیک یہی حال اللہ پاک کو چھوڑ کر دوسری ہستیوں سے دعائیں مانگنے کا ہے۔ وہ ساری دعائیں محض بے فائدہ ہیں کیونکہ کافر اور جاہل مسلمان جن کو پکارتے ہیں ان میں سے کچھ تو محض اوہام و خیالات میں لوگوں نے خالی خولی نام رکھ لیے ہیں ان ناموں کے پیچھے کوئی حقیقت نہیں ہے اور کچھ جن اور شیاطین ہیں اور بعض اللہ پاک کے مقبول بندے ہیں لیکن خدائی میں ان کا کچھ حصہ نہیں ہے اور کچھ چیزیں ہیں جن میں کچھ خواص ہیں' جیسے آگ' پانی اور ستارے لیکن وہ اپنے خواص کے مالک نہیں ہیں پھر ان کے پکارنے سے کیا حاصل؟

انسان کے لیے لائق یہ ہے کہ اپنے خالق و مالک کو پکارے جو اس سے بہت قریب ہے۔ (سورہ البقرہ آیت ۱۸۴) میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ جب میرے بندے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے بارے میں سوال کریں تو (آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں بتلا دیں) کہ میں قریب ہوں' جب دعا کرنے والا مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں قبول کر لیتا ہوں' پس ان کو چاہیے کہ اپنی دعاؤں کی

قبولیت مجھ سے چاہیں اوران کو چاہیے کہ مجھ پر ایمان لائیں' امید ہے کہ ان کو راہ مل جائے۔

یعنی اللہ کے بندوں کو چاہیے کہ اپنی ضرورتوں اور حاجتوں کے لیے ان ہی کے سامنے ہاتھ پھیلائیں' دوسرا کوئی نہ ان کا خالق ہے نہ مالک نہ نفع ونقصان کا اختیار رکھتا ہے اس لیے دوسرے کے سامنے ہاتھ پھیلانا جہالت اور کفر ہے۔ دعا صرف اس کا نام نہیں ہے کہ بندہ جس طرح اپنی ضرورتوں اور حاجتوں کے لیے دوسری محنتیں اور کوشش کرتا ہے اسی طرح ایک کوشش دعا بھی ہے۔ اگر قبول ہوگئی تو بندہ کامیاب ہوگیا اوراس کی کوشش کا پھل مل گیا اور اگر قبول نہ ہوئی تو اس کی کوشش رائیگاں گئی بلکہ حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ دعا عین عبادت ہے۔ یعنی وہ حصول مقصد کا وسیلہ ہونے کے علاوہ بذات خود عبادت ہے۔ (سورۃ المؤمن آیت ۴۰) میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ تمہارے رب کا فرمان ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری درخواست قبول کروں گا جو لوگ میری عبادت سے روگردانی کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل وخوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔ اس آیت پاک سے صاف معلوم ہوا کہ دعا بعینہ عبادت ہے اور عبادت غیر اللہ کی جائز نہیں ہیں' دعا بھی غیر اللہ سے جائز نہیں ہے۔

دعائیں صرف اللہ پاک ہی سے مانگو' غیر اللہ سے دعائیں مانگنا کفر ہے

ہدایت القرآن صفحہ ۸۸۔۸۹ (سورہ رعد آیت ۱۴ پارہ ۱۳ پہلی قسط) فتاویٰ رحیمیہ میں ایک جواب بہت مفید ہے' موقع کی مناسبت سے یہاں پیش کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

سوال: حضرت امام حسینؓ سے یاحسین امداد کن یاحسین اغثنی پکار کر مدد طلب کرنا' روزی اور اولاد چاہنا جائز ہے یا نہیں؟ ہمارے یہاں پر گیارہویں کو چند آدمی جمع ہو کر مذکورہ وظیفہ کا ذکر مل کر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو توسل (وسیلہ پکڑنے) کا طریقہ ہے۔ وظیفہ یہ ہے: ''امداد کن از ہر بلا آزاد کن در دین و دنیا شاد کن یاغوث الاعظم دستگیر یا حضرت اغثنی باذن اللہ یا شیخ محی الدین مشکل کشا بالخیر'' اس طریقہ سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس طرح پکار کر مدد مانگنے اور مذکورہ وظیفہ پڑھنے کی شرعاً اجازت نہیں' ممانعت ہے۔ وسیلہ پکڑنا جائز ہے مگر اس کا یہ طریقہ نہیں ہے۔ مذکورہ طریقہ جاری رہنے سے دوسروں کے بھی عقائد فاسد ہونے کا خوف ہے۔ لہٰذا اس وظیفہ کو ترک کر دینا ضروری ہے۔ خدا کو چھوڑ کر دوسروں سے اولاد مانگنا' بیماری کے لیے شفا طلب کرنا' اہل قبور سے روزی مانگنا' مقدمہ میں کامیاب کرنے کی درخواست کرنا جائز نہیں ہے' مشرکانہ فعل ہے۔ محدث علامہ محمد طاہر رحمہ اللہ صراحت کے ساتھ فرماتے ہیں: یہ کسی بھی اہل اسلام کے نزدیک جائز

نہیں ہے۔ اس لیے کہ عبادت اور طلب حاجت و استعانت فقط اللہ ہی کا حق ہے:

فان منهم من قعد بزيارت قبور الانبياء والصلحاء ان يصل عند قبورهم ويدعو عندها ويسالهم الحوائج و هذا لايجوز عند أحد من علماء المسلمين فان العبادة و طلب الحوائج الاستعانة الله وحده. (مجمع بحار الانوار صفحه ۴۳ ج ۲)

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو تعلیم دی ہے کہ کہو: "**اياک نعبدو اياک نستعين**" (اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں) جب عبادت و استعانت (امداد مانگنا) قرآن سے خدا ہی کے لیے مخصوص ہے۔ دوسروں سے اولاد اور روزی' تندرستی وغیرہ کی درخواست کرنا کیونکر جائز ہوسکتا ہے؟ اسی لیے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو وصیت کی کہ: حدیث کا ترجمہ: "جب تجھے سوال کرنا ہو تو اللہ سے سوال کرنا اور جب مدد مانگنی ہو تو اللہ ہی سے مانگنا۔" (مشکوٰۃ شریف' صفحہ ۴۰۵)

حضرت غوث الاعظمؒ مذکورہ حدیث نقل کرکے فرماتے ہیں کہ ہر ایماندار کو چاہیے کہ اس کو اپنے دل کا آئینہ بنالے اور اپنے جسم' لباس' گفتگو وغیرہ ہر معاملہ میں اس پر عمل کرے۔ (فتوح الغیب مقالہ ۴۲) اور فرماتے ہیں جو شخص ضرورت کے وقت (خدا کو چھوڑ کر) لوگوں سے مدد مانگے وہ اللہ کی صفات اور اس کی قدرت سے ناواقف ہے۔ (مقالہ ۴۳) اور فرماتے ہیں کہ افسوس تجھ پر تجھے شرم نہیں آتی کہ خدا کے سوا اوروں سے مانگتا ہے حالانکہ وہ دوسروں کی نسبت زیادہ قریب ہے۔ (الفتح الربانی صفحہ ۲۵۹ مجلس ۳۸) اور فرماتے ہیں کہ اے مخلوق کو خدا کا ساجھی ماننے والے اور دل سے ان (مخلوق) کی طرف متوجہ ہونے والے مخلوق سے اعراض کر' اس لیے کہ نہ تو ان سے نقصان ہے اور نہ نفع' نہ عطا کرنا ہے اور نہ تو محروم رکھنا' اپنے دل میں چھپائے ہوئے شرک کے باوجود توحید حق کا مدعی نہ بن اس سے تجھے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ (حوالہ مذکورہ)

آپؒ نے وفات کے وقت بھی اپنے فرزند عبدالوہابؒ کو وصیت فرمائی تھی' تمام حاجتیں اللہ کے حوالے کرنا اور اسی سے مانگنا۔ (ملفوظات مع فتح ربانی)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: "**كل من ذهب الى بلدة اجميرى او الى قبر سالار مسعود الخ**" یعنی جو شخص اپنی حاجت روائی کے لیے اجمیر جائے یا سید سالار مسعود غازی کے مزار پر یا اسی طرح دوسری جگہ پر مراد مانگے یقیناً اس نے خدا پاک کا بہت بڑا گناہ کیا' ایسا گناہ کہ جو زنا اور ناحق قتل کرنے سے بھی بڑا ہے۔ کیا وہ اس مشرک

کے مانند نہیں ہے جو اپنی خود ساختہ چیزوں کی بندگی کرتا ہے اور جولات وعزیٰ جیسی بتوں کو اپنی حاجتوں کے لیے پکارتا ہے۔ (تفہیمات' صفحہ ۴۵ ج ۱)

نیز اپنی مشہور کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں:

ترجمہ: "اور ان ہی امور شرعیہ میں سے یہ ہے کہ مشرکین اپنے اغراض کے لیے غیر خدا سے امداد طلب کیا کرتے تھے' بیمار کی شفاء اور غریبوں کی تونگری کو ان سے طلب کرتے تھے اور ان کی نذریں مان کر اپنی حاجات اور مقاصد کے حاصل ہونے کے متوقع رہتے تھے اور ان کی برکات کی امید میں ان کے نام جپا کرتے تھے۔ اسی واسطے خدا تعالیٰ نے لوگوں پر واجب کیا کہ یہ پڑھا کریں: "ایاک نعبد وایاک نستعین" (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے یاوری کے خواہاں ہیں) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "فلاتدعوا مع الله احداً" خدا کے ساتھ دوسرے کو مت پکارو۔" (حجۃ اللہ البالغہ' صفحہ ۱۲۳ ج ۱)

(فتاویٰ رحیمیہ' صفحہ ۱۰۶۔۱۰۷ جلد اول) فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحیمیہ)

اللہ تعالیٰ اعضاء سے پاک ہیں

سوال: اگر کسی شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ جس طرح ہمارے ہاتھ پیر ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کے بھی ہیں تو ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسا شخص گمراہ ہے اور اہلسنت والجماعت سے خارج ہے لیکن اس کی تکفیر سے زبان کو روکا جائے تو بہتر ہے۔ البتہ بعض حضرات نے کافر بھی کہا ہے۔ واللہ اعلم (امداد المفتیین)

فطرت کی تشریح

سوال۔ فطرت دین کے کیا معنی ہیں؟

جواب۔ انسان میں پیدائشی صلاحیت واہلیت کہ وہ بغیر کسی ماحول کے اثر کے دین اسلام کی چیزوں کو قبول کرلے۔

انتقال شوہر پر چوڑیاں توڑنا

سوال۔ عورتیں اپنے خاوند کے جنازہ پر چوڑیاں توڑتی ہیں کیا حکم ہے؟

جواب۔ چوڑیاں توڑ کر ضائع کرنا غلطی ہے' اتار کر رکھ لیں' جب عدت ختم ہوجائے پھر پہن لیں۔

ماں کا دودھ بخشنا

سوال۔ رواج ہے کہ کمسن دودھ پیتے بچے کی وفات پر ماں معصوم بچے کو دودھ بخشتی ہے' اس

کی اصل کیا ہے اور شرعی حقیقت کس قدر ہے؟

جواب۔ یہ دودھ بخشنا شرعاً بے اصل ہے۔فتاویٰ محمودیہ' کتاب الایمان' ج ۱۴' ص ۵۶۔ فتاویٰ محمودیہ' کتاب الجنائز: ج ۲ ص ۴۰۸۔فتاویٰ محمودیہ' کتاب الجنائز' ج ۲ ص ۴۰۸۔

حق تعالیٰ کا جہنم میں قدم رکھنے کا مطلب

سوال: کیا یہ صحیح ہے کہ جب جہنم شور کرے گی تو اللہ تعالیٰ اپنا بایاں پیر اس میں رکھیں گے؟ اس بات کا صحیح مطلب کیا ہے؟

جواب: یہ حدیث صحیح ہے جسکے الفاظ یہ ہیں کہ اور جہنم کا پیٹ نہیں بھرے گا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس میں اپنا پاؤں رکھ دیں گے تو وہ کہے گی بس بس اور اس وقت اسکا پیٹ بھر جائیگا۔ (متفق علیہ)

لیکن یہ حدیث متشابہات میں سے ہے جو کہ متکلم یعنی حق تعالیٰ اور مخاطب یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان راز ہے امت کو اس کے معنی کی اطلاع نہیں دی گئی بلکہ اسکے پیچھے پڑنے کی بھی اجازت نہیں دی گئی۔ کیونکہ آقا کے مخصوص رازوں کی تفتیش میں لگنا ایک غلام کیلیے سخت گستاخی ہے پھر بندہ اور معبود کا تو پوچھنا کیا۔ اس لیے جمہور کا یہ مذہب ہے کہ متشابہات کے معانی کی تحقیق میں نہیں پڑنا چاہیے بلکہ اس پر ایمان لانا چاہیے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کی مراد ہے وہ حق ہے اگرچہ ہم نہیں جانتے۔

اور ہمارے نہ جاننے سے کیا ہوتا ہے ہم تو اپنے پیٹ کے اندر کے حالات کو بھی نہیں جانتے اور بڑے سے بڑا ماہر اپنے نفس و روح کی حقیقت کو نہیں جانتا۔ اللہ تعالیٰ کے رازوں کو جاننے کا دعویٰ کوئی صحیح العقل انسان نہیں کر سکتا اور یہ بات صرف مسلمانوں کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ ہر مذہب کے لوگوں میں یہ قدر مشترک و مسلم ہے کہ حق تعالیٰ کی ذات و صفات اور افعال کی حقیقت کا ادراک انسان نہیں کر سکتا۔ (جیسا کہ کلام اور فقہ کی کتب میں صراحت ہے) واللہ اعلم۔
(امداد المفتیین قدس سرہ)

اسلامی طریقہ کیخلاف عبادت کرنیوالا کافر ہے

سوال: جب کوئی قانون فطرت کا متبع خدا کی وحدانیت کا قائل اور اس کی ہستی کا مقر اور رسولوں کا معترف ہو' کیا محض اس بناء پر کہ وہ اپنا طریقہ عبادت' عبادت اسلامیہ کے طریقے سے جدا رکھتا ہو تو مشرک کافر اور دوزخی کہا جا سکتا ہے؟

جواب: جو شخص اپنا طریقہ عبادت' عبادت اسلامیہ سے جدا رکھتا ہے وہ رسالت کا معترف ہرگز

نہیں ہوسکتا۔ اگر وہ اسکا دعویٰ کرے تو محض نفاق اور جھوٹ ہوگا کیونکہ رسالت کا اعتراف جو شرعاً معتبر ہے وہ یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو واجب الاطاعت سمجھے اور جب اس نے انکے احکام و تعلیمات کو واجب الاطاعت نہیں جانا تو وہ رسول کا معترف ہرگز نہیں۔ اس لیے ایسا شخص جو اپنا طریقہ عبادت عبادات اسلامیہ سے علیحدہ رکھتا ہوا سے کافر اور دوزخی وغیرہ کہنا جائز ہے۔ (مفتی محمد شفیع صاحب)

مسلمان عقائد اسلامیہ کی تفصیل نہ بتا سکے تو کافر نہیں

سوال: ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں اب وہ اس کیلئے بغیر حلالہ حلال نہ تھی مگر یہ شخص اسے ایک مولوی کے پاس لے گیا جس نے اس سے پوچھا کہ اسلامی عقائد کیا ہیں؟ عورت جاہل تھی اس لیے اس نے کہا مجھے نہیں معلوم تو مولوی نے اس کو کافر قرار دے کر پہلے نکاح کو باطل اور لغو قرار دیدیا اور کہا تجدید ایمان کے بعد دوبارہ نکاح کرلیا جائے کیا اس مولوی کا یہ کہنا درست ہے؟

جواب: اس شخص کی بیوی پر تین طلاقیں پڑ گئیں اور حرمت مغلظہ ثابت ہوگئی۔ مولوی مذکور کی تاویل اسکو حلال نہیں کرسکتی۔ ایک قدیم مسلمان کو محض طلاق سے بچانے کیلئے کافر ٹھہرانا اور اس وقت تک تمام عمر زنا میں مبتلا قرار دینا اور اولاد کو ولد الزنا قرار دینا کیسے گوارا کیا جاسکتا ہے؟ حضرت ملا علی قاریؒ نے شرح فقہ اکبر میں اس قسم کے حیلوں پر سخت انکار و ملامت فرمائی ہے۔ واللہ اعلم۔ (مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ)

صحابہؓ معیار حق ہیں

سوال: جماعت صحابہؓ معیار حق ہے کتاب اللہ اور احادیث مقدس کی روشنی میں بیان فرمائیں؟

جواب: سامرودی صاحب کے یہ فقرے کتنے گستاخانہ ہیں:

(یہ جواب ایک طویل سوال و جواب کا ایک حصہ ہے اس لیے ابتداء کچھ یوں ہوگئی ہے۔ ”مرتب“)

نبی صاحب نے بیس (۲۰) رکعات تو پڑھی ہی نہیں ہیں۔ البتہ لوگوں (صحابہ نے) بعد میں زیادہ (بیس رکعات تراویح) پڑھی ہیں۔ اب یہ سوچنا اور انصاف کرنا ہے کہ ہمارے لیے خدا پاک نے نبی صاحب ہی کی فرمانبرداری اور تابعداری کرنا فرض قرار دی ہے یا کہ لوگوں (صحابہؓ) کی۔ دین اسلام شریعت کا قائم کرنے کا حق کیا خدا پاک نے کسی اُمتی کو دیا ہے لوگ (صحابہؓ) کا زیادہ مقدار (۲۰ رکعات) تراویح پڑھنے پر دھوکہ نہ کھانا۔ (نبی کی نماز گجراتی صفحہ ۵۴)

یہ لوگ کون ہیں ظاہر ہے صحابہ کرام ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اسی سلسلہ میں سامرودی صاحب یہ بھی فرمارہے ہیں اب یہی غور و انصاف کی بات ہے کہ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ

وسلم ہی کی اتباع اور فرمانبرداری قرار دی ہے یا لوگوں کی۔ دین اسلام شریعت کے قائم کرنیکا حق کیا اللہ تعالیٰ نے کسی اُمتیوں کو دیا ہے۔ (بحوالہ مذکورہ) ان فقروں کا واضح اور کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ سامرودی صاحب صحابہ کرامؓ کو بھی اپنے جیسے لوگوں کی جماعت قرار دے رہے ہیں اور جس طرح ہم جیسے لوگوں کے کردار کوئی شرعی حجت اور معیار حق نہیں ہیں (صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو بھی معیار حق اور ان کے کردار اور فیصلوں کو حجت شرعی نہیں مانتے۔ مگر اس کے معنی یہ ہیں کہ سامرودی صاحب کو نہ کتاب اللہ کی خبر ہے نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارکہ کی۔ اگر ان کو تلاوت کلام اللہ کی توفیق ہوتی تو ان کی تلاوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کے مصداق ہے: "ولا تجاوز حناجرھم" (یعنی محض حلق اور زبان کی حرکت تک تلاوت کا اثر ہوتا ہے آگے نہیں بڑھتا)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی مشہور تصنیف ازالۃ الخفاء میں قرآن پاک کی تقریباً سو آیتیں پیش کی ہیں جن کا واضح منشا یہ ہے کہ جماعت صحابہ کو مسلمانوں کی عام جماعتوں پر قیاس کرنا غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو وہ شرف بخشا ہے کہ نہ صرف یہ کہ وہ اس اُمت کا بہترین طبقہ اور خیر اُمتہ اور امۃً وسطاً کا صحیح ترین مصداق اول ہیں بلکہ کہا جاسکتا ہے کہ جماعت انبیاء علیہم السلام کے بعد صرف جماعت صحابہ ہی ہے جن کو پوری کائنات کی آنکھ کا تارا کہا جاسکتا ہے اور جو یقیناً معیار حق ہیں۔ حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب مدظلہ نے ان آیات کو بہت ہی موزوں اور مناسب ترتیب کے ساتھ عہد زرین میں جمع کر دیا ہے جو اردو میں ازالۃ الخفاء کی بہترین شرح ہے۔ تفصیل کو ان کتابوں کے حوالے کرتے ہوئے ہم یہاں صرف تین آیتیں پیش کرتے ہیں فیصلہ خود آپ کے حوالہ ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: ''پس نازل کیا اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے سکون (اور اطمینان) اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مؤمنین پر اور ان کو جما دیا تقویٰ کی بات پر (چپکا دی ان پر تقویٰ کی بات) اور یہ مؤمنین اس کے سب سے زیادہ مستحق تھے اور اس کے اہل تھے۔ (اس وضاحت کی ضرورت نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سعود میں جو مومنین تھے وہ صحابہ بھی تھے) اور اللہ تعالیٰ ہر بات کا پورا علم رکھتا ہے۔'' (سورہ فتح، رکوع ۳)

ترجمہ دوسری آیت: ''لیکن اللہ تعالیٰ نے محبوب کر دیا تمہارے لیے ایمان (تمہارے دلوں میں اس کی محبت کوٹ کوٹ کر بھر دی) اور ایمان کو آراستہ کر دیا (سجا دیا) تمہارے دلوں میں اور تمہارے اندر پوری کراہیت پیدا کر دی کفر سے، فسق سے اور حکم عدولی سے۔ یہی ہیں

وہ جو راہ راست پر ہیں (راشد ہیں) اللہ تعالیٰ کے فضل و انعام سے اور اللہ بہت جاننے والا اور بڑی حکمت والا ہے۔'' (سورہ حجرات' رکوع ۱)

کلام اللہ شریف سے بڑھ کر کس کی شہادت ہو سکتی ہے؟ کسی کو معیار حق اس لیے قرار نہیں دیا جا سکتا کہ اس میں فسق و کفر یا حکم عدولی کے جراثیم ہوتے ہیں لیکن جن برگزیدہ ہستیوں کو اور پوری کائنات کے جن منتخب افراد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کا شرف حاصل ہوا تھا ان کے متعلق کتاب شریف کی شہادت یہ ہے کہ ان جراثیم سے ان کے دماغ پاک ہو چکے ہیں۔ ان کے مقدس ذہنوں میں کفر و عصیان اور فسق و فجور کے جراثیم نہیں رہے بلکہ ان سے کراہیت اور ان باتوں سے نفرت ان کے پاک ذہنوں میں رچ گئی ہے' کفر و فسق کے برخلاف ایمان کی صحبت ان مقدس ذہنوں میں کوٹ کوٹ کر بھر دی گئی ہے اور ان کے دلوں میں ایمان کو سجا دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر سکون نازل ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کلمہ تقویٰ ان پر چپکا دیا ہے۔ (اور روح تقویٰ کو ان کے رگ و پے میں جاری اور ساری کر دیا ہے) اور اللہ تعالیٰ نے اس مقدس جماعت کو ایسی موزوں فطرت عطا فرمائی ہے کہ یہ جماعت اس کی اہل ہے کہ کلمہ تقویٰ ان کے سر کا تاج ہے اور ان کی سیرت و جبلت کا پیوند بن جائے ان خصوصیتوں کی بناء پر ان برگزیدہ شخصیتوں کے متعلق کتاب اللہ کا اعلان اور فیصلہ یہ ہے' یہی ہیں وہ جو راہ راست پر ہیں۔

تیسری آیت ترجمہ: ''آگے بڑھ کر اسلام لانے میں پہل کرنے والے اور جو اچھے کردار کے ساتھ ان کے تابع ہوتے ہیں اور ان کے بعد ایمان لاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اپنے خدا سے راضی ہو گئے۔'' (سورہ توبہ)

اب معیار حق کے معنی مقرر فرمایئے اور خود فیصلہ کیجئے جن کے تقدس کی شہادت خود قرآن مجید دے رہا ہے جن کو واضح الفاظ میں ارشاد فرما رہا ہے اور اس بات کا اعلان کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے اور کیا کسی صاحب ایمان کے لیے گنجائش ہے کہ ان پاک باز مقدسین کی جماعت کو معیار حق نہ قرار دے۔ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آیت کتاب اللہ کی تشریح اور توضیح ہوا کرتی ہیں اب چند احادیث کے مطالعہ سے ذہن کو تازہ اور ضمیر کو روشن کیجئے۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری اُمت پر وہ سب کچھ آئے گا جو بنی اسرائیل پر آ چکا ہے۔ بنی اسرائیل کے ۷۲ فرقہ ہو گئے تھے' میری اُمت کے بھی بہتر ۷۲ فرقے ہو جائیں گے' وہ سب دوزخی ہوں گے مگر صرف ایک ملت (ناجی ہوگی)۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا

وہ ملت کون سی ہے! ارشاد ہوا: وہ ملت وہ ہے جس پر میں ہوں اور میرے ساتھی۔ (ترمذی شریف' مسند احمد' ابوداؤد' بحوالہ مشکوٰۃ شریف) باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ

(۲) ارشاد ہوا میرے اصحاب میں سے کوئی بھی صحابی جس سرزمین میں وفات پائیگا قیامت کے روز اس سرزمین والوں کیلئے قائد اور نور بن کر اٹھے گا۔ (ترمذی شریف' صفحہ ۲۲۴ ج ۲)

(۳) نیز ارشاد ہوا میرے ساتھیوں کی مثال تاروں جیسی ہے جس کی اقتداء (پیروی) کرلو گے ہدایت پا جاؤ گے۔ (مشکوٰۃ شریف باب المناقب)

(۴) نیز ارشاد ہوا اللہ تعالیٰ نے بندوں کے دلوں پر نظر ڈالی۔ پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسالت کے لیے منتخب فرمایا۔ پھر بندوں کے دلوں پر نظر فرمائی تو آپ کے اصحاب کو آپ کے لیے منتخب فرمالیا۔ ان اصحاب کرام کو آپ کے دین یعنی دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مددگار اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر بنادیا۔ (پس یہ اصحاب کرام انصار اللہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر ہیں) پس جس کام کو یہ مسلمان اچھا سمجھیں وہ عنداللہ بھی بہتر ہے اور جس کو یہ برا سمجھیں وہ عنداللہ بھی برا ہے۔ (البدایۃ والنہایۃ' صفحہ ۲۲۸' ج ۱۰)

(۵) نیز ارشاد ہے: تمام ادوار میں سب سے بہتر میرا دور ہے پھر ان کا دور جو میرے دور والوں سے متصل ہیں پھر ان کا دور جو ان سے متصل ہیں اس کے بعد کذب پھیل جائے گا' لوگ بے بلائے گواہی دینے کو تیار ہو جایا کریں گے۔ (بخاری شریف وغیرہ)

(نوٹ): حدیث نمبر ۵ نے واضح کردیا کہ حدیث نمبر ۴ میں مسلمان سے مراد صحابہ کرامؓ ہی ہیں اور صحابہ کرامؓ کی شان یہ ہے کہ جس کام کو وہ اچھا سمجھیں وہ عنداللہ بھی اچھا ہے۔

یہ چند روایتیں صحابہ کرامؓ کے متعلق تھیں جو اس بات کی وضاحت کے لیے کافی ہے کہ حضرات صحابہ معیار حق ہے ان کی اتباع حق ہے مگر تراویح کا معاملہ عام صحابہ کے علاوہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق ہے۔ جیسا کہ سابق روایتوں میں گزر چکا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت سی جماعتوں کو ایک جماعت بنایا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی تائید کی۔ اس پر مسرت ظاہر فرمائی اور خود اپنے دور میں بھی عمل کیا۔ یہ دونوں بزرگ خلفائے راشدین میں سے ہیں۔ خلفائے راشدین کی خصوصیت یہ ہے کہ ان کے طریقہ کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت فرمایا ہے اور حکم فرمایا ہے کہ اس کو مضبوطی سے سنبھالے رکھیں' دانتوں اور کونچلیوں سے پکڑ لیں۔ "عضوا علیها بالنواجذ" (بخاری شریف وغیرہ)

سا مرودی صاحب فرماتے ہیں! دین اسلام شریعت قائم کرنیکا حق کیا اللہ تعالیٰ نے کسی کو دیا ہے؟
بیشک صحابہ کرام (معاذ اللہ) نیا دین اسلام یا نئی شریعت نہیں بنا سکتے۔ معاذ اللہ کسی نئے دین یا نئی شریعت یا نئے اسلام کی بحث ہے؟ بحث ہے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی' آپ کے احکام کو سمجھنے اور آپ کے منشاء مبارک کو عملی جامہ پہنانے کی۔ بحث یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور آپؐ کے منشاء مبارک کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بہتر سمجھ سکتے ہیں یا سا مرودی صاحب اور ان کے ہم مشرب اور اگر سا مرودی صاحب جیسے لوگ آڑے آتے ہیں تو معیار حق کون ہیں؟ سابقہ احادیث نے یہ بتادیا کہ ایسے موقع پر صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ہی معیار حق ہیں' انہیں کی تعمیل واجب اور انہی کی اتباع' اتباع شریعت ہے۔ علماء حق کا یہی فیصلہ ہے۔
سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کسی کی اتباع اور اقتداء کرنی ہو تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کی ہی اقتداء کرو۔ خدا پاک نے اس بہترین جماعت کو اپنے بہترین رسول کی صحبت اور دین کی اقامت کے لیے پسند فرمایا ہے۔ لہٰذا تم ان کے فضل (بزرگی) کو پہچانو اور انہیں کے نقش قدم پر چلو وہ سیدھے اور صاف راستے پر تھے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۲)
اور حسن بصریؒ فرماتے ہیں: یہ جماعت پوری اُمت میں سب سے زیادہ نیک دل' سب سے زیادہ گہرے علم کی مالک اور سب سے زیادہ بے تکلف جماعت تھی۔ خدائے تعالیٰ نے اپنے رسول کی رفاقت کے لیے اسے پسند کیا تھا وہ آپؐ کے اخلاق اور آپؐ کے طریقوں سے مشابہت پیدا کرنے کی سعی میں لگی رہا کرتی تھی' اس کو دھن تھی تو اسی کی' تلاش تھی تو اسی کی' اس کعبہ کے پروردگار کی قسم وہ جماعت صراط المستقیم پر گامزن تھی۔ (الموافقات صفحہ ۷۸' بحوالہ ترجمان السنہ ص ۴۶ ج ۱)
حضرت محمد بن سیرینؒ سے حج کا ایک مسئلہ پوچھا گیا تو آپ نے کہا کہ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان غنیؓ اس کو مکروہ سمجھتے تھے اگر یہ علم تھا تو وہ مجھ سے زیادہ (قرآن وحدیث کے) عالم تھے اور اگر ان کی ذاتی رائے تھی تو ان کی رائے میری رائے سے افضل ہے۔ (جامع بیان العلم صفحہ ۳۱ ج ۲)
حضرت امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں کہ بس علم تو وہی ہے جو آپ کے صحابہؓ سے منقول ہے اور جو ان سے منقول نہیں وہ علم ہی نہیں۔ (جامع بیان العلم صفحہ ۳۹ ج ۲) حضرت عامر شعبیؒ کا بیان ہے کہ اے لوگو جو باتیں تمہارے سامنے آپ کے صحابہؓ سے نقل کی جائیں' انہیں اختیار کرلو اور جو اپنی سمجھ سے کہے اسے نفرت سے چھوڑ دو۔ (جامع بیان العلم ص ۳۹ ج ۷)
حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں:

ترجمہ: ''جماعت صحابہؓ نے اپنے لیے جو راستہ پسند کیا تم بھی اسی کو اپنے واسطے پسند کرنا اور اپنا مسلک بنالینا' اگر تم سمجھتے ہو کہ (صحابہ اور تمہارے اختلاف میں تم حق پر ہو (جیسے بیس رکعت تراویح کے متعلق سامرودی صاحب سمجھتے ہیں) اسکا مطلب یہ ہوگا کہ تم خود کو صحابہؓ کی جماعت سے آگے بڑھا ہوا مانتے ہو۔ (ظاہر ہے یہ خیال کتنا حماقت آمیز اور گمراہ کن ہے)'' (ابوداؤد شریف ص ۲۴۵ ج ۷)

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجات پانے والی جماعت کی پہچان میں فرمایا کہ جو اس طریقہ پر ہو جس طریقہ پر میں ہوں اور میرے صحابہؓ۔ ظاہراً اتنا فرمادینا کافی تھا کہ جس طریقہ پر میں ہوں صحابہؓ کا ذکر اپنے ساتھ کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ سب جان لیں کہ جو میرا طریقہ ہے وہی میرے صحابہؓ کا طریقہ ہے اور نجات کی راہ صحابہؓ کی پیروی میں منحصر ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد نے واضح کردیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت بعینہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی مخالفت بعینہ حضرت حق جل مجدہ کی بارگاہ میں معصیت اور حکم عدولی ہے۔ چنانچہ زیر بحث مسئلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا دعویٰ کرنا اور ساتھ ہی صحابہؓ کے طریقہ کی مخالفت کرنا (جیسا کہ سامرودی کا طریقہ ہے دعویٰ باطل ہے بلکہ یہ اتباع درحقیقت سراسر معصیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے) پس اس مخالفت کے راستہ میں نجات کی کیا گنجائش اور امید؟

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رقم طراز ہیں۔ ومیزان در معرفت حق و باطل فہم صحابہ و تابعین است آنچہ این جماعت از تعلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بانضمام قرآن حالی ومقالی فہمیدہ اندوراں خطیہ ظاہر نہ کردہ واجب القبول است (فتاویٰ عزیزی ص ۱۵۷ ج ۱)

ترجمہ: ''حق باطل کا معیار صحابہ اور تابعین کی سمجھ ہے'' جس چیز کو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے قرائن حالی ومقالی کو سامنے رکھ کر سمجھا اس میں کوئی غلطی نہیں بتائی' اس کا تسلیم کرنا واجب ہے۔ تابعی وخلیفہ جلیل' خلیفہ عادل حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں:

ترجمہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کچھ طریقے مقرر فرمائے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضور کے جانشین اولوالامر حضرات نے بھی کچھ طریقے فرمائے ہیں کہ ان کا اختیار کرنا کتاب اللہ کی تصدیق ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر عمل پیرا ہونا اور خدا کے دین کے لیے مدد کرنا ہے' کسی کو ان کے تغیر اور تبدل کا حق نہیں پہنچتا اور نہ ان کی مخالفت کرنے والوں کی رائے قابل التفات ہے۔ پس جو ان طریقوں کے خلاف کرے گا اور ایمان کے طریقہ کے خلاف چلے گا

اللہ تعالیٰ اس کو اسی طرف موڑ دے گا جس طرف اس نے رخ کیا ہے' پھر اس کو جہنم میں داخل کردے گا اور جہنم بہت ہی بری جگہ ہے۔" (التشبہ فی السلام ص۱۰۸ ج۲)

اہل سنت والجماعت کی تعریف

سوال: اہل سنت والجماعت کن لوگوں کو کہا جاتا ہے؟

جواب: اہل سنت والجماعت میں تین لفظ ہیں' پہلا لفظ اہل ہے جس کے معنی اشخاص افراد اور گروہ کے ہیں۔ دوسرا لفظ سنت ہے جس کے معنی طریقہ کے ہیں۔ تیسرا لفظ جماعت ہے جس سے صحابہ کرامؓ کی جماعت مراد ہے۔ لہٰذا اہل سنت والجماعت اس گروہ کا نام ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور جماعت صحابہؓ کے طریقے پر ہو اور حضرات فقہاء اور محدثین' متکلمین' اولیاء و عارفین سب اہل السنتہ والجماعت ہیں۔ اصول دین میں سب متفق ہیں اور اگر کوئی اختلاف ہے تو وہ فروعی اور جزئی ہے۔ اصولی اختلاف نہیں۔ (عقائد الاسلام ص۱۷۵ ج۱)

فطرت کی تشریح

سوال: فطرت دین کے کیا معنی ہیں؟

جواب: انسان میں پیدائشی صلاحیت واہلیت کہ وہ بغیر کسی ماحول کے اثر کے دین اسلام کی چیزوں کو قبول کرلے۔ (فتاویٰ محمودیہ' کتاب الایمان: ج۱۴ ص۵۶) خواتین کے فقہی مسائل ص۴۳۔

انتقال شوہر پر چوڑیاں توڑنا

سوال: عورتیں اپنے خاوند کے جنازہ پر چوڑیاں توڑتی ہیں' کیا حکم ہے؟

جواب: چوڑیاں توڑ کر ضائع کرنا غلطی ہے' اتار کر رکھ لیں' جب عدت ختم ہوجائے پھر پہن لیں۔ (فتاویٰ محمودیہ' کتاب الجنائز' ج۲ ص۴۰۸) حوالہ بالا۔

ماں کا دودھ بخشنا

سوال: رواج ہے کہ کمسن دودھ پیتے بچے کی وفات پر ماں معصوم بچے کو دودھ بخشتی ہے' اس کی اصل کیا ہے اور شرعی حقیقت کس قدر ہے؟

جواب: یہ دودھ بخشنا شرعاً بے اصل ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ' کتاب الجنائز' ج۲ ص۴۰۸)

دربار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اُمت کے اعمال کی پیشی

سوال: تبلیغی حضرات بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اُمت کے اعمال پیش کیے

جاتے ہیں' کیا یہ صحیح ہے؟

جواب: جی ہاں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور آپ کے اُمتیوں کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں اس طور پر کہ فلاں اُمتی نے یہ کیا اور فلاں نے یہ کیا' اُمت کے نیک اعمال پر آپ مسرت کا اظہار فرماتے ہیں اور معاصی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ پیر اور جمعرات کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے اُمت کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں اور انبیاء کرام اور ماں باپ کے سامنے جمعہ کے دن پیش کیے جاتے ہیں تو وہ ان لوگوں کی اچھائیوں پر خوش ہوتے ہیں اور انکے چہرے پر چمک بڑھ جاتی ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنے مرحومین کو ایذاء مت پہنچاؤ۔ (نوادر الاصول مطبوعہ دار السعادۃ قسطنطنیہ وشرح الصدور للسیوطی) واللہ اعلم۔ (فتاویٰ رحیمیہ)

اولیاء کی کرامت برحق ہے

سوال: کیا اولیاء کی کرامت برحق ہے؟

جواب: اہل سنت والجماعت کے نزدیک اولیاء اللہ کی کرامت برحق ہے۔ عقائد کی مشہور کتاب شرح عقائد نسفی میں ہے: "وکرامات لاولیاء حق...... الخ" (ص ۱۰۵) ولی کی کرامت درحقیقت اس نبی کا معجزہ ہوتا ہے جس کا یہ اُمتی ہے اور جس کی اتباع اور پیروی کے صلہ میں اس کو یہ کمال حاصل ہوتا ہے۔ جیسے پانی پر چلنا' ہوا میں اُڑنا' مسافت بعیدہ کو مختصر وقت میں طے کر لینا' غیر موسم کا پھل ملنا وغیرہ ان کرامات کو کرامات حسی کہا جاتا ہے۔ یہاں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ عموماً حسی کرامتوں کو ہی کمال سمجھا جاتا ہے مگر اہل کمال کے نزدیک کرامت معنوی کمال ہے۔ یعنی شریعت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم پر مضبوطی سے ثابت قدم رہنا' زندگی کے ہر شعبے میں اور ہر ایک موقع پر سنت اور غیر سنت کے فرق کو سمجھ کر سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل اتباع' اس کا شوق' اس کی لگن اور دل سے توجہ الی اللہ اور اشتغال باللہ کہ ایک دم اور ایک سانس بھی غفلت میں نہ گزرے اور یہ بات مندرجہ بالا واقعہ سے واضح طور پر ثابت ہوتی ہے تو اصل کمال اتباع شریعت اور اتباع سنت ہے۔ اسی بناء پر محققین فرماتے ہیں کہ طریقہ وسنت کی اتباع کے بغیر اگر کوئی تعجب کی چیز دیکھنے میں آئے تو وہ ہرگز کرامت نہیں بلکہ استدراج (کسی گناہگار سے خلاف عادت واقعہ ظاہر ہونا) اور شیطانی حرکت ہے۔

سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر تمہاری نظروں میں ایسا کمال والا آدمی ہو جو ہوا پر مربعاً چوکڑی مار کر اور آلتی پالتی لگا کر بیٹھتا ہو اور پانی پر چلتا ہو تو جب

تک تم امتحان نہ کرلو کہ احکام اسلام اور شرعی حدود کی پابندی میں کیسا ہے ہرگز اس کو نظر میں نہ لاؤ۔

حضرت بسطامی سے کہا گیا کہ فلاں شخص ایک رات میں مکہ پہنچ جاتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ شیطان تو ایک جھپک میں مشرق سے مغرب پہنچ جاتا ہے حالانکہ وہ اللہ کی لعنت میں گرفتار ہے۔ (بصائر العشائر ۶۱۲)

پیشوائے طریقت حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ فرماتے ہیں کہ واصل الی اللہ ہونے کے بے شمار طریقے اور راستے ہیں مگر مخلوق کے لیے تمام راستے بند ہیں اس کے لیے صرف وہی راستہ کھلا ہوا ہے جو اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شاہراہ ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یعنی اے فرزند جو چیز کل کو قیامت میں کارآمد ہوگی وہ صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت اور پیروی ہے۔ درویشانہ حالات اور عالمانہ وجد علوم و معارف' صوفیانہ رموز وارشادات اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور پیروی کے ساتھ ہوں تو بے شک بہت بہتر ہیں اور اگر یہ باتیں پابندی شریعت اور اتباع سنت کے جوہر کے بغیر ہوں تو خرابی اور استدراج کے سوا ان کی کوئی حقیقت نہیں۔ (مکتوبات امام ربانی صفحہ ۱۸۰ ج ۱)

ناظرین کرام یہاں تک جو کچھ لکھا گیا ہے اس کو بغور اور بار بار پڑھئے اس کا مقتضی یہ تھا کہ ہمارا معاشرہ اتباع سنت کے رنگ میں رنگا ہوا ہوتا' ہماری خوشی کی تقریب ہوتی یا غمی کا موقع ہوتا سنت ہی کو اپنا مشعل راہ بنانا چاہیے مگر از حد افسوس اور قلق ہے کہ جب ہم یا آپ اپنے معاشرہ پر نظر ڈالیں گے تو معلوم ہوگا کہ مسلمانوں میں عجیب عجیب بدعات رواج پارہی ہیں اور ان پر بڑی پابندی سے عمل کیا جاتا ہے اسی پر بس نہیں جو ان بدعات پر عمل نہیں کرتے ان پر جملے کسے جاتے ہیں ان پر لعن وطعن کیا جاتا ہے ان کو برا بھلا کہا جاتا ہے ان کی توہین کی جاتی ہے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون' اللھم اھدنا الصراط المستقیم (فقط: فتاویٰ رحیمیہ)

متبع شریعت ہونے کے باوجود مصائب کیوں؟

سوال: خدا پاک کے فضل وکرم سے ہم نماز پڑھتے ہیں' روزوں کے بھی پابند ہیں' منہیات شرعیہ سے بھی حتی الامکان بچتے ہیں مگر پھر بھی اسباب رزق مہیا کرنے کے باوجود تکلیف سے گزرنا ہوتا ہے اس لیے مناسب ورد بتلا کر ممنون کریں؟

جواب: روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعض گناہ ایسے ہیں کہ ان کا کفارہ نہ نماز سے ہوتا ہے نہ روزہ سے نہ حج سے نہ عمرہ سے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان گناہوں کا کفارہ کس چیز سے ہوتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رزق حاصل

کرنے میں جو تکلیف اور رنج پہنچتے ہیں ان سے ان کا کفارہ ہوتا ہے۔ لہٰذا گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے، گناہ کے کاموں سے بچتے رہیں، خدا مشکل آسان کریگا، ہو سکے تو روزانہ پانچ سو مرتبہ **حسبنا الله و نعم الوکیل** پڑھ لیا کریں، انشاء اللہ تمام غموم ہموم سے نجات مل جائیگی۔ (فتاویٰ رحیمیہ)

مہینوں کو منحوس سمجھنا

سوال: اسلام میں نحوست منحوس وغیرہ نہیں جبکہ ایک حدیث ماہ صفر کو منحوس قرار دے رہی ہے، حدیث کا ثبوت اس کاغذ سے معلوم ہوا جو کہ کراچی میں بہت تعداد کے ساتھ بانٹے گئے ہیں؟

جواب: ماہ صفر منحوس نہیں اسے تو ''صفر المظفر'' اور ''صفر الخیر'' کہا جاتا ہے۔ یعنی کامیابی اور خیر و برکت کا مہینہ، ماہ صفر کی نحوست کے بارے میں کوئی صحیح روایت نہیں، اس سلسلے میں جو پرچے بعض لوگوں کی طرف سے شائع ہوتے ہیں وہ بالکل غلط ہیں۔ (آپکے مسائل اور انکا حل: ج۱ص۳۶۱) خواتین کے فقہی مسائل ص۵۲۔

ماہ صفر کے آخری بدھ کی شرعی حیثیت

سوال: بعض جگہوں میں صفر کے مہینے کے آخری بدھ کو تہوار مناتے ہیں اور اپنی اپنی وسعت کے مطابق مٹھائی وغیرہ تقسیم کرتے ہیں، کراچی میں یہ تہوار اہمیت سے منایا جاتا ہو یا نہ ہو لیکن قالین کے کارخانوں میں یہ دستور ہے کہ اس دن بڑے پیمانے پر مٹھائیاں تقسیم کرتے ہیں، مگر یہ تقسیم قالین کے مزدوروں اور ٹھیکیداروں میں ہوتی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ مخصوص دن مٹھائی کی تقسیم کرنا کیسا ہے؟ ایک عالم کا کہنا یہ ہے کہ اس دن مٹھائی کی تقسیم جائز نہیں ہے اور خوشیاں منانا غلط ہے کیونکہ اس دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر مرض وفات کا شدید حملہ ہوا تھا، یہود نے آپ کے مرض کی شدت پر خوشیاں منائی تھیں اور یہ مٹھائی کی تقسیم بھی اسی خوشی کی ایک کڑی ہے، لہٰذا اس سے بچنا چاہیے، کیا ان کی بات صحیح ہے؟

جواب: ماہ صفر کے آخری بدھ کو اسلام میں کوئی حیثیت نہیں ہے بلکہ حدیث شریف میں ماہ صفر کا کوئی خاص اہتمام کرنے کی ممانعت وارد ہوئی ہے اس دن کاریگروں اور مزدوروں کا خاص اہتمام سے چھٹی کرنا محض بے اصل ہے اور اس طرح مٹھائی کا مطالبہ اور اسے پورا کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ یہ بات صحیح ہے کہ اس دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اس مرض کی ابتداء ہوئی تھی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔ لہٰذا صفر کے آخری بدھ کو تہوار منانا خوشی کرنا اور خوشی میں چھٹی کرنا اور زیادہ قبیح ہے۔ نیز یہ تہوار قرآن کریم، سنت رسول، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور آئمہ مجتہدین اور سلف صالحین کسی سے بھی ثابت نہیں ہے بلکہ یہ سب بعد کے لوگوں کی ایجاد ہے اور اپنی طرف سے دین میں اضافہ ہے جو کہ خالص بدعت اور واجب الترک ہے۔ (ملخص)

حیات انبیاء علیہم السلام کے بارے میں عقیدہ

سوال: زاہدہ کا عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس جسم عنصری کے ساتھ اپنی قبور مطہرہ میں زندہ ہیں اور صلوٰۃ وسلام پڑھنے کی آواز سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں اور اپنی اپنی قبر میں نماز پڑھتے ہیں؟

جبکہ عمرہ کا عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے جسم قبروں میں دھڑ اور پتھر ہیں نہ صلوٰۃ وسلام قبروں میں سنتے ہیں اور نہ ان میں زندگی ہے اسی طرح عمرہ کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اس مٹی والی قبر میں نہ سوال ہے نہ راحت وآرام نہ عذاب بلکہ اصل قبر علیین یا سجین میں ہے جہاں سوال وجواب راحت وعذاب ہوتا ہے دونوں میں سے کس کا عقیدہ درست اور تعلیمات نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہے؟

جواب: زاہدہ کا عقیدہ صحیح اور موافق حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی میری قبر کے قریب مجھ پر درُود پڑھے تو میں اسے سنتا ہوں اور جو مجھ پر دور سے پڑھے تو وہ مجھ تک پہنچادیا جاتا ہے۔ (الحدیث) (مشکوٰۃ ص ۸۶) عمرہ کے دونوں عقیدے درست نہیں کیونکہ عذاب روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے اور مردہ کا قبر میں جا کر زندہ ہونا قرآن کریم کی تفسیر سے ثابت ہے۔ عمدۃ القاری میں آیت "ربنا امتنا اثنتین واحییتنا اثنتین" کے ذیل میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موت کو دو مرتبہ ذکر فرمایا اور یہ اس وقت ہی متحقق ہوسکتا ہے جب قبر میں موت اور زندگی ہو۔ (عمدۃ القاری ص ۱۶۱/۴) اور علامہ سید انور شاہ کشمیریؒ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ (فیض الباری ص ۴۹۲/۲) (مفتی محمد انور، مفتی عبدالستار) (نیز عذاب قبر کے ثبوت میں تفسیر ابن کثیر میں دس آیات اور چالیس احادیث نقل کی گئی ہیں جن سے عذاب قبر ثابت ہے۔ مرتب)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کی وفات اور اسلام

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوین کریمین دور رسالت سے پہلے وفات پاگئے تھے یا بعد میں؟ اور یہ حضرات مسلمان ہیں یا نہیں؟

جواب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے پہلے ہی وفات پاگئے تھے اور والدہ ماجدہ کی وفات اس وقت ہوئی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک صرف چھ سال تھی اور دور رسالت صلی اللہ علیہ وسلم تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کے چالیس سال کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ان حضرات کی وفات دور رسالت سے پہلے ہوئی۔

ان حضرات کے اسلام کے بارے میں اختلاف ہے' بہتر یہ ہے کہ اس مسئلے کے بارے میں سکوت اختیار کیا جائے' اس نازک بحث میں پڑنا نہیں چاہیے کیونکہ اس کا عقیدے سے تعلق نہیں ہے' اس لیے سکوت بہتر ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ)

مسلمانوں سے غیر مسلم اچھے ہیں کہنا کیسا ہے؟

سوال: مسلمان کبھی کہہ دیا کرتے ہیں کہ مسلمانوں سے غیر مسلم اچھے ہیں' ایسا کہنے میں قباحت تو نہیں ہے؟

جواب: ایسا کہنے سے مسلمانوں کو احتراز ضروری ہے کہ اندیشہ کفر ہے۔ ''نصاب الاحتساب'' میں لکھا ہے کہ سیرت ذخیرہ میں کلمات کفر کے باب میں مذکور ہے کہ لڑکوں کے استاذ کو یہ بات کہنی نہ چاہیے کہ مسلمان سے یہود اچھے ہیں کہ وہ اپنے بچوں کے معلمین کا حق ادا کرتے ہیں اس لیے کہ اس طرح کہنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ (نصاب الاحتساب ص ۸۲ باب ۳۳) (فتاویٰ رحیمیہ)

علم نجوم کے بارے میں کیا اعتقاد رکھیں؟

سوال: علم نجوم کے بارے میں کیسا اعتقاد رکھنا چاہیے اور اس کی حقیقت شرعاً کیا ہے؟ اگر وہ نجومی کسی کے بارے میں کوئی الزام لگائیں تو اس کی باتوں پر عمل کرنا اور سچا ماننا کیسا ہے؟

جواب: علم نجوم کوئی یقینی علم نہیں ہے بلکہ محض تخمین پر مبنی ہے۔ جیسا کہ شامیہ میں احیاء العلوم سے نقل کیا ہے کہ نجوم ''تخمین محض'' ہے اور کہانت بھی اسی طرح ہے۔ لہٰذا ان علوم سے حاصل شدہ توہمات پر یقین کرنا ہرگز جائز نہیں' خصوصاً کسی شخص کو مجرم قرار دینے کے لیے قطعاً حجت نہیں۔ حدیث شریف میں کاہنوں کے پاس جانے کی ممانعت آئی ہے۔ (مسلم شریف اور مشکوٰۃ میں یہ احادیث موجود ہیں) اور علم نجوم کی ممانعت ابوداؤد اور مسند احمد میں موجود ہے اور فقہاء کرام نے بھی اس کی اجازت نہیں دی ہے۔ شامی لکھتے ہیں صرف اتنا علم نجوم کہ اس سے نماز کے اوقات اور قبلہ کا تعین کیا جا سکے' حاصل کرنا جائز ہے اور اگر اس سے زیادہ حاصل کیا جائے تو اس میں گڑبڑ ہے بلکہ مفصول میں اس کو صاف حرام قرار دیا ہے۔...... الخ (خیر الفتاویٰ)

شیخ احمد کا وصیت نامہ فرضی ہے اور اس سے نفع و نقصان میں کوئی دخل نہیں

سوال: ایک پرچہ عام طور سے تقسیم کیا جاتا ہے اور اس میں لکھا ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ میں ایک شخص کو بشارت ہوئی کہ قیامت آنے والی ہے' نماز قائم کرو اور عورتیں پردہ کریں' جس شخص کو یہ

خط ملے وہ بیس خط فوٹو کرا کر تقسیم کرے تو اسے بارہ دن کے اندر اندر خوشی ملے گی۔ایک شخص نے انکار کیا تو اس کا لڑکا فوت ہو گیا' ایک شخص نے بیس تقسیم کیے تو اللہ نے اُسے خوشی دی اور اسے ہزار روپے ملے اور یہ خط چار دن کے اندر اندر تقسیم کر دے' یہ خط کیسا ہے؟

جواب: اس قسم کی تحریریں معمولی ردوبدل کے ساتھ وقتاً فوقتاً شائع ہوتی رہتی ہیں مگر یہ غلط محض ہے۔ان پر یقین کرنا جہالت اور صحیح سمجھنا بیوقوفی ہے اور ایسی باتوں کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا شدید ترین گناہ ہے اور اس کی اشاعت بھی گناہ ہے۔قیامت کا علم صرف اللہ کو ہے اور اشاعت یا عدم اشاعت کو نفع نقصان میں دخل انداز سمجھنا غلط ہے' دنیا میں خوشی اور غم تقدیر کے تحت پہنچتے ہیں' یہی ایمان رکھنا چاہیے' پردہ اور نماز کا حکم شریعت میں پہلے سے موجود ہے اس پر ضرور عمل کیا جائے۔(مفتی محمد انور)

نئے مکان کی بنیاد میں جانور کا خون ڈالنا ہندووانہ رسم ہے

سوال: کچھ لوگ جب نیا مکان تعمیر کراتے ہیں تو بنیاد بھرتے وقت بکرا ذبح کر کے اس کا خون بنیاد میں ڈالتے ہیں' اس کی کیا حیثیت ہے؟

جواب: شریعت مطہرہ میں اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے' ایسا کرنا اور اسے مکان کی حفاظت میں مؤثر سمجھنا گناہ اور بداعتقادی ہے' ایسا فعل ہندووانہ نظریات سے ماخوذ ہے۔(خیر الفتاویٰ)

نجومی یا پامسٹ کے پاس جانے کا حکم

سوال: نجومی یا دست شناس (پامسٹ) کے پاس جانا اور ان کی باتوں پر یقین رکھنا از روئے شریعت کیسا ہے؟

جواب: ایسے لوگوں کے پاس جانا گناہ اور انکی باتوں پر یقین کرنا کفر ہے۔صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص کسی پنڈت' نجومی یا قیافہ شناس کے پاس گیا اور اس سے کوئی بات دریافت کی تو چالیس دن تک اسکی نماز قبول نہیں ہوگی۔'' مسند احمد اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین شخصوں کے بارے میں فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ دین سے بری ہیں' ان میں سے ایک وہ بھی ہے جو کسی کاہن کے پاس جائے اور اسکی بات کی تصدیق کرے۔(آپکے مسائل اور انکا حل ج ا ص ۳۷۳) خواتین کے فقہی مسائل ص ۵۵۔

عملیات سے معلوم کر کے کسی کو مجرم سمجھنا

سوال: چوری دریافت کرنے کے سلسلے میں بعض لوگ عملیات کرتے ہیں اور بتا دیتے ہیں کہ فلاں

چور ہے؟ کیا شرعاً اس آدمی پر چوری کا حکم لگا سکتے ہیں اور ان عملیات کی حقیقت بھی واضح فرمائیں؟

جواب: ان عملیات کے ذریعے کسی کو واقعتاً چور سمجھنا جائز نہیں ہے۔ حضرت تھانوی قدس سرہ نے لکھا ہے کہ میرے نزدیک بالکل ناجائز ہیں کیونکہ عوام حد احتیاط سے آگے بڑھ جاتے ہیں۔ (امداد الفتاوی ص ۷۸/۴)

ان عملیات کی حقیقت صرف اتنی تھی کہ جسکا نام معلوم ہوا اسکی دوسرے ذرائع شرعیہ سے تحقیق و تفتیش کی جائے لیکن چونکہ عوام اسی کو واقعتاً چور سمجھ لیتے ہیں لہٰذا ایسے عمل کرنا درست نہیں۔ واللہ اعلم (خیر الفتاوی)

بجلی و بارش کے وقت ''یا بابا فرید'' کہنا گناہ ہے

سوال: شدید بارش اور بجلی کی گرج چمک کے وقت بعض لوگ کہتے ہیں ''یا بابا فرید'' اور اس کی کہاوت بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ بجلی بابا فرید کے وضو کے لوٹے میں آ گری تو آپ نے فوراً لوٹے کو ہاتھوں سے بند کر لیا تو بجلی نے منت سماجت کر کے اور یہ وعدہ کر کے کہ آئندہ آپ کے پاس یا آپ کے نام کو پکارنے والے کے پاس نہیں آؤں گی' اس لیے جو ''یا بابا فرید'' کہے گا بجلی اسے کچھ نہیں کہے گی' کیا یہ صحیح ہے؟

جواب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا معمول اس دعا کا تھا ''اللھم لاتقتلنا بغضبک ولا تھلکنا بعذابک وعافنا قبل ذلک'' (مشکوٰۃ ص۱۳۳) اور یہ دعا ''سُبْحَانَ الَّذِیْ یُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِہٖ وَالْمَلٰئِکَۃُ مِنْ خِیْفَتِہٖ'' بھی ثابت ہے۔ ایسے وقت میں ''یا بابا فرید'' کہنا اور یہ عقیدہ رکھنا یہ کلمہ ہمیں بجلی سے بچائے گا' گناہ اور خلاف قرآن و سنت ہے' موت و زندگی کا مالک صرف اللہ ہے کسی اور کو سمجھنا کفر و شرک ہے۔ (خیر الفتاوی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نور خداوندی کا جز کہنا صحیح نہیں

سوال: زید کہتا ہے کہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے نور سے جدا کیے گئے' چنانچہ بائبل اور تواریخ کلیسیا میں اس طرح مذکور ہے اور اہل تشیع کا عقیدہ ہے کہ پنجتن پاک اللہ تعالیٰ کے نور سے جدا کیے گئے ہیں اور بدعتی حضرات کا یہ عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نور سے جدا کیے گئے ہیں؟

زید کہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نور سے پیدا نہیں ہوئے وہ نور مجسم نہیں بلکہ نور ہدایت ہیں' اس کا یہ عقیدہ کیسا ہے؟

جواب: اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو

سب اشیاء سے پہلے پیدا فرمایا تھا' یہ نور مخلوق تھا' اس نور کو اللہ تعالیٰ کے نور سے جزئیت حاصل نہیں تھی۔ یعنی نور محمد اللہ تعالیٰ کا جز نہیں جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ نور محمدی اللہ تعالیٰ کا جز ہے تو اس کا یہ عقیدہ مشرکانہ ہے اور عیسائیوں کا مشابہہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نور ہدایت بھی ہیں' یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے خلق خدا کو ہدایت حاصل ہے اور جسمانی طور پر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود اطہر میں کافی نور شامل ہے۔ جیسا کہ احادیث سے واضح ہوتا ہے اور یہ نورانیت آپکی بشریت کے منافی بھی نہیں' نور محمدی کو نور خداوندی کا جز کہنے والے کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ (خیر الفتاویٰ)

''اللہ رسول تمہاری خیر کرے'' کہنے کا مسئلہ

سوال: ہمارے علاقے میں رواج ہے کہ جب ایک آدمی دوسرے سے حال احوال پوچھتا ہے تو احوال بتانے والا آخر میں کہتا ہے کہ اور خیر ہے؟ تو وہ جواب میں کہتا ہے کہ ''اللہ و رسول تمہاری خیر کرے'' کیا یہ جملہ کہنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: یہ جملہ موہوم شرک ہے' لہٰذا نہیں کہنا چاہیے کیونکہ خیر پر علی الاطلاق قادر اللہ رب العزت ہے۔ (خیر الفتاویٰ)

(البتہ یہ کہنا چاہیے کہ ''اللہ تمہاری خیر کرے'' یا اللہ خیر کا معاملہ فرمائے کہنا چاہیے۔ مرتب)

ماہ ذیقعدہ کو منحوس سمجھنا کیسا ہے؟

سوال: ماہ ذیقعدہ کو خالی ماہ کہا جاتا ہے اور اس کو منحوس سمجھ کر لوگ رشتہ و نکاح نہیں کرتے تو اس طرح سے اس کو منحوس کہنا کیسا ہے؟

جواب: ماہ ذیقعدہ بڑا ہی مبارک مہینہ ہے۔ یہ مہینہ اشہر حرم یعنی حرمت اور عدل کا ایک مشہور مہینہ ہے۔ قرآن شریف میں اس کا بیان ہے: ''منھا اربعة حرم'' یعنی وہ بارہ ماہ میں چار ماہ عدل و عزت کے ہیں؟ (سورہ توبہ) نیز یہ مہینہ اشہر حج (حج کے مہینوں میں) شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (الحج اشهر معلومات) یعنی حج کے مقرر مہینے ہیں (سورہ بقرہ) حج کے تین مہینے شوال ذیقعدہ اور ذی الحجہ' حدیث شریف میں ہے:

ترجمہ: ''حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کیے اور وہ سب ذیقعدہ میں کیے۔ سوائے اس عمرے کے جو حج کے ساتھ کیا تھا۔'' (مشکوٰۃ شریف ص ۲۲۱)

جو ماہ بنظر قرآن عدل و عزت کا مہینہ ہو اور اشہر حج کا ایک ماہ مبارک اور جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین عمرے فرمائے ہوں' ایسا مہینہ منحوس کیسے ہو سکتا ہے اس کو منحوس سمجھنا اور اس

میں خطبہ رشتہ اور نکاح وغیرہ خوشی کے کاموں کو نامبارک ماننا جہالت اور مشرکانہ فعل ذہنیت ہے اور اپنی طرف سے ایک جدید شریعت کی ایجاد ہے۔ ایسے ناپاک خیالات اور غیر اسلامی عقائد سے توبہ کرنا ضروری ہے اس ماہ مبارک کو نامبارک اور برکت سے خالی سمجھ کر ''خالی'' کہا جاتا ہے یہ بھی جائز نہیں ہے۔ ذیقعدہ کہنا چاہیے خالی نہیں کہنا چاہیے' جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نماز عشاء کو عشاء کے بجائے عتمہ کہنے کی ممانعت آئی ہے۔ (مرقاۃ ص ۳۹۹ ج ۱)

ایسے ہی اس غلط نام کے استعمال کرنے میں بھی احتیاط کرنی چاہیے۔ فقط والسلام (ملخص)

ماہ صفر میں نحوست ہے یا نہیں؟

سوال: عورتوں کا خیال اور اعتقاد یہ ہے کہ صفر کا مہینہ اور خصوصاً ابتدائی دن مخصوص اور نامبارک ہے' ان دنوں میں عقد نکاح' خطبہ اور سفر نہ کرنا چاہیے ورنہ نقصان ہوگا' کیا یہ عقیدہ درست ہے؟

جواب: مذکورہ خیالات اور عقائد اسلامی تعلیمات کے خلاف ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں لوگ ماہ صفر کو منحوس سمجھتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان خیالات کی سخت الفاظ میں تردید فرمائی ہے۔ واقعہ میں وقت' دن' مہینہ یا تاریخ منحوس نہیں ہوتے' منحوسیت بندوں کے اعمال و افعال پر منحصر ہے۔ جس وقت کو بندوں نے عبادت میں مشغول رکھا وہ وقت ان کے حق میں مبارک ہوتا ہے اور جس وقت کو گناہ کے کاموں میں صرف کیا ہے وہ ان کے لیے منحوس ہے۔ حقیقت میں مبارک عبادات ہیں اور منحوس معصیات ہیں۔ الغرض ماہ صفر منحوس نہیں ہے مگر منحوس ہمارے برے اعمال اور غیر اسلامی عقائد ہیں' ان تمام کو ترک کرنا اور ان سے توبہ کرنا ضروری ہے۔ ماہ صفر اور اس کے ابتدائی تیرہ دنوں کو منحوس سمجھ کر شادی' منگنی' خطبہ سفر وغیرہ کاموں سے رک جانا سخت گناہ کا کام ہے۔

''نصاب الاحتساب'' میں ہے کہ کوئی شخص سفر کے ارادہ سے گھر سے نکلے اور کسی کی آواز کو سن کر سفر سے رک جائے تو بزرگوں کے نزدیک وہ شخص کافر شمار ہوتا ہے۔ (مجالس الابرار ص ۳۴۸/۳۹۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جاہلیت کے باطل عقائد کو رد کرتے ہوئے فرمایا: ''لاعدوی'' امراض کی تعدی کوئی چیز نہیں ہے یعنی ایک کا مرض دوسرے کو لگ جانے کا عقیدہ غلط ہے اور فرمایا ''لاطیرۃ'' بدفالی کوئی چیز نہیں ہے یعنی سامنے سے بلی یا عورت یا کانا آدمی آ جائے تو کام نہیں ہوگا ایسا عقیدہ باطل ہے۔ ''والطیرۃ شرک'' تین مرتبہ بدفالی شرک کا کام ہے' بدفالی شرک کا کام ہے' بدفالی شرک کا کام ہے اور فرمایا: ''ولاململب'' یعنی اُلو کی نحوست کوئی چیز نہیں ہے مشرکوں کا عقیدہ تھا کہ جہاں پر اُلو بولتا ہے وہ گھر برباد ہو جاتا ہے' اس لیے آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نے "ولا ھامۃ" فرما کر اس عقیدہ کو بھی باطل ٹھہرایا۔ اس کے بعد فرمایا "ولا صفر" اور صفر کے مہینے کی نحوست بھی کوئی چیز نہیں ہے۔ (بخاری شریف' ص ۸۵۷' ج ۱)

مشرکین ماہ صفر کو تیرہ تاریخوں تک منحوس سمجھتے تھے اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تردید فرمائی۔ افسوس مسلمان اسلام اور پیغمبر اسلام کے فرمان کے خلاف مشرکین کے عقیدہ کی اقتدا کر رہے ہیں۔ اس طرح عورت' گھوڑا اور گھر کی نحوست بھی عقیدہ باطل ہے ایسے تمام خیالات مشرکانہ ہیں' اسلامی نہیں' غیر مسلموں کے ساتھ رہنے سہنے سے جاہلوں میں خصوصاً عورتوں میں ایسے خلاف اسلام خیالات گھر کر گئے ہیں۔ حکماء کا مشہور مقولہ ہے "القبائح متعدیۃ والطبائع مسرقۃ"

ترجمہ: "خرابہ باطل (خراب باتیں اور برے افعال) پھیلنے والی ہوتی ہیں اور لوگوں کی طبیعتیں چور ہیں کہ خراب باتیں جلد قبول کر لیتی ہیں۔" (فتاویٰ رحیمیہ)

ماہ صفر کا آخری چہار شنبہ کیسا ہے اور اس کو خوشی کا دن منانا کیسا ہے؟

سوال: ماہ صفر کا آخری چہار شنبہ کو جو آخری بدھ (چہار شنبہ) کے طور پر منایا جاتا ہے اور اسکول و مدارس میں تعطیل رکھی جاتی ہے اور اس کو خوشی کے دن کے طریقہ سے منایا جاتا ہے اس کی کوئی اصلیت ہے؟ یوں کہا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفر مہینہ کے آخری چہار شنبہ کو مرض سے شفا پائی اور غسل فرما کر سیر و تفریح فرمائی اس لیے مسلمانوں کو اس کی خوشی منانا چاہیے' کیا یہ صحیح ہے؟ خصوصاً بریلوی طرز فکر کے مسلمان چہار شنبہ کو زیادہ مناتے ہیں؟

جواب: مذکورہ چیزیں بالکل بے اصل اور بلا دلیل ہیں۔ مسلمانوں کے لیے آخری چہار شنبہ کے طور پر خوشی کا دن منانا جائز نہیں ہے۔ شمس التواریخ وغیرہ میں ہے کہ ۲۶ صفر ۱۱ھ یوم دوشنبہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو رومیوں سے جہاد کرنے کا حکم دیا اور ۲۷ صفر سہ شنبہ کو اسامہ بن زیدؓ امیر لشکر مقرر کیے گئے۔ ۲۸ صفر چہار شنبہ کو اگرچہ آپ بیمار ہو چکے تھے لیکن اپنے ہاتھ سے نشان تیار کر کے اسامہ کو دیا۔ ابھی کوچ کی نوبت نہ آئی تھی کہ آخری روز چہار شنبہ اور اول شب پنج شنبہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی علالت خوفناک ہو گئی اور ایک تہلکہ پڑ گیا' اسی دن وقت عشاء سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو نماز پڑھانے پر مقرر فرمایا۔ (شمس التواریخ ص ۱۰۰۹۔۱۰۰۸' ج ۲)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ۲۸ صفر چہار شنبہ بدھ کے روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض میں زیادتی ہوئی تھی اور یہ دن ماہ صفر کا آخری چہار شنبہ تھا۔ یہ دن مسلمانوں کے لیے خوشی کا تو ہے ہی

نہیں۔ البتہ یہود وغیرہ کے لیے شادمانی کا دن ہوسکتا ہے اس روز کو تہوار کا دن ٹھہرانا' خوشیاں منانا' مدارس وغیرہ میں تعطیل کرنا' یہ تمام باتیں خلاف شرع اور ناجائز ہیں۔ بریلوی طرز فکر کے حضرات اس دن کو کیوں اہمیت دیتے ہیں یہ سمجھ میں نہیں آتا؟ ان کے جلیل القدر بزرگ مولوی احمد رضا خان صاحب تو آخری چہار شنبہ کو نہیں مانتے۔ (دیکھئے احکام شریعت میں مذکورہ ذیل سوال جواب)

آخری چہار شنبہ کی کوئی حقیقت نہیں

سوال: کیا فرماتے علمائے دین اس امر میں کہ صفر کے آخری چہار شنبہ (بدھ) کے متعلق عوام میں مشہور ہے کہ اس روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض سے صحت پائی تھی' بنابراسکے اس روز کھانا' شیرینی وغیرہ تقسیم کرتے ہیں اور جنگل کی سیر کو جاتے ہیں' لہٰذا اس کی شرع میں ثابت ہے کہ نہیں؟

جواب: آخری چار شنبہ کی کوئی اصل نہیں نہ اس دن صحت پائی اور نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ثبوت ہے بلکہ مرض جس میں رحلت ہوئی اس کی ابتداء اسی دن سے بتلائی جاتی ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (فتاویٰ رضویہ)

جمعرات کے دن یا چالیس روز تک روحوں کا گھر آنا

سوال: کیا ہر جمعرات کو گھر کے دروازے پر روحیں آتی ہیں؟ اور کیا مرنے کے بعد چالیس دن تک روح گھر آتی ہے؟

جواب: جمعرات کو روح کے آنے کا عقیدہ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں' نہ اس کا کوئی دوسرا شرعی ثبوت ہے' اسی طرح روحوں کا چالیس دن تک گھر آنے کا خیال غلط (اور من گھڑت) بات ہے۔ (آپ کے مسائل اوران کا حل: ج ا ص ۳۱۰) خواتین کے فقہی مسائل ص ۵۳۔

قرآن مجید میں سے بالوں کا نکلنا

سوال: کئی دنوں سے مسلمانوں میں قرآن مجید میں سے بال نکلنے کی خوب بحث چل رہی ہے' بعضوں کا خیال ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک ہیں' اس لیے وہ لوگ اس کو عطر میں رکھتے ہیں اس پر درود خوانی ہوتی ہے اسکی زیارت کا سلسلہ شروع ہوگیا ہے' بعض کہتے ہیں کہ یہ کسی بزرگ کی کرامت ہے' لہٰذا اسکی تعظیم ضروری ہے' مذکورہ امر میں تشریح کریں ان بالوں کا کیا کیا جائے وہ بھی بتلائیں؟

جواب: کوئی جگہ بالوں سے خالی نہیں ہے۔ سر کے بھنوؤں کے' مونچھ کے' داڑھی اور بدن

کے ہزاروں' لاکھوں بالوں میں سے نامعلوم روزانہ کتنے بال گرتے' ٹوٹتے' منڈواتے اور کتروائے جاتے ہیں' وہ ہوا میں اُڑ کر اِدھر اُدھر گھس جاتے ہیں' قرآن شریف جو برسوں سے پڑھے جاتے ہیں اور گھنٹوں کھلے رہتے ہیں ان میں گھر میں گرے ہوئے بال ہوا سے اُڑ کر اور پڑھنے والے کے سر کے بال کھجلانے سے ٹوٹ کر گرتے ہیں اور برسوں اوراق کی تہہ میں دبے رہتے ہیں۔ پس اگر تلاش کرنے کے بعد کوئی بال مل جائے تو اس میں حیرت کی کیا بات ہے بلکہ استعمال شدہ قرآنوں میں سے بال نکلنا حیرت ناک نہیں ہے۔

قرآن مجید میں سے نکلے ہوئے بالوں کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک بال سمجھ لینا' ان پر درُود خوانی کرنا' انکی زیارت کرنا' کروانا ایمان کھونے جیسی حرکت ہے اور اسے کرامت سمجھنا بھی جہالت ہے۔

یہ حیرت کی بات کرامت نہیں ہوتی بلکہ استدراج (کسی گناہگار سے خلاف عادت کوئی واقعہ ظاہر ہونا) اور شیطانی حرکت بھی ہوسکتی ہے۔ حضرت پیران پیرؒ فرماتے ہیں کہ ایک دن سیر سیاحت کرتے ہوئے میرا ایک ایسے جنگل میں گزر ہوا جہاں پانی نہیں تھا' چند دنوں تک وہیں ٹھہرنا پڑا' پانی نہ ملنے کی وجہ سے سخت پیاس لگی' حق سبحانہ وتعالیٰ نے بادل کا سایہ میرے اوپر کر دیا اور اس بادل سے چند قطرے ٹپکے جس سے مجھ کو کچھ تھوڑی بہت تسکین ہوئی' اس کے بعد ان بادلوں سے ایک روشنی نکلی جس نے آسمان کے تمام کناروں کو گھیر لیا اور اس روشنی میں سے ایک عجیب وغریب صورت نمودار ہوئی جو مجھ سے مخاطب ہو کر کہنے لگی کہ اے عبدالقادر میں تیرا پروردگار ہوں' تجھ پر تمام حرام چیزوں کو حلال کرتا ہوں اس لیے جو چاہو کرو کوئی باز پرس نہ ہوگی' میں نے کہا "اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم" اے شیطان ملعون راندہ درگاہ دور ہوجا اور بھاگ جا یہاں سے۔ یہ کیا بات ہے؟ اس کے بعد ہی فوراً وہ روشنی تاریکی سے بدل گئی اور اندھیرا چھا گیا' وہ صورت غائب ہوگئی اور آواز آئی' اے عبدالقادر تم نے علم وفہم کی وجہ سے جو احکام اللہ سے حاصل کیے ہیں اور اپنے مرتبہ کے ذریعے مجھ سے نجات پائی ہے ورنہ میں اس جگہ ۷۰ بزرگوں اور صوفیوں کو گمراہ کر چکا ہوں' ایک بھی سیدھے راستے پر قائم نہ رہ سکا۔ (البلاغ المبین' تصنیف حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ)

اس سے معلوم ہوا کہ ہر ایک تعجب خیز چیز کو کرامت سمجھ لینا' یہ گمراہی کی علامت ہے' دجال کے کرشمے بڑے تعجب انگیز ہوں گے' مردوں کو زندہ کرنے کا کرشمہ دکھائے گا' اس کے ساتھ اس کی جنت اور دوزخ بھی ہوگی جو اس کو مانے گا اس کو جنت میں اور نہ ماننے والے کو دوزخ میں ڈالے گا' سخت قحط سالی کے زمانے میں کسی کے پاس غلہ نہ ہوگا' اس وقت جو اس کو مانے گا اسے وہ دے

گا' بارش برسائے گا' غلہ پیدا کرے گا' زمین میں مدفون خزانے اس کے تابع ہو جائیں گے' ایسے حالات میں آج کل کے بال پرست اور ضعیف العقیدہ لوگ اپنا ایمان کیونکر محفوظ رکھ سکیں گے۔

ایمان اور عقیدہ کی سلامتی کے لیے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مقدس تاریخی درخت جس کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے محض اس لیے کٹوادیا کہ لوگ اس کی زیارت کے لیے بڑے اہتمام سے آئے تھے' اسی طرح مکہ و مدینہ کے راستہ میں وہ جگہ جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا فرمائی تھی وہاں لوگوں کو بڑے اہتمام سے جاتے ہوئے دیکھ کر ان کو تنبیہ فرمائی اور فرمایا: "فانما ھلک من کان قبلکم بمثل ذلک کانوا یتبعون آثار الانبیاء" تم سے پہلی قومیں اسی لیے ہلاک و برباد ہوئیں کہ تمہارے اس فعل کی طرح وہ اپنے نبیوں کے نشانات کے پیچھے لگا کرتی تھی۔ (البلاغ المبین ص ۷)

یہ دونوں مثالیں مسلمانوں کیلئے سبق آموز ہیں' آدمی کے بدن سے علیحدہ شدہ بالوں کے لیے اولیٰ یہ ہے کہ ان کو زمین میں دفن کر دیا جائے' ان کو پھینک دینا بھی جائز ہے' مگر پاخانے' غسل خانے میں نہ ڈالے اس لیے کہ اس سے مرض پیدا ہوتا ہے۔

فاذا قلم اظفاره اوجز شعره ینبغی ان یدفن ذلک الظفر والشعر المجزوز فان رمی به فلا بأس وان القاه فی الکنیف او فی المغتسل یکره ذلک لان ذلک یورث داء کذافی فتاوی قاضیخان (فتاوی عالمگیری ص ۳۵۸ ج ۵). فقط واللہ اعلم

بہنو' بھائیو! قرآن شریف اللہ کا قانون ہے۔ یہ ایک کامل اور بہترین دستور العمل ہے۔ اس میں بھلائی اور ہدایت کا راستہ تلاش کرنا چاہیے جسے اختیار کر کے دین اور دنیا کی بھلائی حاصل کر سکتے ہیں مگر کتنے افسوس کی بات ہے کہ آج ہم نیکی اور ہدایت کے راستہ کی تلاش چھوڑ کر قرآن شریف میں بال تلاش کرنے لگے ہیں اور اگر اتفاق سے کوئی بال نکل آتا ہے تو اس کی پرستش میں لگ جاتے ہیں۔ معاذ اللہ کتنے افسوس کا مقام ہے' اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک توفیق عنایت کرے۔ آمین والسلام

کٹے ہوئے ناخن پتلیوں کا پھڑکنا اور کالی بلی کے راستہ کاٹنے کا عقیدہ

سوال: (۱) بزرگوں سے سنا ہے کہ اگر کاٹا ہوا ناخن کسی کے پاؤں کے نیچے آجائے تو وہ شخص اس شخص کا (جس نے ناخن کاٹا ہے) دشمن بن جاتا ہے؟

(۲) جناب کیا پتلیوں کا پھڑکنا کسی خوشی یا غمی کا سبب بنتا ہے؟
(۳) اگر کالی بلی راستہ کاٹ جائے تو کیا آگے جانا خطرے کا باعث بن جائے گا؟
جواب: یہ تینوں باتیں محض توہم پرستی کے زمرے میں آتی ہیں۔ شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں۔ خواتین کے فقہی مسائل ص ۵۰۔

غیر مسلم سے خلاف توحید منتر پڑھا کر معالجہ کرانا کیسا ہے؟

سوال: ماقولکم رحمکم اللّٰہ تعالیٰ آنکھ میں تکلیف ہونا' چیچک نکلنا ہاتھ پاؤں کا معطل ہوجانا یا باہر (یعنی بھوت بلا وغیرہ) کی شکایت ہوجائے تو غیر مسلم کے پاس جو خلاف توحید منتر پڑھ کر دم کرتا ہے جانا اور منتر پڑھوا کر دم کروانا جائز ہے یا نہیں؟ بہت سے آدمیوں کو فائدہ بھی ہوتا ہے؟
جواب: جب یہ یقین ہے کہ منتر کے الفاظ اور مضمون خلاف توحید اور شرکیہ ہیں تو اس شخص سے عمل کرانا جائز نہیں ہے' رہا فائدہ ہوجانا تو یہ حق ہونے کی دلیل نہیں ہے۔
حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہلیہ محترمہ کا واقعہ ہے کہ ان کی آنکھوں میں تکلیف ہوجایا کرتی تھی تو وہ ایک یہودی کے پاس جاکر دم کرالیتی تھیں' وہ یہودی جیسے ہی پڑھ کر دم کرتا آنکھ میں سکون ہوجاتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے اس کا تذکرہ ہوا تو آپ نے فرمایا وہ شیطان کا عمل تھا' اپنے ہاتھ سے آنکھ کو کریدتا تھا' جب یہ یہودی منتر پڑھتا تھا تو شیطان رک جاتا تھا' یہ شیطان اور اس عمل کرنے والے کی ملی بھگت تھی' سفلی عمل میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا تمہارے لیے وہ کافی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ وہ کلمات یہ ہیں:
ترجمہ: ''اے اللہ! لوگوں کے پروردگار بیماری دور کردے۔ اللہ شفا بخش' شفا دینے والا صرف تو ہی ہے' تیرا شفا بخشنا ہی شفا ہے' ایسی شفا دے کہ بیماری کا نام ونشان نہ رہے۔'' (ابوداؤد شریف کتاب الطب' تلبیس ابلیس لابن جوزی ص ۱۲۶۸) فقط
اس کی عربی یہ ہے: اَللّٰھم اَذْھَبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ اِشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَاشِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُ کَ شِفَاءً لَایُغَادِرُ سَقَمًا. واللّٰہ اعلم (فتاویٰ رحیمیہ)

گناہ کے بعد توبہ کرنے سے گناہ رہتا ہے یا نہیں؟

سوال: گناہ گار توبہ کرے تو گناہ صاف ہوجاتا ہے یا نہیں؟ اب توبہ کے بعد اسکو گناہ گار کہنا کیسا ہے؟

جواب: مغرب کی جانب سے آفتاب طلوع ہونے سے پہلے اور حالت نزع سے قبل گناہ گار صدق دل سے توبہ کریگا تو خدا پاک اپنے فضل وکرم سے اس کے وہ گناہ جس سے اس نے توبہ کی ہے معاف فرمادینگے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت اعلان فرمایا:

ترجمہ: ''اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو، بیشک اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف فرمادیں گے، واقعی وہ بڑا بخشنے والا اور رحمت والا ہے۔'' (زمر، ع ۴، پ ۲۴)

حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ترجمہ: ''اے ابن آدم اگر تیرے گناہ آسمان کے کنارے تک پہنچ جائیں پھر بھی تو مجھ سے مغفرت چاہے تو میں تجھے معاف کردونگا۔''

(مشکوٰۃ شریف ص ۱۰۴)

مگر کامل توبہ کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ جو نمازیں اور روزے فوت ہوگئے ہیں ان کو قضاء کرے جو کفارہ لازم ہوا تھا اس کو ادا کرے، اسی طرح حقوق العباد جو اس کے ذمہ ہوں ان کو ادا کرے۔ یعنی جس کا جو حق ہے اس کو ادا کرے یا معاف کرائے اگر اصل حق دار نہ ملا تو اس کے ورثاء کو پہنچادے وہ بھی نہ ہوں تو حق دار کی جانب سے اس نیت سے خیرات کردے کہ اللہ کے ہاں امانت رہے اور قیامت کے دن حق داروں کو پہنچ جائے، اگر غربت کی بناء پر حق ادا نہ کرسکے تو اس کو چاہیے کہ نیکیاں زیادہ کرے اور جس پر اس نے ظلم کیا تھا اس کیلئے دعائے مغفرت کرتی رہے۔ امید ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حق داروں کو راضی کرادے گا۔ مجالس الابرار میں ہے کہ انسان کو چاہیے کہ توبہ میں جلدی کرے اور توبہ کے بھروسے پر گناہ پر جرأت نہ کرے، ممکن ہے توبہ نصیب نہ ہو یا توبہ خلوص دل سے میسر نہ ہو۔

حضرت یحییٰ بن معاذؒ نے فرمایا کہ میرے نزدیک سب سے بڑا دھوکہ یہ ہے کہ گناہ بڑھتا چلا جائے اور اس پر ندامت وحسرت نہ ہو اور پھر معافی کی اُمید رکھے۔ بیشک ایک گناہ گار جو توبہ کرنا چاہتا ہے وہ یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ غفار اور ارحم الراحمین ہے، وہ بخش دیگا تمام گناہ معاف کرسکتا ہے، وہ ضرور معاف کردیگا، اسکو کوئی روک نہیں سکتا، کوئی ٹوک نہیں کرسکتا۔ .....الخ (ص ۳۸۴-۲۶۲) (فتاویٰ رحیمیہ)

علماء حق کو برا بھلا کہنا کیسا ہے؟

سوال: جاہل پیر رسمی واعظین اور مولود خواں حضرات نے ماہ محرم، ربیع الاول اور ربیع الآخر میں علمائے حق کو بدنام کرنے اور ان سے عوام کو بدظن کرنے کے لیے وعظ وتقاریر اور مجالس میلاد کا

سلسلہ جاری کر دیا ہے جس کے ذریعے مسلمانوں میں عملی خرابی اور اعتقادی گمراہی کی اشاعت کر رہے ہیں' انجام کار عوام کے عقائد فاسدہ کو تقویت ملتی ہے اور وہ علمائے حق سے دور رہتے ہیں' اس بناء پر علمائے دیوبند کے ساتھ ربط وضبط رکھنے والے خوش عقیدہ حضرات ان مذکورہ مہینوں میں بھی دیوبندی خیالات کے علماء کو وعظ کے لیے دعوت و دیگر وعظ کراتے ہیں جس کی وجہ سے عوام کے عقائد درست ہو رہے ہیں اور علماء کرام کے بارے میں جو بدظنی اور بدگمانی پھیلی ہے اس کا ازالہ ہو رہا ہے۔ اب جہاں دیکھئے دیوبندی علماء کے وعظ اور مجلس میں بڑے ذوق وشوق سے شرکت فرماتے ہیں اور فیضیاب ہو رہے ہیں لیکن بعضوں کا کہنا ہے کہ ان مہینوں میں تقریر و وعظ کرنا' کرانا ہی بدعت ہے اور اپنے اسلام و اکابر کے مسلک کے خلاف ہے۔ دیوبندی علماء سفر خرچ لیتے ہیں' ٹیکسی میں بیٹھ کر جاتے ہیں' بعض عالم ہدیہ قبول کرتے ہیں' یہ سب نادرست ہے' کیا یہ صحیح ہے؟ شرعی حکم اس بارے میں کیا ہے؟ بالتفصیل تحریر فرمائیں؟

جواب: اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ماہ ربیع الاول اسلام میں بڑا بابرکت مہینہ ہے کہ اس ماہ میں آقائے نامدار سرکار مدینہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جو منبع انوار اور فیوض وبرکات کا سرچشمہ اور مرکز ہیں۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں:

لهذا الشهر في الاسلام فضل ومنقبة تفوق على الشهور

ربيع في ربيع في ربيع و نور فوق نورٍ فوق نور

(اس ماہ کی اسلام میں فضیلت ہے اور اسکی ایک فضیلت ایسی جو سب مہینوں پر سبقت لے جاتی ہے۔ ایک بہار ہے' موسم بہار میں بہار کے وقت صبح کے سہانے وقت میں نور بالائے نور بالائے نور)

اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا صحیح بیان (خواہ ربیع الاول میں ہو یا دوسرے مہینہ میں) ثواب دارین اور فلاح دین کا موجب ہے جنہوں نے یہ مشہور کر رکھا ہے کہ دیوبندی علماء ولادت شریفہ کے منکر ہیں' یہ صریح کذب اور بالکل غلط ہے۔ (سبحانک هذا بهتان عظيم)

ہمارے اسلاف و اکابر علماء دیوبند نے تصریح کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ کا بیان کسی ماہ میں کسی دن بھی ہو' مندوب ومستحب اور خیر وبرکت کا باعث ہے۔ جیسا کہ:

(۱) حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نفس ذکر ولادت کوئی منع نہیں کرتا۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۰۷ ج۱)

نفس ذکر ولادت مندوب ہے اس میں کراہت قیود کے سبب آئی ہے۔(فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۰۹ ج ۱)

(۲) حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مہاجر مدینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نفس ذکر میلاد فخر عالم علیہ السلام کو کوئی منع نہیں کرتا بلکہ ذکر ولادت آپکا مثل ذکر دیگر سیر وحالات کے مندوب ہے۔(براہین قاطعہ ۴)

(۳) حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایسا کون مسلمان ہوگا جو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود پر خوش نہ ہو یا شکر نہ کرے۔ پس ہم پر یہ خالص تہمت اور محض افتراء اور نرا بہتان ہے کہ توبہ توبہ (نعوذ باللہ) ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر شریف یا اس پر خوش ہونے سے روکتے ہیں۔ حاشا وکلا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر تو ہمارا جزو ایمان ہے۔(وعظ السرور ص ۸۲)

(۴) حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں اللہ علیم وخبیر شاہد ہے کہ ہمارے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا ذکر پاک دوسرے اذکار حسنہ کی طرح موجب رحمت اور باعث برکت ہے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بول و براز بلکہ آپکے سواری کے گدھے کے پسینہ و پیشاب کا ذکر بھی بلاشبہ باعث ثواب ہے۔(سیف یمانی برفرقہ رضاخانی ص ۱۴۔۱۷)

البتہ میلاد کی رسمی مجالس کو ہمارے بزرگوں نے بدعت لکھا ہے جن کی خصوصیات یہ ہیں:

(۱) چندلوگوں کا حلقہ بنا کر آواز ملا کر خوش الحانی سے گانا۔

(۲) تداعی یعنی ایک دوسرے کو بلانے کا اور اجتماع کا اہتمام اس قدر ہوتا ہے کہ اتنا فرض نماز و جماعت کا بھی نہیں کیا جاتا۔

(۳) قیام اس عمل کو بطور عقیدہ ضروری قرار دیا جاتا ہے۔

(۴) میلاد کی ایسی محفل کے متعلق اہل بدعت کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوتے ہیں۔ لہٰذا ایک خاص وقت میں برائے تعظیم قیام کرتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر مانتے ہیں۔

(۵) ربیع الاول کی بارھویں تاریخ کو یہ عمل بطور عقیدہ واجب اور ضروری قرار دیا جاتا ہے اور اسکو اپنی نجات کیلئے کافی سمجھا جاتا ہے اسی لیے یہ لوگ فرائض و نماز باجماعت کے پابند نہیں ہوتے۔ الا ماشاءاللہ۔

(۶) مولود کے اس رواجی طریقہ کو ایک رکن عظیم اور شعار اہلسنت قرار دیا گیا ہے جو لوگ اس کے پابند نہیں ہیں انہیں بدعقیدہ' وہابی' بدمذہب' خارج از اہلسنت' بلکہ خارج از اسلام تک کہا جاتا ہے۔ فرض نماز قضا ہو مگر رسم مولود قضا نہ ہو' نماز باجماعت چلی جائے تو پرواہ انہیں مگر میلاد با قیام فوت نہ ہونے پائے۔(۷) میلاد خوان اکثر و بیشتر بے علم و بے عمل فاسق ہوتے ہیں۔

(۸) من گھڑت روایتیں اور بے اصل واقعات اور قصص اور خلاف شرع امور سے ایسی مجلسیں خالی نہیں ہوتیں۔ (۹) شیرینی مٹھائی اس کے لیے ضروری ہے۔

مذکورہ عملی واعتقادی خرابیوں کی وجہ سے ہمارے بزرگوں نے رسمی مجلس مولود کو بدعت فرمایا ہے۔ان بزرگوں میں امام ابن الحاج المتوفی (۱۰۳۴ھ) وغیرہ بھی شامل ہیں۔ملاحظہ ہو(کتاب المدخل:۱۵۷۔ج امکتوبات امام ربانی ص۱۲۰۔ج ۳)

مگر عدم جواز کا یہ حکم عارضی ہے' اصلی ودائمی نہیں ہے۔جب یہ غلط پابندیاں اور برائیاں جن کی وجہ سے عدم جواز کا فتویٰ دیا گیا تھا نہ رہیں تو یہ حکم باقی نہ رہے گا۔جیسا کہ حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے خاص ربیع الاول ہی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ کے متعلق بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ درد اور مرض جب دیکھا جاتا ہے جب ہی دوا دی جاتی ہے اور وہ مرض اس ماہ میں شروع ہوتا ہے اسی لیے مناسب معلوم ہوا کہ اس کا معالجہ اور اصلاح کی جائے۔ (وعظ الظہور۔ص ۴۸)

النور نامی وعظ بھی ربیع الاول میں ہوا جس میں حضرت حکیم الامتؒ فرماتے ہیں مگر قبل اس کے کہ اس کے متعلق کچھ بیان کیا جائے اس سوال کا جواب دیتا ہوں کہ اس وقت (آداب متعلقہ ذکر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم) بیان کرنے کی کیا ضرورت ہوئی تو اول تو یہ سوال ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک ایسا نہیں کہ اس پر یہ سوال ہو سکے مگر یہ سوال ہمارے کم سمجھ مدعیاں محبت اخوان کی بدولت پیدا ہوا ہے اور وہ' وہ لوگ ہیں جو آج کل مولود میں تخصیصات کے پابند ہیں' سوان حضرات نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کو خاص ازمنہ کے ساتھ مختص کر دیا ہے جیسے بعض مدعیاں محبت حضرت حسینؓ نے ذکر حسین کو محرم کے ساتھ خاص کر دیا ہے ایسا ہی ان مدعیاں محبت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مبارک کو ربیع الاول کے ساتھ خاص کر دیا ہے اور عجب نہیں کہ میرے اس وقت کے اس بیان سے کسی کے ذہن میں یہ بات آئی ہو کہ یہ بیان بھی شاید اسی وجہ سے ہو رہا ہے کہ یہ مہینہ اس بیان کا اور اس کے ذہن میں آنے سے دو قسم کے لوگوں کو دو تعجب پیدا ہوئے ہوں۔ منہمکین فی التخصیصات کو تو یہ تعجب ہے کہ یہ لوگ اس تخصیص پر کلام کرتے ہیں پھر خود اس کا ارتکاب کرنے کی وجہ کیا ہے' ان لوگوں کے قول وفعل مطابق نہیں ہوتے؟ اور ''مانعین تخصیصات'' کو یہ تعجب کہ اس نے محققین کا مسلک کیوں چھوڑا؟ بہرحال چونکہ ایک خاص جماعت نے ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاص کر دیا ہے' خاص اوقات کے ساتھ! اسی لیے اس وقت میرے اس بیان پر سوال پیدا ہو سکتا ہے ورنہ یہ سوال بالکل لایعنی تھا......الخ (وعظ النور' ص ۴۰۳)

اور بعض خیر خواہ کہتے ہیں کہ اس بارے میں بحث ومباحثے کرنے سے عوام میں بدنامی ہوتی ہے لیکن میں پوچھتا ہوں کہ ایسی بدنامی کے ڈر سے کب تک خاموش رہیں گے؟ اسی خاموشی کی وجہ سے منکرات بڑھ رہے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ ذکر شہادت اور ذکر ولادت باسعادت جب صحیح روایات اور جائز طریقہ سے ہو' تداعی واجتماعی کا غیر معمولی اہتمام نہ ہو اور ضروری نہ سمجھا جائے تو محرم اور ربیع الاول میں بھی جائز ہے۔ بشرطیکہ اہل بدعت کی مجالس کی طرح نہ ہو اور واعظین ومقررین حق تعالیٰ نے اس آیت کے جز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے حقوق اور برکات بیان فرمائے ہیں۔ وجہ اس بیان کے اختیار کرنے کی اس وقت یہ کہ بعض محبین کی عادت ہے کہ وہ اس زمانہ (ربیع الاول) میں تذکرہ کیا کرتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل کا اور یہ بڑی خوبی کی بات ہے مگر اس کے ساتھ جو ان کو غلطی واقع ہوتی ہے اس کا رفع کرنا بھی ضروری ہے۔ (ذکر الرسول ص ۲)

نیز فرماتے ہیں کہ چند سال سے میرا معمول ہے کہ ماہ ربیع الاول کے شروع میں ایک وعظ اس ماہ میں افراط وتفریط کرنے والوں کی اصلاح کے متعلق کہا کرتا ہوں۔ اس ماہ میں طبقاً و استطر اداً فوائد علمیہ ونکات وحقائق کا بیان بھی آجاتا ہے۔

آج بارہ ربیع الاول ہے۔ اسی تاریخ میں لوگ افراط تفریط کرتے ہیں' اسی تاریخ کا بالتخصیص ارادہ نہیں کیا گیا اور نہ (نعوذ باللہ) اس تاریخ سے ضد ہے بلکہ الحمدللہ ہم اس تاریخ میں برکت کے قائل ہیں۔ پس یہ تاریخ اگرچہ بابرکت ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر شریف اس میں باعث مزید برکت کا ہے لیکن چونکہ تخصیص اس کی اور اس میں اس ذکر کا التزام کرنا بدعت ہے اس لیے اس تاریخ کی تخصیص کو ترک کردیں گے۔ (وعظ السرور' ص ۲)

حکیم الامت نے ماہ ربیع الاول میں بہت سے وعظ فرمائے ہیں۔ "الظہور" نامی وعظ اسی ماہ میں فرمایا اور اس ماہ میں وعظ نہ کہنے کے معتقدین بیان کے لیے اس ماہ کی تخصیص کرتے ہیں اور تم نے بھی کی۔ تو بات یہ ہے کہ ہمارے ہاں کوئی تخصیص نہیں' تخصیص کیسے؟ یہاں تو کوئی اور وعظ اس سے خالی نہیں جاتا کہ آپ کی تشریف آوری کی حکمتیں اور غایات اور اسرار ومقاصد کہا۔ حاصل ان کا اتباع کامل ہے اس میں بیان نہ ہوں لیکن اب بھی شاید کسی کو شبہ ہو کہ اور زمانوں میں تو اس خاص اہتمام کے ساتھ اس کا بیان نہیں ہوا اور اس طرح خاص اسی ماہ میں کیوں کیا گیا تو اس لیے عرض ہے کہ ہم اس ماہ کو اس ذکر کے لیے "من حیث انه زمان الولادة" مخصوص نہیں کیا۔ "بل من حیث انه یذکر فیه الخ" یعنی اس وجہ سے تخصیص اس ماہ کی نہیں کی گئی کہ اس ماہ میں ولادت

شریفہ ہوئی ہے اس لیے شریعت میں تو اس کا پتہ نہیں بلکہ اس وجہ سے تخصیص کی ہے کہ اہل بدعت اس ماہ ذکر ولادت شریفہ کی مجالس کیا کرتے ہیں اور ان میں بدعات سے نہیں بچتے۔ (۱۲ جامع)

جیسے حکیم صاحب اسی وقت دوا دیں گے جب درد ہو۔ (الی) پس محتاط علماء ہو! یہ حکم میلاد و شہادت کی مجالس کا تھا۔ لیکن سوال میں جن مجالس کا حکم دریافت کیا ہے وہ مجالس وعظ ہیں۔ شہادت و میلاد کی مجلس علیحدہ چیز ہے اور مجلس وعظ الگ۔ دونوں میں بڑا فرق ہے' مجلس میلاد و شہادت سے اہل بدعت کی غرض و غایت' تاریخ اور دن منانا اور یادگار تازہ کرنا ہے اور اس میں از اول تا آخر شہادت امام حسینؓ اور ولادت فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہی مقصود ہے۔ ابتداء سے انتہا تک ولادت حسب نسب' صغر سنی' رضاعت' معجزات' ہجرت' جنگ و جہاد' شہادت وفات کا بالترتیب بیان مقصود ہوتا ہے اور ہر سال اسی کا اعادہ کرتے ہیں اور قیام مجلس میلاد کا جزو ولاینفک ہوتا ہے۔ احکام امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مقصود نہیں ہوتے بلکہ ان سے روکا جاتا ہے۔

اس کے برعکس ہمارے وعظ کی مجلس میں دن اور یادگار منانا مقصود نہیں اس میں رسمی قیام نہیں ہوتا اسی طرح بیان کی نہ وہ ترتیب ہوتی ہے نہ وہ طرز ہوتا ہے' ہمارے ہاں احکام دین امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے متعلق شرعی قوانین وسنت کی اتباع اور بدعت کی مذمت اور نری رسموں کی تردید اور اہل بدعت کے اعتراضات والزامات کے مناسب جوابات اور صحیح طریق کی تعلیم اور تبلیغ ہوتی ہے اور واقعات وفضائل تمہیداً وضمناً بیان کیے جاتے ہیں۔ جیسا کہ تھانوی صاحب فرماتے ہیں:

"اصل میں اجتماع وعظ اور احکام سننے کیلئے ہو اور اس میں یہ مبارک واقع اور فضائل کا بیان بھی آ گیا' یہ وہ صورت ہے جو بلانکیر جائز ہے بلکہ مستحب اور سنت ہے۔" (اصلاح الرسوم ص ۸۴)

وعظ کی مجلس کیلئے تداعی نیز اجتماع کا اہتمام اور اشتہار منع نہیں بلکہ مستحسن اور مطلوب ہے۔ معترض کے قول کے مطابق بیان کرنیوالے اچھے دیوبندی علماء ہوتے ہیں۔ گجرات میں حضرت مولانا احمد رضا صاحب اجمیری دامت برکاتہم شیخ الحدیث دارالعلوم اشرفیہ راندھیر و مہتمم مدرسہ جامعہ مولانا محمد سعید صاحب اور مولانا عبدالجبار صاحب شیخ الحدیث مدرسہ انند وغیرہ' نیز ممبئی میں مولانا ابوالوفا صاحب اور مولانا محمد قاسم شاہجہان پوری دامت برکاتہم وغیرہ۔ یہ تمام علماء کرام بدعات کا قلع قمع کرنیوالے اور مسنون طریقہ رواج دینے والے ہیں۔ پس انکے وعظوں کی مجالس کو بدعت ٹھہرانا کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟

حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ محققین کی عادت ہے کہ وہ ایک ہی فتویٰ سب کو نہیں دیتے' اس لیے طبیب سے جب حلوہ کھانے کی نسبت پوچھا جائے تو اس کو پوچھنا چاہیے کہ حلوہ کون کھائے گا؟ اگر معلوم ہو کہ مریض کھائے گا ناجائز کہہ دے' اگر معلوم ہو کہ تندرست کھائے گا

جائز کہہ دے۔اب یہ ممانعت مریض کی سن کر اگر کوئی کہے کہ یہ حلوہ کے منکر ہیں تو کیسی بیوقوفی ہے۔

حضرت مولانا گنگوہی سے ایک نوعمر مولوی نے پوچھا کہ قبروں سے فیض حاصل ہوتا ہے یا نہیں؟ مولانا نے فرمایا! کون فیض لینا چاہتا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں' فرمایا کہ نہیں ہوتا تو یہ محققین کی شان ہے۔(رسالہ نفی الحرج' ص ۳۱)

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ فرماتے ہیں: باقی آپ کا یہ ارشاد کہ اہلسنت میں سے کچھ عالم ذکر شہادتین کو جائز سمجھتے ہیں اور اس کے موافق ذکر شہادتین بروز عاشورہ کیا کرتے ہیں اور بعض علماء جائز نہیں سمجھتے اور اس بناء پر اس ذکر کو منع کرتے ہیں۔سو اگر یہ سچ ہے تو بیجا نہیں' اول ایک مثال عرض کرتا ہوں پھر اصلی مطلب پر آتا ہوں۔ایک ایک دوا اور ایک ایک غذا میں کئی کئی تاثیریں ہوتی ہیں اور اسی وجہ سے کسی مرض میں مفید اور کسی مرض میں صفر ہوتی ہیں۔سو اس بناء پر کسی مریض کو کوئی طبیب اس دوا کو بتلاتا ہے اور کسی مریض کو کوئی طبیب منع کرتا ہے۔ظاہر میں اس کو اختلاف سمجھتے ہیں اور اہل فہم اس کو اختلاف رائے نہیں سمجھتے بلکہ اختلاف مرض اور اختلاف موقع استعمال سمجھتے ہیں۔جب یہ بات ذہن نشین ہوگئی تو سنئے جو عالم ذکر شہادتین کرتے ہیں یا انہوں نے کیا ہے ان کی غرض یہ ہے کہ سامعین کو یہ معلوم ہو جائے کہ دین میں جانبازی اور جانثاری اور پختگی اور ثبات واستقامت چاہیے۔تقیہ اور نامردہ پن نہیں چاہیے۔

حضرت امام علیہ السلام نے نہ جان ومال کا لحاظ کیا نہ زن وفرزند کا خیال کیا' نہ بھوک پیاس کا دھیان کیا' نہ اپنی بے کسی وبے سروسامانی کا لحاظ کیا' جان نازنین پر راہ خدا میں کھیل گئے اور خویش واقربا اور احباب کو قتل کرا دیا پر دین کو بٹہ نہ لگنے دیا اور جو صاحب منع فرماتے ہیں وہ اس وجہ سے منع فرماتے ہیں کہ حضرات شیعہ کے شب وروز کی شکوہ وشکایت ونالہ وفریاد بے بنیاد سے اکثر عوام کے کان بھرے ہوئے ہے اور تمام روایات صحیحہ اور سقیمہ کا ان کو سلیقہ نہیں اور شکر رنجی باہمی انبیاء واولیاء کی ان کو خبر نہیں۔نیز ناخوشی حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اعتراضات کہ جن سے قرآن شریف معمور ہے ان کو اطلاع کی نہیں اس لیے یہ اندیشہ ہے کہ بوجہ کم فہمی ایسے لوگ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے جن کی مدح سے قرآن مالا مال ہے اور ان کی مغفرت اور عالی مراتب ہونے پر اور خدا کے ان سے راضی ہونے پر شاید بدظن ہو کر اپنی عافیت نہ خراب کر بیٹھیں کیونکہ خدا کے دوستوں سے دشمنی ہوئی تو پھر خدا سے پہلے ہوگی۔بالجملہ یہ اختلاف علماء کہ ایک ذکر شہادتین کو روا رکھتا ہے اور ایک ناجائز سمجھتا ہے' اختلاف نہیں امراض کے باعث یہ اختلاف علاج و پرہیز ہے' میں دونوں کے ساتھ ہوں اور دونوں کو حق سمجھتا ہوں۔(فیوض قاسمیہ' ص ۹۸)

محدث حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے پہلے زمانے میں عوام محتاج تھے اور نائبین رسالت محتاج الیہ کہ جتنا بھی ان پر تشدد ہوتا وہ اس کا اثر لیتے' پریشان ہوتے اور توجہ وہ رجوع کیا کرتے تھے مگر اب تو وہ زمانہ ہے کہ خود طالب بن کر لگے لپٹے رہو اور کچھ کام اصلاح کا نکال لو تو نکالو ورنہ عوام کو اصلاح کی پرواہ تو کیا حس بھی نہیں ہے۔ پس اصلاح اُمت کے لیے اللہ اور رسول کی خوشی کی خاطر سب ہی رنگ بدلنے پڑیں گے کہ ایں ہم اندر عاشقی بالائے غمہائے دیگر ہاں معصیت کا ارتکاب کسی حال جائز نہیں۔ (کتاب تذکرۃ الخلیل پریس)

اس زمانے میں ہر جگہ مجالس وعظ کے انعقاد کی خاص ضرورت ہے۔ لادینی حکومت ہے' دنیوی تعلیم میں زیادہ منہمک ہونے کی وجہ سے عوام اور خواص دینی تعلیم سے محروم ہورہے ہیں' نہ وہ مدرسہ کا قصد کرتے ہیں نہ کتابیں پڑھتے ہیں اور سمجھتے ہیں اس لیے عوام کے لیے اسلامی تعلیم سے واقفیت کے لیے وعظ ہی سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ دوسری طرف رضا خانی مولوی اہل حق کو بدنام اور ان کی تکفیر و تذلیل کرنے اور ان کے فیوض و برکات سے عوام کو روکنے اور سنت کو مٹانے اور بدعت کو ترویج دینے کے لیے سلسلہ میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں۔ بالخصوص محرم' ربیع الاول' ربیع الآخر میں ان ایمان کے لٹیروں' ڈاکوؤں کو گمراہ کرنے کا اچھا موقع ملتا ہے' بھولے بھالے عوام ان کی رنگ آمیزی میں پھنس کر علمائے حق سے بدظن ہوجاتے ہیں اور ان علماء کے فیوض و برکات سے جو درحقیقت وارث الانبیاء میں محروم رہتے ہیں اور ان کی بدعقیدگی میں اور پختگی ہوتی ہے۔ آہ اس طرح سے ان مبارک مہینوں کو جو نیکیوں کا موسم بہار ہوسکتے ہیں خرابیوں اور برائیوں کا وبائی موسم بنادیتے ہیں۔ بنابریں ضرورت اور اشد ضرورت ہے کہ دین وشریعت کے اطباء حاذق یعنی علمائے حق جس وقت اور جیسا ضرورت محسوس کریں فوراً پہنچ جائیں' وعظ ونصیحت کریں اور عوام کو بدعت پرست واعظوں اور گمراہ کن مرثیہ خوانوں کے مکروفریب کے کمند جال میں پھنسنے سے بچائیں' یہ بروقت دین کی سب سے بڑی خدمت ہوگی' محرم ربیع الاول میں لوگ باآسانی اور شوق سے جمع ہوجاتے ہیں' اس کو غنیمت سمجھنا چاہیے۔

دارالعلوم دیوبند کے موجودہ دور کے مفتی اعظم سید مہدی حسن صاحب مدظلہ زمانہ قیام راندیر سورت میں محرم اور ربیع الاول میں بعض تاریخوں میں وعظ فرماتے تھے۔ بارہویں ربیع الاول کو آپ نے بھی کئی بار وعظ فرمائے ہیں۔ فی الحال محرم و ربیع الاول میں علماء دیوبند الگ الگ دنوں میں تقریر کرتے ہیں' کسی جگہ دس بارہ روز تک ہوتی ہیں اور وہ بھی ایک ہی آدمی تقریر نہیں کرتا' کسی نے دو دن کسی نے چار دن' شاید ہی کسی نے دس بارہ دن تقریر کی ہو۔ اگر پورے دس بارہ روز تقریر کریں

جب بھی کوئی حرج نہیں یہ بدعت کے مقابلہ میں ہیں۔ ... بدعت پندرہ روز بیان کریں تو ہم بھی پندرہ روز بیان کریں' ماحصل یہ کہ جب تک سنت کی تردید ہوتی رہے گی۔ بدعت کی تردید ضرور ہوگی تاہم اگر تشابہ کا احتمال ہو تو ایک دو روز کم وبیش تقدیم وتاخیر کر دی جائے۔

لکھنؤ میں مدح صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مقابلہ میں مدح صحابہ کے اجلاس ہوئے اور جلوس نکلے اور دیوبندیوں کی طرف سے اعلان ہوا کہ جب تک قدح صحابہ کا سلسلہ جاری رہے گا' مدح صحابہ کا سلسلہ بھی جاری رہے گا جس کی سرپرستی حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی اور مناظر اسلام حضرت مولانا عبدالشکور صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمارہے تھے۔ کیا یہ بھی بدعت تھا؟ اگر نہیں تھا تو اہل بدعت کے مقابلہ میں اہل سنت کے وعظوں کی مجلس کیونکر بدعت ہوگئی؟ اس فرق کی وجہ کیا ہے؟ البتہ محض یادگار منانے کے لیے اور رسماً ایصال ثواب کے ارادہ سے دسویں محرم اور بارہ ربیع الاول اور گیارہویں ربیع الثانی وغیرہ کی تعیین وتخصیص کی جاتی ہو جس طرح کہ تیجہ (سوئم) چالیسواں یا برسی کی تقریبات ہوتی ہیں' یہ بیشک ممنوع ہے ان میں شرکت بھی منع ہے' ہاں ان میں جو اعتقادی وعملی خرابیاں ہوتی ہیں ان کی اصلاح کی غرض سے کبھی کبھار کسی خاص موقع پر چلا جائے تو منع نہیں اور بقیہ دونوں حضرات شریک ہوئے اور فرمایا کہ ایسے موقع پر مولانا تھانوی تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور ہم فتویٰ (لمعات الدین' صفحہ ۲۴) واعظ سفر خرچ ضرور تالے سکتا ہے۔ اس کو ٹیکسی میں سفر کرنا بھی جائز ہے۔

اگر اس کو بلایا جائے اور وہ اپنا مکان اور کاروبار چھوڑ کر سفر کرے اور اس میں اس کو حرج ہوتا ہو اور وہ حاجت مند بھی ہو تو اس کے لیے ہدایہ لینے کی بھی گنجائش ہے تاہم اپنے علماء میں استطاعت ہوتی ہے تو بچتے رہتے ہیں اگر کوئی واعظ کسی وجہ سے کبھی لینے کیلئے مجبور ہو تو اس کو عوام کے سامنے بدنام کرنا اور عوام کو اس طرف وقتاً فوقتاً متوجہ کرنا ایک نہایت ہی خلاف شان اور ذلیل حرکت ہے اور علماء کے اعزاز واکرام کو گھٹانا ہے۔ اگر کسی سے کچھ لغزش ہوگئی تو اس کی اصلاح کا طریقہ یہ نہیں ہے۔

ایک بار مجمع میں حضرت فضیلؒ سے شکایت ہوئی کہ حضرت سفیان بن عیینہؒ نے شاہی تحفہ قبول کیا۔ شیخ نے مجمع میں یہ کہہ کر بات ٹال دی کہ جی نہیں سفیان نے اپنا حق وصول کیا ہوگا اور وہ بھی ناقص پھر خلوت میں حضرت سفیان کو قریب بٹھا کر نہایت نرمی سے نصیحتاً فرمایا کہ اے ابوعلی ہم اور تم اگرچہ بزرگ نہیں لیکن انکے محبوب اور صحبت یافتہ ضرور ہیں' مطلب یہ کہ ہم کیونکر اس گروہ میں شمار کیے جاتے ہیں۔ لہٰذا ہم کو ایسے فعل سے بچنا چاہیے جسکو لوگ دلیل بنالیں اور اسکے حوالہ سے بزرگوں کے نام پر عیب لگادیں۔ "قال بعضهم للفضيل ان سفيان بن عيينه الخ" (کتاب الاربعین امام غزالی صفحہ ۳۷)

حضرت مولانا زکریا صاحب مدظلہ شیخ الحدیث مظاہر العلوم سہارنپور فرماتے ہیں کہ اس زمانہ

میں علماء کی طرف سے بدگمانی و بے توجہی ہی نہیں بلکہ مقابلہ اور تحقیر کی صورتیں بالعموم اختیار کی جارہی ہیں یہ امر دین کے لحاظ سے نہایت ہی سخت خطرناک ہے۔ (فضائل تبلیغ فصل نمبر ۶ صفحہ ۲۶)

حضرت سعید بن مسیب تابعی فرماتے ہیں شریف اور عالم آدمی میں کچھ نہ کچھ عیب تو ہوتا ہی ہے شادی کے موقع پر رسمی وعظ ہوتے تھے وہ بھی بند ہو گئے۔ قرآن کا مقام قوالی نے لے لیا ہے اگر ہم وعظ کہنا بند کر دیں گے تو بدعت کا زور بڑھ جائے گا اور ہوسکتا ہے کہ بدعتی عالموں کی رسائی وہاں بھی ہو جائے جہاں تک نہیں پہنچ سکتے تھے کیونکہ اہل حق کے وعظ کی مجلس نہ ہوگی تو عوام اہل بدعت کی طرف مائل ہو جائیں گے۔

لہٰذا یہ وعظ سودمند ہونے کیساتھ ساتھ رفع ضرر کیلئے مفید ہیں اور ان میں نقصان سے بچنے کا پہلو بھی غالب ہے۔ اگر مجلس وعظ میں کوئی شے قابل اعتراض ہو تو اسکی برائی واضح کر دی جائے اور اصلاح کی فکر کی جائے وعظ کی مجلس ہر طرح منکرات سے پاک ہونیکا انتظار نہ کیا جائے۔ قاعدہ یہ ہے کہ جو کام خود شرعاً ضروری ہو تو اسکو ترک نہ کیا جائے اور اس میں جو خرابی ہو اسکی اصلاح کی فکر کی جائے۔

"وروی عن الحسن انه حضر هو و ابن سیرین جنازة ......الخ" (یعنی حضرت حسن بصریؒ اور ابن سیرینؒ ایک جنازہ میں شریک ہوئے وہاں نوحہ کرنے والی عورتیں بھی تھیں حضرت ابن سیرین واپس لوٹ گئے حضرت حسن بصریؒ سے یہ بات کی گئی کہ ابن سیرین واپس ہو گئے ہیں تو آپ نے فرمایا اگر یہ ہوا جہاں ہم نے باطل کو دیکھا تو حق کو چھوڑ دیا اور وہاں سے چلے آئے تو یہ باطل بڑی تیزی اور پھرتی سے ہمارے دین میں پھیل جائے گا ہم تو واپس نہیں ہوں گے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسن بصریؒ اس لیے واپس نہیں ہوئے کہ جنازہ میں شرکت کرنا تو حق بات ہے شریعت میں اس کی دعوت دی گئی ہے اور اس کی ہدایت کی گئی ہے تو اگر وہاں کوئی مصیبت کرنے لگے تو اس کی وجہ سے حق کو اور فریضہ کو نہیں چھوڑا جائیگا۔ (احکام القرآن ص ۴۵۴ ج ۳)

رام پور میں ایک خوشی کے موقع پر حضرت اشرف علی صاحب تھانویؒ مدعو کیے گئے تھے وہاں پہنچنے پر معلوم ہوا کہ دعوت کے مجمع میں بہت اہتمام ہے اور فخر و تفاخر کا رنگ ہے۔ مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ واپس لوٹ گئے لیکن وہ حضرات جن کے عیوب کا تذکرہ مناسب نہیں ایسے لوگ ہیں جن کے فضائل اور نیکیاں ان کے برائیوں اور عیوب کے مقابلہ میں زیادہ ہوں ان کی خرابیوں کو ان کی بعض خوبیوں اور قابلیتوں کی وجہ سے قبول کرلو۔ (صفوۃ الصفوۃ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سخی کے گناہ نیز عالم کی لغزش اور سلطان عادل کی ترشی اور تیزی سے درگزر کرو۔ (کنز العمال ص ۲/۳۹۳) واللہ اعلم

کتاب التقلید والاجتہاد

تقلید اور اجتہاد

تقلید کی تعریف اور اس کا ثبوت

اجتہاد و تقلید کی تعریف اور ان کا درجہ

سوال...... اجتہاد و تقلید کوئی اچھی چیز ہے یا بری؟

جواب...... وہ اجتہاد کہ جو اپنی طاقت و کوشش کو احکام شرعیہ کے استنباط کرنے میں صرف کر دینے کا نام ہے اس کو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا بخاری کی روایت ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اجتهد واصاب فله اجران و من اجتهد و اخطا فله اجر واحد انتهی یعنی جس شخص نے صحیح اجتہاد کیا اس کے لئے دو اجر ہیں اور جس شخص نے اجتہاد میں غلطی کی اس کو ایک اجر ملے گا۔

اجلۂ صحابہ شیخین ؓ ابن مسعودؓ معاذؓ بن جبلؓ جیسے حضرات بھی اجتہاد کرتے تھے اور تقلید نام ہے کسی دوسرے شخص کے افعال کی پیروی کرنا بغیر کسی دلیل اور نظر و تامل کے ان کو حق سمجھتے ہوئے اور یہ ایسی چیز ہے کہ خود اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم کیا ہے۔

اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم یعنی حکم مانو اللہ کا' اور مانو رسول کا' اور حاکموں کا جو تم میں سے ہوں۔

تفسیر احمدی میں ہے کہ اولی الامر سے مراد تمام ہیں خواہ امام ہو یا امیر' سلطان ہو یا حاکم۔ عالم ہو یا مجتہد' قاضی ہو یا مفتی' تابع اور متبوع کے مراتب کے اعتبار سے سب مراد ہیں۔ کیوں کہ نص مطلق ہے لہذا بدون کسی دلیل کے خاص نہیں کیا جائے گا ترمذی اور احمد نے روایت کیا ہے۔

انه علیه السلام قال اطیعوا اذا امرکم و قال اللہ تعالیٰ فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لاتعلمون یعنی ارشاد ہے کہ حکم مانو اپنے حاکموں کا اور ارشاد ہے باری تعالیٰ کا سو پوچھو یاد رکھنے والوں سے اگر تم کو معلوم نہیں۔ (فتاویٰ عبدالحئی ص ۱۰۹)

اصطلاحاً تقلید کے معنی کیا ہیں؟

سوال..... فقہا کی اصطلاح میں تقلید کے کیا معنی ہیں؟

جواب..... جس شخص پر اعتماد ہو کہ دلیل کے موافق حکم بتائے گا' اس کے قول کو تسلیم کر لینا' اور اس سے دلیل کا مطالبہ نہ کرنا تقلید کہلاتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۹۰ ج ۱)

تقلید کی شرعی حیثیت

سوال..... بعض لوگ کہتے ہیں کہ تقلید کرنا شرک ہے جو ائمہ اربعہ کی تقلید کرتا ہے وہ مشرک ہے' دریافت مسئلہ یہ ہے کہ تقلید ائمہ اربعہ کا شرعاً کیا حکم ہے؟ کیا واقعی تقلید کرنے سے ایک مسلمان مشرک ہو جاتا ہے؟

جواب..... تقلید کسی ماہر شریعت کی رہنمائی میں شریعت مقدسہ کی اتباع کا نام ہے' قرآنی آیات' احادیث نبویؐ اور صحابہ کرامؓ کے حالات میں بھی عامی شخص کو کسی ماہر شریعت کی پیروی کا حکم ملتا ہے' اس لئے عامی آدمی کے لئے ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی تقلید کرنا واجب ہے اس سے شرک لازم نہیں آتا۔

قال العلامة ابن نجیمؒ: ان الاجماع انعقد علیٰ عدم العمل بمذهب مخالف للاربعة لانضباط مذاهبهم و انتشارها و کثرة اتباعهم.

(الاشباه والنظائر ج ۱ ص ۳۳۳ القاعدة الاولیٰ : الاجتهاد لاینقض بالاجتهاد)

(قال العلامة عبدالعزیز الفرهاروی: ثم من لم یکن مجتهداً وجب علیه اتباع المجتهد' (نبراس شرح شرح عقائد ص ۲۷ تقلید المجتهد)

ومثله فی البحرالرائق ج ۷ ص ۲۶۶ کتاب القضاء(فتاویٰ حقانیه جلد ۲ ص ۲۵)

آیت فاسئلو آاھل الذکر سے تقلید کا ثبوت

سوال..... آیت فاسئلو آ اھل الذکر کیا مجتہدین عظام و مقلدین کرام کی شان میں نازل ہوئی ہے؟ اس آیت کا استعمال جو وجوب تقلید شخصی میں کیا جاتا ہے وہ برمحل اور مراد کے موافق ہے یا نہیں؟

جواب..... یہ بات سلف و خلف میں متفق علیہ ہے کہ آیت قرآنیہ محض اپنے واقعہ نزول کے ساتھ خاص نہیں ہوتی' بلکہ اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے۔ البتہ عموم لفظ وہی معتبر ہوگا جو تفسیر صحابہ و تابعین کے خلاف نہ ہو نیز مسئلہ شریعت کے مخالف نہ ہو۔ اس لئے اس بحث کی تو کوئی حاجت نہیں کہ آیت کا شان نزول کیا ہے؟ دیکھنا یہ ہے کہ آیت سے جو استدلال کیا گیا ہے وہ بے محل تو نہیں؟ یعنی اس کے مدلول شرعی کے خلاف تو نہیں؟ سو احقر کے خیال میں آیت سے یہ بالکل واضح ہے کہ جو لوگ اجتہاد کی

اہلیت نہیں رکھتے ان کے لئے یہ حکم ہے کہ اہل علم سے پوچھ کر عمل کیا کریں' اسی کا نام تقلید ہے۔

البتہ تقلید شخصی کے وجوب پر اس آیت سے استدلال نہیں ہوسکتا۔ بلکہ مطلق تقلید کا ثبوت ہوتا ہے۔ ہاں مطلق تقلید چونکہ دونوں فرد ہیں' ایک تقلید غیر معین اور ایک تقلید معین تو مطلق اپنے اطلاق کے ساتھ دونوں فردوں کے جواز کا حامل ضرور ہے۔ اس لئے آیت سے غیر مجتہد کے لئے مطلق تقلید کا وجوب اور معین و غیر معین دونوں میں اختیار مستفاد ہوتا ہے۔ پھر چونکہ علماء نے دیکھا کہ غیر معین کو اختیار کرنے میں مفاسد اور اتباع ہوا وغیرہ کے خدشات غالب ہیں' اس لئے اس سے منع کر دیا گیا' لہٰذا تقلید کا دوسرا فرد تقلید معین لازم ہوگئی' اس کی بعینہ مثال حضرت عثمانؓ کا (جمع قرآن کا) عمل' اور اس پر صحابہ کا اجماع ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ آیت کے لفظ سے نفس تقلید پر استدلال بے محل نہیں۔ نہ تفاسیر سلف کے خلاف ہے اور نہ کسی قاعدہ مسلم کے منافی ہاں تقلید شخصی کے وجود پر محض اس آیت سے استدلال نہیں ہوسکتا' بلکہ اس کے لئے دوسرے شواہد ہیں جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ (امداد المفتیین ص ۱۵۳)

تقلید کا ثبوت حدیث سے

سوال...... مولانا آزاد رحمانی ''غیر مقلد'' نے دو حدیث اور ایک آیت قرآنی درج کی ہے۔ اور احناف پر طعن کیا ہے آیت یہ ہے'' و ان ھذا صراطی مستقیماً'' اور حدیث یہ ہے ''خط لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطا قال ھذا سبیل اللہ ثم خط خطوطا عن یمینہ و شمالہ الخ.

یعنی نبی کریمؐ نے حدیث میں دائیں بائیں راستوں ''یعنی بلند پایہ فقہائے احناف وغیرہ کے راستوں کو مردود شیطان کا راستہ قرار دیا ہے' کیا یہ درست ہے؟

جواب...... چاروں امام بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صراط مستقیم پر ہیں۔ کوئی غلط راستے پر نہیں۔ جیسے آمین بالجہر کہنا بھی طریق نبوی ہے اور آمین بالسر کہنا بھی۔ محدثین نے دونوں قسم کی حدیثیں اپنی کتابوں میں سند کے ساتھ لکھی ہیں۔ اسی طرح رفع یدین اور ترک رفع یدین کا حال ہے۔ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک صحابی کو نماز پڑھتے ہوئے سنا اس طریقے پر جس طریقے پر انہوں نے حضور اکرمؐ سے نہیں سنا تھا تو ان کو بہت غصہ آیا۔ لیکن ان کی نماز کے ختم ہونے کا انتظار کیا۔ پھر ان کو خدمت نبوی میں لے گئے اور شکایت کی۔ جس پر ارشاد فرمایا کہ ان کو چھوڑ دو' اور ان سے سنا کہ کس طرح پڑھتے ہو۔ جب انہوں نے سنایا جس طرح وہ پڑھتے تھے تو ارشاد فرمایا کہ اسی طرح نازل ہوا ہے۔ پھر حضرت عمرؓ سے سنا انہوں نے اس طرح پڑھا جس طرح وہ پڑھتے تھے تو ارشاد فرمایا کہ اسی طرح نازل ہوا ہے۔ حالانکہ دونوں کے پڑھنے میں اختلاف تھا۔ مگر اس اختلاف کے باوجود

کسی کو غلط اور گمراہ قرار نہیں دیا۔ جو حدیث خط کھینچے کی آپ نے نقل کی ہے وہ صحیح ہے۔ داہنے اور بائیں کے خطوط یقیناً گمراہی ہیں۔ اور وہ وہ ہیں جو قرآن و حدیث کے خلاف ہیں۔ چاروں امام قرآن وحدیث کے خلاف نہیں۔ بلکہ عین موافق ہیں جو شخص ان چار کا مصداق چاروں اماموں کو قرار دیتا ہے وہ شیطان کی تقلید میں ایسا کہتا ہے اس کو ایسی تقلید سے توبہ لازم ہے' امام احمد امام بخاری کے استاد ہیں۔ امام شافعی امام احمد کے استاد ہیں۔ امام مالک امام شافعی کے استاد ہیں۔ امام ابوحنیفہ کے شاگرد مکی بن ابراہیم ہیں۔ جن سے بخاری میں ثلاثیات مروی ہیں۔ امام ترمذی جگہ جگہ امام مالک' امام شافعیؒ اور امام احمد کا نام لے لے کر ان کے مذہب بڑے احترام کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ کیا معاذ اللہ وہ شیطان کے راستے کی تائید کرتے ہیں؟ اہل حدیث کے اس کلام نے تو محدثین کو ہی گمراہ قرار دیا' اور یہ جرات بجز شیطان کی تقلید کے اور کون کرسکتا ہے؟ (فتاویٰ محمودیہ ص ۸۲ ج ۱۵)

تقلید شخصی واجب ہے یا فرض؟

سوال...... تقلید شخصی واجب ہے یا فرض؟ نیز تقلید کرنے کے لئے اقوال نبی ہیں یا نہیں؟

جواب...... تقلید شخصی واجب ہے کیونکہ احکام شرعیہ دو قسم پر ہیں۔ اول منصوص' دوم غیر منصوص۔ پھر منصوص کی دو قسمیں ہیں اول متعارض' دوم غیر متعارض' پھر تعارض کی دو صورتیں ہیں۔ اول معلوم التقدیم والتاخیر (یعنی وہ متعارض احکام جن کا مقدم اور موخر ہونا معلوم ہو) دوم غیر معلوم التقدیم والتاخیر جن کا مقدم اور موخر ہونا معلوم نہ ہو) پس احکام منصوصہ غیر متعارضہ اور متعارضہ معلوم التقدیم والتاخیر میں تو کوئی اشکال نہیں اور نہ ہی ان میں تقلید کی ضرورت۔ لیکن احکام غیر منصوصہ اور منصوصہ متعارضہ غیر معلوم التقدیم والتاخیر میں تقلید کی ضرورت ہے اور بجز تقلید کوئی چارہ نہیں۔ کیونکہ یہ دو حال سے خالی نہیں یا ان پر کچھ عمل نہ کرے گا یا کچھ کرے گا اگر کچھ نہ کیا تو نص **ایحسب الانسان ان یترک سدی** اور **افحسبتم انما خلقنکم عبثا** کی مخالفت لازم آئے گی اگر کچھ عمل کیا تو احکام غیر منصوصہ میں بلا علم اور منصوصہ متعارضہ غیر معلوم التقدیم والتاخیر میں کسی جانب کے تعین کے بغیر عمل ممکن نہیں پس علم تعین حکم نص تو ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ غیر منصوصہ میں نص موجود نہیں اور منصوصہ متعارضہ غیر معلوم التقدیم والتاخیر میں تعارض ہوا' اور تقدیم وتاخیر کا علم نہیں' تعین ہو تو کیسے ہو؟ لہٰذا ان دونوں میں قیاس کی ضرورت پیش آئی۔ اول یعنی غیر منصوص میں نفس علم کے لئے اور ثانی یعنی منصوصہ متعارضہ غیر معلوم التقدیم والتاخیر میں تعین کے لئے' پس قیاس یا ہر شخص کا شرعاً معتبر ہو کہ جو کچھ کسی کی سمجھ میں آئے۔ یا بعض کا معتبر ہو۔ بعض کا نہیں' کل کا تو معتبر ہو نہیں سکتا۔

لقوله تعالیٰ ولو ردوه الی الرسول والیٰ اولی الامر منهم لعلمه الذین یستنبطونه منهم لہذا البعض کا معتبر ہوگا جس کا قیاس شرعاً معتبر ہے اس کو مجتہد ومستنبط کہتے ہیں اور جس کا قیاس شرعاً معتبر نہیں اس کو مقلد کہتے ہیں اور مقلد پر مجتہد کی تقلید واجب ہے۔ لقوله تعالیٰ و اتبع سبیل من اناب الی.

اب جاننا چاہئے کہ ائمہ اربعہ کے تاریخی حالات سے معلوم ہے کہ وہ من اناب الی کے عموم میں داخل ہیں۔ پس ان کا اتباع بھی ضروری ہوا' رہی یہ بات کہ مجتہد تو بہت سے گزرے ہیں کسی دوسرے کی تقلید کیوں نہ کی جائے اس کی وجہ یہ ہے کہ اتباع کے لئے علم سبیل (یعنی راستے کا معلوم ہونا) ضروری ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ائمہ اربعہ کے سوا کسی مجتہد کا سبیل جزئیات وفروع کی تفصیل کے ساتھ معلوم نہیں۔ کیونکہ کسی کا مذہب اس طرح مدون موجود نہیں تو پھر کسی اور کا اتباع کیوں کر ممکن ہے؟ لہٰذا ائمہ اربعہ میں سے ہی کسی کا اتباع کرنا ہوگا۔ ایک بات اور باقی رہی وہ یہ کہ ائمہ اربعہ میں سے ہی ایک کی تقلید کیوں ضروری ہے؟ یعنی تقلید شخصی کیوں واجب ہے۔ بلاتعین ائمہ اربعہ کے مذاہب کا اتباع کیوں کافی نہیں؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسائل دو قسم کے ہیں اول مختلف فیہا' دوم متفق علیہا' مسائل متفق علیہا میں تو سب کا اتباع ہوگا اور مختلف فیہا میں سب کا اتباع تو ہو نہیں سکتا۔ بعض کا ہوگا۔ بعض کا نہ ہوگا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ کوئی وجہ ترجیح ہو۔ سو اللہ نے اتباع کو انابت الی اللہ پر معلق فرمایا ہے' جس امام کی انابت الی اللہ زیادہ ہوگی اس کا اتباع کیا جائے گا۔ اب تحقیق زیادہ انابت کی بالتفصیل کی جائے گی یا اجمالاً' تفصیلاً یہ کہ مختلف فیہ فرع وجزئی میں دیکھا جائے کہ حق کس کی جانب ہے؟ اجمالاً یہ کہ ہر امام کے مجموعۂ حالات وکیفیات پر نظر کی جائے کہ غالباً کوئی حق پر ہوگا اور کس کی انابت زائد ہے؟ صورت اولیٰ میں حرج کے باوجود مقلد' مقلد نہ ہوا۔ بلکہ اپنی تحقیق کا متبع ہوا نہ کہ دوسرے کے سبیل کا اور یہ خلاف مفروض ہے پس صورت ثانیہ متعین ہوگئی کسی کو امام اعظمؒ پر ان کے مجموعہ حالات سے یہ ظن غالب ہوا کہ یہ منیب ومصیب ہیں' کسی کو امام شافعیؒ پر' کسی کو امام مالکؒ پر' کسی کو امام احمد بن حنبل پر اس لئے ہر ایک نے اسی کا اتباع کیا اور جب ایک کے اجمالاً انابت کا علم ہونے کی وجہ سے اتباع کا التزام کیا تو اب بعض جزئیات میں بلاوجہ قوی یا بلاضرورت شدیدہ اس کی مخالفت سے شق اول عود کرے گی اور اس کا بطلان ثابت ہو چکا ہے۔

پس اس تقریر سے چند مسائل ثابت ہوئے۔

۱۔ وجوب تقلید مطلقاً۔ ۲۔ تقلید ائمہ اربعہ خصوصاً۔ ۳۔ انحصار فی المذاہب الاربعہ۔

۴۔ وجوب تقلید شخصی۔ ۵۔ مقلد اپنے امام کے اقوال کی تقلید کرے گا۔

۶۔ اور ان مسائل پر عمل کرے گا جو اس کے امام نے قرآن کریم اور احادیث سے نکالے ہیں۔

۷۔ اور مقلد کو یہ حق نہیں کہ اقوال نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے خود مسائل کا استنباط کرے کیونکہ اس میں استنباط کی قوت نہیں جیسا کہ مقلد کی تعریف سے معلوم ہو چکا۔ البتہ مسائل منصوصہ ظاہر الدلالۃ غیر متعارضہ معلومۃ التقدیم والتاخیر میں نص کے موافق عمل کرے گا جیسا کہ پہلے گزرا۔ (فتاوی محمودیہ ص ۵۹۸ ج ۵)

تقلید شخصی اور تقلید مطلق کا ثبوت

سوال...... قاعدہ ہے کہ حکم مطلق کو مقید کرنا اور مقید کو مطلق کرنا' اپنی رائے سے تعدی حدود اللہ اور حرام ہے۔ اسی کو بدعت بھی کہتے ہیں مثلاً مجلس مولود کہ اہل بدعت نے مطلق ذکر کو مقید کر کے ایک مجلس ٹھہرائی۔ لہذا بدعت و حرام ہوئی۔ یا مجلس مولود میں قیام کہ مطلق ذکر خدا اور ذکر رسول مندوب ہے' مگر خاص ذکر مولود ہی پر مقید کرنا بدعت ہو گیا' ایصال ثواب مطلق تھا جب چاہو کرو' اہل بدعت نے اس کو مقید بقیود کر لیا ہے جو تعدی اور حرام ہے۔ علی ہذا تقلید مجتہد میں کہ حکم شرع مطلق ہے چاہے فرد مامور پر بلا تعین عمل کرے جس اہل ذکر مجتہدین سے چاہے دریافت کرے' کوئی قید شارع نے مقرر نہیں فرمائی' جو مقید کر لیا جائے البتہ نوع واحد پر عمل بوجہ سہولت واصلاح عوام وجوب کا عقیدہ لازم کئے بغیر مضائقہ نہیں کہ یہ مطلق ہی ہے' مگر وجوب مقرر کرنا تعدی حدود اللہ ہو کر حرام ہوگا' اور صرف مصلحتاً عمل کرنے کو وجوب کا عقیدہ کر لینا تغیر حکم شرع ہے اور مثلاً جو لوگ جہال مجتہدین کو برا کہیں وہ خود فاسق ہیں مگر حکم شرع کو ان کی وجہ سے مقید کرنا داخل تعدی ہوگا۔ ورنہ لازم ہوگا کہ جو جہال محدثین وحدیث کی توہین کریں اور ان کی وجہ سے وجوب شخصی کو غیر شخصی کر دیا جائے لہذا شخصی وغیر شخصی دونوں مامور اور داخل حکم مطلق ہیں اور عقیدہ وجوب کا نہ رکھے تو وہ مصیب ہے یا نہیں؟

جواب...... تقلید شخصی وغیر شخصی دونوں مامور من اللہ ہیں اور جس پر عمل کرے عہدۂ امتثال سے فارغ ہو جاتا ہے دراصل یہ مسئلہ درست ہے اور جو ایک فرد پر عمل کرے اور دوسرے پر عمل نہ کرے' اس میں دراصل کوئی عیب نہ تھا اور بوجہ مصلحت ایک پر عمل درست ہے پس فی الواقع اصل یہی ہے لہذا جو تقلید شخصی کو شرک کہتے ہیں وہ بھی گنہ گار ہیں کہ مامور من اللہ کو حرام کہتے ہیں اور جو بدون حکم شرع کے غیر شخصی کو حرام کہتا ہے وہ بھی گنہ گار ہے کہ مامور کو حرام کہتا ہے۔ دونوں ایک درجے کے ہیں اور سائل خود اقرار کرتا ہے کہ مطلق شرع کو اپنی رائے سے مقید کرنا بدعت ہے یہ قول اس کا درست ہے مگر حکم شرع سے اگر مقید کرے خواہ اشارتاً ہو یا صراحتاً اگر مقید کرے تو درست ہے پس اب سنو کہ تقلید شخصی کا مصلحت ہونا اور عوام کا اس میں انتظام رہنا اور فساد وفتنہ کا دفع ہونا اس میں ظاہر ہے اور خود سائل بھی مصلحت ہونے کا اقرار کرتا ہے لہذا استحسان اور عدم وجوب اسی وقت تک ہے کہ کچھ فساد نہ ہو' اور تقلید

غیر شخصی میں وہ فساد و فتنہ ہو کر تقلید شخصی کو شرک اور ائمہ کو سب و شتم اور اپنی رائے فاسد سے رد نصوص کرنے لگے جیسا کہ اب مشاہدہ ہو رہا ہے تو اس وقت ایسے لوگوں کے واسطے غیر شخصی حرام اور شخصی واجب ہو جاتی ہے اور یہ حرمت اور وجوب لغیرہ کہلاتا ہے کہ دراصل جائز و مباح تھا کسی عارض کی وجہ سے حرام اور واجب ہو گیا تو فساد عوام کی وجہ سے ہر ایک مجتہد ہو کر خرابی دین میں پیدا کرتا ہے خود مولوی محمد حسن بٹالوی ایسے مجتہدین جہلا کو فاسق لکھتے ہیں لہذا یہ تقلید مطلق کی نص سے کی گئی ہے۔ نہ بالرائے دیکھو جناب فخر عالم علیہ السلام نے قرآن پڑھنا سات زبانوں میں حق تعالیٰ سے جائز کرایا' مگر جب اس اختلاف لغات کے سبب باہم نزاع ہوا' اور اندیشہ باہم نزاع کا ہوا' تو باجماع صحابہ قرآن شریف کو ایک لغت قریش میں کر دیا گیا اور سب لغات جبراً موقوف کر دئیے گئے' دیکھو! یہاں مطلق کو مقید کیا' مگر بوجہ فساد امت کے' لہذا اجب کہ غیر شخصی تقلید کرنے میں فساد ظاہر ہے اس میں کسی کو بشرط انصاف انکار نہ ہوگا' تو اگر واجب لغیرہ شخصی کو کہا جائے گا اور غیر شخصی کو منع کیا جائے تو یہ بالرائے نہیں بلکہ بحکم نص شارع علیہ السلام ہے کہ رفع فساد واجب ہر خاص و عام پر ہے۔

الحاصل جو کچھ سائل نے لکھا ہے وہ درست ہے مگر یہ امر اس وقت تک ہے کہ فساد نہ ہو اور خواص کے واسطے ہے نہ عوام کے واسطے اور ایسی حالت موجودہ میں جو بچشم خود مشاہد ہو رہا ہے وجوب شخصی کا بالرائے نہیں۔ بلکہ بالنصوص ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۳۳)

ایک ہی شخص کے قول و فعل کو صحیح ماننا ثابت نہیں

سوال...... ایک شخص کا عمل ہر ایک مسئلے میں مذہب حنفیہ کے موافق ہے' اگر وہ تحقیق مسائل میں یہ بات لکھے کہ مسائل جزئیہ میں صحابہ و تابعین اور تبع تابعین میں اختلاف ہوتا رہا اور باوجود اس اختلاف کے ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھتے اور کسی کے عمل پر نکیر نہ فرماتے اور کوئی شخص یہ التزام کرے کہ ایک ہی شخص کے قول و فعل کو صحیح مانے اگرچہ حق بات اس کے خلاف ہی کیوں نہ ہو تو یہ بات اب تک ثابت نہیں ہوئی اور کسی اہل علم کا قول نہیں تو کیا ایسا شخص اس عبارت کے لکھنے سے حنفیت سے خارج ہو جائے گا یا نہیں؟

جواب...... یہ شخص اس عبارت کے لکھنے کی وجہ سے حنفیت سے خارج نہ ہوگا' کیونکہ حنفیت کتمان حق کا نام نہیں کہ اس بات کا قائل حنفی ہی نہ رہے' بہت سے حنفیہ اپنی اپنی معتبر کتابوں میں یہی لکھ گئے ہیں۔ (فتاویٰ عبدالحئی ص ۱۵۷)

مذہب خاص کی حقانیت کا دعویٰ کرنا

سوال...... زید اس بات کا قائل ہے کہ جتنے فرقے قرآن سے دلیل پکڑتے ہیں اگر ان میں

سے کوئی فرقہ کسی مختلف فیہ غیر قطعی مسئلے میں یہ دعویٰ کرے کہ ہمارا مذہب یقینی طور سے حق ہے اور علم باری میں بھی ہمارا ہی مذہب حق پر ہے تو اس کا دعویٰ صحیح نہیں کسی مذہب خاص کا یقینی ہونا تو کجا' اگر ظنی ہونے کا بھی دعویٰ کرے تو بھی صحیح نہیں' اور کسی مختلف فیہ مسئلے میں کسی فرقے کا حق ہونا ہم کو معلوم کیونکر ہوسکتا ہے' صحیح علم تو باری تعالیٰ کو ہے کہ کون سا فرقہ حق پر ہے اور کون غیر حق پر' کیونکہ حق تو دائر ہے تمام مذاہب کے درمیان' پس زید کا یہ قول سچ ہے یا جھوٹ؟ اور امور قطعیہ کون کون ہیں؟

جواب..... زید اپنے قول مذکور میں صادق ہے لیکن امور مختلف فیہا میں غیر قطعیہ کا ظنی ہونا دراصل دلائل پر موقوف ہے اگر دلائل ظنی ہیں تو یہ بھی ظنی ہوں گے ورنہ نہیں اور امور قطعیہ وہ ہیں جو دلائل قطعیہ سے ثابت ہوں جیسے وہ آیات قرآنی جن میں کوئی تاویل نہ کی گئی ہو اور وہ احادیث جو لفظاً و معناً متواتر ہوں اور اسی طرح امت محمدیہ کا اجماع۔ (فتاویٰ عبدالحئی ص ۱۵۷)

ائمہ اربعہ کا ماخذ قرآن وسنت ہے

سوال..... کیا اہل سنت والجماعت میں شامل ہونے کے لئے چار مذہبوں میں سے کسی ایک کا اتباع ضروری ہے اگر ضروری ہے تو کتاب وسنت سے ثابت کیا جائے کہ ائمہ اربعہ میں سے کس کا اتباع کرے' اسلام میں ان چار مذاہب کے لئے کیا دلیل ہے؟

جواب..... حضور اکرمؐ نے "ما انا علیه و اصحابی" کے طریق کو درست فرمایا ہے۔ یہ حکم تو اجمالی ہے پھر جو مذاہب تفصیل سے مدون ہوئے ان میں ائمہ اربعہ کے مذاہب "ما انا علیه و اصحابی" کے ساتھ زیادہ اوفق ہیں یہ استقرا مسائل اور تتبع دلائل سے ثابت ہے۔ ان چاروں میں سے جس محقق عالم نے تفتیش کر کے جس کے مذہب کو اقرب و اوفق پایا اسی کا اتباع کر لیا' اس مسئلے پر مستقل رسائل عربی' فارسی' اردو میں موجود ہیں۔ الاقتصاد' سبیل الرشاد' عقد الجید' خیر التنقید وغیرہ۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۵۸ ج ۱۵)

مذاہب اربعہ کو حق جانتے ہوئے قرآن وحدیث پر عمل کرنا

سوال..... ایک شخص مذاہب اربعہ کو حق جانتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ جو کچھ قرآن وحدیث میں ہے اسی پر عمل کرنا چاہئے' تو ایسے شخص کا شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب..... ایسا شخص دو حال سے خالی نہیں ہوگا یا تو مقلد ہوگا یا پھر مجتہد ہوگا' اب اگر وہ مقلد ہے تو مقلد پر تقلید واجب ہے اور اگر مجتہد ہے تو وہ قرآن وسنت سے استدلال کر سکتا ہے' لیکن عصر حاضر میں چونکہ کسی میں بھی اجتہاد مطلقہ کی صلاحیت موجود نہیں ہے اس لئے اس شخص کا خیال غلط ہے۔

لماقال العلامة الحصکفیؒ: وقد ذکروا ان المجتهد المطلق قد فقد. (الدر المختار علیٰ ھامش ردالمحتار ج ۱ ص ۷۷ مطلب فی طبقات الفقھاء) (لما قال العلامة الحصکفیؒ و قد ذکروا ان المجتهد المطلق قد فقد. قال السید احمدالطحطاوی له' فقد' وھو جائز الوجود لان فضل الله تعالیٰ لایقید بزمن دون زمن' (حاشیة الطحطاوی علی الدرالمختار ج ۱ ص ۵۱ مقدمة) (فتاویٰ حقانیه جلد ۲ ص ۲۶)

ہندوستان میں دوسرے ائمہ کی تقلید

سوال...... ائمہ اربعہ میں سے آپ کے نزدیک باعتبار قوت دلیل کے کس کا مذہب قوی ہے؟ اور باعتبار احتیاط کے کس کا۔ اور باعتبار سہولت کے کس کا؟

جواب...... یہ سوال جب کیا جا سکتا ہے جب دوسرے مذہب کی تقلید تام ممکن ہو اور ہندوستان میں یہ ممکن نہیں۔ (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۶۳) اس لئے یہ سوال فضول ہے۔ (م ع)

محقق عالم اور عامی کی تقلید کا حکم

مجتہد کیلئے دوسرے مجتہد کی تقلید کا حکم

سوال...... کیا حقیقتاً یہ امر علماء کے یہاں مسلم ہے کہ جو شخص بجائے خود مجتہد ہو اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ دوسرے کی تقلید کرے؟

جواب...... راجح قول یہی ہے کہ مجتہد کو دوسرے مجتہد کی تقلید کا حق حاصل ہے اس لئے کہ اجتهاد متجزی ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۹۰ ج ۱)

انتقال مذہب کا حکم

سوال...... بالفرض اگر عالم بالکتاب والسنۃ کسی معین مذہب کا التزام کر چکا ہو تو آیا وہ التزام کے بعد دوسرے مذہب فقہی میں کلی یا جزوی طور پر انتقال کر سکتا ہے یا نہیں؟ یا ہمیشہ کے لئے اس مذہب سے وابستہ رہے گا جس کا اس نے پہلے التزام کیا ہے؟

جواب...... جس اعتماد کی بنا پر ایک امام کی تقلید کی تھی اگر وہ اعتماد وسعت نظر وعلم کی بنا پر وہاں سے ختم ہو کر دوسرے امام کے ساتھ قائم ہو گیا ہے تو کلیتاً انتقال مذہب کی اجازت ہے۔

جزوی انتقال میں تلفیق کا مفسدہ ہے کذا فی الحموی۔ (فتاویٰ محمودیہ ۳۹۰ ج ۱)

عالم محقق کے لئے ترک تقلید کا حکم

سوال...... کوئی شخص اگر خود اجتہاد کے مرتبے پر فائز نہ ہو مگر کتاب وسنت کا عالم ہو اور سنن نبویہ میں بالغ نظر رکھتا ہو مختلف مذاہب کے فروعی مسائل میں تحقیق اور ترجیح کی بھی قابلیت رکھتا ہو ایسے عالم کے لئے ائمہ کی تقلید کی کیا صورت ہوگی؟ آیا وہ لازماً ہر حالت میں کسی معین مذہب کے ساتھ وابستہ رہے گا اور کسی حالت میں بھی اس کو مذہب غیر کی پیروی جائز نہ ہوگی اگرچہ وہ ایک ہی مسئلہ میں ہو یا اس کے لئے جائز ہے کہ مختلف مذاہب کے فروعیات پر تحقیقی نظر ڈال کر سب کا علمی جائزہ لے پھر ان فروعیات میں جو بھی مسئلہ اس کو کتاب وسنت کے زیادہ موافق معلوم ہو اس پر عمل کرے؟

جواب...... جب اس کا دامن اجتہاد سے خالی ہے تو اس کو وسعت نظر وعلم کے باوجود تقلید شخصی لازم ہے محض اپنی ذاتی تحقیق کی بناء پر دوسرے مذہب کی پیروی کا حق نہیں۔ تلفیق بالاجماع باطل ہے جیسا کہ درمختار میں ہے اس کا اجتہاد سے محروم ہونے کے باوجود کسی مسئلے کو اوفق بالکتاب والسنۃ قرار دینا اپنے منصب سے بڑھ کر بات ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۹۰ ج ۱)

متبحر عالم کا ترک تقلید کرنا

سوال...... اگر کسی عالم غیر مجتہد کا یہ نظریہ ہے کہ جو حکم کتاب اللہ میں ہوگا اس پر عمل کروں گا وہاں سے محرومی کی صورت میں احادیث پر وہاں بھی کامیابی نہ ہو تو مجتہدین کے عمل کے مطابق عمل کروں گا اور اگر وہاں سے بھی ناامیدی ہو تو پھر فقہ حنفی یا فقہ شافعی میں جو حکم ہوگا اس پر عمل کروں گا اب اگر یہ شخص اپنے کو اس حیثیت سے حنفی یا شافعی کہتا ہے اور اپنی رائے سے کوئی مسئلہ بیان نہیں کرتا نیز قرآن وحدیث کے سمجھنے میں اپنی رائے پر اعتماد نہیں رکھتا' تو ایسا شخص حق پر ہے یا نہیں؟

جواب...... ایسا عالم مسلک حق پر ہے بشرطیکہ ماہر کامل ہو اور ناسخ ومنسوخ' صحیح وموضوع اور ان کے تمام متعلقات سے پوری طرح واقف ہو اور یہی مسلک علماء سابقین اور فضلاء ماہرین کا تھا امام شعرانیؒ میزان میں فرماتے ہیں کہ ''میں نے اپنے شیخ علیؒ سے سنا' فرماتے تھے کہ تمام اکابرین علماء کے متعلق ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ انہوں نے کابر عن کابر ایک دوسرے کو ان کے علم' صحت اقوال اور ان کے مستندات ہی کی وجہ سے سپرد کیا ہے اور ان کی صحت پر اطلاع پائے بدون محض حسن ظن سے نہیں اور بعض اتباع مجتہدین جن کا مرتبہ عین شریعت کے مشاہدے تک پہنچا انہوں نے یہ کہا کہ ہر مجتہد مصیب ہے' جیسا کہ ابن عبدالبر مالکی اور شیخ ابومحمد جوینی اور ابومحمد نے ایک کتاب ''محیط''

کے نام سے تصنیف کی اور اس میں کسی خاص مذہب کی پابندی نہیں کی اور ایسے ہی شیخ عبدالعزیز نے ایک کتاب ''درر ملتقطہ فی مسائل مختلفہ'' تالیف کی۔ جس میں چاروں مذاہب پر فتویٰ دیا ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ شریعت محمدی کے اصول مثل چشمۂ جاریہ کے اور مذاہب متفرقہ اس چشمے سے نکلنے والی نہروں کے مانند ہیں۔ پس جس عالم کو مرتبہ اعلیٰ نصیب ہوا اور ائمہ اربعہ کے اصول سے پوری طرح واقف ہو تو اس کو کسی ایک امام متعین کے اتباع کی حاجت نہیں ہے اور نہ کتب فقہ کے مطالعہ کی' لیکن جس عالم کو یہ مرتبہ حاصل نہیں تو اس کو کسی امام متعین کے اتباع کے لئے ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کے اتباع کے بغیر چارہ کار نہیں ہے۔ عناد و فساد کا دفعیہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے' اہل حدیث (محدثین) پر نظر کرو' چونکہ یہ حضرات ائمہ اربعہ کے اصول سے پوری طرح واقف تھے صحیح اور غیر صحیح کو اچھی طرح جاننے والے تھے اس لئے اس کی ضرورت ہی نہ سمجھتے تھے کہ کتب فقہ کا مطالعہ کریں بلکہ ان کی تو یہ حالت تھی کہ اگر فقہ حنفی یا شافعی کا کوئی مسئلہ حدیث صحیح کے خلاف پاتے تو اس پر عمل ہی نہ کرتے' بخلاف ان کے بعد کے علماء کے کہ ان حضرات کو یہ مرتبہ نصیب ہی نہیں ہوا اس کے باوجود اگر کسی شخص کو شریعت غراء کے تمام اصول وضوابط کا علم ہو جائے تو پھر اس کو ان کتابوں کی ضرورت ہی نہیں اور اگر محض تعصب اور اس نظریے کے تحت کہ یہ ائمہ اربعہ مجتہدین خلاف شرع مسائل کا استخراج کرتے ہیں ان ائمہ کی تقلید نہیں کرتا تو گنہ گار ہوگا۔ (فتاویٰ عبدالحیٔ ص ۱۴۶)

عامی شخص کے لئے ترک تقلید یا انتقال مذہب کا حکم

سوال...... جو شخص کتاب وسنت کا عالم نہ ہو بلکہ عامی ہو ایسے عامی شخص کے لئے تقلید اور ایک مذہب فقہی سے دوسرے مذہب فقہی میں انتقال کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب...... اس کی اجازت نہیں یہ اتباع ہوا اور مذاق ہے۔ عقد الجید' انصاف' سبیل الرشاد' الاقتصاد' انتصار الحق' تیسیر' التقریر والتحریر میں تفصیلی دلائل مذکور ہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۹۰ ج ۱)

عارضی طور پر ترک تقلید کرنا

سوال۔ اگر کوئی شخص کسی ضرورت کے پیش نظر امام شافعیؒ کے مذہب کو چند دن کے واسطے اختیار کرلے' تو اس کے متعلق علماء دین کیا فرماتے ہیں۔ مثلاً کسی کو سعودی عرب جا کر پڑھنے کی خواہش ہو یا پڑھانے کی اور وہاں وہی مدارس ہیں جن میں ان کی اقتدا کی جاتی ہے اور وہ شرائط داخلہ سے ہے۔

جواب...... صورت مسئولہ میں ترک تقلید مذہب حنفی کی عارضی طور پر جائز نہیں۔

(فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

حنفی کو کسی اور کے قول پر عمل کرنا

سوال...... حنفی اگر امام ابو یوسف وزفر کے قول پر عمل کرے تو کیا اس صورت میں بھی وہ حنفی رہے گا بوقت ضرورت شوافع و مالکیہ کے قول پر (مثلاً مسئلہ مفقود) عمل کرنے سے حنفی رہے گا یا نہیں؟ جبکہ وہ دوسرے امام کے قول پر عمل کررہا ہے۔

جواب...... امام اعظمؒ کے اصول کو ان کے تلامذہ نے مفصلاً بیان کیا۔ اور ان پر مسائل متفرع ہوئے خواہ وہ مسائل امام اعظمؒ سے بالتصریح منقول ہوں یا نہ ہوں ان کو ماننے والا اور ان پر عمل کرنے والا حنفی ہے امام صاحب کے تلامذہ کے اقوال بھی امام صاحب ہی کے اقوال ہیں، خواہ وہ صراحتاً ہوں یا التزاماً۔ لہذا مواقع مخصوصہ میں ان پر عمل کرنے سے حنفیت سے خارج نہ ہوگا۔

بعض دفعہ واقعات اور حوادث کے تغیر سے حکم بدل جاتا ہے جیسے متاخرین نے دیکھا کہ اگر آج امام صاحب ہوتے تو فلاں مسئلے میں یہ حکم دیتے۔ لہذا متاخرین نے وہی حکم دیا کہ خواہ وہ امام شافعی کا قول ہو یا کسی دوسرے کا، اس قسم کا تغیر حج، نفل، صدقہ کی افضلیت وغیرہ کا خود امام صاحب کے زمانے میں بھی ہوا ہے۔ لہذا اس سے حنفیت میں فرق نہیں آتا۔ (فتاوی محمودیہ ص ۳۹۱ ج ۱)

موضع ضرورت میں دوسرے مذہب پر عمل کرنا

سوال...... کیا موضع ضرورت میں دوسرے مذہب پر عمل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... موضع ضرورت میں دوسرے مذاہب پر عمل کرنا جائز ہے مگر اس ضرورت کا تعین اکابر علماء کریں گے جیسے زوجہ مفقود الخبر میں امام مالکؒ کے مذہب پر فتویٰ عندالضرورت دینا جائز ہے۔

لما قال العلامة ابن عابدینؒ و قد کان بعض اصحابنا یفتون بقول مالک فی هذه الحالة للضرورة (ردالمحتار ج ۳ ص ۵۰۹ کتاب المفقود، مطلب الافتاء بمذهب مالک) ایضاً قال لوافتی مفت بشئی من هذه الافعال للضرورة طلباً للتیسیر کان حسناً. (ردالمحتار ج ۱۰ ص ۷۴ مطلب لایجوز العمل بالضعیف الخ) (لما قال العلامة عبدالعزیز الفرهاروی رحمه الله' اذا اشتدت الحاجة فیجوز الرجوع الیٰ قاضی مذهب آخر یفتی بحاجته و هذه الفوائد مماتحفظ (النبراس ص ۷۳ تقلید المجتهد) (فتاویٰ حقانیه جلد ۲ ص ۲۷)

غیر معین مذہب کی تقلید کرنا

سوال...... اگر کوئی جاہل کسی متعین امام کی تقلید کو لازم نہیں سمجھتا' بلکہ ائمہ اربعہ میں سے ہر ایک کو اپنا پیشوا خیال کرتا ہے اور اپنے زمانے کے ہر دین دار اور متقی عالم کے کہنے کے مطابق عمل کرتا ہے تو ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

جواب...... مذہب معین کی تقلید کے وجوب کے بارے میں ہر زمانے کے علماء میں اختلاف رہا ہے' بعض حضرات تو مذہب معین کی تقلید کو واجب کہتے ہیں اور بعض علماء کا مسلک مختار یہ ہے کہ مذہب معین کی تقلید ضروری نہیں' ہر شخص کو مکمل اختیار ہے کہ جس مذہب پر چاہے عمل کرے مگر دوسرے مذہب کی تحقیر اور تعصب کو اس میں دخل نہ ہو ورنہ واجب التعزیر ہے۔

فی زماننا عوام کو اس مسلکے سے روکا جائے اور مذہب معین کی تقلید کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ ان کے لئے نہیں ہے کیونکہ ان کو اگر اختیار دے دیا جائے تو مسائل دینیہ میں فتنہ پیدا ہو جائے گا اور ائمہ کبار خصوصاً امام اعظمؒ پر طعن کا دروازہ کھل جائے گا اور ہر شخص یہی کہے گا کہ ان کے مذہب سے ہم کو کیا واسطہ؟ ہمارے لئے تو سنت رسول اللہ کافی ہے اور ان بے چاروں کو یہ پتا نہیں کہ ان مذاہب کی تقلید در حقیقت کلام اللہ کی تقلید ہے ارشاد باری **فاسئلوآاھل الذکر ان کنتم لاتعلمون** اس بات پر شاہد و گواہ ہے کہ جس عالم کو جاہل لوگ اپنا مقتدا مقرر کرلیں خواہ وہ کتنا ہی بڑا متقی کیوں نہ ہو مگر ائمہ سابقین اس عالم سے بدرجہا افضل ہیں' اور اس عالم کی تقلید ان ائمہ کے مقابلے میں غیر اولیٰ ہوگی۔

پس اگرچہ محققین کے نزدیک مختار مسلک یہی ہے کہ مذہب معین کا اختیار کرنا واجب نہیں' لیکن ہمارے زمانے کے عوام کے لئے مسلک مختار اور فتویٰ یہی ہے کہ مذہب معین کی تقلید کو واجب یا مستحسن کیا جائے جیسا کہ بعض کا مسلک یہی ہے اور ان عوام کو اختیار کی اطلاع نہیں کرنی چاہئے البتہ اگر عالم ماہر' متقی' متدین' غیر متعصب اپنے اختیار کے مطابق عمل کرے تو اولیٰ اور احسن ہے۔ (فتاویٰ عبدالحیٰ ص ۱۴۹)

قول امام حدیث کے خلاف نہیں ہوسکتا

سوال...... امام صاحب کے قول کے مقابل حدیث صحیح ہو راوی تقریباً چار سے زائد ہوں اور راوی ثقہ ہوں راویوں کی بالکل ایک دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح حدیث بیان کرتے ہیں اور حدیث بخاری شریف کی ہے تو ایک شخص امام کا قول ترک کرکے احادیث پر عمل

کرتا ہے تو اب آپ سے فتویٰ چاہتا ہے۔

جواب...... یہ بات تو ممکن ہے کہ امام اعظم نے جو مسئلہ بیان فرمایا ہے بخاری شریف کی کوئی حدیث اس کے خلاف ہو لیکن یہ نہیں ہوسکتا کہ امام اعظم کا مسئلہ بلا دلیل ہو اتنا غور کیجئے کہ صحیح حدیث جب کسی مسئلے میں موجود ہو تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک رائے (قیاس) جائز نہیں پھر یہ کہنا کہ ان کا قول محض رائے اور قیاس ہے جو کہ حدیث کے خلاف ہے غلط اور امام صاحب کے اصول کے خلاف ہے جو کہ تہمت ہے رائے کا حاصل تو یہ ہے کہ جو مسئلہ نص (آیت یا حدیث) میں موجود ہو امام اعظم اس کے لئے علت تلاش کرتے ہیں تا کہ جن مسائل سے نص ساکت ہے اور ان میں وہ علت موجود ہے تو حکم نص کو وہاں متعدی کر دیا جائے اس کا فائدہ یہ ہے کہ حکم نص زیادہ سے زیادہ عام ہو جائے امام بخاری نے بھی اس کو اپنی صحیح میں ثابت کیا ہے لہٰذا جس مسئلے میں نص موجود ہوگی وہاں امام اعظمؒ رائے اور قیاس کو دخل ہی نہیں دیں گے بلکہ نص پر عمل کریں گے بعض کوتاہ نظر کسی ایک حدیث کو دیکھ کر کہنے لگتے ہیں کہ امام اعظمؒ کا فلاں قول مطلقاً حدیث کے خلاف اور محض رائے پر مبنی ہے یہ ان کی کوتاہ نظری یا عناد ہے۔

صحیح بخاری مجموعی حیثیت سے اعلیٰ کتاب ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ ان کی ہر حدیث دیگر کتابوں کی ہر ہر حدیث سے اعلیٰ ہو۔ بلکہ ہوسکتا ہے کہ دوسری کتاب کی حدیث مثلاً جس پر امام اعظمؒ کا قول مبنی ہے وہ بخاری شریف کی حدیث سے اعلیٰ ہو۔ شیخ ابن ہمامؒ نے فتح القدیر میں اس پر بحث کی ہے نیز عمدۃ القاری میں ہے کہ ان تمام احادیث کے صحیح قرار دینے کا دعویٰ جن کو بخاری نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے نا قابل التفات ہے۔ اس لئے کہ کلیت کا دعویٰ دلیل قطعی کا محتاج ہے۔

لہٰذا یہ دعویٰ کرنا کہ امام اعظمؒ کا قول حدیث کے خلاف اور محض رائے پر مبنی ہے۔ یہ خود دعویٰ بلا دلیل ہے بلکہ خلاف دلیل ہے جو اپنے علم ناقص یا عناد سے پیدا ہوا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۸۸ ج ۱)

اختلافی مسائل میں کیا مقلد کو ترجیح کا حق ہے؟

سوال...... مسائل فقہیہ میں ادلہ کی بنا پر متاخرین علماء کو تنقید و ترجیح کا حق ہے یا نہیں؟ حالانکہ مولوی معین الدین صاحب حنفی لکھتے ہیں کہ حدیث سے استنباط کرنا مجتہد کا کام ہے مقلد کی شان یہ نہیں کہ کسی حدیث سے تمسک کر کے کوئی حکم بیان کرے اگر کوئی مقلد استنباط کے در پے ہو جائے تو پھر فرمایئے کہ اس میں اور غیر مقلد میں کیا فرق ہے؟ کیا مولانا موصوف کا فرمانا صحیح ہے؟

جواب...... مسائل فقہیہ کی بہت کافی تنقیح ہو چکی۔ ادلہ قائم کر دی گئیں، راجح مرجوح کو بیان کر

دیا گیا اب براہ راست استدلال کی ضرورت نہیں رہی۔ صرف تتبع کر کے راجح اور مفتی بہ کو نقل کرنا مقلد کا منصب ہے۔ خواہ وہ راجح قول امام ہو خواہ قول صاحبین وغیرہ ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۴۵ ج ۱)

شرعی رخصتوں پر عمل کرنے کو عادت بنالینا

سوال...... جو شخص شرعی رخصتوں پر عمل کرنا اپنا طریقہ اور عادت بنالے وہ مبتدع ہے یا نہیں؟

جواب...... اگر یہ شخص لہو ولعب اور مذہب سے لاپروائی کی وجہ سے رخصتوں کو تلاش کرتا ہے تو بالاجماع حرام ہے مثلاً ایک حنفی لہو کی وجہ سے شطرنج کھیلنے میں امام شافعیؒ کے مذہب کو اختیار کرتا ہے اور اگر لہو کے خیال سے نہ ہو تو اس کا متلاشی مبتدع نہ ہوگا۔ مگر عوام کو اس سے منع کیا جائے گا عالم متقی کے کر لینے میں مضائقہ نہیں۔

''حضرت عمیر فرماتے ہیں کہ میں نے ستر سے زیادہ صحابہ کو پایا' میں نے ان سے زیادہ سہولت پسند اور شدت اختیار نہ کرنے والا کسی کو نہیں پایا اور ابراہیم کا قول ہے کہ جب دو حکم تیرے سامنے آئیں' تو ان میں سے آسان کو اختیار کر' قرآن میں ہے اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی چاہتے ہیں سختی نہیں چاہتے ان آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ مذاہب اربعہ میں رخصتوں کو تلاش کرنا بشرطیکہ قرآن وسنت مشہورہ اور اجماع سلف وقیاس جلی کے مخالف نہ ہوں حسن ہے البتہ متاخرین فقہا اس کے مخالف ہیں' بعض نے تو فسق کہہ دیا۔ (فتاویٰ عبدالحئی ص ۱۴۶)

مسلمان ہونے کے لئے حنفی وغیرہ ہونا شرط نہیں

سوال...... مسلمان ہونے کے لئے مذہباً حنفی یا شافعی ہونا خدا اور رسول نے شرط قرار دیا ہے یا نہیں؟ اور کیا پیغمبر' صحابہ اور اماموں کے وقت میں بھی لوگ حنفی یا شافعی کہلاتے تھے؟ اور اماموں نے اپنی تقلید کرنے کو کہا یا نہیں؟ اور پیغمبر کے بعد ایک صدی تک تمام مسلمان کسی شخص معین اور امام معین کی تقلید نہیں کرتے تھے' تو کیا اس دور کے غیر مقلد صحابہ وتابعین اچھے اور سچے مسلمان تھے یا ان کے بعد کے مقلدین حنفی یا شافعی کہلانے والے؟ حدیث وقرآن کے عاملین پر ناراض ہونے والے اچھے ہیں' اور پیغمبر نے صحابہ اور تابعین کے زمانے کو اچھا کہا ہے یا نہیں؟ اور مابعد کے زمانے میں جھوٹ اور گناہ پھیلنے کی خبر دی ہے یا نہیں؟

جواب...... حنفی وغیرہ ہونا مسلمانی میں شرط نہیں کیا گیا۔ اور پیغمبر' اصحاب' اور امام کے وقت میں مسلمان حنفی' شافعی وغیرہ الفاظ کے ساتھ موسوم نہ تھے اماموں نے اپنے قول کی تقلید کی اجازت

دی ہے بشرطیکہ وہ قول قرآن وسنت کے خلاف نہ ہو۔ اصحاب وتابعین کے دور کے مسلمان ظاہر ہے کہ اعلیٰ وافضل تھے ان لوگوں سے جو متدین علماء اور قرآن وسنت کے خلاف پر عمل کرنے والوں سے ناراض ہیں اور پیغمبر صاحب نے صحابہ وتابعین اور تبع تابعین کے دور کو اچھا کہا ہے اور مابعد کے زمانے میں جھوٹ اور گناہ کے پھیلنے کی خبر دی ہے۔ (فتاویٰ عبدالحئی ص ۱۵۴)

جماعت اہل حدیث کا بیان

اہل سنت والجماعت کی تعریف

سوال...... اہل سنت والجماعت کی تعریف مطلوب ہے۔

جواب...... اہل سنت والجماعت میں تین لفظ ہیں' ایک لفظ ''اہل'' ہے جس کے معنی افراد اور گروہ کے ہیں' دوسرا لفظ ''سنت'' ہے جس کے معنی طریقے کے ہیں' تیسرا لفظ ''جماعت'' ہے جس سے جماعت صحابہ مراد ہے۔

پس اہل سنت والجماعت اس گروہ کا نام ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کے طریقے پر ہو۔ (خیر الفتاویٰ ص ۱۷۳ ج ۱)

مذاہب اربعہ میں انحصار اجماع امت سے ثابت ہے

سوال...... چار مذاہب میں انحصار کے کیا معنی ہیں؟ کیا پانچواں مذہب باطل ہے؟

جواب...... مذاہب اربعہ میں سے ہر مذہب اپنے اصول وفروع برہان ودلیل کے ساتھ منضبط اور صاف شکل میں ہمارے سامنے موجود ہے ہر ایک بدون کسی الجھن کے اس پر عمل کر سکتا ہے ''یہ بات کسی اور امام سفیان ثوری' امام اوزاعی وغیرہ کے مذہب کو حاصل نہیں'' پس مذاہب اربعہ کے اسی شیوع اور تحریر وضبط کے پیش نظر متاخرین نے اجماع کیا ہے کہ اب مذاہب اربعہ میں انحصار ہے اور کسی پانچویں مذہب کو پکڑنا باطل ہے اور مدون ومحرر نہ ہونے کی وجہ سے دیگر کسی مجتہد کے مذہب پر عمل جائز نہیں۔ (خیر الفتاویٰ ص ۲۷۲-۲۷۳)

غیر مقلدین اہل سنت میں داخل ہیں یا نہیں؟

سوال...... اہل حدیث جو تقلید شخصی کو ناجائز کہتے ہیں داخل سنت والجماعت ہیں یا نہیں؟ یا فرق ضالہ روافض وخوارج کی طرح ہیں؟ ان کے ساتھ مجالست' مناکحت' اور ان کے ہاتھ کا ذبیحہ اور ان کی اقتدا میں نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

جواب...... مسائل فرعیہ میں کتاب وسنت واجماع وقیاس مجتہدین سے تمسک کر کے اختلاف کرنے سے خارج از اہل سنت نہیں ہوتا۔ البتہ عقائد میں خلاف کرنے سے یا فروع میں ادلہ اربعہ کوترک کرنے سے خارج از اہل سنت ہو جاتا ہے اور مبتدع کی اقتدا مکروہ تحریمی ہے۔ اس قاعدے سے سب فرقوں کا حکم معلوم ہو گیا۔ (امداد الفتاویٰ ص ۴۹۳ ج ۴)

اہل حدیث کی جماعت کب سے نکلی؟

سوال...... اہل حدیث کی جماعت کب سے نکلی؟

جواب...... حدیث پر عمل کرنے کا معمول تمام عمر سے تھا۔ جب سے حضورؐ کی بعثت ہوئی تمام ائمہ کا عمل حدیث پر ہے۔ اور ائمہ مجتہدین کے مسائل قرآن وحدیث ہی سے ماخوذ ہیں لیکن وہ حضرات مجتہد ہونے کی وجہ سے ناسخ ومنسوخ سے واقف تھے اور چند صدیوں سے ایک فرقہ پیدا ہوا ہے جو کہ خود علم نہیں رکھتا کہ مسائل کا استنباط کر سکے اور تقلید کو شرک کہتا ہے۔ درحقیقت یہ فرقہ گمراہ ہے۔ اپنے کو عامل بالحدیث بتاتا ہے۔

وجوب تقلید کے متعلق بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ الاقتصاد سبیل الرشاد وغیرہ رسائل بھی اسی مضمون کی تفصیل میں ہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۹۲ ج ۱)

اہل حدیث کا حکم

سوال...... عامل بالحدیث حق پر ہیں یا نہیں؟

جواب...... جو شخص اجتہاد کی اہلیت رکھتا ہے اس کو تمام احادیث سامنے رکھ کر ان سے مسائل نکالنے کا حق ہے مگر اس زمانے میں اتنی اہلیت تمام عالم سے مفقود ہے۔ جیسا کہ صدیوں سے تجربہ ہو رہا ہے لہٰذا بجز تقلید چارہ نہیں جو شخص تقلید چھوڑ کر اجتہاد کا دعویٰ کرتا ہے اور مسائل استنباط کرنے کا مدعی ہے وہ جھوٹا ہے۔ معمولی مسائل کے دلائل سے اس کی تکذیب کی جا سکتی ہے۔ نیز اگر ائمہ دین مجتہدین کو سب وشتم بھی کوئی شخص کرے تو وہ فاسق بالیقین اور فقہاء کی بڑی جماعت ایسے شخص کی تکفیر بھی کرتی ہے اور یہ مرض عام غیر مقلدین میں پھیلا ہوا ہے۔ الا ماشاء اللہ پھر ایسی جماعت کو کیسے کہا جا سکتا ہے کہ وہ حق پر ہے۔ رہا نفس عمل بالحدیث یہ کوئی مذموم چیز نہیں۔ بلکہ عین مطلوب ہے۔ ما آتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا الآیۃ مگر ہر شخص کو اتنی اہلیت نہیں کہ مقدم ومؤخر ناسخ ومنسوخ وغیرہ کو معلوم کر سکے۔ اس لئے تقلید کا حکم دیا جاتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۹۲ ج ۱)

اہل حدیث کے ساتھ تعصب اچھا نہیں

سوال...... اگر کوئی غیر مقلد ہمارے پاس جماعت میں کھڑا ہو اور رفع یدین اور آمین بالجہر کرتا ہو تو اس کے پاس کھڑے ہونے سے ہماری نماز میں تو کچھ خرابی نہ آئے گی۔ یا ہماری نماز میں بھی کچھ فساد واقع ہوگا؟

جواب...... کچھ خرابی نہ آئے گی۔ ایسا تعصب اچھا نہیں وہ بھی عامل بالحدیث ہے۔ اگرچہ نفسانیت سے کرتا ہو۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۳۹)

غیر مقلد علما کو پیچھے برا کہنا

سوال...... غیر مقلد مثل مولوی نذیر حسین یا مولوی محمد حسین بٹالوی وغیرہ نیچریان مثل سید احمد و مسٹر محمود وغیرہ کو پیچھے برا کہنا یا الفاظ سخت وست کہنے یا ان کے معاونین کے سامنے جائز ہے یا نہیں؟ اور مکروہ ہے تو تحریمی یا تنزیہی؟

جواب...... جو غیر مقلدین ائمہ کو سب (یعنی گالی) سے یاد کریں ان کو برا کہنا اس وجہ بالا سے درست ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۳۸)

ائمہ اربعہ کے مذاہب
اور بعض مقلد و غیر مقلد علماء کا بیان

ائمہ اربعہ پر بعض افترائات کی حقیقت

سوال...... مشہور ہے کہ امام شافعیؒ کے نزدیک شطرنج کھیلنا' بلکہ اس پر مداومت کرنا بھی حلال ہے اور امام احمد بن حنبلؒ کے یہاں بھنگ کا استعمال جائز ہے اور اسی طرح امام اعظمؒ کے یہاں جوش دی ہوئی شراب جائز ہے اور امام مالکؒ کے یہاں لواطت جائز ہے اس کا کیا جواب ہے؟

جواب...... یہ اقوال بالکل غلط اور بے بنیاد ہیں۔ اور ائمہ پر بہتان ہے۔

تفصیل یہ ہے کہ امام شافعیؒ کے نزدیک اگرچہ شطرنج فی نفسہ حرام نہیں۔ لیکن کراہت سے بھی خالی نہیں ہے اور اس پر مداومت کرنا گناہ صغیرہ ہے۔ بشرطیکہ اس میں مال وغیرہ نہ ہو۔ اور اس میں مال اور قمار بھی ہو تو حرام ہے مطلقاً اس کے جواز کی نسبت کرنا بالخصوص جب کہ اس میں مال بھی ہو تو امام شافعیؒ پر بہتان ہے اور اسی طرح امام احمد بن حنبلؒ کی طرف بھنگ کی حلت کی نسبت

کرنا صحیح نہیں کیونکہ بھنگ جس کو عربی میں حشیش اور ورق القنب کہتے ہیں ائمہ اربعہ کے زمانے میں تھی ہی نہیں۔ مدت دراز کے بعد اس کا وجود ہوا۔ اور مذاہب اربعہ کے تمام فقہانے اس کی حرمت کا فتویٰ دیا اور جوش دی ہوئی شراب کی حلت کے اگرچہ بعض اقوال ہیں مگر وہ مردود اور غیر مقبول ہیں اور ان کی نسبت امام کی طرف کرنا بہتان ہے اور امام مالک کی طرف حلت لواطت کی نسبت کرنا بھی بہتان واتہام ہے۔ (فتاویٰ عبدالحئی ص ۱۶۰)

ائمہ اربعہ میں اختلاف کیوں ہے؟

سوال......اس امر کا کیا سبب ہوا کہ مفتیوں یعنی امام اعظمؒ وغیرہ کے اقوال میں اختلاف ہوا؟

جواب......علماء میں اس وجہ سے اختلاف ہوتا ہے کہ بعض علماء کا عمل ظاہر آیت وحدیث پر ہوتا ہے اور بعض علماء آیت و حدیث میں تاویل کرتے ہیں تو یہ اختلاف فی الواقع اصول میں اختلاف نہیں ہوتا۔ بلکہ سلف کا یہ قول ہے اختلاف العلماء رحمة یعنی علماء کے اختلاف میں رحمت ہے اس کلام سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ سب علماء بذات خود حق پر ہیں بخلاف فرقہ خلافیہ کے کہ ان کے علماء میں اصول میں اختلاف ہے کیونکہ فرقہ خلافیہ کے علماء میں سے کوئی اس کا قائل ہے کہ ہمارے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ہوئی اور دوسرا کہتا ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو پیغمبری ملی اور بعضے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خدا کہتے ہیں۔ (فتاویٰ عزیزی ص ۲۹ ج ۱)

ائمہ اربعہ کے مذاہب کا انکار کرنا

سوال......جو شخص مذاہب اربعہ کا انکار کرے اور کسی مذہب کے اختیار کرنے کو برا سمجھے اور کتب حدیث کے اتباع کا دعویٰ کرے۔ تو ایسا شخص مبتدع ہے یا نہیں؟

جواب......اصحاب مذاہب خواہ ابوحنیفہؒ ہوں یا شافعیؒ امام مالک یا امام احمد بن حنبلؒ کسی نے بھی تدوین مذاہب اور استخراج مسائل خلاف شرع نہیں کئے۔ ہر ایک امام کے پاس مستند دلائل موجود ہیں اور ان کے اختلاف کی بنیاد یہ ہے کہ آیات قرآنی اور احادیث کے سمجھنے میں اختلاف ہو گیا۔ کسی تعصب یا قیاس کو شریعت پر مقدم کرنے کی وجہ سے ایسا نہیں ہوا۔ تمام ائمہ شرع پر قیاس کو مقدم کرنے سے پاک اور معصوم ہیں اور اگر کوئی شخص اس کی نسبت کرتا ہے تو وہ کاذب اور افترا پرداز ہے۔ بعض متبعین احناف کو اصحاب الرائے کہتے ہیں مگر ان کا قول سراسر غلط ہے اور اگر اصحاب الرائے ہیں تو میرے خیال میں تو یہ حنفیہ کی تعریف ہے۔ کیونکہ یہاں پر رائے سے خاص رائے

دقیق مراد ہے۔ فی الحقیقۃ اصحاب حنفیہ دقیق رائے رکھنے والے ہیں۔ حافظ ابن حجر شافعی فرماتے ہیں کہ مذہب حنفی میں اصول وقواعد جس طرح ضبط کئے گئے وہ ہمارے مذہب شافعی میں نہیں ہیں۔

پس حق تعالیٰ نے متعصبین کی زبان سے اصحاب حنفیہ کی تعریف اس طرح ظاہر فرمادی کہ وہ لوگ اس کا مطلب بھی نہ سمجھ سکے۔

حاصل کلام یہ کہ مذاہب مدونہ مروجہ آیات قرآنی' سنت رسول' اجماع وقیاس کے خلاف نہیں ہیں ہرایک مسئلے کی اصل ادلہ اربعہ میں مل جائے گی لہذا اگر کوئی شخص مذاہب اربعہ کا انکار کرے وہ کافر ہے اس لئے کہ اس نے دین کی توہین کی اور اگر اس کو صرف یہ اعتقاد ہے کہ یہ مذاہب خلاف شرع اور خلاف نصوص ہیں مگر انکار نہیں کرتا تو وہ مخطی ہے (غلطی پر ہے۔

اب ذرا غور کرنا چاہئے کہ اگر ائمہ مجتہدین مسائل موجودہ کی تحقیق اور تدوین نہ کرتے تو تمام عالم گمراہ ہوجاتا اور کسی کو احکام شرع کی ہوا بھی نہ لگتی کیونکہ بہت سے احکام ظاہر نصوص وآیات سے مستنبط نہیں ہوتے۔ پس ان مذاہب کو برا سمجھنا درحقیقت احسان فراموشی ہے۔ اور کتب حدیث کے اتباع کا دعویٰ کرنے والا اگر فی الحقیقت حسن وصحیح حسن وضعیف ناسخ ومنسوخ میں امتیاز کرسکتا ہے اور محدثین سابقین کی طرح آیات قرآن اور احادیث وروایات کی شرح پر قادر ہے اور قرآن وحدیث سے متعلقہ تمام ضروری علوم میں مہارت تامہ رکھتا ہوتو وہ یقیناً قابل مدح وستائش ہے مگر موجودہ زمانہ میں ایسے شخص کا وجود عنقا ہے آٹھویں صدی میں بہت سے لوگ ان صفات سے متصف تھے اور اس کے بعد نویں صدی میں علامہ سیوطی خاتمۃ الحفاظ ہوئے ہیں اور دسویں صدی میں بعض علماء مثلاً ملا علی قاریؒ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ محدثین سابقین کے مطابق تھے مگر اس کے بعد سے دروازہ بالکل بند ہوگیا اور اس وقت سے لے کر آج تک کوئی ایسا شخص نہیں ہوا جو کہ حدیث صحیح اور ضعیف میں کماحقہ امتیاز کرسکے۔ چہ جائیکہ اس میں مہارت تامہ رکھتا ہو۔ ہمارے زمانے میں تو محدث اس کو کہتے ہیں جو صحاح ستہ کا درس دے اور حدیث کے مطالب کو عام فہم کردے۔

(علامہ تاج الدین سبکی صاحب کشف الظنون کی عبارت نقل فرمانے کے بعد) ذرا غور کرو اور آنکھیں کھولو۔ جب کہ دسویں صدی سے پہلے سبکی کے زمانے کا یہ حال ہے تو آج ہماری کیا کیفیت ہوگی۔ اس زمانے کے محدثین جو اپنے کو مجددین سمجھ کر مذاہب حقہ کو باطل سمجھتے ہیں یہ لوگوں کو گمراہ کرنے والے ہیں کیونکہ اگر فقہ حنفی یا شافعی کے کسی مسئلے کی سند صحاح میں نہیں پاتے تو فوراً کہنے لگتے ہیں کہ ابوحنیفہ نے یا شافعی نے اس مسئلے میں حدیث کی مخالفت کی اور ان بے چاروں کو یہ پتا بھی نہیں کہ فن حدیث صحاح ستہ میں منحصر نہیں۔ کتب حدیث بے شمار تصنیف کی گئیں تو صحاح میں

سند نہ ملنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوگا کہ کتاب میں ہے ہی نہیں۔ (فتاویٰ عبدالحیٔ ص ۱۴۷)

مذاہب اربعہ کی مخالفت کا حکم

سوال..... آج کل غیر مقلد اور مقلد اور دیگر جماعتوں کے لوگ مذاہب اربعہ اوران کی تقلید کو شرک کہتے ہیں اوران کی مخالفت کرتے ہیں تو کیا مذاہب اربعہ کی مخالفت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... چاروں مذاہب پر علماء امت کا اجماع منعقد ہو چکا ہے ان سے خروج کرنا اور ان کی مخالفت کرنا صحیح نہیں بلکہ موجب گناہ ہے۔

قال العلامة ابن نجیمؒ: وما خالف الائمة الاربعة فهو مخالف للاجماع (الاشباه والنظائر ص ۱۳۱) (قال العلامة احمد المعروف بملاجیونؒ: وقد وقع الاجماع علیٰ ان الاتباع انما یجوز للاربع......... و کذا لایجوز الاتباع لمن حدث مجتهداً مخالف لهم. (التفسیرات الاحمدیة ص ۳۴۶ سورة آل عمران)

ومثله فی التفسیر المظهری ج ۲ ص ۶۴ سورة آل عمران. (فتاویٰ حقانیه جلد ۲ ص ۳۲)

ائمہ اربعہ کے علاوہ کسی اور کی تقلید کرنا

سوال..... صاحب مذاہب اربعہ تابعی تھے یا تبع تابعی؟ ان مذاہب اربعہ کے سوا کسی پانچویں مذہب پر عمل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... امام مالکؒ شافعیؒ احمد بن حنبلؒ تینوں تبع تابعی تھے اور امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں اختلاف ہے بعض حضرات کے نزدیک امام صاحب تابعی تھے۔ تجنیس اور مزید دونوں کتابوں میں ہے۔ صح ان ابا حنیفة کان من التابعین روی عن عدة من الصحابة انتهی اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ امام اعظمؒ کے زمانے میں چند صحابہ حیات تو تھے مگر امام صاحب کو ملاقات اور زیارت کا موقع نہ ملا۔ اس لئے تبع تابعی ہوئے۔ بہر حال ائمہ اربعہ نے انتہائی جدوجہد اور مشقت سے مسائل کا استخراج قرآن وحدیث اور اجماع سے کیا اور جس مسئلے میں نص صریح نہ ملی تو شرائط کا لحاظ کر کے اجتہاد کیا اور کسی امام نے ایسا نہیں کیا کہ حدیث صریح چھوڑ کر اپنی رائے کے مطابق عمل کیا ہو۔ اب اس زمانے میں ہم لوگوں کو مجتہد کی تقلید کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ اوراس پر بھی اجماع ہو گیا کہ مذاہب اربعہ کے سوا کسی پانچویں مذہب کا اتباع نہیں کرنا چاہئے۔ (فتاویٰ عبدالحیٔ ص ۱۵۹)

آئمہ اربعہ کے مذاہب کے بارے میں کیا عقیدہ ہونا چاہئے؟

سوال...... درمختار میں ہے کہ "جب ہمارے اور مخالف مذہب کے بارے میں سوال کیا جائے تو ہم وجوباً کہیں گے کہ ہمارا مذہب درست ہے۔ خطا کا احتمال نہیں ہے۔ اور ہمارے مخالف کا مذہب خطا ہے اور درست ہونے کا احتمال ہے اور جب ہمارے معتقد کے بارے میں سوال ہو تو ہم کہیں گے کہ حق وہ ہے جس پر ہم ہیں اور باطل وہ ہے جس پر ہمارا مقابل ہے۔ اس میں اشکال یہ ہے کہ کیا مذہب حنفیہ کے علاوہ تینوں مذاہب کے بطلان کا عقیدہ رکھنا واجب ہے یا نہیں؟ اور اس مسئلے میں کیا اعتقاد ہونا چاہئے؟

جواب...... امام نسفیؒ نے آخر مصفی میں اس قول کو نقل کیا اور عمل کرنے والوں نے اس پر عمل بھی کیا۔ لیکن بظاہر یہ صحیح نہیں بلکہ یہ ایک قول ضعیف پر مبنی ہے اور صحیح مسلک واجب الاعتقاد یہ ہے کہ مسائل خلافیہ میں نفس الامر اور حق دائر ہوتا ہے مجتہدین کے درمیان۔ یعنی ان میں سے ایک لاعلی التعیین حق ہوتا ہے۔ البتہ ظاہری اعتبار سے ہر ایک حق ہوتا ہے ان میں سے کسی ایک پر عمل کرنے سے مواخذہ نہیں ہوگا۔ (فتاویٰ عبدالحیؒ ص ۱۴۳)

مولانا سید نذیر حسن صاحب کو برا کہنا

سوال...... مولانا سید نذیر حسن صاحب کو جو لوگ مردود اور خارج اہل سنت والجماعت جانتے ہیں اور لامذہب کہتے ہیں آیا یہ کہنا ان کا صحیح ہے یا نہیں؟ اور ایسے لوگ فاسق بدکار ہیں یا نہیں؟ اور مولانا صاحب کے عقائد واعمال اہل سنت کے موافق ہیں یا نہیں؟ اور حضرت سلمہ کے عقائد اور مولانا صاحب کے عقائد میں کچھ فرق ہے یا متفق ہیں۔ گو بعض جزئیات میں یا اکثر میں تخالف ہو تو یہ کچھ ایسا امر نہیں جس کی وجہ سے ان کو ایسا گمان کیا جائے۔

جواب...... بندے کو ان کا حال معلوم نہیں اور نہ میرے ساتھ ان کی ملاقات ہے۔ لیکن لوگ ان کے حال کے بیان میں مختلف ہیں اگرچہ ان کو مردود اور اہل سنت سے خارج کہنا بھی بے جا ہے عقائد مقلد وغیر مقلد سب متحد ہیں۔ البتہ اعمال میں مختلف ہوتے ہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۳۸)

غیر مقلدوں میں کیا برائی ہے؟

سوال...... غیر مقلدوں میں کیا برائی ہے؟ جواب...... مجتہدین کو برا کہنا اور تقلید کو شرک جاننا' مسلمان مقلدوں کو مشرک جاننا' نفسانیت سے عمل کرنا برا ہے اور حدیث پر عمل کرنا لوجہ اللہ تعالیٰ اچھا ہے۔ سب حدیث ہی پر عامل ہیں' مقلد ہوں یا غیر مقلد۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۳۷)

ائمہ پر طعن کرنے والے کو برا نہ جاننا

سوال...... جو شخص ائمہ مجتہدین پر' اور مقلدین پر طعن کرنے والے کو برا نہ جانے' بلکہ ان کی تعریف کرے اور ان کو بزرگ ہی جانے وہ شخص بدعقیدہ ہے یا نہیں؟

جواب...... طعن کرنے والا ائمہ مجتہدین پر فاسق ہے اور جو شخص طعن کرنے والوں کو بزرگ جانے اس وجہ سے وہ بھی فاسق ہے اور اگر طعنہ کرنے والے میں کوئی صفت دینی ہو اور اس وجہ سے اس صفت میں اس کو بزرگ جانے تو معذور ہے۔ بشرطیکہ اس صفت طعن کو اس کی برائی جانتا ہے اور اگر باوصف اس کے اس صفت شنیع طعن کو بھی اچھا جانے تو وہ مثل اس کے ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۳۸)

امام ابوحنیفہؒ مجتہد تھے یا مقلد؟

سوال...... امام ابوحنیفہؒ مجتہد تھے یا مقلد؟ اور کسی کی تقلید کرتے تھے یا نہیں؟

جواب...... حضرت امام بڑے درجے کے مجتہد تھے اور بہت بڑے محدث بھی تھے۔ مجتہد کے لئے قرآن' حدیث' آثار' تاریخ' لغت' قیاس میں ماہر ہونا ضروری ہے۔ ابن حجر نے لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ نے چار ہزار مشائخ وتابعین وغیرہم سے علم حاصل کیا ہے۔ علامہ ذہبی نے امام اعظمؒ کو محدثین کے طبقات حفاظ میں شمار کیا ہے۔ خود مجتہد مطلق تھے۔ قرآن وحدیث کو سامنے رکھ کر خود ان سے مسائل نکالتے تھے۔ کسی کے مقلد نہ تھے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۸۹ ج ۵)

امام ابوحنیفہؒ تابعی ہیں

سوال...... امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تابعی ہیں یا تبع تابعی اور آپؒ نے کس صحابی کو دیکھا ہے؟

جواب...... امام ابوحنیفہؒ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے' اس زمانہ میں کافی تعداد میں صحابہؓ حیات تھے اس لئے آپؒ نے کئی صحابہ کی زیارت کی ہے جن میں حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں۔ اس لئے آپؒ تابعی ہیں اور یہی جمہور علماء کی رائے ہے۔

لما قال الملاعلی القاریؒ: قد ثبت رویته بعض الصحابة واختلف فی روایته عنهم والمعتمد ثبوتها......... فهو من التابعین الاعلاء (مقدمة اعلاء السنن) ج ۴ الفصل الاول

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی مرویات کی تعداد

سوال...... کیا یہ صحیح ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سترہ حدیثوں (قال العلامة ابن الجوزی

رحمه الله: انما رأى انس بن مالک بعينه (العلل المتناهية ج ۱ ص ۱۲۸ باب الکفالة برزق التفقه) ومثله في ردالمختار ج ۱ ص ۶۴ مطلب في اختلف فيمامن رواية الامام عن الصحابةؓ) سے زیادہ نہیں جانتے تھے جیسا کہ ابن خلدونؒ نے ذکر کیا ہے؟

جواب..... جو کوئی بھی یہ کہتا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سترہ حدیثوں سے زیادہ نہیں جانتے تھے وہ غلط کہتا ہے اور اس کا یہ کہنا مندرجہ ذیل وجوہات سے باطل ہے:۔

(۱) امام ابوحنیفہؒ باتفاق امت مجتہد ہیں اور خود ابن خلدونؒ کا کہنا ہے کہ مجتہدین کا استنباط قرآن وسنت سے ہوتا ہے تو اگر کوئی سترہ حدیثوں سے مجتہد بن سکتا تو آج ہر اہل حدیث مجتہد ہوتا۔

لماقال ابن خلدونؒ: ولاسبيل الىٰ هذ المتقدفى كبار الاسمه ملان الشريعة انما توخذ من الكتاب والسنة (مقدمہ ابن خلدون ج ۱ ص ۳۷۱)

(۲) ابن خلدونؒ نے یہ قول یقال سے ذکر کیا ہے جو صیغہ تمریض ہے پھر خود ہی اس کا رد بھی کیا ہے۔

(۳) صرف امام ابویوسفؒ نے "کتاب الآثار" میں امام ابوحنیفہؒ کی روایات کی تعداد ۱۰۶۷ ذکر کی ہے۔

(۴) امام ابوحنیفہؒ کی اپنی مسند موجود ہے جس میں ہزاروں روایات درج ہیں۔

(۵) امام ذہبیؒ نے آپؒ کو حفاظ میں ذکر کیا ہے اور حافظ وہ ہوتا ہے جو ایک لاکھ حدیثیں جانتا ہو۔

(۶) **وقال محمد بن سماعةؒ: ان الامام ذكر فى تصانيفه نيفاوسبعين الفاً حديث وانتخب الآثار من اربعين الف حديث**

(مقدمات اعلاء السنن ج ۱ ص ۱۹۲ الفصل التاسع فى تراجم ائمتنا الثلاثة)

اس لئے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ پر اس قسم کا بے جا اعتراض کرنا بغض وحسد کی علامت ہے۔

(فتاویٰ حقانیہ جلد ۲ ص ۲۸)

امام صاحبؒ کے حق میں بعض اشعار کا حکم

سوال..... درمختار میں ابن المبارک کے چند ابیات ہیں۔

وقد قال ابن ادريس مقالا — صحيح النقل فى حكم لطيفة

بان الناس فى فقه عيال — على فقه الامام ابى حنيفة

فلعنة ربنا اعدادرمل — على من رد قول ابى حنيفة

اس میں چند چیزیں قابل نظر ہیں' کیا واقعی یہ قول امام شافعیؒ کا ہے' اور اس کی کوئی سند صحیح ہے؟ رد کے معنی منتخب اللغات میں لوٹ جانا اور لوٹا دینا اور واپس بلانے کے آتے ہیں' تو اس جگہ رد کے کیا معنی ہوں گے؟ اسی طرح لعن کے معنی ہیں رحمت سے دور کر دینا اور نفرت کرنا' اس جگہ کیا

مطلب ہوگا؟ کیا کسی کے لئے ایسی لعنت کرنا جائز ہے؟ کیا قول امام کے رد کرنے والے پر لعنت کا ثبوت کسی مستند دلیل سے ثابت ہے؟

جواب ......ابن المبارک کے مذکورہ اشعار میں امام شافعیؒ کا قول منقول ہے اور لعنت امام شافعی کی جانب سے نہیں۔ بلکہ ابن المبارک کی طرف سے ہے۔ خطیب نووی اور ابن حجر جیسے محدثین حضرات کا اتفاق ہے کہ امام شافعیؒ فرماتے ہیں "**من اراد ان یتبحر فی الفقه فھو عیال ابی حنیفة**" امام شافعیؒ کا یہ قول مشہور ہے اور کتب نقاد میں مکتوب اور اسی قول کو ابن المبارک نے نظم کر دیا ہے۔

اصل اشکال فلعنۃ ربنا میں ہے کیونکہ کسی مسلمان متبعین پر اس کے مرنے کے بعد بلکہ کافر متبعین پر بھی لعنت کرنا جائز نہیں اور ائمہ اربعہ میں فرق مراتب نا قابل انکار ہے پس خاص امام ابوحنیفہؒ کے قول کو رد کرنے والا کیوں لعنت کا مستحق ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ لعنت کے ایک معنی لغوی تو یہ ہیں کہ اللہ کی مطلق رحمت سے محروم ہو جانا۔ تو ایسی لعنت مسلمان پر جائز نہیں۔ البتہ ایک معنی یہ ہیں کہ اس رحمت خاصہ سے محروم ہو جاتا جس کا تعلق صلحا اور اتقیا سے ہوتا ہے اور اس معنی کے لحاظ سے فساق و فجار پر لعنت جائز ہوگی اور احادیث صحیحہ میں شراب پینے پلانے والے وغیرہ رشوت دینے لینے والے سود کا مال کھانے والے وغیرہ پر لعنت کی گئی ہے۔ صحاح ستہ میں نظر کرنے سے حقیقت حال واضح ہو جائے گی اس لحاظ سے قول ابی حنیفہ کو رد کرنا موجب فسق ہونے کی وجہ سے لعنت کا سبب ہو سکتا ہے اور اس رد سے مطلق مراد نہیں' بلکہ جس رد کا منشا امام کی تحقیر اور اس کے اصل رتبے سے گرانا مقصود ہو اور طعنہ زنی پیش نظر ہو کہ جس سے اس امام کے مقلدین کو تکلیف پہنچے جیسا کہ آج کل عوام کالانعام بلکہ خواص کالعوام کا یہی حال ہے اور ظاہر ہے کہ جس رد میں سب و شتم ہو تو اس کی وجہ سے رد کرنے والا فاسق و فاجر ہوگا اور اس پر معنی ثانی کے اعتبار سے لعنت کرنا جائز ہے اور ان اشعار مذکورہ میں کسی شخص معین پر لعن نہیں بلکہ غیر معین پر جس کے جواز میں کوئی شبہ نہیں۔ (فتاویٰ عبدالحئی ص ۱۴۳)

اہل سنت کے امام کتنے ہیں؟

سوال ......اہل سنت والجماعت کے امام کتنے ہیں؟ اور ان کے نام کیا کیا ہیں؟

جواب ......اہل سنت والجماعت کے اصل میں تو تمام صحابہ و تابعین اور ائمہ مجتہدین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر چلنے والے ہیں سب ہی امام ہیں لیکن جن سے فقہ مرتب ہوا' اور جزئیات فتاویٰ زیادہ منقول ہوئے وہ چار امام مشہور ہیں۔ ابوحنیفہؒ امام مالکؒ امام شافعیؒ امام احمد بن حنبلؒ۔ (امداد المفتین ص ۱۴۵)

غوث اعظمؒ مذہباً کون تھے؟

سوال...... غوث اعظم مذہباً حنفی تھے یا حنبلی؟ اور مذہب حنبلی اختیار کرنے سے پہلے کون سا مذہب تھا؟ اور کیا ایک مذہب کو چھوڑ کر دوسرے مذہب کو اختیار کرنے سے لازم آتا ہے کہ ان میں سے پہلے کو بھی جانتے تھے اور دوسرے کو بھی یا لازم نہیں آتا؟ اس مسئلے کی تحقیق بلا تعصب کے تحریر فرمائیں۔

جواب...... شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ غوث اعظمؒ پہلے شافعی تھے اور بعد میں حنبلی مذہب اختیار کیا' ایسے شخص کے لئے ایک مذہب کو چھوڑ کر دوسرا مذہب اختیار کرنا جائز ہے اور کسی مذہب کو اختیار کرنے سے دوسرے مذہب کو جاننا لازم نہیں آتا۔ (فتاویٰ عبدالحیٔ ص ۱۵۸)

مذہب غیر پر عمل کرنا' اور شاہ ولی اللہ صاحبؒ کا مسلک

سوال...... جو شخص حنفی کہلا کر بعض مسائل اختلافیہ میں اپنی تحقیق کی بنا پر شوافع یا حنابلہ کے مسائل پر عمل کرے تو وہ حنفیت سے نکل جائے گا یا نہیں؟ حالانکہ امام شاہ ولی اللہ صاحبؒ انفاس العارفین (ص ۷۰) میں لکھتے ہیں۔

"واضح رہے کہ شاہ عبدالرحیم صاحب دہلویؒ اکثر مسائل میں مذہب حنفی پر عمل کرتے تھے ہاں بعض مسائل میں حسب حدیث یا مذہب غیر کی قوت کی وجہ سے اس کو ترجیح دیتے تھے۔ منجملہ ان کے امام کے پیچھے قرأت فاتحہ کرتے تھے اور جنازے میں بھی"

نیز شاہ صاحبؒ کے مکتوبات میں ہے۔

"بقدر امکان مذاہب مشہورہ کے درمیان جمع کرنے کی کوشش کرتا ہوں مثلاً روزہ' نماز' وضو' غسل' حج وغیرہ ایسے طریقے سے ادا کرتا ہوں کہ جو طریقہ تمام مسلکوں میں صحیح ہو اور جب جمع متعذر ہو جائے تو دلیل کی رو سے اور حدیث صریح کے موافق جو مذہب اقوی ہوتا ہے اس پر عمل کرتا ہوں۔"

تو شاہ عبدالرحیم صاحبؒ اور شاہ ولی اللہ صاحبؒ اپنے مسلک مذکورہ کی بنا پر مقلد تھے یا غیر مقلد؟ اور ان کو باوجود حنفی ہونے کے ایسا کرنا درست تھا یا نہیں؟

جواب...... اگر کوئی حنفی اپنی وسعت نظر جودت فہم باطن' یا کسی اور داعیہ قویہ کی بنا پر کسی دوسرے امام کی دلیل قوی سمجھ کر اس پر عمل کرے تو وہ شخص حنفیت سے خارج نہیں ہوگا۔ اور قوت داعیہ کے موافق وہ شخص معذور ہوگا اور دوسروں کو اس کا اتباع جائز نہ ہوگا اور اس کی نظیریں مذاہب اربعہ میں موجود ہیں۔ ابن ہمام کی ابحاث کو ان کے تلمیذ خاص قاسم بن قطلو بغا نے ناقابل اعتنا قرار دیا ہے۔ ابن حجر مکی نے لکھا ہے کہ فقہ شافعی میں زکوٰۃ کے متعلق تین مسائل ایسے ہیں جن میں

...حنفی کے موافق فتویٰ دیا جاتا ہے' زکوٰۃ کا منتقل کرنا' صرف ایک شخص کو زکوٰۃ دینا اور صرف ایک صنف کو زکوٰۃ دینا امام غزالیؒ نے احیاء میں پانی کی طہارت میں امام مالکؒ کے مذہب کو پسند کیا ہے' فقہاء احناف نے مسئلہ مفقود میں امام مالکؒ کا مسلک اختیار کیا ہے۔

شاہ عبدالرحیم حنفی تھے' فتاویٰ عالمگیری کی تدوین میں وہ بھی شریک تھے اور جگہ جگہ اصلاحات بھی فرمائی ہیں شاہ ولی اللہ بھی مقلد اور حنفی تھے' بعض حضرات کو ان کی مختلف عبارات سے اس کے خلاف وہم ہوتا ہے مگر اسی کتاب میں (ص ۴۸' ۵۲' ۱۰۵) میں حنفی مذہب کو ترجیح دی ہے' اصل یہ ہے کہ تقلید کرنا نہیں چاہتے تھے اور یہ طبعی چیز تھی۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کسی مشاہدہ میں ان کو اس پر مجبور کیا گیا۔ جیسا کہ اور بھی بعض اشیاء پر خلاف طبع مجبور کیا گیا۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ میری فطری صلاحیت تقلید سے منکر ہے اور اس سے اعراض کرتی ہے لیکن میری طبیعت کے خلاف از راہ تقلید مجھے اس پر مجبور کیا گیا (فیوض الحرمین ص ۶۴) اس میں مذاہب اربعہ میں سے کسی کی تخصیص نہیں کی گئی۔ بلکہ دائر رکھا گیا ہے۔ لیکن (ص ۴۸' ۶۲' ۱۰۵) میں ترجیح موجود ہے۔

جن مسائل میں دیگر مذاہب کی رعایت موجود ہو اس میں خروج عن الخلاف کو فقہاء نے مستحب لکھا ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحبؒ کا عام طریقہ یہی ہے مگر بعض مسائل میں انہوں نے اپنی تحقیق پر عمل کیا ہے۔

ایک کتاب پر اپنے دستخط کے ساتھ انہوں نے ''حنفی'' خود بھی تحریر فرمایا ہے جس پر بادشاہ وقت کے بھی دستخط ہیں اور وہ کتاب خدا بخش لائبریری پٹنہ بہار میں محفوظ ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۴۵ ج ۱۰)

شاہ اسماعیل شہیدؒ کا مسلک کیا تھا؟

سوال...... جو لوگ کہ حضرت اسماعیل شہیدؒ کو غیر مقلد کہتے ہیں کہ مجتہدینؒ کی تقلید نہیں کرتے تھے' آپ کے نزدیک یہ قول صحیح ہے یا نہیں؟ اور مولانا کی تالیفات سے اس امر کی تصریح ہو سکتی ہے یا نہیں؟

جواب...... بندے نے جو کچھ حال سنا ہے وہ یہ ہے کہ جب تک حدیث صحیح غیر منسوخ ملی اس پر عمل کرتے تھے اگر نہ ملتی تو امام ابو حنیفہؒ کی تقلید کرتے تھے اور بندے نے ان کی زیارت نہیں کی جو مشاہدہ اپنا لکھوں۔ اور ان کی تصانیف سے بھی غالباً یہی نکلے گا۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۴۰)

مولانا عبدالحیؒ مقلد تھے

سوال...... آپ مقلد ہیں یا غیر مقلد' اور تقیہ کرنا جائز سمجھتے ہیں یا نہیں؟

جواب ...... ہم مقلد ہیں اور تقیہ کرنا جائز نہیں سمجھتے۔ (فتاویٰ عبدالحیؒ ص ۱۵۶)

حرمین میں تقلید ہے یا نہیں؟

سوال...... مسلمانوں کی دین داری کے اعتبار سے مکہ معظمہ اور مدینہ معظمہ اسلام کا دیس ہے یا نہیں؟ اور وہاں تقلید جاری ہے یا نہیں؟

جواب...... مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اسلام کے دیس (شہر) ہیں۔ اور وہاں تقلید جاری ہے۔ (فتاویٰ عبدالحیٔ ص ۱۵۶)

متفرقات

تقلید و اجتہاد

کوئی مجتہد اختلاف کرے تو مسئلہ اجماعی نہ ہوگا

سوال...... اگر کوئی مجتہد کسی مسئلے میں خلاف کرے اور کہے کہ اس پر اجماع نہیں ہوا' کیونکہ اجماع نام ہے ایک زمانے کے تمام مجتہدین کا کسی مسئلہ میں اتفاق کرنے کا اور میں بھی مجتہد ہوں اس زمانے کا اور اس مسئلے میں میری رائے دوسرے مجتہدین کے خلاف ہے تو ایسی صورت میں یہ مسئلہ جس پر اکثر مجتہدین کا اتفاق ہے دوسرے مخالف مجتہد کے حق میں اجماعی ہوگا یا نہیں؟

جواب...... اس مجتہد کے حق میں جو اپنے اجتہاد کی وجہ سے مخالفت کر رہا ہے' یہ مسئلہ اجماعی نہ ہوگا۔ (فتاویٰ عبدالحیٔ ص ۱۵۷)

مسائل فقہیہ میں تعارض کے وقت ترجیح کا طریقہ

سوال...... جب فقہی مسائل میں تعارض ہو تو ان میں صورت تطبیق کیا ہے؟ اور جب شیخین و طرفین و صاحبین میں اختلاف ہو تو فتویٰ کس کے قول پر دیا جائے؟ ردالمختار میں ہے۔ **المقرر عندنا انه لایفتی ولایعمل الا بقول الامام الاعظم ولایعدل عنه الی قولهما او قول احدهما الا بضرورة کمسئلة المزارعة** ص ۵۳ ج ۱)

جواب...... رسم المفتی میں اصول تطبیق و ترجیح کو بیان کیا ہے کہ باب عبادات میں قول امام راجح ہے۔ باب قضا میں امام ابو یوسف کا' اور ذوی الارحام کے مسائل میں امام محمد کا قول راجح ہے اور چند مسائل کے علاوہ فقہا نے استحسان کو قیاس پر راجح کیا ہے اور بھی اصول ہیں ردالمختار کے سوال میں نقل کردہ عبارت میں اور اس کے پس و پیش میں ان ضوابط کی شرح موجود ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی ضوابط ہیں۔ جن پر علامہ شامی نے خوب بسط سے کلام کیا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۲۵ ج ۱۰)

اجماع اور قیاس کا حجت ہونا

سوال...... اجماع امت اور قیاس مجتہد کا ماننا کہاں سے واجب ہوا؟

جواب...... لاتجتمع امتی علی الضلالة (الحدیث) اجماع قطعی ہونے کی دلیل ہے۔ فاعتبروا یاآولی الابصار قیاس کی حجت ہے اور بہت دلائل ہیں اہل علم پر واضح ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۳۵)

مسائل شرعیہ کس دلیل کی حیثیت رکھتے ہیں؟

سوال...... ادلۂ شرع چار ہیں۔ کتاب اللہ' سنت' اجماع' قیاس' سوال یہ ہے کہ مسائل فقہیہ عملیہ کس دلیل شرعی کی حیثیت رکھتے ہیں؟ ان مسائل کو قرآنی درجہ دیا جائے' یا حدیث نبوی درجے میں رکھا جائے یا اجماعی رکھا جائے یا قیاسی سمجھا جائے؟

جواب...... جس طرح ادلۂ شرعیہ کی ایک حیثیت نہیں' اسی طرح ان سے ثابت شدہ مسائل کی بھی ایک حیثیت نہیں۔ پھر ثبوت کے لاحق ہونے میں بھی بہت تفاوت ہے۔ اس لئے ان ادلہ کی تقسیمات متعددہ کر کے ہر تقسیم کے اقسام اور ان کے احکام کی تفصیلات کو اصول فقہ کی کتابوں میں بیان کیا گیا ہے۔ بعض مسائل فقہیہ درجہ میں قرآن کریم کے ہیں' بعض درجہ حدیث میں ہیں بعض درجہ اجماع میں اور بعض درجہ قیاس میں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۴۴ ج ۱۰)

پاکستان میں دوسرے مذاہب کی تقلید کا حکم

سوال: جناب مفتی صاحب! کیا پاکستان میں علاوہ مذہب حنفی کے مذہب شافعی یا دوسرے مذاہب کی تقلید کرنا جائز ہے یا نہیں؟ جبکہ یہاں ان پر عمل کرنے سے فتنہ وفساد کا ہر وقت خطرہ رہتا ہے اور نہ ہی یہاں ان مذاہب کو کوئی جانتا ہے؟ جواب: مذاہب اربعہ (حنفی' شافعی' مالکی' حنبلی) کی حقانیت پر پوری امت کا اجماع ہے مگر جہاں جہاں جو مذہب رائج ہو اسی کی تقلید کی جائے گی دوسرے مذہب کی تقلید نہیں کی جائے گی خصوصاً اس وقت جبکہ فتنہ وفساد کا خطرہ ہو تو کسی دوسرے مذہب کی تقلید کرنا جائز نہیں۔

لما قال الشیخ شاہ ولی اللہ الدهلویؒ: فاذا کان جاهل فی بلادالهند و بلاد ماوراء النهر و لیس هناک عالم شافعی و لامالکی ولا حنبلی ولا کتاب من کتب هذه المذاهب وجب علیه ان یقلد لمذهب ابی حنیفة و یحرم علیه ان یخرج من مذهبه لانه حینئذیخلع من عنقه ربقة الشریعة و یبقی سدی مهملاً (الانصاف مع کشاف ص ۷۰' ۷۱ ہندوستان میں جہلا پر تقلید ابوحنیفہؒ واجب ہے) (فتاویٰ حقانیہ جلد۲ ص ۳۱)

الحمدللہ جلد۲ ختم ہوئی